15

سلسلة خدمة الحديث النبوی

اردو شرح

عُمدۃ الاحکام

من کلام خیر الانام

الإمام الحافظ عبد الغنی المقدسی رحمہ اللہ

۵۴۱ــــ ۶۰۰ھ

ترجمہ وشرح وتخریج: حافظ فیض اللہ ناصر حفظہ اللہ

تقریظ: شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنّہ

پبلیکیشنز لاہور

فہرست مضامین

❖ ❖ ❖ ❖

عرضِ ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّــلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ ، أَمَّا بَعْد!

اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ، مکمل دین ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدة : ٣)

''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت پوری کر دی، اور اسلام کو بحیثیت دین تمہارے لیے پسند کر لیا۔''

اسلام دین فطرت ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (الروم: ٣٠)

''پس (اے میرے نبی!) آپ یکسو ہو کر دین اسلام پر قائم رہیے، یہ اللہ کا وہ دین فطرت ہے جس کے مطابق اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے، یہی سچا اور صحیح دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔''

اسلام کی جملہ جزئیات اور تفصیلات قرآن مجید اور احادیث رسول میں موجود ہیں۔ حدیث قرآن مجید کی تشریح و تفسیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تشریعی اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ اللہ کی طرف سے امر و نہی اور تحلیل و تحریم صرف یہی نہیں جو صرف قرآن میں بیان ہوئی ہیں۔ بلکہ وہ سب ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے حرام یا حلال قرار دیا۔

﴿يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ﴾ (الاعراف : ١٥٧)

''وہ (رسول) لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ اور اُن کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور خبیث اور گندی چیزوں کو حرام کرتے ہیں، اور اُن بارہائے گراں اور بندشوں کو ان سے ہٹاتے ہیں جن میں وہ پہلے سے جکڑے ہوئے تھے۔''

اس طرح وہ تمام اقدامات جو قرآن کی تفسیر یا قرآن سے زائد تشریح کے لیے کیے گئے ہیں ان کی حیثیت منزل من اللہ کی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی کتاب اللہ کی مقتضیات کی عملی تشریح و تعبیر تھی۔

﴿وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡہِمۡ﴾ (النحل : ٤٤)

''اے نبی! اور ہم نے یہ ذکر تمہاری طرف اس لیے نازل کیا کہ تم لوگوں کے لیے واضح کر دو اس تعلیم کو جو ان کی طرف اُتاری گئی۔''

خود حضور ﷺ پر وحی کی ابتدا حدیث کی تنزیل سے ہوئی اور آپ کی حیات مبارکہ میں جبریل علیہ السلام سے آخری مکالمہ بھی حدیث کی صورت میں وقوع پذیر ہوا۔ اس ضمن میں قرآنِ مجید کی اس آیت مبارکہ پر توجہ مطلوب ہے:

﴿اِنَّاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ کَمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی نُوۡحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ ۚ وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ وَ الۡاَسۡبَاطِ وَ عِیۡسٰی وَ اَیُّوۡبَ وَ یُوۡنُسَ وَ ہٰرُوۡنَ وَ سُلَیۡمٰنَ ۚ وَ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ﴿۱۶۳﴾﴾ (النساء : ١٦٣)

''بے شک ہم نے آپ پر وحی اُتاری ہے، جیسے نوح اور ان کے بعد کے دوسرے انبیاء پر اُتاری تھی، اور جیسے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر وحی اُتاری تھی، اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی۔''

تمام انبیاء علیہم السلام کو جس ذریعے سے ہدایت کا پیغام اور احکامات عطا کیے گئے، وہ سب وحی کے علاوہ کچھ اور نہ تھے، بیسیوں روایات میں احادیث کو لکھنے، سیکھنے، سکھانے اور دوسروں تک پہنچانے کی تلقین موجود ہے:

((تَسْمَعُوْنَ مِنِّیْ وَیُسْمَعُ مِنْکُمْ ، وَیُسْمَعُ مِمَّنْ یَّسْمَعُ مِنْکُمْ)) [1]

''تم لوگ مجھ سے سنتے ہو، دوسرے لوگ تم سے سنا کریں گے۔ اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے اور پھر ان سے اور لوگ سنیں گے۔''

((نَضَّرَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَعَاھَا ، ثُمَّ أَدَّاھَا إِلٰی مَنْ لَمْ یَسْمَعْھَا .)) [2]

''اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو رونق اور روشنی عطا فرمائے، جس نے میری بات سنی، اور پھر یاد رکھی، اور پھر وہ بات اس شخص تک پہنچا دی، جس نے اسے نہیں سنا۔''

مذکورہ بالا حدیث شریف میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دعا فرمائی گئی جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کی حفاظت کرتے اور ضبط میں رکھتے اور پوری صحت اور اتقان کے ساتھ دوسروں تک پہنچا دیتے۔ حفاظت حدیث اور مبلغین حدیث کے لیے رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ حفظ حدیث اور تبلیغ حدیث و نشر حدیث آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا اور دلی

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب العلم، رقم: ٣٦٥٩۔ سلسلة الأحاديث الصحيحة ، رقم: ١٧٨٤۔

[2] شرف أصحاب الحديث للخطيب، رقم: ٢٠۔ موافقة الخبر الخبر للحافظ ابن حجر: ١/ ٣٧١۔ وقال هٰذا الحديث صحيح التن .

چاہت ہے۔

﴿وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ (التوبہ : ٦٢)

''اللہ اوراس کے رسول زیادہ حق دار ہیں کہ انہیں راضی رکھا جائے۔''

ایک عرصہ سے ''عـمـدۃ الاحکام'' کے ترجمہ اوراحادیث کی علمی توضیح وشرح کی ضرورت محسوس ہورہی تھی۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے ''ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز'' نے اس ضرورت کومحسوس کیا اوراسے پورا کرنے کی سعی کی ہے۔اللہ تعالیٰ جزائے خیرعطا فرمائے ہمارے فاضل دوست حافظ فیض اللہ ناصر حفظہ اللہ کوجنہوں نے ترجمہ اورتشریح کاعلمی کام احسن طریقہ سے سرانجام دیا اوراس میں مزید حسن پیدا کرنے کے لیے اوراسے خوب تر بنانے کے لیے راوی حدیث کا تعارف،مشکل الفاظ کے معانی، ہرکتاب کے ابتداء میں خلاصہ، احادیث سے ثابت شدہ احکام ومسائل پوری تحقیق سے بیان کیے ہیں تاکہ عربی زبان سے ناواقف لوگ اس سے کامل طور پرمستفید ہوسکیں۔محترم جناب شبیرصدیق صاحب نے دن رات کی ان تھک محنت سے اس پرنظر ثانی، تصحیح وتنقیح کا فریضہ انجام دیا اوربیش قیمت مفیداورعلمی وتحقیقی فوائد ومسائل کا اضافہ کیا۔

یہاں پرہم بھائی محمد رمضان محمدی کے شکرگزار ہیں جن کی کاوش سے یہ کام پایا تکمیل کو پہنچا۔اورایسے ہی ہم اپنے مربی اورعصر حاضر کی بہت بڑی شخصیت فضیلۃ الشیخ علامہ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکرگزار ہیں جو اپنی مصروفیات کے باوجودادارہ کی سرپرستی کررہے ہیں،ان کی ترغیب، تشـجیـع اوراشراف کا ہی نتیجہ ہے کہ کتب حدیث زیورِطباعت سے آراستہ ہوکرمنظرعام پرآرہی ہیں۔اورساتھ میں علمی واصلاحی تقریظ تحریرکرکے ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔کثر اللّٰه أمثاله فی العالم .

ادارہ کی ایک اہم شخصیت جن کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے،محترم حافظ حامد محمود الخضری حفظہ اللہ جوکہ شعبہ تحقیق و تالیف کے انچارج ہیں،ان کا تعاون ہمارے لیے حوصلہ افزا ہے۔

ممبران ادارہ جناب ابویحییٰ محمد طارق جاوید،منصورسلیم، میاں سجاد، محمد ناظر سدھو، جاوید علی،ظفر اقبال،عمران طاہر، محمد نادر،فیصل جاوید،فیصل خان، اسجد محمود منج، ملک طاہر، شیخ الیاس مجید،محمد عرفان، اختر علی،شوکت حیات،اورادارہ کی مجلس شوریٰ جناب محمد شاہد انصاری، حاجی نوید آصف،شمشیر اشرف، محمد اکرم سلفی، ابوطلحہ صدیقی اور مرزا ذاکر احمد کو اللہ تعالیٰ جزائے خیرعطا فرمائے کہ جن کے تعاون سے کتب حدیث کا کام جاری وساری ہے۔

جناب ابومؤمن منصوراحمد، محمد رمضان محمدی اورمحمد سلیم جلالی حفظہم اللہ (اسلامی اکادمی) کی تمام کوششیں اللہ عزوجل اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، کیونکہ ان کے تعاون سے ان کتابوں کی اشاعت ہورہی ہے۔

کمپوزنگ کا کام جناب حافظ عبدالرؤف صاحب اور ان کے ادارہ کے معاونین نے بطریق احسن سر کیا اور دیدہ زیب و جاذب نظر کمپیوٹر ڈیزائننگ کی۔

اللہ کے حضور سربسجود ہو کر دُعا گو ہیں کہ وہ اس کتاب کا نفع عام کر دے، ادارہ کو تا روزِ قیامت باقی رکھے۔ تاکہ اسلام دشمن قوتوں کے خلاف محدثین اور فقہاء کی علمی تراث کو منصۂ شہود پر لایا جا سکے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ.

وکتبہ

ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

رئیس: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور

❀❀❀❀

تقریظ

اَلحمد للّٰه رب العالمین ، والصلوٰة والسلام علی أشرف الأنبیاء والمرسلین ، وعلی آله و صحبه ومن اقتدیٰ بهدیه نهج بنهجه و سن بسنته إلی یوم الدین ، أما بعد!

رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَوَعَاهَا ، ثُمَّ أَدَّاهَا إِلیٰ مَنْ لَمْ یَسْمَعْهَا .))❶

''اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو تر وتازہ رکھے، جس نے میری بات سنی، یاد رکھی، اور پھر وہ بات اس شخص تک پہنچا دی جس نے اسے نہیں سنا۔''

قرآن مجید کے بعد حدیث رسول اور علم حدیث کی خدمت و اشاعت محض اللہ کے فضل و کرم ہی سے ممکن ہے۔ ان اشخاص پر اللہ کا خاص فضل و کرم ہوتا ہے، جنہیں خالق کائنات اپنے دین کی خدمت کے لیے چن لیں۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَی النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ﴾ (یوسف : ۳۸)

''ہم پر اور تمام لوگوں پر اللہ ہی کا فضل ہے لیکن اکثر لوگ اس نعمت کا شکر نہیں کرتے۔''

علم حدیث حاصل کرنے اور حدیث کی تفہیم و ترویج اور توسیع کے لیے اپنے مساعی بروئے کار لانے کی توفیق اسی کو نصیب ہوتی ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کام کے لیے چن لیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَیْرًا یُفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ .))

''اللہ جس سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے۔''

بھائی ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی، شمشیر اشرف اور اُن کے دست راست حافظ حامد محمود حفظہم اللہ میرے بہت زیادہ شکر و امتنان کا استحقاق رکھتے ہیں، جنہوں نے خدمت حدیث نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کو اپنی زندگانی کا مقصد اوّلین بنا رکھا ہے، فجزاهم اللّٰه عني و عن المسلمین خیر الجزاء .

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مَا تَصَدَّقَ رَجُلٌ بِصَدَقَةٍ اَفْضَلَ مِنْ عِلْمٍ یُنْشِرُهُ .))❷

---

❶ شرف أصحاب الحدیث للخطیب، رقم: ۲۰۔ موافقة الخبر الخبر للحافظ ابن حجر: ۱/ ۳۷۱۔۔ وقال: هذا الحدیث صحیح المتن .

❷ جامع بیان العلم: ۱/ ۱۱٦ .

''آدمی کا علم حدیث پھیلانے سے بہتر کوئی صدقہ نہیں۔''

کتب احادیث میں سے امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ کی مرتب کردہ "الجامع الصحیح" کو جو مقام و مرتبہ ملا کسی دوسری کتاب کو حاصل نہ ہوسکا،، ان کتب کی منصۂ مشہود پر آمد کے بعد تقریباً تمام ائمہ اہل سنت اس بات پر متفق ہوگئے کہ قرآن مجید کے بعد یہ دونوں کتب صحیح ترین ہیں، پھر صحیح مسلم سے صحیح بخاری کو زیادہ شہرت اور مقام حاصل ہوا۔ کتنے ہی محدثین نے ان پر مستخرجات، استدراک، شروحات، اختصارات لکھے۔ انہیں محدثین میں سے امام تقی الدین ابومحمد عبدالغنی بن عبدالواحد المقدسی ہیں، جنہوں نے صحیح البخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ احادیث احکام کو ایک کتاب میں جمع کیا جس کا نام ''عمدۃ الاحکام'' کو جمع کرنا ہے۔ اس موضوع پر امام عبدالحق اشبیلی رحمہ اللہ (م ۵۸۱ھ)، مجدد ابن تیمیہ رحمہ اللہ (م ۶۵۴ھ) اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (م ۸۵۲ھ) کی کتب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

''عمدۃ الاحکام'' کے منصف چھٹی صدی ہجری کے عظیم محدث، فقیہ، عابد، زاہد اور احیاء سنت کا جذبہ رکھنے والے تھے، عمدۃ الاحکام مدارس دینیہ میں شامل نصاب ہے۔ المعهد السلفی للتعلیم والتربیة کراچی میں حفظ الحدیث کی کلاس میں طلبہ کی کثیر تعداد اس کتاب کو یاد کر چکی ہے۔ اس کے کئی شروح اور حواشی لکھے گئے۔ سب سے زیادہ مشہور حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ کی "احکام الأحکام شرح عمدة الاحکام" ہے۔ ادارہ انصار السنہ اس مفید کتاب کو اُردو ترجمہ، تخریج اور مفید حواشی کے ساتھ شائع کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اسے مؤلف، ناشر، معاونین، راقم اور ہر مسلمان کی نجات کا ذریعہ بنا دے اور ہماری لغزشوں کو نظر انداز کر کے ہمیں روزِ قیامت زمرۂ محدثین کے ساتھ اُٹھائے۔ آمین یارب العالمین!

وصلی اللّٰہ علی نبینا محمد و علی آله و صحبه أجمعین .

وکتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست: ادارہ انصار السنہ پبلی کیشنز، لاہور

❀❀❀❀

مؤلف کے حالاتِ زندگی

نسب نامہ:

حافظ عبدالغنی رحمہ اللہ کا شجرۂ نسب یہ ہے: عبدالغنی بن عبدالواحد بن علی بن سرور بن رافع بن حسن بن جعفر۔ بعض روایات میں موصوف کے والد کا نام عبدالواحد کے بجائے عبداللہ نقل ہوا ہے۔ آپ مسلکاً احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے پیرو تھے اور حدیث اور علوم حدیث کے ساتھ خصوصی لگاؤ رکھتے تھے۔

علمی اسفار واساتذہ:

آپ ۵۴۱ھ میں پیدا ہوئے۔ مشہور امام موفق بن قدامہ (صاحب المغنی) کے ہم عصر تھے اور شروع سے ہی ایک دوسرے کے ساتھی رہے۔ دونوں نے علم دین بالعموم ایک جگہ اکٹھے رہ کر حاصل کیا۔ دونوں میں وقت کے بلند پایہ اساتذہ سے حصولِ علم کی خواہش موجزن رہی اور اس مقصد کے لیے دونوں نے دور دراز مقامات کے سفر کیے چنانچہ بغداد میں شیخ عبدالقادر جیلانی اور ابوفتح ابن المنّی رحمہ اللہ دونوں سے استفادہ کیا۔ دونوں میں فرق صرف اس قدر تھا کہ موفق ابن قدامہ رحمہ اللہ کا میلانِ طبع علم فقہ کی طرف زیادہ رہا جب کہ زیرِ نظر کتاب کے مؤلف حافظ عبدالغنی رحمہ اللہ علم حدیث کی طرف زیادہ مائل تھے۔ مصنف موصوف بعد ازاں مصر چلے گئے پھر اصفہان پہنچے اور آخر میں دمشق میں اقامت پذیر ہو گئے۔ ان تمام دیار وامصار میں کبار علماء سے علم حاصل کرتے رہے اور ان سے بحث ومذاکرہ کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

تلامذہ:

جہاں آپ نے کبار علماء سے علم حاصل کیا، آپ سے بھی بہت سے تلامذہ نے کسب فیض حاصل کیا۔ چند کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ آپ کے دونوں بیٹے ابوفتح اور ابوموسیٰ، عبدالقادر الرھاوی، موفق الدین بن قدامہ المقدسی، ابن خلیل، ابن عبدالدائم، عثمان بن مکی الشارعی، احمد بن حامد الارتاحی، عبداللہ بن علاق اور اسماعیل بن عزون وغیرہ۔

زہد وورع:

آپ نیکی کا حکم دینے والے، منکرات سے منع کرنے والے، بہت بڑے عبادت گزار اور نہایت بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ ہر معاملہ میں سلف صالحین کی اقتداء کرتے اور اللہ کے دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی قطعاً پرواہ نہ کرتے تھے۔ نتیجتاً اپنے عہد کے حکمرانوں اور عدلیہ کے بڑے عہدہ داروں سے اختلاف کرتے اور خاصی مشکلات میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ اہل بدعت (دین میں نئے نئے کام داخل کرنے والے) بھی آپ کو ایذا پہنچانے میں کسی سے پیچھے نہ تھے۔ بایں ہمہ آپ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے اور نہایت متواضع رہتے۔

تصانیف:

آپ نے چالیس سے زائد کتابیں تصنیف وتالیف کیں جن میں سے بعض متعدد جلدوں پر مشتمل ہیں اور بعض چھوٹے

رسائل کی صورت میں۔مگر سب کی سب تحقیق وتعمق کے اعتبار سے بہت بلند پایہ ہیں۔ حدیث، فقہ، مواعظ اخلاق اور دوسرے موضوعات پر آپ نے لکھا اور خوب لکھا۔ بعض عظیم شخصیات کے سوانح بھی آپ نے قلمبند کیے۔ زیرنظر کتاب ''عمدة الاحکام'' میں صحیحین کی احادیث احکام کو نہایت خوبی کے ساتھ آپ نے جمع کر دیا۔ چند مشہور کتب کے اسماء درج ذیل ہیں:

"اعتقاد الامام الشافعی، الإقتصاد في الإعتقاد، أخبار الحسن البصری، أشراط الساعة، الأربعين فی كلام رب العالمين، الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر، تحفة المطاليب في الجهاد المجاهدين، تلخيص كتاب الكنى للحاكم النيسا بورى، الترغيب في الدعاء والحث عليه، الجامع الصغير لأحكام البشير النذير، حديث الافك، ذم الرياء، ذم الغيبة، الروضة، صلاة الاحياء الى الأموات، فضائل رجب، فضائل رمضان، فضائل الصدقه، الكمال في اسماء الرجال، اور وفاة النبی ﷺ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

کچھ عمدة الاحکام کے بارے:

اس کتاب کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ اس پر کئی ایک شروحات ائمہ حدیث اور اہل علم نے لکھی ہیں جن میں سے سب سے زیادہ مشہور شیخ الاسلام ابوالفتح الشہیر بابن دقیق العید المتوفی ۷۰۲ھ کی "احكام الاحكام شرح عمدة الاحكام" ہے اور عصر حاضر میں شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن آل بسام کی "تيسير العلام شرح عمدةالاحكام" یہ کتاب مکتبہ دار السلام نے طبع کی ہے۔

اقوال العلماء:

- حافظ ضیاء الدین مقدسی رحمہ اللہ نے آپ کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ ''جب بھی آپ سے کسی حدیث کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے اسے بیان کرنے کے ساتھ اس کی صحت وسقم بھی بیان کیا۔''
- تاج الدین کندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''دارقطنی کے بعد حافظ عبدالغنی مقدسی جیسا محدث پیدا نہیں ہوا۔''
- ابن قدامہ رحمہ اللہ نے کہا: ''وہ میرے ساتھی تھے مگر مجھ سے بڑے عالم تھے۔''
- سبط ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''آپ ثقہ، جلیل القدر، کثیر الفضائل، حافظ حدیث تھے۔''
- حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''حافظ عبدالغنی مقدسی اپنے زمانہ کی علم حدیث اور علم اسماء الرجال میں نابغہ روزگار شخصیت تھی۔''

وفات:

آپ نے ۶۰۰ھ میں ۲۳ ربیع الاوّل بروز سوموار انتقال فرمایا۔ آپ کی وفات پر بے شمار لوگوں نے اظہارِ حزن وملال کیا اور طویل قصائد میں آپ کی قابل قدر مساعی کو خراج تحسین پیش کیا۔

حافظ حامد محمود الخضری

رفیق ادارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

حافظ تقی الدین ابومحمد عبدالغنی بن عبداللہ بن علی بن سرور مقدسی رحمہ اللہ نے فرمایا: [1] ''تمام تعریفات اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں جو صاحب جبروت بادشاہ ہے، یکتا ہے اور زبردست ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہی آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، اس کا رب بھی وہی ہے۔ ہر چیز پر بالادست اور بہت درگزر کرنے والا اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل و اصحاب سب پر اللہ تعالیٰ درود، سلام نازل فرمائے۔ آمین

اس کے بعد عرض ہے کہ میرے ایک بھائی نے مجھ سے خواہش ظاہر کی کہ صحیحین کے مؤلفین امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ اور مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ نے اپنے مجموعہ ہائے احادیث میں جو متفق علیہ احادیث احکام درج کی ہیں ان پر مشتمل ایک مختصر مجموعہ مرتب کر دوں، چنانچہ میں نے ان کی بات مانتے ہوئے یہ مجموعہ مرتب کر دیا، اس اُمید پر کہ اس سے نفع حاصل ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اس سے فائدہ پہنچائے اور ہر اس شخص کو بھی جو اس کی کتابت کرے یا اس کو سنے یا پڑھے یا حفظ کرے یا اس میں غور و فکر سے کام لے۔ نیز اس بات کے لیے بھی بارگاہ ایزدی میں عرض گزار ہوں کہ وہ اس سعی کو اپنی خوشنودی و رضا کا ذریعہ بنا دے اور ہمارے لیے کامیابی کو واجب قرار دیتے ہوئے ہمیں پرنعمت بہشت بریں میں داخل فرما دے۔ وہی ہمارے لیے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

❀❀❀❀

---

[1] شیخ محمود عبدالقادر الأرناؤوط کہتے ہیں: یہ عبارت غالباً شیخ کے کسی شاگرد نے شروع میں لکھ دی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى

اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى

اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

كِتَابُ الطَّهَارَةِ
طہارت کے مسائل

طہارت کا لغوی معنی ہے جسمانی وروحانی طور پر پاک ہونا۔ اعضائے بدن اور ذہن کو ہر طرح کی گندگی اور غلاظت سے بچا کر رکھنا۔

شرعی تعریف یہ ہے کہ ایسا فعل جس کے وجود کے بعد نماز کا قیام جائز ہوتا ہے۔

مصنف نے سب سے پہلے کتاب الطهارة اس لیے ذکر کی ہے کیونکہ شہادتین کے اقرار کے بعد دین اسلام کا اہم ترین اور سب سے اوّل فریضہ نماز کی ادائیگی ہے۔ نماز کی ادائیگی کے لیے پاک ہونا شرط ہے۔ اسی لیے اسے تمام احکام ومسائل کے بیان سے پہلے ذکر کیا ہے۔

(۱) عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((اِنَّمَاالْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ـ وَفِيْ رِوَايَةٍ: بِالنِّيَّةِ ـــ وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَانَوٰى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَاأَوِامْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَاهَاجَرَاِلَيْهِ)).

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے ۔ایک روایت میں ہے: نیت پر ہے۔ ہر شخص کو صرف وہی ملتا ہے جس کی اس نے نیت کی ہو، سو جس شخص کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ہی (شمار) ہوگی، لیکن جس کی ہجرت دنیا کو حاصل کرنے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے ہو تو اس کی ہجرت اسی میں شمار کی جائے گی جس کی طرف اس نے ہجرت کی۔

شرح المفردات: ......**النِّيَّة**: کسی کام کا ارادہ اور عزم کرنا اور اس کے لیے نُطق ضروری نہیں ہوتا بلکہ یہ صرف دِل میں ہی کی جاتی ہے۔

الأَعْمَال: ...... یہ **عَمَلٌ** کی جمع ہے اور اس سے مراد تمام اعمال ہیں، خواہ نیک ہوں یا بد۔

شرح الحديث: ......مسلمان کے جملہ دینی ودنیوی امور میں نیت کو مرکزی مقام حاصل ہے، اگر نیت میں خلوص اور جذبہ صادقہ ہو تو قلیل عمل بھی کثیر فوائد کا حامل بن جاتا ہے، لیکن اگر نیت ہی میں فساد اور خرابی ہو تو کمر توڑ محنت

(۱) صحيح البخاری، كتاب بدء الوحی، باب كيف كان بدء الوحی، ح:۱ ـ صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب قوله: انما الأعمال بالنية ، ح: ۳۵۳۰.

اور سالہا سال کی عبادت وریاضت بھی انسان کو چنداں فائدہ نہیں دیتی اور اس کا بڑے سے بڑا عمل بھی بارگاہِ ایزدی میں یکسر رَد کر دیا جاتا ہے، بلکہ اسے دو طرح کے نقصان سے دوچار ہونا پڑتا ہے: ایک یہ کہ اگر تو اس کا عمل خالصتاً دنیوی ہے تو پھر بھی وہ اس میں اپنے مطلوبہ اہداف ومقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر اس کا وہ عمل دینی امور سے متعلق ہے تو وہ مردود تو ٹھہرے گا ہی، لیکن اس کے علاوہ وہ موجبِ سزا بھی بن جائے گا۔ اسی لیے فرمایا گیا کہ تمام اعمال کا دارومدار اور انحصار نیت ہی پر ہے۔

اس معاملے کی شدت کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہو جاتا ہے کہ ہجرت جیسے عظیم عمل میں انسان نہ صرف اپنے آبائی وطن اور موروثی گھر اور مکان کو چھوڑ دیتا ہے بلکہ اپنے بیوی بچوں تک کا فراق سہنا پڑتا ہے، علاوہ ازیں نبی کریم ﷺ نے اس کا اجر یوں بیان فرمایا ہے کہ ((أَنَّ الْهِـجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا .)) ''ہجرت اپنے سے ماقبل سب گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔'' (صحیح مسلم: ۱۲۱) اتنے عظیم عمل کا تذکرہ فرمانے کے بعد لوگوں پر واضح کر دیا کہ اگر اس میں بھی رضائے الٰہی کے سوا کچھ اور نیت شامل ہوئی تو یہ عمل بھی اکارت جائے گا۔ جب فسادِ نیت کی وجہ سے ہجرت جیسا بلند پایہ عمل رائیگاں ہو سکتا ہے تو اس شِرکِ خفی سے متاثر دیگر اعمال کی قبولیت چہ معنیٰ دارد؟

امام احمد رحمہ اللہ اپنی مسند میں محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت لائے ہیں، جس میں نبی کریم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ذکر ہے: ((اِنَّ اَخْـوَفَ مَـا اَخَـافُ عَـلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ، قَالُوْا: وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اَلرِّيَاءُ .)) ''سب سے زیادہ جس گناہ میں تمھارے مبتلا ہونے کا مجھے ڈر ہے، وہ شرکِ اصغر ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! شرکِ اصغر سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ریاکاری۔'' (مسند احمد: ۵/۴۲۸) بعض روایات میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے اس عملِ قبیح کو مخفی شرک بھی قرار دیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: ۴۳۴۴، مسند احمد: ۳/۳۰)

اسی طرح صحیح روایت کے مطابق روزِ قیامت اللہ تعالیٰ تین عظیم عمل کے حاملین کو ان کے پہاڑ جیسے اعمال ہونے کے باوصف بھی آتشِ نار کا ایندھن بنادے گا اور وہ تین لوگ قرآن کا قاری، راہِ خدا میں بے بہا خرچ کرنے والا سخی اور میدانِ جہاد میں گردن کٹا دینے والا شہید ہوں گے، موجبِ جنت عمل ہونے کے باوجود بھی مستحقِ جہنم قرار دیے جانے کی وجہ یہ ہوگی کہ ان کی نیت میں خلوص اور رضائے الٰہی کے حصول کا جذبہ نہیں تھا بلکہ صرف لوگوں کی زبانوں پر اپنی حسنِ صوت، دریادِلی اور شجاعت و بہادری کا چرچا کروانا مقصود تھا۔ (صحیح مسلم: ۱۹۰۵)

اس کتاب کے مؤلف نے بھی امام بخاری رحمہ اللہ کی اقتدا کرتے ہوئے سب سے پہلے اس حدیث کو ذکر فرما کر یہ بتلایا ہے کہ اگر یہ عمل درست ہوا اور اس میں کوئی نقص اور کجی نہ ہوئی تو پھر ہی آگے ذکر ہونے والے جملہ احکامِ شرعیہ کا علم وعمل مفید ثابت ہو سکتا ہے بصورتِ دیگر نیست۔

راوی الحدیث: ...... سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین میں سے دوسرے خلیفہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے

آپ کی کنیت ابوحفص رکھی تھی۔(تاریخ عمر لإبن الجوزی ، ص : ۳۰) حق و باطل میں فرق کر دینے کے اعزاز میں فاروق کا لقب پایا۔مکمل نام ونسب یوں ہے: ابوحفص عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر العدوی القرشی۔آپ کا اور رسول اللہ ﷺ کا نسب کعب بن لوی پہ اکٹھا ہوجاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ کی دعا اور آرزو کے نتیجے میں آپ مشرف بہ اسلام ہوئے۔آپ کے قبولِ اسلام سے مسلمانوں کو بہت حوصلہ ملا۔ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ساڑھے دس برس اور کچھ دن خلافت کے فرائض سرانجام دیے۔(سیر السلف للاصفهانی : ۱/ ۱۶۰)۲۳ھ کو شہید کردیے گئے۔تریسٹھ برس کی عمر پائی۔(محض الصواب : ۳/ ۸۴۳)

(۲) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَایَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ .)) متفق علیه

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی بھی بے وضو شخص کی نماز اس وقت تک قبول نہیں فرماتا جب تک وہ وضو نہ کر لے۔

شرح المفردات: ......**حدث**:...... ہر وہ کام جس سے بے وضو ہونا لازم آئے، یعنی قضائے حاجت کے راستوں سے کوئی چیز خارج ہوجائے یا ان کے علاوہ جو بھی نواقضِ وضو ہیں۔/ اَحْدَثَ: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

شرح الحدیث: ......نماز کے لیے وضو شرط ہے اور جب تک شرط نہ پائی جائے تب تک مشروط ناقص اور نامکمل رہتا ہے، چنانچہ وضو کے نہ ہونے سے نماز کا نہ ہونا لازم آتا ہے اور وضو کی اہمیت اسی قدر ہے جس قدر نماز کی فرضیت۔

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ)) ''طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں کی جاتی۔'' (صحیح مسلم : ۹۸۲۳) اسی طرح ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ((مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ)) ''طہارت نماز کی چابی ہے۔'' (سنن ابی داؤد : ٥٦) گویا کسی شرعی عذر کے بغیر بلاوضو نماز پڑھنا قطعی جائز نہیں ہے۔اور شرعی عذر (بیماری، سفر یا پانی نہ ملنے کی صورت) میں بھی تیمّم کی صورت میں طہارت حاصل کرنا ضروری ہے۔

راوی الحدیث: ......ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ابن عبدالبر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''ان کا نام عبداللہ یا عبدالرحمٰن تھا۔'' ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''قبل از اسلام آپ کا نام عبدنہم تھا تو قبولِ اسلام کے بعد رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام عبداللہ رکھا۔'' امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحیح ترین قول یہی ہے کہ آپ کا نام عبدالرحمٰن بن صخر تھا۔(الاعلام : ۱/ ۸۷) ابوہریرہ، آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت تھی، ھرۃ کا معنی بلی ہے، آپ نے بچپن میں اپنی

---

(۲) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب لاتقبل صلاة بغیر طهور، ح:۱۳۵۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلاة، ح:۳۳۰.

ایک بلی پال رکھی تھی جس کے ساتھ کھیلا کرتے تھے، اسی وجہ سے آپ کنیت ہی سے مشہور ہو گئے اور نام معروف نہ ہو سکا۔ ۷ھ میں اسلام قبول کیا۔ ابن ہشام رحمہ اللہ نے آپ کے قبولِ اسلام کا سن ٦ ہجری بتلایا ہے، اسی کو ابن دقیق العید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ آپ نے نبی ﷺ سے پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) احادیث روایت کیں اور یہ اس قدر حدیثیں روایت کرنے کا اعزاز کسی اور صحابی کو حاصل نہیں ہوا۔ آپ کے سن وفات کے بارے میں تین اقوال ہیں: پہلا قول ۵۷ھ ہجری کا ہے، دوسرا ۵۸ ہجری کا اور تیسرا ۵۹ ہجری کا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے تیسرے قول کو اختیار کیا ہے۔

(شرح مسلم للنووی: ۱/٦٨)

(۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ وَأَبِی هُرَیْرَةَ وَعَائِشَةَ رضی اللہ عنہم قَالُوْا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَیْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ)). متفق علیه

عبداللہ بن عمرو بن عاص، سیّدنا ابوہریرہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایڑھیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔

شرح المفردات: ......وَیْلٌ: یہ عذاب اور ہلاکت دونوں معنوں میں مستعمل ہے اور بعض آثار میں اس سے مراد جہنم کی ایک وادی لیا گیا ہے۔

شرح الحدیث: ......اس فرمان کے کئی ایک اسباب حدیث میں بیان ہوئے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے جو اسی حدیث کا اوّل حصہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کے وضو کرنے کے بعد اس کی ایڑھی خشک دیکھی تو آپ ﷺ نے تب یہ وعید فرمائی کہ ایڑھیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔ جبکہ ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ لوٹ رہے تھے تو راستے میں عصر کی نماز کا وقت ہو گیا اور صحابہ جلدی جلدی وضو کرنے لگے، کچھ نے تو پاؤں کے مسح پر اکتفاء کیا اور کچھ کی جلدی میں پاؤں دھوتے ہوئے ایڑھیاں خشک رہ گئیں، تو رسولِ مکرم ﷺ نے بآواز فرمایا کہ ایڑھیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔ (صحیح البخاری: ١٦١، مسلم: ٢٤١)

ایک روایت میں أَعْقَابُ کی جگہ عَرَاقِیْب کا لفظ ہے۔ (صحیح مسلم: ٢٤٢) یہ عرقوب کی جمع ہے، جس کا مطلب ایڑھی کے اوپر والا پٹھا ہے۔ صرف لفظ کا اختلاف ہے، حکم وہی مراد ہے۔

اس حدیث میں وضو کرتے ہوئے پاؤں صحیح نہ دھونے یا موزہ وجراب وغیرہ پہنے بغیر ننگے پاؤں پر مسح کرنے کے متعلق وعید ہے۔ گویا وضو میں اہلِ تشیع کا مؤقف یعنی پاؤں پر مسح کرنا قطعی درست نہیں ہے، بلکہ ان کا یہ مؤقف سراسر خلافِ سنت ہے۔ رہا ان کا اس آیت ﴿فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ (المائدة: ٦) میں اَرْجُلِكُمْ (یعنی لام مکسور) والی قراءت سے دلیل پکڑنا کہ اَرْجُلِكُمْ

(۳) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب غسل الرجلین ولا یمسح علی القدمین ح:١٦١۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب وجوب غسل الرجلین بکمالهما، ح:٢٤١.

کا عطف رُءُوْسِکُمْ پر ہے، جس سے پاؤں کے مسح پر استدلال ہوتا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اَرْجُلِکُمْ میں دو قراءتوں سے دو الگ حالتوں کے الگ حکم بتلانا مقصود ہیں، ''لام'' کے فتحہ والی قراءت موزہ وجراب سے خالی ننگے پاؤں کے وجوبِ غسل پر دلالت کرتی ہے، جبکہ کسرہ والی قراءت موزہ وجراب پہنے ہوئے کی حالت میں ان پر مسح کا حکم بیان کرتی ہے۔

علاوہ ازیں جرابوں یا موزوں کے بغیر پاؤں پر مسح اس اعتبار سے بھی مردود ہے کہ یہ نہ صرف سنتِ نبوی ﷺ کے خلاف ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کے بھی متضاد ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے پاؤں دھونے پر سعید بن منصور رحمہ اللہ کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع نقل کیا ہے۔ (فتح الباری لابن حجر: ۱/ ۲٦٦)

الغرض نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں پاؤں کو سرے سے نہ دھونے والے اور ناقص دھونے والے، دونوں طرح کے لوگوں کے لیے عذابِ نار کی وعید فرمائی ہے اور اس وعید کا مورد بننے سے بچنے کے لیے کامل وضو کا اہتمام کرنا چاہیے۔

راوی الحدیث: ......عبداللہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابومحمد اور ایک قول کے مطابق ابوعبدالرحمٰن ہے۔ نام عبداللہ بن عمرو بن عاص قرشی سہمی رضی اللہ عنہ تھا۔ آپ نے اور آپ کے والد گرامی نے فتح مکہ سے قبل ہجرت کی تھی۔ لیکن آپ نے اپنے باپ سے پہلے اسلام قبول کرلیا تھا۔ آپ کے دادا کا نام عاص کی بجائے عاصی تھا، لیکن نبی کریم ﷺ نے آپ کے نام سے تبدیل کر کے عاص کر دیا۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے صحیح ترین قول کے مطابق آپ کا سن وفات ٦٣ ہجری ذکر کیا ہے۔ (الإعلام بفوائد عمدة الأحكام : ۱/۹۷) سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف گزر چکا ہے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آئندہ حدیث نمبر ۹ کے تحت آئے گا۔

(٤) عَنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ عَلٰى أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ، وَاِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهٖ فَلْيَغْسِلْ يَدَيْهِ قَبْلَ أَن يَّدْخُلَهُمَا فِي الْاِنَاءِ ثَلَاثاً، فَاِنَّ أَحَدَكُمْ لَايَدْرِيْ أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ))

وَفِي لَفْظٍ: ((مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْشِقْ)). (متفق عليه)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اسے اپنے ناک میں پانی چڑھانا چاہیے اور پھر اسے جھاڑنا چاہیے، جب کوئی (استنجا کے لیے) ڈھیلے استعمال کرے تو اسے طاق استعمال کرنے چاہئیں اور جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو اسے اپنے دونوں ہاتھ برتن میں ڈالنے سے پہلے تین مرتبہ دھونے چاہئیں، کیونکہ یقیناً تم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے۔

مسلم کے الفاظ میں ہے: اسے اپنے نتھنوں میں پانی چڑھانا

---

(٤) صحيح البخاری، كتاب الوضوء، باب الاستجمار وتراً، ح:١٦٠ ـ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب كراهة غمس المتوضئ وغيره يده المشكوك فی نجاستها فی الاناء قبل غسلها ثلاثاً، ح:٢٧٨

چاہیے۔اور یہ بھی الفاظ ہیں: جو شخص وضو کرے وہ ناک میں پانی چڑھائے۔

شـرح المفردات: ......لِيَسْتَنْثِر : اس سے مراد اپنے ناک میں پانی داخل کرنے کے بعد باہر نکالنا۔/ واحد مذکر غائب، فعل امر معلوم، باب استفعال۔

اِستَجْمَرَ:...... پیشاب یا پاخانہ کرنے کے بعد اپنے اعضاء پونچھنے کے لیے پتھر یا ڈھیلے وغیرہ کا استعمال کرنا۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب استفعال۔

فَلْيُوتِرْ:...... ان پتھروں یا ڈھیلوں کی تعداد وِتر یعنی طاق ہونی چاہیے، تین، پانچ یا اس سے بھی زیادہ۔/ واحد مذکر غائب، فعل امر معلوم، باب افعال۔

فَلْيَسْتَنْشِقْ:...... ناک میں پانی ڈالنا اور پھر اسے باہر نکالنے کے لیے ناک جھاڑنا۔/ واحد مذکر غائب، فعل امر معلوم، باب استفعال۔

شرح الحديث: ...... یہاں نبی کریم ﷺ نے طہارت سے متعلقہ تین امور بیان فرمائے ہیں:

(۱)...... وضو کا ایک جزو یہ ہے کہ وضو کرتے ہوئے ناک میں پانی چڑھانا اور پھر اسے اچھی طرح جھاڑنا چاہیے، ایک روایت میں نبی ﷺ نے اس کی توجیہ بیان فرمائی ہے کہ شیطان ناک کے بانسے میں رات بسر کرتا ہے۔(صحیح البخاری: ۳۲۹۵، صحیح مسلم: ۵۸۷) وضو میں یہ حکم اسی لیے ہے تاکہ شیطانی اثرات زائل ہو سکیں۔

(۲)...... دوسرا امر قضائے حاجت کے بعد استنجا کرنے سے متعلق ہے کہ استنجا کرتے ہوئے طاق تعداد میں ڈھیلے استعمال کرنے چاہئیں۔ جمار اہلِ عرب کے ہاں چھوٹے پتھروں کو کہتے ہیں۔(الصحاح للجوھری: ۲/ ۶۱۷) ((فَلْيُوتِرْ)) کے دو معنی کیے جاتے ہیں: ایک تو یہ کہ وہ پتھر یا ڈھیلے وِتر یعنی طاق تعداد میں استعمال کیے جائیں اور دوسرا یہ کہ ڈھیلا خواہ ایک ہی ہو لیکن اس سے مخرج کو پونچھنا طاق تعداد میں چاہیے، دونوں معنوں سے مقصود اچھی طرح طہارت حاصل کرنا ہے، البتہ پہلا معنی راجح ہے کیونکہ اس کی تائید میں متعدد احادیث ملتی ہیں، جیسا کہ سیّدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قضائے حاجت کے لیے جانے لگے تو مجھے تین پتھر لانے کا حکم فرمایا۔(صحیح البخاری: ۱۵۵) نیز وہ ڈھیلے اور پتھر بذاتہ پاکیزہ ہونے چاہئیں کیونکہ جو چیز خود طاہر نہ ہو، وہ مُطہّر بھی نہیں ہو سکتی۔ سیّدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کو جب تیسرا پتھر نہ ملا تو وہ (سُوکھا) گوبر اٹھالائے۔ نبی کریم ﷺ نے اس گوبر کو پھینک دیا اور فرمایا کہ یہ گندگی ہے، پتھر لے کر آ ؤ۔(مسند أحمد: ۱/ ۴۵۰) اسی طرح ہڈی سے استنجا کرنے کی بھی ممانعت وارد ہوئی ہے۔(سنن ابی داؤد : ۷،سنن ابنِ ماجۃ : ۳۳۷)

(۳)...... تیسرا حکم یہ ہے کہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد کسی برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے انھیں تین مرتبہ دھونا چاہیے کیونکہ نیند موت کے مثل ہے اور انسان بحالتِ نیند ذاتی و دیگر جمیع امور سے قطعی غافل ہوتا ہے، اس غفلت کی

حالت میں وہ کیا کچھ کرتا ہے اور کیا نہیں کرتا اسے اس کا چنداں علم نہیں ہوتا، اسی لیے ہاتھ دھونے کا حکم فرمایا ہے کہ نامعلوم اس کا ہاتھ کہاں کہاں لگتا رہا ہے، اور تین مرتبہ دھونے کی حکمت اچھی طرح پاکیزگی حاصل کرنا ہے۔ایک روایت میں ((أَیْنَ کَانَتْ تَطُوْفُ یَدُہٗ)) کے الفاظ ہیں یعنی اسے کیا معلوم کہ اس کا ہاتھ کہاں چکر لگاتا رہا ہے۔

(سنن ابی ابوداؤد : ۱۰۵)

(۵) عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَایَبُوْلَنَّ أَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِیْ لَایَجْرِیْ ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیْهِ)). وَلِمُسْلِمٍ: ((لَایَغْتَسِلْ أَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ)). متفق علیه

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی شخص کھڑے ہوئے پانی میں (یعنی) جو بہہ نہ رہا ہو، ہرگز پیشاب نہ کرے کہ پھر وہ اسی سے غسل کرلے۔ اور مسلم میں ہے: تم میں سے کوئی شخص جنبی حالت میں کھڑے پانی میں غسل نہ کرے۔

شرح المفردات: ...... **الدَّائِم**: ایسا پانی جو اپنی جگہ پر ہی ٹھہرا رہے، یعنی بہتا نہ ہو جیسے تالاب وغیرہ۔/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب نَصَرَ یَنْصُرُ.

شرح الحدیث: ...... لا تحریم پر دلالت کرتا ہے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ (النساء: ۲۹/٤) اسی طرح کی دیگر مثالیں۔کسی قرینہ کے بغیر اس کا حکم تبدیل نہیں ہوتا، چنانچہ کھڑے پانی میں پیشاب کرنا یا غسلِ جنابت کرنا حرام ہے۔امام مالک رحمہ اللہ اسے کراہت پر محمول کرتے ہیں۔

(شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد: ۲۳/۱)

اگر پانی بھی صرف وہی میسر ہو اور اسی سے غسلِ جنابت کرنا ہو تو اس کا حل سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا ہے کہ اس میں سے بقدرِ ضرورت پانی الگ نکال لیا جائے اور اس سے غسل کرلیا جائے۔(صحیح البخاری: ٦٨٤)

(٦) عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا شَرِبَ الْکَلْبُ فِیْ إِنَاءِ أَحَدِکُمْ فَلْیَغْسِلْهُ سَبْعاً))

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمھارے کسی برتن سے کتا پی لے تو اس (برتن) کو سات مرتبہ دھولینا چاہیے۔

وَلِمُسْلِمٍ: ((أُوْلَاهُنَّ بِالتُّرَابِ)) وَلَهٗ فِیْ حَدِیْثِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّ

اور مسلم میں یہ ہے: ان (سات مرتبہ دھونے) میں سے پہلی یا آخری مرتبہ مٹی کے ساتھ دھونا چاہیے۔

---

(۵) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب البول فی الماء الدائم، ح: ۲۳٦۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب النهي عن البول فی الماء الراکد، ح: ۲۸۲.

(٦) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب الماء یغسل به شعر الانسان، ح: ۱۷۰۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب حکم ولوغ الکلب، ح: ۲۷۹۔ ۲۸۰.

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:((اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيْ الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوْهُ سَبْعاً وَعَفِّرُوْهُ الثَّامِنَةَ بِالتُّرَابِ)) . متفق عليه

مسلم ہی میں سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کتا برتن میں منہ ڈال لے تو اسے سات مرتبہ دھوؤ اور آٹھویں مرتبہ مٹی کے ساتھ مَل کر دھوؤ۔

شرح المفردات:......وَلَغَ : کتا اپنی زبان کے ساتھ پی لے یا چاٹ لے۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

عَفِّرُوْهُ: اسے خوب مَل کر دھوؤ۔/ جمع مذکر حاضر، امر معلوم، باب تفعیل۔

شرح الحديث: ......کتا خواہ پالتو ہو یا کوئی اور، تمام اسی حکم میں داخل ہیں۔ایک روایت میں ((فَلْيُرِقْهُ)) کے الفاظ ہیں، یعنی جو کچھ اس برتن میں موجود ہو اسے انڈیل دینا چاہیے۔(سنن نسائی : ٦٦)

(٧) عَنْ حُمْرَانَ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ عُثْمَانَ رضي الله عنه دَعَابِوَضُوْءٍ ، فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْ اِنَائِهٖ ، فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِيْنَهٗ فِي الْوَضُوْءِ ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثاً ، وَيَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثاً ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ ، ثُمَّ غَسَلَ كِلْتَا رِجْلَيْهِ ثَلَاثاً۔ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ، وَقَالَ: ((مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَايُحَدِّثُ فِيْهِمَا نَفْسَهٗ ، غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ))۔ متفق عليه

سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حمران روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے وضو کا پانی منگوایا، پھر برتن میں سے (کچھ پانی) اپنے دونوں ہاتھوں پر ڈالا اور انھیں تین مرتبہ دھویا، پھر اپنے دائیں ہاتھ کو وضو کے پانی میں داخل کیا، پھر کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا اور اسے جھاڑا، پھر تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا اور کہنیوں تک اپنے بازوؤں کو بھی تین مرتبہ دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا اور پھر تین مرتبہ اپنے دونوں پاؤں دھوئے، پھر کہا: میں نے نبی ﷺ کو میرے اسی وضو کی طرح وضو کرتے دیکھا، اور آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور اس دوران اس کے دل میں (اللہ کی طرف دھیان دینے کے علاوہ) کوئی خیال پیدا نہ ہوا تو اس کے پچھلے سب گناہ بخش دیے جائیں گے۔

شرح المفردات: ......وَضُوْءٌ: واؤ کی زبر کے ساتھ ہو تو اس سے مراد وضو کا پانی ہوتا ہے اور اگر واؤ کی پیش کے ساتھ ہو تو اس سے مراد وضو کرنا ہوتا ہے۔

شرح الحديث :......سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک مرفوع حدیث میں رسول مکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

---

(٧) صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب الوضو ثلاثاًثلاثاً، ح:١٥٨ـ١٦٢ـ ١٨٣٢ـصحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب صفة الوضو وكماله، ح: ٢٢٦ .

((اَلْـمَـضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ مِنَ الْوُضُوْءِ الَّذِيْ لَا يَتِمُّ الْوُضُوْءُ اِلَّا بِهِمَا .)) ''کلی اور ناک میں پانی چڑھانا وضو کے ایسے ارکان ہیں کہ ان کے بغیر وضو مکمل نہیں ہوتا۔'' (سنن الدار قطنی : ۱/ ۸٤)

سیّدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے بارے میں بتلایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کامل وضو کر، انگلیوں کے درمیان خلال کر اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کر، اِلا کہ تو روزے کی حالت میں ہو۔ (سنن ابی داؤد: ۱٤۲، سنن نسائی : ۱۱٤، جامع الترمذی: ۷۸۸، سنن ابن ماجه: ٤٤۸، مسند احمد: ٤/ ۲۱۱)

روزے کی حالت میں مبالغۂ استنشاق سے چونکہ حلق میں پانی جانے کا خدشہ ہوتا ہے، اس لیے مبالغہ سے منع کیا گیا۔ البتہ ناک میں پانی ڈال کر اسے جھاڑنے کے متعلق سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے: ((مَـنْ تَـوَضَّـأَ فَـلْيَسْتَـنْثِـرْ ، مَـنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ ، وَمَنْ لَا فَـلَا حَرَجَ .)) ''جو وضو کرے اسے ناک سے پانی جھاڑنا چاہیے، جس نے ایسا کیا، اس نے یقیناً اچھا کیا اور جس نے نہ بھی کیا تو کوئی حرج نہیں۔'' (سنن ابی داؤد: ۳۵)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا صَلَاةَ لِـمَـنْ لَا وُضُوْءَ لَهُ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ .)) ''جس کا وضو نہ ہو، اس کی نماز نہیں ہوتی اور جو وضو کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے اس کا وضو نہیں ہوتا۔'' (سنن ابی داؤد: ۱۰۱، مسند احمد: ۲/ ٤۱۸)

وضو کے تمام اعضاء کو تین تین مرتبہ دھونا بالاتفاق مسنون ہے اور واجب صرف ایک مرتبہ دھونا ہی ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک مرتبہ وضو فرمایا۔ (صحیح البخاری: ۱۵٦)

اسی طرح تین سے زیادہ بار دھونا خلافِ شرع ہے، جیسا کہ ایک بدوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو کی بابت سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اعضائے وضو تین تین بار دھو کر دکھائے، اور فرمایا: ((هٰـذَا الْـوُضُوْءُ ، فَمَنْ زَادَ عَـلٰى هٰذَا فَقَدْ أَسَاءَ وَتَعَدّٰى وَظَلَمَ .)) ''وضو یہی ہے، سو جس نے اس پر اضافہ کیا، اس نے برا کیا، زیادتی کی اور ظلم کیا۔'' (مسند احمد: ۲/ ۱۸۰، سنن ابی داؤد: ۱۳۵، سنن النسائی: ۱٤۰، سنن ابن ماجه: ٤۲۲)

﴿فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ﴾ (المائدہ: ٦) اس آیت میں اِلٰی انتہائے غایت کے لیے ہے، جس کا مطلب ہے مَعَ الْمَرَافِقِ یعنی کہنیوں سمیت۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو اپنی کہنیوں پر پانی گھماتے تھے۔ (سنن الدارقطنی : ۱/ ۱۸۳، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۱/ ٥٦)

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر کا مسح ایک ہی بار کیا کرتے تھے۔

(مسند احمد: ٥/ ۲٦۸، سنن ابن ماجه: ٤٤٤)

اسی طرح سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اور کانوں کا ایک ہی مرتبہ مسح کیا۔ (سنن الدار قطنی: ۱/ ۱۰۰)

دونوں پاؤں کو مکمل اور اچھی طرح دھونا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے وضو کیا تو اپنے پاؤں پر ناخن برابر جگہ خشک چھوڑ دی تو آپ ﷺ نے اسے حکم فرمایا: ((اِرْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ .)) ''واپس جاؤ اور اچھی طرح وضو کرو۔'' (صحیح مسلم: ۲۴۳)

راوی الحدیث: ......آپ امیر المومنین سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ والد کا نام ابان تھا۔ آپ مدنی اور قرشی تھے۔ آپ کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ ابن سعد رحمہ اللہ کے قول کے مطابق آپ کثیر الحدیث تھے۔ ۷۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۸) عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : شَهِدْتُ عَمْرَو بْنَ أَبِي حَسَنٍ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ عَنْ وُضُوءِ النَّبِيِّ ﷺ فَدَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ لَهُمْ وُضُوءَ رَسُولِ االلّٰهِ ﷺ فَأَكْفَأَ عَلٰى يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثاً ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي التَّوْرِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثاً بِثَلَاثِ غَرْفَاتٍ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثاً ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي التَّوْرِ فَغَسَلَهُمَا مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي التَّوْرِ فَمَسَحَ رَأْسَهُ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ مَرَّةً وَاحِدَةً ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ .

عمر بن یحییٰ مازنی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں عمرو بن ابی حسن کے پاس حاضر ہوا، انھوں نے سیّدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہما سے نبی ﷺ کے وضو کی بابت پوچھا، تو انھوں نے پانی کا برتن منگوایا اور انھیں رسول اللہ ﷺ کا وضو کر کے دکھانے لگے: آپ نے برتن سے (پانی لے کر) اپنے دونوں ہاتھوں پر ڈالا اور تین مرتبہ اپنے ہاتھوں کو دھویا، پھر اپنا ہاتھ برتن میں داخل کیا اور (پانی کے) تین چلوؤں کے ساتھ کلی کی ، ناک میں پانی چڑھایا اور جھاڑا، پھر اپنا ہاتھ (برتن میں) ڈالا اور (پانی لے کر) تین مرتبہ اپنا چہرہ دھویا، پھر برتن میں ہاتھ ڈالا اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دو مرتبہ دھویا، پھر برتن میں ہاتھ داخل کیا (اور پانی لے کر) اپنے سر کا ایک مرتبہ مسح کیا (وہ اس طرح کہ) آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو آگے سے پیچھے لے گئے اور پھر پیچھے سے آگے لے کر آئے، پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

وَفِي رِوَايَةٍ : بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ حَتّٰى ذَهَبَ بِهِمَا إِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ .

ایک روایت میں ہے: آپ اپنے سر کے اگلے حصے سے شروع کرتے حتیٰ کہ ان (ہاتھوں) کو اپنی گدی تک لے جاتے اور پھر انھیں اسی جگہ سے لوٹاتے جہاں سے شروع کیا تھا۔

وَفِي رِوَايَةٍ : أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْرَجْنَا

اور ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس

(۸) صحيح البخاری، كتاب الوضوء، باب مسح الرأس مرة، ح: ۱۸۰۔ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب وضوء النبی ﷺ، ح: ۲۳۵.

لَـهُ مَـاءً فِـي تَـوْرٍ مِـنْ صُـفْرٍ التَّوْرُ شِبْـهُ الطَّسْتِ . (متفق عليه)

تشریف لائے تو ہم نے آپ کو پیتل کے برتن میں پانی پیش کیا۔ پیالہ تھال سے ملتا جلتا تھا۔

شرح المفردات: ......اَلتَّوْرُ: طشت کے مثل چھوٹا برتن۔

فَأَكْفَأَ:...... پانی ڈالا یا، بہایا/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

قَفَاهُ:...... سر کا آخری حصہ، گدی۔

صُفْرٍ:...... تانبے یا پیتل کی ایک قسم۔

شرح الحديث: ......اس حدیث میں بیانِ وضو سے متعلقہ جملہ احکام کی تشریح وتفصیل گزشتہ حدیث کے تحت گزر چکی ہے۔

راوی الحديث: ......عمرو بن یحییٰ بن عمارہ بن ابوالحسن انصاری شخص تھے۔ آپ مشہور تابعی ہیں اور سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے آپ نے روایت کیا ہے۔ کتب ستہ میں آپ کی روایات منقول ہیں۔ امام نسائی اور ابن خراش رحمہم اللہ وغیرہ نے آپ کی توثیق فرمائی ہے۔

(۹) عَـنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَـالَـتْ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُـعْـجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِي تَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَطُهُورِهِ وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ۔ متفق عليه

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جوتا پہننے، کنگھی کرنے، پاک ہونے بلکہ اپنے ہر کام میں داہنی طرف (سے ابتدا) اچھی لگتی تھی۔

شرح المفردات: ......اَلتَّيَمُّنُ: دایاں ہاتھ استعمال کرنا یا ہر اچھے اور پاکیزہ کام میں داہنی طرف سے ابتدا کرنا/ مصدر، باب تفعل۔

شرح الحديث: ......داہنی جانب اچھی لگنے سے مراد یہ ہے کہ ابتدا داہنی طرف سے فرماتے تھے۔ یعنی جوتے پہنتے وقت پہلے دایاں پہنتے، کنگھی سر کے دائیں طرف سے کرتے اور اسی طرح دیگر جملہ امور میں خواہ سفر ہو یا حضر، آپ ﷺ دائیں طرف سے ابتدا کرنا پسند فرماتے تھے۔

راوية الحديث: ......آپ خلیفہ اوّل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ دونوں نسبتیں آپ کی عالی شان اور علو مقام کے لیے کافی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی اجازت کے ساتھ آپ نے اپنی کنیت اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی نسبت سے اُمّ عبداللہ رکھی۔ آپ فقہاء صحابہ میں سے تھیں۔ قاسم بن محمد فرماتے ہیں کہ آپ پہلے تینوں خلفائے راشدین کے زمانے میں لوگوں کی راہنمائی کے لیے فتاویٰ دیتی رہیں اور تاوقت وفات یہ عمل جاری رہا۔ نبی کریم ﷺ نے ہجرت سے دو سال قبل آپ سے نکاح فرمایا۔ چار سن نبوی کو آپ کی

(۹) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب التيمن في الوضوء، ح:۱٦٣۔ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب التيمن في الطهور، ح:۳۹۵.

ولادت ہوئی۔ ۶۵ برس کی عمر پا کر رحلت فرما گئیں۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور بقیع میں آپ کو سپردِ خاک کیا گیا۔

(۱۰) عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : ((إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ)) .

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: یقیناً میری امت (جب) روز قیامت بلائی جائے گی تو وضو کے آثار کی وجہ سے ان کے اعضاء سفید چمک رہے ہوں گے، لہٰذا جو شخص اپنی چمک کو لمبا کرنے کی استطاعت رکھے اسے ضرور کرنا چاہیے۔

وَفِي لَفْظٍ لِمُسْلِمٍ : رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ حَتَّى كَادَ يَبْلُغُ الْمَنْكِبَيْنِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ حَتَّى رَفَعَ إِلَى السَّاقَيْنِ ثُمَّ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ : ((إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ وَتَحْجِيلَهُ فَلْيَفْعَلْ)) .

مسلم کے الفاظ میں ہے: (نعیم المجمر بیان کرتے ہیں کہ) میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے دیکھا، انھوں نے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو (اس قدر بڑھا کر) دھویا کہ قریب تھا کہ کندھوں تک پہنچ جاتے، پھر اپنے پاؤں دھوئے، یہاں تک کہ پنڈلیوں تک پہنچ گئے، پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: یقیناً میری امت روز قیامت بلائی جائے گی تو وضو کے آثار کی وجہ سے ان کے اعضاء سفید چمکتے ہوئے ہوں گے، سو تم میں جو شخص اپنی چمک اور سفیدی کو بڑھانے کی استطاعت رکھتا ہو، اسے (ایسا) کرنا چاہیے۔

وَفِي لَفْظٍ لِمُسْلِمٍ : سَمِعْتُ خَلِيلِي ﷺ يَقُولُ : ((تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوءُ)) .

مسلم کے الفاظ میں ہے: میں نے اپنے پیارے دوست ﷺ کو فرماتے سنا: مومن کو وہاں وہاں سے زینت و زیور سے آراستہ کرلیا جاتا ہے جہاں جہاں وضو کا پانی پہنچتا ہے۔

شرح المفردات: ...... **يُدْعَوْنَ**: پکارے جائیں گے، یعنی انھیں آواز دی جائے گی اور بلایا جائے گا۔/ جمع مذکر غائب، مضارع مجہول، باب نَصَرَ يَنْصُرُ.

غُرًّا: ...... **الغُرَّة** کا لغوی معنی گھوڑے کے چہرے کی سفیدی ہے، لیکن یہاں اس سے تشبیہ دیتے ہوئے اُمتِ محمدیہ کے چہروں کا نور مراد لیا گیا ہے۔

مُحَجَّلِينَ: ...... نورانی زینت اور زیور، جو وہاں وہاں پہنچتا ہے جہاں جہاں وضو کا پانی پہنچتا ہے۔/ جمع مذکر، اسم

---

(۱۰) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب فضل الوضوء، ح:۱۳۶۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب باب استحباب اطالة الغرة والتحجيل، ح: ۳۶۳، ۳۶۸.

مفعول، باب تفعیل۔

شرح الحدیث: ...... ((يُطِيْلَ غُرَّتَهُ)) کا مطلب ہے کہ وضو کے اعضاء محل فرض سے بڑھا کر دھونا، یعنی ہاتھوں اور بازوؤں کو کہنیوں سے بھی آگے مونڈھوں تک دھونا اور پاؤں کو ٹخنوں سے بڑھا کر پنڈلیوں تک دھونا۔

راوی الحدیث: ......مکمل نام ابوعبداللہ نعیم بن محمد المدنی القرشی ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اور ثقہ تابعی ہیں۔ سیّدنا ابن عمر اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہما سے سماعِ حدیث کیا اور بیس برس تک سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مجلس علمی میں شریک رہے۔

بَابُ دُخُوْلِ الْخَلَاءِ وَالْإِسْتِطَابَةِ ...... بیت الخلا میں داخل ہونے اور استنجا کرنے کا بیان

(١١) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)) . متفق علیه

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب بیت الخلا میں داخل ہوتے تو فرماتے: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ''اے اللہ میں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

شرح المفردات: ......**اَلْإِسْتِطَابَةُ:** گندگی دُور کرنا، بول و براز کے بعد پاک وصاف ہونا

اَلْخَلَاءِ: کھلی اور کشادہ جگہ، جہاں بول و براز کیا جاتا ہے۔

اَلْخُبُثُ: یہ خبیث کی جمع ہے اور اس سے مراد شیطان کے چیلے ہیں۔

اَلْخَبَائِثُ: یہ خبیثة کی جمع ہے اور اس سے مراد شیطان کی چیلیاں ہیں۔

شرح الحدیث: ...... ((إِذَا دَخَلَ)) کا مطلب ہے ((إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّدْخُلَ الْخَلَاءَ)) ''جب بیت الخلا میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے۔ (الأدب المفرد للبخاری: ٦٩٢)

نبی مکرم ﷺ نے یہ دعا پڑھنے کی توجیہ یہ بیان فرمائی ہے کہ: ((اِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ، فَإِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمْ، فَلْيَقُلْ......)) ''یہ جگہیں شیطانوں اور جنات کے آنے جانے کے مقامات ہیں، سو جب تم میں سے کوئی (ان میں) داخل ہونے لگے تو وہ (یہ دعا) پڑھ لے۔'' (سنن ابی داؤد: ٦)

جب آپ بیت الخلا سے باہر تشریف لاتے تو ((غُفْرَانَكَ)) پڑھتے۔

(سنن ابی داؤد: ٣٠، جامع الترمذی: ٧، سنن ابن ماجه: ٣٠٠، مسند احمد: ١٥٥/٦)

ایک روایت میں بیت الخلا سے نکلنے کی یہ دعا بھی رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ .)) ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، جس نے مجھ سے تکلیف رفع کی

---

(١١) صحيح البخاری، کتاب الوضوء، باب مايقول عندالخلاء، ح:١٣٩۔ صحيح مسلم، کتاب الحيض، باب مايقول اذا أراد دخول الخلاء، ح:٥٦٣.

اور مجھے عافیت بخشی۔'' (سنن ابن ماجة : ۳۰۱)

راوی الحدیث: ......نام انس بن مالک نضر انصاری خزرجی بخاری ہے۔آپ کی کنیت رسول اللہ ﷺ نے ابوحمزہ رکھی تھی۔سرورِ کائنات ﷺ کے خادم ہونے اور جنگ بدر میں شرکت کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور درخواست کی کہ انس کو اپنی خدمت گزاری کے لیے قبول فرمایئے تو آپ ﷺ نے شرفِ قبولیت سے نوازا۔ یوں آپ عرصہ دس سال تک خدمت نبوی کی سعادت پاتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے کثرتِ مال و اولاد، لمبی زندگی اور جنت میں داخلے کی دعا فرمائی تھی۔اس دعا کی برکت سے آپ نے بہت سا مال اور اولاد پائی۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں انصار میں سے سب سے زیادہ مال و اولاد کا مالک ہوں۔آپ کی عمر کی بابت اختلاف ہے لیکن یہ اختلاف سو سے زائد عدد میں ہے، یعنی یہ بات متفق ہے کہ آپ نے سو برس سے زائد عمر پائی۔بعض ایک سو تین، کچھ ایک سو سات اور کئی ایک سو بیس بتلاتے ہیں۔ یہ طول عمری بھی نبی کریم ﷺ کی دعا ہی کا اثر تھا۔

(۱۲) عَنْ أَبِی أَیُّوبَ الْأَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِذَا أَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا)) . قَالَ أَبُو أَیُّوبَ : فَقَدِمْنَا الشَّامَ فَوَجَدْنَا مَرَاحِیضَ قَدْ بُنِیَتْ نَحْوَ الْكَعْبَةِ فَنَنْحَرِفُ عَنْهَا وَنَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ .

سیّدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم قضائے حاجت کے لیے آ ؤ تو پیشاب یا پاخانہ کرتے ہوئے نہ تو قبلے کی طرف منہ کرو اور نہ ہی اس کی طرف پیٹھ کرو، البتہ مشرق و مغرب کی طرف کر لیا کرو۔ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم شام میں آئے تو ہم نے وہاں کی لیٹرینیں قبلہ رُخ تعمیر ہوئی پائیں تو ہم اللہ سے استغفار کرتے ہوئے وہاں سے نکل پڑے۔

شرح المفردات: ......شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا: یعنی اپنے چہروں کو مشرق یا مغرب کی طرف کرلو۔/ جمع مذکر حاضر، فعل امر معلوم، باب تفعیل۔

شرح الحدیث: ......ایک روایت میں ((لَا یُوَلِّهَا ظَهْرَهٗ)) کے الفاظ ہیں، یعنی قبلہ رُخ اپنی پشت نہ پھیرے۔(صحیح البخاری : ۱۴۴)

مشرق و مغرب کی طرف رُخ کرنے کا حکم اہلِ مدینہ اور ان علاقوں کے لیے ہے جن کا قبلہ اس سمت نہ ہو، لیکن جن علاقوں کا قبلہ مشرق یا مغرب کی جانب ہے، تو وہ اس حکم میں داخل نہیں ہیں۔(معالم السنن : ۱۶/۱)

راوی الحدیث: ......ابوایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ انصاری خزرجی۔آپ اپنی کنیت سے مشہور ہوئے۔

---

(۱۲) صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب قبلة اهل المدینة واهل الشام، ح: ۳۸۰۔صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب الاستطابة، ح:۳۸۸.

جنگ بدر میں شرکت فرمائی اور آپ کا شمار ان ستر صحابہ میں بھی ہے جنھوں نے عقبہ ثانیہ میں نبی کریم ﷺ سے بیعت کی تھی۔ نبی کریم ﷺ کی مدینہ تشریف آوری پر میزبانی کا شرف آپ ہی کو حاصل ہوا تھا۔ آپ نے نبی کریم ﷺ سے ایک سو پچاس احادیث روایت کی ہیں۔

(١٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: رَقِيْتُ يَوْماً عَلٰى بَيْتِ حَفْصَةَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْضِي حَاجَتَهٗ مُسْتَقْبِلَ الشَّامَ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ۔ وَفِي رِوَايَةٍ۔ مُسْتَقْبِلاً بَيْتَ الْمَقْدِسِ .

سیّدنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن (اپنی بہن) حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر (کی چھت) پر چڑھا تو میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ شام کی طرف رخ کیے اور کعبے کی طرف پیٹھ کیے ہوئے قضائے حاجت کر رہے تھے۔ ایک روایت میں ہے: بیت المقدس کی طرف رخ کیے ہوئے۔

شرح المفردات: ......رَقِيتُ : میں اوپر چڑھا۔/ واحد مذکر ومؤنث متکلم، فعل ماضی معلوم، باب سَمِعَ يَسْمَعُ.

شرح الحدیث: ......گزشتہ حدیث میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے قضائے حاجت سے منع کیا گیا، لیکن اس حدیث میں راوی رسول اللہ ﷺ کا فعل بیان کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ خود قبلہ کی طرف پیٹھ کیے قضائے حاجت کر رہے تھے تو ان دونوں روایات میں جمع کی صورت یہ ہے کہ اگر تو کھلی جگہ، صحراء یا میدان میں قضائے حاجت کی جائے تو پھر قبلہ کی طرف رُخ یا پیٹھ کرنے کی ممانعت ہے، لیکن اگر گھر یا عمارت میں بنائی ہوئی لیٹرین وغیرہ میں قضائے حاجت کی جائے تو پھر اس کی رخصت ہے، کیونکہ وہاں آدمی اور قبلے کے درمیان دیوار حائل ہوتی ہے۔

راوی الحدیث: ......کنیت ابوعبدالرحمٰن اور نام عبداللہ بن عمر بن خطاب ہے۔ آپ عالم، فقیہ اور زاہد تھے۔ بہت سے غزوات میں شریک ہوئے اور بیعت رضوان میں بھی شمولیت اختیار کی۔ صغرسنی کی بنا پر بدر میں شریک نہیں ہو سکے۔ اپنے والد کے ساتھ ہی ایمان لے آئے تھے اور ہجرت بھی ساتھ ہی کی۔ آپ کثرت سے احادیث روایت کرنے والے صحابہ میں سے ہیں۔ آپ کی روایت کردہ احادیث کی تعداد ایک ہزار چھ سو تیس ہے۔ کثرتِ صوم وصلاۃ کے پابند تھے۔ سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما کی وفات کے تین ماہ بعد مکہ مکرمہ میں ۷۳ یا ۷۴ ہجری میں آپ جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔

(١٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِي إِدَاوَةً مِنْ مَاءٍ وَعَنَزَةً

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلا میں داخل ہوا کرتے تھے تو میں اور میرے جیسا اک لڑکا پانی کا برتن اور نیزہ اٹھاتا (اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ

(١٣) صحيح البخاری، كتاب الوضوء، باب التبرز فی البيوت، ح:٢٨٧١۔ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الاستطابة، ح:٣٩١.

(١٤) صحيح البخاری، كتاب الوضوء، باب حمل العنزة مع الماء فی الاستنجا، ح:١٤٨۔صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الاستنجا بالماء من التبرز، ح:٣٩٩.

فَيَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ . (متفق عليه) چل پڑتے) تو آپ ﷺ (قضائے حاجت کے بعد) پانی سے استنجا فرماتے۔

شرح المفردات: ......**العَنَزَةُ:** چھوٹا نیزہ یا برچھی، اس چھڑی کو بھی کہتے ہیں جس کے نیچے پھل لگا ہو۔

الإِدَاوَةُ:...... چمڑے کا چھوٹا سا برتن

غُلَامٌ نَحْوِی: ......ایسا لڑکا جو میرے قریب العمر تھا۔

شرح الحديث: ...... پانی کا ساتھ لے جانا استنجا کے لیے ہوتا تھا، جبکہ نیزہ یا برچھی وغیرہ کو قضائے حاجت کے وقت اسے اپنے سامنے گاڑ کر اور اس پر کپڑا وغیرہ ڈال کر اس سے اوٹ کرنا مقصود ہوتا تھا، تا کہ دکھائی نہ دے سکیں۔

(١٥) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْحَارِثِ بْنِ رِبْعِيٍّ الأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ : أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((لَا يُمْسِكَنَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَهُوَ يَبُولُ وَلَا يَتَمَسَّحْ مِنَ الْخَلَاءِ بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الإِنَاءِ)) . متفق عليه

سیّدنا ابوقتادہ حارث بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی پیشاب کرتے ہوئے اپنی شرمگاہ کو ہرگز نہ چھوئے اور پیشاب کرنے کے بعد (اپنی شرمگاہ کو) دائیں ہاتھ سے نہ پونچھے اور نہ ہی (کوئی چیز پیتے ہوئے) برتن میں سانس لے۔

شرح المفردات: ......**لَا يَتَمَسَّحْ:** یعنی بول و براز کے اعضاء صاف نہ کرے۔/ واحد مذکر غائب، فعل نہی معلوم، باب تفعل۔

لَا يَتَنَفَّسْ:......کوئی بھی مشروب پینے کے دوران برتن کے اندر ہی سانس نہ لے۔/ واحد مذکر غائب، فعل نہی معلوم، باب تفعل۔

شرح الحديث: ......بعض علماء کا قول ہے کہ شرمگاہ کو چھونے کی ممانعت صرف قضائے حاجت کے وقت کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ یہ نہی عمومی حالات کو بھی شامل ہے، لیکن ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ اس مؤقف کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ چونکہ یہ نہی استنجا بالیمین کی ممانعت کے ساتھ وارد ہوئی ہے، اس لیے یہ قضائے حاجت کے ساتھ خاص ہے۔

(فتح الباری لابن حجر: ١/ ٢٥٤)

اس ممانعت کی حکمت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کے ساتھ کھایا پیا جاتا ہے اور اسی ہاتھ سے شرمگاہ کو چھونا بہت مکروہ اور ناگوار ہوتا ہے، اسی لیے منع فرمایا گیا ہے۔(فتح الباری: ١/ ٢٥٥)

برتن میں سانس لینے کی ممانعت پینے کے دورانی وقت کے بارے میں ہے، جیسا کہ سیاقِ روایت اس پر دلالت کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں امام حاکم رحمہ اللہ بھی سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک روایت لائے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے

---

(١٥) صحيح البخاری، كتاب الوضوء، باب النهی عن الاستنجا باليمين، ح: ١٥٠ ـ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب النهی عن الاستنجا باليمين، ح: ٣٩٢.

فرمایا: ((لَا يَتَنَفَّسْ اَحَدُكُمْ فِي الْإِنَاءِ إِذَا كَانَ يَشْرَبُ مِنْهُ.)) (مستدرك للحاكم: ٧٢٠٧) ''تم میں سے کوئی بھی برتن میں سانس نہ لے، جب وہ اس سے (پانی وغیرہ) پی رہا ہو۔'' یعنی یہ روایت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ برتن میں سانس لینے کی ممانعت کوئی بھی مشروب پینے کے دوران سے متعلق ہے۔

راوی الحدیث: ......ابوقتادہ رضی اللہ عنہ مدنی صحابی تھے۔ احد وخندق اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ کنیت سے مشہور ہوئے۔ آپ کے نام کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کا نام حارث ہی ہے، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں بیان ہوا ہے، ایک قول کے مطابق نعمان اور ایک قول یہ ہے کہ آپ کا نام عمرو تھا۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو ستر احادیث روایت کی ہیں۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وفات پائی اور علی رضی اللہ عنہ ہی نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

(١٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ: ((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا: فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الآخَرُ: فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ)) فَأَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ قَالَ: ((لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا)). متفق عليه

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: یقیناً ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور عذاب بھی کسی بہت بڑے گناہ کی پاداش میں نہیں دیا جا رہا بلکہ صرف معاملہ یہ ہے کہ ان میں سے ایک پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچا کرتا تھا اور دوسرا چغلی کیا کرتا تھا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہری بھری ٹہنی لی اور اسے توڑ کر دو حصے کر دیے اور ہر ایک کی قبر پر ایک ایک گاڑ دی، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید کہ جب تک یہ نہ سوکھیں ان سے (عذاب میں) تخفیف کر دی جائے۔

شرح المفردات: ......لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ: پیشاب کے چھینٹوں سے بچنے کی کوشش نہیں کرتا تھا، ان سے حفاظت کے لیے کوئی آڑ نہیں بناتا تھا۔/ لَا يَسْتَتِرُ: واحد مذکر غائب، فعل مضارع منفی معلوم، باب استفعال۔

النَّمِيمَةُ: ...... فساد پھیلانے کی غرض سے ایک کی بات دوسرے کو بتلانا

شرح الحدیث: ......فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ)) ''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔'' (مسلم: ١٠٥) ایک روایت میں قَتَّاتٌ کے لفظ ہیں، معنی مترادف ہی ہے۔

امام منذری رحمہ اللہ **نمّام** اور **قتّات** میں یہ فرق کرتے ہیں کہ مجلس میں بیٹھ کر لوگوں کی باتیں سن کر کسی دوسرے کو

(١٦) صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب ماجاء فى غسل البول، ح:٢١١۔ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول، ح:٥٥٩٢.

جا کر بتلانا نمیمة ہے اور لوگوں کی لاعلمی میں کان لگا کر ان کی باتیں سننا اور کسی کو جا کر بتلانا قتیتة کہلاتا ہے۔

(الترغیب والترھیب للمنذری: ۳/۳۲۳)

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ((عَذَابُ الْقَبْرِ ثَلَاثَةُ اَثْلَاثٍ: ثُلُثٌ مِنَ الْغِیْبَةِ، ثُلُثٌ مِنَ النَّمِیْمَةِ، وَ ثُلُثٌ مِنَ الْبَوْلِ .)) (اثبات عذاب القبر للبیہقی: ۲۳۸) ''عذابِ قبر کے تین حصے ہوں گے: ایک تہائی عذاب غیبت کا ہوگا، ایک تہائی چغل خوری کی وجہ سے اور ایک تہائی پیشاب (کے چھینٹوں سے نہ بچنے) کے سبب۔''

اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا وہ قبروں والے دو آدمی مسلمان تھے یا کافر؟ کافر کہنے والوں کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ((وَمَا یُعَذَّبَانِ فِی کَبِیرٍ)) فرما کر کفر وشرک کی طرف اضافت کی ہے، نیز ان کے عذاب کی تخفیف کی وضاحت فرمائی ہے، نہ کہ سرے سے ختم ہو جانے کی۔ یہ قول قوی نہیں ہے کیونکہ ((وَمَا یُعَذَّبَانِ فِی کَبِیْرٍ)) میں کفر وشرک ہی کی تو نفی ہو رہی ہے اور دوسرا یہ کہ نبی کریم ﷺ قطعی ایسا نہیں کر سکتے تھے کہ کسی کافر ومشرک کے لیے تخفیفِ عذاب کی دعا فرماتے، کیونکہ کفار کے بارے میں اللہ کا فیصلہ ثابت ہو چکا ہے۔

راوی الحدیث: ......کنیت ابوالعباس اور اسمِ گرامی عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب الہاشمی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ حبر الامة، بحر العلم، ابو الخلفاء اور ترجمان القرآن جیسے القابات سے آپ کو ملقب کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے علم وحکمت کی دعا فرمائی۔ آپ نے دو مرتبہ جبرائیل علیہ السلام کی بھی زیارت فرمائی۔ (فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل: ۱۹۱۱) سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں آپ کو کبار صحابہ کے ساتھ بٹھایا کرتے تھے اور آپ سے مشاورت بھی فرماتے۔ آپ نے نبی کریم ﷺ سے ایک ہزار چھ سو ساٹھ احادیث روایت کیں۔ ۶۸ ہجری میں طائف کے مقام پر اکہتر برس کی عمر پا کر علم وحکمت کا یہ چراغ ہمیشہ کے لیے گل ہو گیا۔ لیکن اپنی فقاہت وعلمیت کی ضیاء پاشیوں سے رہتی دنیا تک آنے والوں کو منور کر گیا۔

بَابُ السِّوَاكِ ......مسواک کرنے کا بیان

(۱۷) عَنِ أَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰی أُمَّتِی لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ)) . متفق علیه

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو میں انھیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم ضرور دیتا۔

شرح المفردات: ......اَلسِّوَاكُ: عام طور پہ مسواک کرنے کے فعل کو کہتے ہیں لیکن اس سے مراد ایسی لکڑی بھی ہے جس سے مسواک بنائی جاتی ہے اور یہ پیلو کے درخت کی جڑ ہوتی ہے، جو مسواک کے لیے بہت عمدہ اور مفید ہوتی ہے۔

شرح الحدیث: ......ایک روایت میں مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ کے الفاظ ہیں۔ (مسند احمد: ۲/ ۴۶۰)

---

(۱۷) صحیح البخاری، کتاب الجمعہ، باب السواك یوم الجمعة، ح:۸۸۷۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب السواك، ح:۲۵۲.

نبی ﷺ نے مشقت کے ڈر سے اس کا حکم نہیں فرمایا، لیکن اگر کوئی شخص اسے اپنے لیے مشقت نہ سمجھے تو اسے اس کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے۔ بعض اصولیین نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ کلمہ ((لَوْ لَا)) کسی چیز کی نفی اس کے غیر کی موجودگی کی وجہ سے کرتا ہے اور جس چیز کی نفی کسی وجہ سے معلق ہو تو وہ وجوب کا درجہ رکھتی ہے، یعنی مشقت کے وجود کی وجہ سے مسواک کے حکم کی نفی گویا مسواک کے وجوب پر دلالت کرتی ہے، کیونکہ یہ بات تو ثابت ہے کہ ہر نماز کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے۔ چنانچہ یہ الأمر للوجوب کا مقتضی ہے۔ (شرح عمدة الاحكام لابن دقيق: ١/ ٦٥)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((رَكْعَتَانِ بِالسِّوَاكِ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ رَكْعَةً بِغَيْرِ سِوَاكٍ.)) ''مسواک کے ساتھ دو رکعت ادا کرنا بغیر مسواک کے ستر رکعات پڑھنے سے افضل ہے۔''

(الترغيب والترهيب للمنذري: ١/ ١٠٢)

(١٨) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ. (متفق عليه)

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے تو مسواک کے ساتھ اپنا منہ مبارک صاف کیا کرتے تھے۔

شرح المفردات: ...... يَشُوصُ: اپنے دانتوں اور داڑھوں میں مسواک مارتے تھے۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، نَصَرَ يَنْصُرُ.

شرح الحديث: ...... یہ روایت مسواک کے اہتمام پر تاکید مزید ہے کہ نبی ﷺ گویا ہر وقت اس کا اہتمام فرماتے تھے، حتیٰ کہ رات کو بھی جب اُٹھتے تو مسواک کیے بغیر وضو نہ کرتے۔

راوی الحديث: ...... آپ خود بھی صحابی رسول تھے اور آپ کے والد بھی صحابی تھے۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ تھی۔ آپ، آپ کے بھائی اور والد تینوں اصحاب جنگِ اُحد میں شریک ہوئے اور آپ کے والد نے اسی جنگ میں بعض مسلمانوں کی غلط فہمی کے نتیجے میں انھی کے ہاتھوں جامِ شہادت نوش کیا۔ وہ مسلمان غلطی سے آپ کو دشمن قوم کا شخص سمجھ بیٹھے تھے۔ آپ مہاجرین اور کبار صحابہ میں سے تھے۔ آپ کی مرویات کی تعداد متعین نہیں ہے البتہ صحیحین میں ٣٧ احادیث آپ سے منقول ہیں۔ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چار روز بعد آپ کی وفات ہوئی۔

(١٩) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا مُسْنِدَتُهُ إِلٰى صَدْرِي وَمَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سِوَاكٌ رَطْبٌ يَسْتَنُّ بِهِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (میرے بھائی) عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے پاس آئے اور میں آپ ﷺ کو اپنے سینے سے ٹیک لگوائے ہوئے تھی۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے پاس تازہ مسواک تھی جو وہ کر رہے تھے،

(١٨) صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب السواك، ح:٢٤٥ـ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب السواك، ح:٢٥٥.

(١٩) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، ح:٤٤٤٩.

فَـأَبَـدَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَـصَرَهُ، فَأَخَذْتُ السِّـوَاكَ فَـقَـضَـمْـتُـهُ فَطَيَّبْتُهُ ثُمَّ دَفَعْتُهُ إِلَى الـنَّبِيِّ ﷺ فَـاسْتَـنَّ بِـهِ فَـمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَـنَّ اسْتِنَانًا أَحْسَنَ مِنْهُ فَمَا عَدَا أَنْ فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَفَعَ يَدَهُ أَوْ إِصْبَعَهُ ثُمَّ قَالَ: ((فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلٰى ثَـلَاثًا)) ثُمَّ قَـضٰـى . وَكَانَتْ تَقُولُ: مَاتَ بَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي .

رسول اللہ ﷺ نے اپنی نظر کو اس پر جمایا تو میں نے مسواک پکڑی اور اسے دانتوں سے اچھی طرح چبا کر نرم کیا اور نبی ﷺ کو دے دی۔ آپ ﷺ اسے دانتوں پر مارنے لگے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے اچھے انداز میں دانتوں پر مسواک کرتے نہیں دیکھا، پھر جب رسول اللہ ﷺ مسواک سے فارغ ہوئے تو اپنے ہاتھ کو یا اپنی انگلی کو اٹھایا، پھر فرمایا: فِـي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى ''اے اللہ! مجھے اپنے اعلیٰ رفیق میں شامل فرما۔'' (آپ نے یہ) تین مرتبہ (فرمایا، اور پھر) آپ ﷺ رحلت فرما گئے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں: آپ ﷺ نے میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان وفات پائی۔

وَفِـي لَـفْـظٍ: فَـرَأَيْتُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُـحِـبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ: آخُذُهُ لَكَ ؟ فَأَشَارَ بِـرَأْسِـهِ أَنْ نَـعَـمْ . هٰـذَا لَـفْظُ الْبُخَـارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوُهُ .

ایک روایت میں ہے: میں نے آپ کو اس طرف دیکھتے دیکھا تو میں جان گئی کہ آپ مسواک کرنا پسند فرما رہے ہیں، تو میں نے کہا: آپ کے لیے لے لوں؟ تو آپ ﷺ نے اپنے سر مبارک سے اشارہ فرمایا کہ ہاں۔ یہ بخاری کے لفظ ہیں اور مسلم میں بھی اسی کے ہم معنی ہیں۔

شرح المفردات: ...... يَسْتَنُّ بِهِ: مسواک کو اپنے دانتوں پر مار رہے تھے۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب استفعال۔

فَأَبَدَّهُ: ...... اپنی نظر کو اس پر ٹکانا، گاڑنا، ٹھہرانا، اسے دیکھتے رہنا۔/ أَبَدَّ واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، باب تفعیل۔

بَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي: ...... ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان وفات پانے کا مطلب ہے کہ آپ ﷺ نے میری گود میں وفات پائی۔

فَقَضَمْتُهُ: ...... نرم کرنے کے لیے میں نے اپنے دانتوں کے ساتھ چبایا۔/ قَضَمْتُ واحد مذکر و مؤنث متکلم، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ .

شرح الحديث: ...... رسول مکرم ﷺ نے بوقتِ رحلت بھی جس چیز کا شوق اور تمنا فرمائی وہ مسواک تھی، بلکہ مسواک فرما کر اپنا آخری عمل ہی یہ کر دکھایا، تاکہ اہمیت واضح ہو جائے۔

(٢٠) عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ

(٢٠) صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب السواك، ح:٢٤٤ ـ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب السواك، ح:٢٥٤ .

أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَسْتَاكُ بِسِوَاكٍ رَطْبٍ قَالَ : وَطَرَفُ السِّوَاكِ عَلٰى لِسَانِهٖ وَهُوَ يَقُولُ : ((أُعْ أُعْ)) وَالسِّوَاكُ فِي فِيهِ كَأَنَّهُ يَتَهَوَّعُ . متفق عليه

کے پاس آیا تو آپ ﷺ تازہ مسواک کر رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ مسواک کا کنارہ آپ کی زبان پر تھا اور آپ ﷺ ''اُع اُع'' کی آواز نکال رہے تھے، مسواک آپ کے منہ میں تھی، (آواز ایسی تھی کہ) گویا آپ قے کرنے لگے ہوں۔

شرح المفردات: ......**يَتَهَوَّعُ**: یعنی آپ ﷺ قے کرنے جیسی آواز نکال رہے تھے۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب تفعل۔

شرح الحديث: ......منہ کی اچھی طرح صفائی کرنے کی غرض سے زبان اور دانتوں کے اندر باہر مسواک فرمائی اور ''اُع اُع'' کی آواز کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ مکمل منہ کی صفائی فرمایا کرتے تھے اور زبان اور دانتوں کے علاوہ حلق میں بھی مسواک مارا کرتے تھے۔

راوی الحديث: ......آپ کا نام عبداللہ بن قیس بن سلیم بن حضار اور ابوموسیٰ آپ کی کنیت ہے۔ اشعر کی طرف نسبت سے اشعری کہلائے۔ عہد فاروقی میں بصرہ کے گورنر بھی رہے۔ نبی کریم ﷺ سے تین سو ساٹھ احادیث روایت کی ہیں۔ آپ کے سن وفات کے بارے میں ۵۰، ۵۱ اور ۵۳ ہجری کے اقوال ملتے ہیں۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ......موزوں پر مسح کرنے کا بیان

(۲۱) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَأَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ : ((دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا)) . متفق عليه

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ (وضو کے وقت) میں آپ ﷺ کے موزے اتارنے کے لیے جھکا تو آپ ﷺ نے فرمایا: انھیں چھوڑ دو، کیونکہ میں نے یہ باوضو حالت ہی میں پہنے تھے، پھر آپ ﷺ نے ان پر مسح فرما لیا۔

شرح المفردات: ......**فَأَهْوَيْتُ**: میں نیچے جھکا۔/ واحد مذکر ومؤنث متکلم، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

خُفَّيْهِ: ...... یہ خُفٌّ کا تثنیہ ہے یعنی آپ ﷺ کے دونوں موزے۔

دَعْهُمَا: ...... انھیں چھوڑ دو، یعنی انھیں مت اتار۔/ دَعْ واحد مذکر حاضر، فعل امر معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ.

شرح الحديث: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موزے یا جرابیں جب باوضو حالت میں پہنی ہوں تو دوبارہ ہر وضو کے ساتھ انھیں اتار کر پاؤں دھونا ضروری نہیں ہے، بلکہ ان پر صرف مسح ہی کفایت کر جائے گا۔

راوی الحديث: ......نام مغیرہ بن شعبہ بن ابی عامر بن مسعود بن معتب الثقفی اور کنیت ابوعیسیٰ تھی۔ خندق کے

---

(۲۱) صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب اذا أدخل رجليه وهما طاهرتين، ح: ۲۰۳۔ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفّين، ح: ۲۷٤.

سال اسلام قبول کیا اور حدیبیہ میں شرکت کی۔ ایک سو چھتیس احادیث کے راوی ہیں۔ ستر برس کی عمر میں ۵۰ ہجری میں طاعون کی وبا سے متاثر ہوگئے اور اسی سے موت واقع ہوئی۔

(٢٢) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضي الله عنهما قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَبَالَ وَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ مُخْتَصِرًا.

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا تو آپ ﷺ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کر لیا۔ یہ حدیث مختصر بیان کی گئی ہے۔

شـرح الـحديث: ...... جب باوضو ہوکر موزے یا جرابیں پہنی ہوں تو پیشاب وغیرہ کرنا بھی پاؤں کی طہارت کا ناقض نہیں بنے گا، بلکہ اس صورت میں بھی ان پر مسح ہی کافی ہوگا۔

بَابُ فِي الْمَذِيِّ وَغَيْرِهِ ...... مذی وغیرہ کے حکم کا بیان

(٢٣) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه قَالَ: كُنْتُ رَجُلاً مَذَّاءً فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ مِنِّي فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ: ((يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ)) . وَلِلْبُخَارِيِّ: ((اغْسِلْ ذَكَرَكَ وَتَوَضَّأْ)) . وَلِمُسْلِمٍ: ((تَوَضَّأْ وَانْضَحْ فَرْجَكَ)) . متفق عليه

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ایسا شخص تھا کہ جسے بہت زیادہ مذی آیا کرتی تھی، تو میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کرنے میں شرم محسوس کرتا تھا، کیونکہ آپ کی بیٹی میرے عقد میں تھیں۔ لہٰذا میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے کہا تو انھوں نے آپ ﷺ سے (اس بارے میں حکم) پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دھو کر وضو کر لیا کرے۔ بخاری میں ہے: اپنی شرمگاہ کو دھو اور وضو کر۔ مسلم میں یہ الفاظ ہیں: وضو کر اور اپنی شرمگاہ پر چھینٹے مار۔

شرح المفردات: ...... **المذیُ:** شہوت کی حالت میں مرد وعورت کی شرمگاہ سے خارج ہونے والا مادہ اور یہ بغیر جوش وخواہش ہی کے نکل آتا ہے۔

مذّاءٌ: ...... ایسا شخص جسے بہت زیادہ مذی آتی ہو۔ واحد مذکر، اسم مبالغہ۔

انْضَحْ فَرْجَكَ: ...... اپنی شرمگاہ پر پانی کے چھینٹے مارنا یا تھوڑا بہت دھو لینا/ **انْضَحْ:** واحد مذکر حاضر، فعل امر معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ .

شرح الحديث: ...... خروجِ مذی پر وضو کا حکم اس لیے فرمایا کہ یہ ایسی نجاست ہے جو طہارتِ صغریٰ کی ناقض ہے، جسے وضو کے ساتھ دور کیا جا سکتا ہے۔

---

(٢٢) صحيح البخاری، كتاب الوضوء، باب البول قائماً وقاعداً، ح:٢٢٢۔ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب المسح على الخفّين، ح:٢٧٣ .

(٢٣) صحيح البخاری، كتاب الوضوء، باب من لم ير الوضوء الامن المخرجين، ح:٢٢٦۔صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب المذی، ح: ٣٠٣ .

راوی الحدیث: ......سیّدنا علی رضی اللہ عنہ امیر المومنین اور چوتھے خلیفہ راشد تھے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب دونوں تھیں۔ آپ کے والد کا نام ابوطالب عبد مناف تھا۔ نبی کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی بھی تھے اور داماد بھی۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد کبار صحابیات میں سے تھیں اور مہاجرہ تھیں۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی ہی میں وفات پا گئی تھیں۔ بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے آپ ہی تھے، قبولِ اسلام کے وقت آپ کی عمر تیرہ برس تھی۔ سن ۲ ہجری میں نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوئی۔ مبدأ نبوت کے وقت آپ دس برس کے تھے۔ اس کے بعد تیرہ سال آپ نے مکہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ گزارے اور دس سال مدینہ میں آپ ﷺ کی صحبت میں رہے۔ پانچ برس تک آپ نے فرائض خلافت کی انجام دہی فرمائی۔ تریسٹھ برس کی عمر پائی اور عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ۱۳ رمضان المبارک ۴۰ ہجری جمعہ کی رات کو آپ خالق حقیقی سے جا ملے۔

(٢٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْمَازِنِيِّ رضي الله عنه قَالَ: شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الرَّجُلُ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: ((لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتاً أَوْ يَجِدَ رِيحاً)). متفق عليه

سیّدنا عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو ایسے آدمی کی شکایت کی گئی جسے یہ خیال پیدا ہو کہ اس نے نماز میں کوئی چیز پائی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تب تک نماز نہ توڑے جب تک کوئی آواز نہ سن لے یا بُو نہ پالے۔

شرح المفردات: ......**يُخَيَّلُ إِلَيْهِ:** یعنی دورانِ نماز اسے شک ہوتا ہے کہ شاید اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے۔/ **يُخَيَّلُ** واحد مذکر غائب، فعل مضارع مجہول، باب تفعیل۔

شرح الحدیث: ......نماز میں بے وضو ہونے کے بارے میں شک پڑنے کا سبب ایک حدیث میں یوں وارد ہوا ہے: ((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفَخُ بَيْنَ اَلْيَتَى الرَّجُلِ.)) ''شیطان آدمی کے چوتڑوں کے درمیان پھونک مارتا ہے۔'' (التلخيص الحبير لابن حجر: ١٢٨/١) یعنی شیطان نمازی کو شک میں مبتلا کرتا ہے۔

راوی الحدیث: ......مکمل نام عبداللہ بن زید بن عاصم الانصاری المازنی المدنی ہے۔ آپ نے جنگ اُحد میں شرکت فرمائی۔ کتب ستہ میں آپ کی احادیث مذکور ہیں۔ آپ نے ۴۸ احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے روایت کرنے والوں میں سعید بن مسیّب جیسے کبار تابعی شامل ہیں۔

(٢٥) عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ الأَسَدِيَّةِ أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ

سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ وہ اپنا چھوٹا بچہ جو ابھی کھانا بھی نہیں کھاتا تھا، رسول اللہ ﷺ کے پاس

(٢٤) صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب لايتوضأ من الشك حتى يستيقن، ح:١٣٧۔ صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب الدليل على أن من تيقن الطهارة ثم شكّ، ح:٣٦١.

(٢٥) صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب بول الصبيان، ح:٢٢١۔ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع، ح:٢٨٧

إِلَـى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَـأَجْـلَسَهُ فِي حِجْرِهِ فَبَـالَ عَـلٰـى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ عَلٰى ثَوْبِهِ وَلَـمْ يَغْسِلْهُ. متفق عليه

لے کر آئیں۔اسے آپ کی گود میں بٹھا دیا۔اس نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔آپ ﷺ نے پانی منگوایا اور اپنے کپڑوں پر چھینٹے مار لیے اور انھیں دھویا نہیں۔

شرح المفردات:......نَضَحَهُ: اس پر چھینٹے مارے۔/ نَضَحَ: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ.

شــرح الــحـديـث:......معلوم ہوا کہ بچے کے پیشاب کر دینے سے کپڑے دھونے کی ضرورت نہیں ہے، صرف چھینٹے مارنا ہی کفایت کر جائے گا، لیکن یہ حکم صرف اس بچے کے بارے میں خاص ہے جو کھانا وغیرہ نہ کھاتا ہو۔

ایک روایت میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بھی منقول ہے: ((اِنَّمَا يُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ ، وَيُغْسَلُ مِنْ بَـوْلِ الْاُنْثٰى .)) ''لڑکے کے پیشاب کرنے سے (کپڑوں پر) چھینٹے مارے جائیں اور لڑکی کے پیشاب (کرنے) سے (کپڑوں کو) دھولیا جائے۔'' (سنن ابی داؤد: ٣٧٥، مسند احمد: ٦/ ٣٣٩، مستدرك للحاكم: ٥٨٨)

راوی الــحـديــث:......اُم قیس رضی اللہ عنہا مشہور صحابی عکاشہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں۔اوائلِ اسلام ہی میں مسلمان ہوگئی تھیں۔ مدینہ کی طرف ہجرت بھی کی۔ آپ کا نام اور کنیت اُمّ قیس ہی ہے۔ چوبیس احادیث کی راویہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کے لیے لمبی عمر کی دعا فرمائی تھی، اسی وجہ سے بعض صحابہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے کوئی بھی عورت ایسی نہیں دیکھی جس نے اتنی لمبی عمر پائی ہو جتنی عمر ام قیس نے پائی۔

(٢٦) وَعَـنْ عَـائِشَةَ أُمِّ الْـمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِـيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِـمَـاءٍ فَـأَتْبَـعَهُ إِيَّاهُ . وَلِمُسْلِمٍ : فَأَتْبَعَهُ بَوْلَهُ وَلَـمْ يَغْسِلْهُ .

سیدہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگوایا اور اس کے اوپر اوپر مار دیا۔ صحیح مسلم میں ہے: پیشاب کی جگہ پر پانی مارا اور اسے دھویا نہیں۔

شرح المفردات:......صَبِيٌّ: چھوٹا بچہ، جس کا ابھی ابھی دودھ چھڑایا گیا ہو۔

فَـأَتْبَـعَهُ بَوْلَهُ: یعنی صرف اسی جگہ پہ پانی مارا جس جگہ پہ اس کا پیشاب لگا تھا۔/ اَتْبَعَ: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال

شــرح الحديث:......اس حدیث میں بھی یہی بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پیشاب والی اتنی جگہ پر صرف پانی کے چھینٹے مار دیے۔ ایک روایت میں ابوالسمح بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ ﷺ کے پاس حسن یا حسین رضی اللہ عنہ کو لایا گیا (جو اس وقت بچے تھے) اور انھوں نے آپ ﷺ کے سینہ مبارک پر پیشاب کر دیا، لوگوں نے آپ ﷺ کے کپڑوں کو دھونا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((رُشُّوهُ رَشًّا فَإِنَّهُ يُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ ،

---

(٢٦) صحيح البخاری، كتاب الوضوء، باب بول الصبيان، ح: ٢٢٠، صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع و كيفية غسله، ح: ٢٨٦ .

وَيُرَشُّ بَوْلُ الْغُـلَامِ)) ’’اس پہ صرف چھینٹے ہی مار دو، کیونکہ دھویا تو بچی کے پیشاب سے جاتا ہے، بچے کے پیشاب پر چھینٹے ہی مارے جاتے ہیں۔‘‘ (مستدرك للحاكم: ٥٨٩، سنن ابی داؤد: ٣٧٦، سنن النسائی: ٣٠٤، سنن ابن ماجه: ٥٢٦)

(٢٧) عَـنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: جَاءَ أَعْـرَابِـيٌّ فَبَـالَ فِي طَائِفَةِ الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُ الـنَّاسُ فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ ﷺ فَـلَمَّا قَضٰى بَوْلَهٗ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِذَنُوبٍ مِنْ مَاءٍ فَأُهْرِيقَ عَلَيْهِ. متفق عليه

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے مسجد کے کونے میں پیشاب کر دیا، لوگوں نے اسے جھڑکا تو نبی ﷺ نے انھیں روک دیا، جب وہ پیشاب سے فارغ ہوا تو نبی ﷺ نے پانی کا ایک ڈول لانے کا حکم دیا اور وہ اس پر بہا دیا گیا۔

شرح المفردات: ...... **طَائِفَةُ الْمَسْجِدِ** : مسجد کا کونہ، مسجد کی ایک طرف

فَـزَجَرَهُ النَّاسُ : ...... لوگوں نے اسے جھڑکا، بُرا بھلا کہا، ملامت کیا۔/ **زَجَرَ**: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم۔ باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

الذَّنُوْبُ: ...... پانی کا بھرا ہوا بڑا ڈول

أُهْرِيْقَ عَلَيْهِ: ...... اس کے پیشاب پر بہا دیا۔/ **أُهْرِيْقَ**: واحد مذکر غائب، فعل ماضی مجہول، باب۔

شـرح الـحديث: ......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ((لَا تُـزْرِمُوْهُ)) یعنی اسے پیشاب کرتے ہوئے درمیان میں ہی مت روکو، بلکہ کر لینے دو۔ (صحيح البخاری: ٦٠٢٥، صحيح مسلم: ٢٨٥)

لیکن ایسی صورت صرف لاعلمی اور جہالت ہی کی بنا پر ہوگی، بصورت دیگر یعنی قصداً ایسا کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے اسی شخص کو بلا کر فرمایا تھا: ((اِنَّ هٰـذِهِ الْـمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْـقَـذَرِ، وَ اِنَّـمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ وَ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ)) (صحيح مسلم: ٢٨٥) ’’پیشاب و گندگی جیسی یہ چیزیں ان مساجد کے چنداں شایانِ شان نہیں ہیں، بلکہ مساجد تو صرف ذکرِ الٰہی، اقامتِ نماز اور قراءتِ قرآن کے لیے ہوتی ہیں۔‘‘

(٢٨) عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَـالَ: سَمِعْتُ رَسُـولَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُـولُ: الْـفِطْرَةُ خَمْسٌ: الْـخِتَـانُ وَالْإِسْتِـحْـدَادُ وَقَصُّ الشَّـارِبِ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: پانچ چیزیں فطری ہیں: ختنہ کرنا، زیرناف بال صاف کرنا، مونچھیں کاٹنا، ناخن کاٹنا اور بغلوں کے بال

---

(٢٧) صحيح البخاری، كتاب الطهارة، باب يهريق الماء على البول، ح:١٢٩۔ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب وجوب غسل البول وغيره من النجاسات، ح:٢٨٤، ٢٨٥.

(٢٨) صحيح البخاری، كتاب اللباس، باب تقليم الأظفار، ح:٥٥٥٠۔صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب خمس من الفطرة، ح:٢٥٧.

وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ)) . صاف کرنا۔

شرح المفردات: ......اَلْخِتَانُ: شرمگاہ کے اگلے حصے سے ملا ہوا جلد کا زائد حصہ کاٹنا تاکہ اس میں گندگی اور جراثیم جمع نہ ہوسکیں۔

الاسْتِحْدَادُ: ...... کسی آلہ کے ساتھ ناف کے نیچے شرمگاہ کے اوراس سے متصل بال صاف کرنا۔/ مصدر، باب استفعال۔

شرح الحدیث: ......فطرت سے مراد دینِ اسلام ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ﴾ (الروم ۳۰ : ۳۰) یہاں فِطْرَةَ اللّٰهِ سے مراد اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ دینِ اسلام ہے۔ اس حدیث سے بھی اس معنیٰ کی طرف اشارہ ہوتا ہے: ((كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ......)) (صحیح البخاری: ۱۳۱۹، صحیح مسلم: ۲۶۵۸) ''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔'' یعنی اسلام پر، کیونکہ اس کے بعد والے الفاظ ((فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ أَوْ يُنَصِّرَانِهٖ أَوْ يُمَجِّسَانِهٖ .)) سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تینوں ادیان سے قبل جس پر بچہ قائم ہوتا ہے وہ دینِ اسلام ہی ہے۔

نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ((مَنْ أَسْلَمَ فَلْيَخْتَتِنْ ، وَإِنْ كَانَ كَبِيْرًا)) (التلخیص الحبیر لابن حجر: ۸۲/۴) ''جو بھی مسلمان ہوا سے ختنہ کروانا چاہیے، اگر چہ وہ بڑا ہی ہو گیا ہو۔''

اسی طرح آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے: ((مَنْ لَمْ يَأْخُذْ شَارِبَهُ فَلَيْسَ مِنَّا)) (سنن نسائی: ۱۳، جامع الترمذی: ۲۷۶۱، مسند احمد: ۳۶۶/۴) ''جو مونچھوں کو چھوٹا نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے مراد مونچھوں کے وہ بال کاٹنا ہے جو غیر ضروری ہوتے ہیں، یعنی جو اوپر والے ہونٹ کے بالائی جانب اُگ پڑتے ہیں اور ہونٹوں پر پڑنے لگتے ہیں۔ (فتح الباری: ۳۳۵/۱۰)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ آدمی کتنے دِن بعد بغلوں اور زیرِ ناف بال صاف کرے؟ تو انھوں نے جواب میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بیان فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے بغلوں اور زیرِ ناف بالوں کی صفائی کے لیے وقت مقرر کیا ہوا تھا اور آپ ﷺ چالیس دن سے اوپر نہیں نکالتے تھے۔

(مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ۱۱۵/۲۱)

بَابُ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ ......غسلِ جنابت کا بیان

(۲۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَهُ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ جُنُبٌ ، سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ مدینے کے کسی راستے میں نبی ﷺ سے ملے اور وہ جنبی تھے، کہتے ہیں کہ میں

(۲۹) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب عرق الجنب وان المسلم لاینجس، ح:۲۷۹۔صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب الدلیل علی ان المسلم لا ینجس، ح:۳۷۱.

قَـالَ : فَانْخَنَسْتُ مِنْهُ ، فَذَهَبْتُ فَاغْتَسَلْتُ ثُـمَّ جِئْتُ ، فقَالَ : ((أَيْنَ كُنْتَ يَاأَبَا هُرَيْرَةَ ؟)) قَالَ : كُنْتُ جُنُباً فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ على غَيْرِ طَهَارَةٍ ، فَقَالَ : ((سُبْحَانَ اللّٰهِ ، إِنَّ المُؤْمِنَ لَايَنْجُسُ)) .

آپ ﷺ سے (ملے بغیر) پلٹ گیا، میں نے جا کر غسل کیا، پھر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! تو کہاں (چلا گیا) تھا؟ انھوں نے جواب دیا: میں جنبی تھا تو میں نے یہ پسند نہ کیا کہ پاک ہوئے بغیر آپ ﷺ کے پاس بیٹھوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! یقیناً مومن ناپاک نہیں ہوتا۔

شرح المفردات: ......**انْخَنَسْتُ**: یہ خنوس سے ہے، یعنی سیدھا چلتے چلتے اچانک مڑ جانا۔/ واحد مذکر ومؤنث متکلم، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

شرح الحدیث: ......یعنی مومن اصلاً ناپاک نہیں ہوتا بخلاف مشرک کے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بیان ہے: ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ﴾ (التوبۃ : ۲۸) ''مشرکین تو ہیں ہی ناپاک۔''

(۳۰) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ:كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اغْتَسَلَ ثُمَّ يُخَلِّلُ بِيَدَيْهِ شَعْرَهُ حَتّٰى إِذَا ظَنَّ أَنَّهُ قَدْ أَرْوٰى بَشَرَتَهُ أَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ وَكَانَتْ تَقُوْلُ : كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ نَغْتَرِفُ مِنْهُ جَمِيعاً . (متفق علیه)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب غسلِ جنابت فرماتے تھے تو (پہلے) اپنے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر نماز والا وضو کرتے، پھر غسل فرماتے اور اپنے ہاتھوں سے اپنے بالوں کا خلال کرتے، یہاں تک کہ جب محسوس کرتے کہ آپ ﷺ (کے سر) کی چمڑی تر ہو گئی ہے تو تین مرتبہ اس پر پانی ڈالتے، پھر اپنے سارے جسم کو دھو لیتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے، ہم اس سے اکٹھے ہی چلو بھرا کرتے تھے۔

شرح المفردات: ......**أَرْوٰى بَشَرَتَهُ**: بالوں کی جڑوں میں جلد تک پانی پہنچاتے۔/ أَرْوٰى: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

الْبَشَرَةُ: ...... جِلد۔

أَفَاضَ عَلَيْهِ: ...... اپنے بالوں پر پانی بہاتے، گراتے، ڈالتے۔ واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، باب افعال۔

شرح الحدیث: ......غسلِ جنابت کرتے ہوئے اپنے بالوں کی جڑوں میں اور جلد کے تمام حصوں تک پانی پہنچانا ضروری ہے، جیسا کہ نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((إِنَّ تَحْتَ كُلِّ شِعْرَةٍ جَنَابَةٌ ، فَاغْسِلُوْا الشِّعْرَ ، وَأَنْقُوا البِشْرَةَ)) ''ہر ایک بال کے نیچے جنابت

---

(۳۰) صحیح البخاری، کتاب الغسل، باب تخلیل الشعر، ح:۲۶۹۔ صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب صفة غسل الجنابة، ح:۳۱٦.

ہوتی ہے، لہٰذا بالوں کو دھوؤ اور جسم کو اچھی طرح صاف کرو۔''

(سنن ابی ابوداؤد : ٢٤٨، جامع الترمذی: ١٠٦، سنن ابن ماجه: ٥٩٧)

(٣١) عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَضُوءَ الْجَنَابَةِ فَأَكْفَأَ بِيَمِينِهِ عَلٰى يَسَارِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثاً ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ ثُمَّ ضَرَبَ يَدَهُ بِأَرْضٍ أَوِالْحَائِطِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثاً ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ أَفَاضَ عَلٰى رَأْسِهِ الْمَاءَ ثُمَّ غَسَلَ جَسَدَهُ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ فَأَتَيْتُهُ بِخِرْقَةٍ فَلَمْ يُرِدْهَا فَجَعَلَ يَنْفُضُ الْمَاءَ بِيَدِهِ. (متفق علیه)

نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے جنابت (کے غسل) کا پانی رکھا، آپ نے اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ پر دو مرتبہ پانی ڈالا یا تین مرتبہ، پھر آپ ﷺ نے اپنی شرمگاہ کو دھویا، پھر دو یا تین مرتبہ اپنا ہاتھ زمین یا دیوار پر مارا، پھر کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، اپنے چہرے اور بازوؤں کو دھویا، پھر اپنے سر پر پانی ڈالا اور پھر سارے جسم کو دھویا، پھر آپ ﷺ نے ایک طرف ہوکر کے اپنے دونوں پاؤں دھوئے، میں آپ ﷺ کے پاس تولیہ لائی تو آپ ﷺ نے لینا نہ چاہا، اور آپ ﷺ اپنے ہاتھوں سے ہی پانی جھاڑنے لگے۔

شرح المفردات: ...... **فَلَمْ يُرِدْهَا:** یہ ارادہ سے ہے، رَدّ سے نہیں، یعنی آپ ﷺ نے تولیہ لینے کا ارادہ نہیں فرمایا۔ / **لَمْ يُرِدْ:** واحد مذکر غائب، فعل مضارع منفی جحد معلوم، باب افعال۔

خِرْقَةٌ: ...... پرانے کپڑے کی جھاڑن، یعنی تولیے جیسا کپڑا جس سے بال جھاڑے جائیں۔

شرح الحديث :...... نبی ﷺ کے زمین پر ہاتھ مارنے کی حکمت یہ ہے کہ مٹی کے ذریعے ہاتھوں سے نجاست کی بُو کو ختم کیا جا سکے۔ یہ کچی زمین کے لیے حکم ہے اور اگر آج کی طرح جائے غسل فرش وغیرہ کی ہو تو پھر مٹی کی جگہ صابن وغیرہ اس کام کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عملِ طہارت میں تین مقامات پر ہاتھ دھوئے جائیں: (١) استنجا سے پہلے دونوں ہاتھ دھونا (٢) استنجا کے بعد بایاں ہاتھ دھونا (٣) وضو کی ابتدا میں دونوں ہاتھ دھونا۔

(بدائع الفوائد لابن القیم: ٩١٤/٤)

راوية الحديث: ......سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ ٦ یا ٧ ہجری میں آپ ﷺ نے آپ سے نکاح فرمایا۔ پہلے آپ کا نام ''برّة'' تھا، نبی ﷺ نے تبدیل کر کے میمونہ رکھ دیا۔ آپ نے چھیالیس احادیث روایت کی ہیں۔ سرف مقام پہ آپ کی وفات ہوئی۔

---

(٣١) صحيح البخاری، كتاب الغسل، باب من توضأ في الجنابة ثم غسل سائر جسده، ح:٢٧٠۔ صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح:٣١٧.

(٣٢) عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ عُمَرَ بْـنَ الْـخَطَّابِ رضي الله عنه قَـالَ : يَـا رَسُـولَ اللّٰهِ أَيَـرْقُـدُ أَحَـدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ ؟ قَالَ : ((نَعَمْ ، إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْقُدْ)) . (متفق عليه)

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم میں سے کوئی شخص جنبی حالت میں سوسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، جب وضو کرلے تو سوسکتا ہے۔

شرح المفردات: ......**يَرْقُدُ**: سوسکتا ہے۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب **نَصَرَ يَنْصُرُ**۔

شـرح الـحديث: ...... صحیحین ہی کی ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی مذکور ہے: ((تَـوَضَّـأْ وَاغْسِـلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ)) (صحيح البخاری: ٢٩٠، صحيح مسلم: ٣٠٦) ''وضو کرلے اور اپنی شرمگاہ کو دھولے، پھر سوجا۔'' یہ صرف سونے کے وقت کے لیے رخصت ہے، نیند سے بیدار ہونے کے بعد غسل کرنا ضروری ہے۔

(٣٣) عَـنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها زَوْجِ الـنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَـالَـتْ : جَاءَ تْ أُمُّ سُلَيْمٍ امْرَأَةُ أَبِي طَلْحَةَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ الـلّٰـهَ لَا يَسْتَـحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْـمَـرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم : ((نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ))

(متفق عليه)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یقیناً اللہ تعالیٰ حق سے شرم محسوس نہیں فرماتا، کیا عورت پر بھی غسل لازم ہے جب اسے احتلام ہو جائے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں، جب وہ پانی دیکھے۔''

شرح المفردات: ......**اِحْتَلَمَتْ**: آدمی اپنے خواب میں جو کچھ دیکھے اور اس وجہ سے منی نکل پڑنے کو احتلام کہتے ہیں، یہ مرد وعورت دونوں کو ہوتا ہے۔/ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب افتعال۔

شـرح الحديث: ......اس حدیث سے یہ بات احاطۂ علم میں آتی ہے کہ مرد کی طرح عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے، جیسا کہ ایک اور روایت میں اس کی مزید وضاحت ملتی ہے کہ اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اسی بابت سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غسل کا حکم فرمایا، تو اس نے پھر سوال کیا: وَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ '' کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا: ((تَـرِبَـتْ يَدَاكِ ، فَبِمَ يَشْبَهُهَا وَلَدُهَا)) ''تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، تو پھر اس کے بچے کی اس کے ساتھ مشابہت کس بنا پر ہوتی ہے؟'' (صحيح البخاری: ١٣٠، صحيح مسلم: ٣١٣)

راوية الـحديث: ......ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام رملۃ بنت اَبی اُمیہ ہے۔ اپنے بیٹے سلمہ بن عبداللہ کی نسبت سے اپنی

(٣٢) صـحـيـح البـخـارى ، كتـاب الغسل ، باب نوم الجنب ، ح:٢٨٣۔صحيح مسلم ، كتاب الحيض ، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء ، ح:٣٠٦ .

(٣٣) صـحـيـح البخاری ، كتاب الغسل ، باب اذا احتلمت المرأة ، ح:٢٧٨۔صحيح مسلم ، كتاب الحيض ، باب وجوب غسل المرأة بخروج المنى منها ، ح:٣١٠ ، ٣١٤ .

کنیت ام سلمہ رکھی۔ نبی ﷺ کے ساتھ آپ کا نکاح واقعہ بدر کے بعد شوال ۲ ہجری میں ہوا۔ آپ ﷺ سے پہلے آپ ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالأسد کے عقدِ نکاح میں تھیں۔ آپ نے تین سو اٹھہتر احادیث روایت کی ہیں۔ آپ کے سن وفات میں اختلاف ہے۔ ابن عساکر رحمہ اللہ کے قول کے مطابق ۶۱ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

(٣٤) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ : كُنْتُ أَغْسِلُ الْـجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَيَخْرُجُ إِلَى الصَّلَاةِ وَإِنَّ بُقَعَ الْمَاءِ فِي ثَوْبِهِ . وَفِي لَـفْـظٍ لِـمُسْـلِمٍ : لَقَدْ كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرْكًا فَيُصَلِّي فِيهِ .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں سے جنابت (کی جگہ) کو دھویا کرتی تھی، پھر آپ ﷺ نماز (کے لیے مسجد) کی طرف نکل جاتے اور پانی کے نشانات آپ ﷺ کے کپڑوں میں (نظر آ رہے) ہوتے۔ مسلم میں یہ الفاظ ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے اسے کھرچا کرتی تھی، اور آپ ﷺ اسی (کپڑے) میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

شرح المفردات:...... بُقَع: داغ، دھبہ، نشان۔

فَرْكاً:...... ہاتھ سے مَلنا، رگڑنا، کھرچنا۔/ مصدر، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

شرح الحدیث:......سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کپڑوں کو لگ جانے والی منی کی بابت پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ رینٹ اور تھوک ہی کی طرح ہوتی ہے، اور اسے کسی جھاڑن یا اِذخر کے ساتھ پونچھ دینا ہی کافی ہے۔'' (سنن الدارقطنی : ١/ ١٢٤) جھاڑن سے مراد پونچھنے اور صاف کرنے والی کوئی بھی چیز ہو سکتی ہے اور اِذخر ایک بوٹی کا نام ہے۔

(٣٥) عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَـالَ : ((إِذَا جَـلَـسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَـدَهَـا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ)) وَفِي لَفْظٍ : ((وَإِنْ لَمْ يُنْزِلْ)) .

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی اس کی (یعنی اپنی بیوی کی) چار شاخوں کے درمیان بیٹھے، پھر وہ اس پر کوشش کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔'' ایک روایت میں ہے: ''اگرچہ انزال نہ بھی ہو۔''

شرح المفردات:...... شُعَبِهَا الْأَرْبَعُ: اس سے مراد دو ٹانگیں اور دو بازو ہیں، یہ جماع سے کنایہ ہے۔

جَهَـدَهَـا:...... بیوی سے ملاپ کرنے میں جہد کرنا، یہ التقائے ختانین کی طرف اشارہ ہے۔/ جَهَـدَ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ.

---

(٣٤) صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب غسل المني وفركه، ح:٢٢٧، ٢٢٨ ـ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب غسل المني من الثوب وفركه، ح:٢٨٩ .

(٣٥) صحيح البخاري، كتاب الغسل، باب اذاالتقى الختانان، ح:٢٨٧ ـ صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب نسخ الماء من الماء، ح:٣٤٨ .

شرح الحديث: ......انزال اور عدمِ انزال دونوں صورتوں میں التقائے ختانین سے غسل واجب ہوجاتا ہے، جیسا کہ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ((أَنْزَلَ أَوَلَمْ يُنْزِلْ)) ''خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔''

(سنن الدارقطني : ١/ ١١٢، مسندالطيالسي : ٢٤٤٩، مسندأحمد : ٢/ ٣٤٧)

(٣٦) عَـنْ أَبِـي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْـحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنهم أَنَّهُ كَـانَ هُوَ وَأَبُوهُ عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه وَعِـنْـدَهُ قَـوْمٌ فَسَـأَلُوهُ عَنِ الْغُسْلِ ؟ فَقَالَ : صَـاعٌ يَـكْفِيكَ ، فَقَالَ رَجُلٌ : مَا يَكْفِينِي ، فَـقَالَ جَابِرٌ : كَانَ يَكْفِي مَنْ هُوَ أَوْفَى مِنْكَ شَعراً وَخَيْراً مِنْكَ ۔ يُرِيدُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ۔ ثُمَّ أَمَّنَا فِي ثَوْبٍ .

وَفِي لَفْظٍ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُفْرِغُ الْمَاءَ عَلٰى رَأْسِهِ .

ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ وہ اور ان کے والد علی سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے اور آپ کے پاس اور بھی لوگ موجود تھے لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے غسل (کے پانی) کے بارے میں سوال کیا، تو آپ نے جواب دیا: ''ایک صاع (پانی) تمھیں کافی ہے۔ ایک آدمی نے کہا: مجھے کافی نہیں ہے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ انھیں کافی تھا جو تجھ سے پورے بالوں والے تھے اور تجھ سے کہیں بہتر تھے۔ آپ کی مراد رسول اللہ ﷺ تھے، پھر انھوں نے ہمیں ایک کپڑے میں امامت کروائی۔ بعض الفاظ میں ہے: رسول اللہ ﷺ اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالا کرتے تھے۔

شرح المفردات: ......**الصَّاع:** چار مُد کے برابر پیمانہ، ایک مُد سے مراد دو ہتھیلی بھر پانی۔ اس کی مقدار فقہائے شافعیہ و مالکیہ کے نزدیک ایک مُد نصف قدح، یعنی آدھا پیالہ اور اہل حجاز کے ہاں ایک رِطل اور ثُلث رِطل ہے، ایک رِطل ۳۴ تولے اور ڈیڑھ ماشے کا ہوتا ہے، یعنی ۳۹۸ گرام اور ۳۴ ملی گرام۔ چنانچہ اہلِ حجاز کے نزدیک ایک صاع سے مراد تقریباً ۲۱۲۴ گرام اور تقریباً ۱۸۱ ملی گرام ہے جبکہ مالکیہ و شافعیہ کے نزدیک ایک صاع دو پیالے کے برابر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

شرح الحدیث: ......ایک صاع پانی کے ساتھ غسل کے بارے میں مستحب یہی ہے کہ غسل ایک صاع سے کم نہ ہو اور وضو ایک مُد سے کم نہ ہو، جیسا کہ اس حدیث میں بیان ہے۔ (كشف اللّثام للسفاريني : ١/ ٤٥٥)

راوی الحدیث: ...... نام ابوجعفر قرشی ہاشمی مدنی ہے۔ معروف تابعی تھے۔ آپ کی والدہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ نے اپنے دادا نانا، یعنی حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں سے ہی احادیث روایت کی ہیں۔ ۵۶ ہجری میں آپ کی ولادت اور ۱۱۶ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

(٣٦) صحيح البخاري، كتاب الغسل، باب الغسل بالصاع ونحوه، ح:٢٤٩، ٢٥٣۔ صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب استحباب افاضة الماء على الرأس، ح:٣٢٩.

بَابُ التَّيَمُّمِ ......تیمّم کا بیان

(۳۷) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى رَجُلاً مُعْتَزِلاً لَمْ يُصَلِّ فِي الْقَوْمِ ؟ فَقَالَ : ((يَا فُلَانُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ فِي الْقَوْمِ ؟)) فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ وَلَا مَاءَ ، فَقَالَ : ((عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَإِنَّهُ يَكْفِيكَ)) .

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو الگ بیٹھے دیکھا،اس نے لوگوں کے ساتھ (باجماعت) نماز نہیں پڑھی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں! تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس بات نے روکا؟اس نے کہا:اے اللہ کے رسول!میں جنبی ہوں اور (غسل کے لیے) پانی نہیں ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:تو مٹی لے لے(یعنی مٹی سے تیمّم کر لے) یقیناً تجھ سے وہی کفایت کر جائے گی۔“

شرح المفردات:......تیمّم **لغةً**: ارادہ کرنا،قصد کرنا۔/ **تَيَمُّمٌ**: مصدر، باب تفعل۔

شـرعاً:...... پانی کی عدم دستیابی یا کسی عذر کی بنا پر خود کو نماز کے لیے پاک کرنے کی نیت سے پاک مٹی سے اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کرنا۔

الصَّعِيْدُ:...... مٹی۔

يَكْفِيْكَ: ...... پانی کی جگہ مٹی کفایت کر جائے گی۔/ **يَكْفِيْ**: واحد مذکر غائب،فعل مضارع معلوم، باب **ضَرَبَ يَضْرِبُ**۔

شـرح الـحديث:......امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ الصعيد سے مراد ایسی زمین کی مٹی ہے جس میں درخت اور نباتات نہ ہوں۔(تفسیر الطبری : ۵/ ۱۰۸) یعنی صاف چٹیل زمین ہو۔البتہ ملحوظ امر یہی ہے کہ مٹی پاک اور صاف ہو۔

راوی الحدیث: ......مکمل نام عمران بن حصین بن عبید بن خلف بن عبدنہم بن سالم بن غاضرہ ہے۔آپ علماء صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں بصرہ کے لوگوں کو علم وفقہ سکھانے کے لیے آپ ہی کو ان کی طرف بھیجا۔کچھ عرصہ قاضی کے عہدے پر بھی فائز رہے۔۵۲ ہجری میں بصرہ ہی میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۳۸) عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رضي الله عنهما قَالَ : بَعَثَنِي النَّبِيُّ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ

سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے کسی کام بھیجا تو میں جنبی ہو گیا، مجھے (غسل کے لیے) پانی نہ ملا تو میں مٹی میں ہی لوٹ پوٹ ہو گیا جس طرح کہ جانور

---

(۳۷) صحیح البخاری ، کتاب التیمم ، باب حدثنا عبدان ، ح:۳۴۱۔صحیح مسلم ، کتاب المساجد ، باب قضاء الصلاة الفائتة ، ح:٦٨٢ .

(۳۸) صحیح البخاری ، کتاب التیمم ، باب التیمم ضربة ، ح:۳۴۰۔صحیح مسلم ، کتاب الحیض ، باب التیمم ، ح:٣٦٨ .

الـدَّابَّةُ ثُـمَّ أَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لَـهُ، فَـقَـالَ: ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ أَنْ تقُولَ بِيَـدَيْكَ هٰـكَذَا)) ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ضَـرْبَةً وَاحِـدَةً ثُـمَّ مَسَـحَ الشِّـمَالَ عَلَى الْيَمِينِ وَظَاهِرَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ . (متفق عليه)

لوٹ پوٹ ہوتا ہے، پھر میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو میں نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے یہی کافی تھا کہ تو اپنے ہاتھوں کو اس طرح کرتا۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کو ایک ہی مرتبہ زمین پر مارا، پھر بائیں ہاتھ کو دائیں پر پھیرا اور اپنی ہتھیلیوں کی باہر والی جانب پر اور اپنے چہرے پر پھیرا۔

شرح المفردات: ......تَمَرَّغْتُ: زمین پر لیٹ کر اُلٹا سیدھا ہونا تا کہ سارے جسم کو مٹی لگ / جائے۔ واحد مذکر ومؤنث متکلم، فعل ماضی معلوم، باب تفعّل۔

شرح الحدیث: ......سیّدنا عمار رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ایک حدیث میں تیمّم کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کے لیے ایک ہی ضرب ہے۔ (مسندأحمد: ٤/ ٢٦٣، أبو داؤد: ٣٢٧) یہی صحیح ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس نے ہاتھوں اور چہرے کے لیے دو ضربوں کا مؤقف اپنایا ہے اس نے ایک اضافی چیز کو اختیار کیا ہے (جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے)۔ (المغنی لابن قدامة: ١/ ١٥٤)

راوی الحدیث: ......آپ خود بھی صحابی اور آپ کے والدین بھی صحابی تھے۔ بنو مخزوم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ کی والدہ کا نام سمیہ تھا جو ابو حذیفہ بن مغیرہ کی آزاد کردہ لونڈی تھیں آپ کو اور آپ کے والدین کو قبول اسلام کی پاداش میں بہت تکالیف دی گئیں، اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ان تکالیف پر صبر کی تلقین کرتے ہوئے جنت کی بشارت دی تھی۔ (مستدرك للحاكم: ٣/ ٤٣٢) ابوجہل نے آپ کی والدہ کے دل میں نیزہ مارا اور اسی سے آپ شہید ہوگئیں۔ آپ اسلام کی پہلی شہید خاتون ہیں۔ عمار رضی اللہ عنہ نے دو ہجرتیں کیں یعنی ہجرت حبشہ اور ہجرتِ مدینہ اور اسی طرح دونوں قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں میں بھی آپ کا نام آتا ہے۔ ابو غادیہ جہنی کے ہاتھوں ترانوے یا چرانوے برس کی عمر میں آپ کی شہادت ہوئی۔ متواتر روایات سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آپ کی شہادت کی پیشینگوئی پہلے ہی کر دی تھی۔ آپ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔ اور آپ ﷺ کی پیشینگوئی بالکل سچ ثابت ہوئی۔

(٣٩) عَـنْ جَـابِـرِ بْـنِ عَبْدِ اللّٰـهِ رضی اللہ عنہما: أَنَّ الـنَّبِیَّ ﷺ قَـالَ: ((أُعْـطِيتُ خَمْسـاً لَمْ يُـعْـطَهُـنَّ أَحَـدٌ مِنَ الأَنْبِيَاءِ قَبْلِي: نُصِرْتُ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے پانچ امور سے نوازا گیا ہے، مجھ سے پہلے کسی نبی کو ان سے نہیں نوازا گیا: (۱) ایک مہینے کی مسافت پر رعب

---

(٣٩) صحيح البخاري، كتاب التيمم، باب قول النبي جعلت لي الأرض مسجداً وطهوراً، ح:٤٣٨ ـ صحيح مسلم، كتاب المساجد، الباب الأوّل، ح:١١٩١.

بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ ، وَجُعِلَتْ لِي الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلاةُ فَلْيُصَلِّ ، وَأُحِلَّتْ لِي الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لأَحَدٍ قَبْلِي ، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً)) .

ہونے کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے، (۲) میرے لیے زمین کو جائے سجدہ اور پاک بنایا گیا ہے،لہٰذا میری امت میں سے جس شخص کو بھی نماز کا وقت ہو جائے تو وہ نماز پڑھ لے، (۳) میرے لیے غنیمتوں کا مال حلال کیا گیا ہے،حالانکہ مجھ سے پہلے کسی پر حلال نہیں تھا، (۴) مجھے شفاعت (کرنے کی اجازت) دی گئی ہے۔ (۵) ہر نبی خاص اپنی ہی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا لیکن مجھے عام لوگوں (یعنی میرے بعد قیامت تک آنے والے سب لوگوں) کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہے۔

شرح المفردات: ...... نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ: یعنی میرا دشمن ایک مہینے کی مسافت کے بقدر بھی مجھ سے دُور ہو،تب بھی اس پر میرا رعب ہوتا ہے۔/ نُصِرْتُ: واحد متکلم،فعل ماضی مجہول، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

شرح الحديث: ......ایک روایت میں اس کی تفصیل موجود ہے:((جُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدَ الْمَاءَ .)) ''ہمارے لیے ساری زمین کو سجدہ گاہ بنایا گیا ہے اور جب ہمیں پانی نہ ملے تو اس کی مٹی کو ہمارے لیے پاکیزہ بنایا گیا ہے۔'' (صحیح مسلم : ۵۲۲)

راوی الحديث: ......مکمل نام جابر بن عبداللہ بن رئاب بن نعمان بن سنان انصاری سلمی ہے۔ بدری صحابی تھے، آپ کے والد بھی صحابیِ رسول تھے۔ مدینہ ہی سے تعلق تھا۔عقبۂ اولیٰ میں شریک ہونے والے چھ اصحاب میں آپ بھی شامل تھے۔غزوہ احد میں اپنے والد کے ہمراہ شرکت کی۔ آپ ۷۸ ہجری تک بقیدِ حیات رہے اور ۹۴ برس کی عمر پا کر خالقِ حقیقی سے جا ملے۔آخر عمر میں آپ کی بصارت زائل ہو چکی تھی۔قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ میں سے مدینہ میں فوت ہونے والے آپ آخری صحابی تھے۔لیکن ایک قول یہ ہے کہ آپ کے بعد سہل بن عبادہ کی وفات ہوئی تھی، اس لحاظ سے آخری وہ بنتے ہیں۔

بَابُ الْحَيْضِ ......حیض کے مسائل کا بیان

(٤٠) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ : إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلاةَ ؟ قَالَ : ((لا ، إِنَّ ذَالِكَ عِرْقٌ وَلٰكِنْ دَعِي الصَّلاةَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے سوال کیا، اس نے کہا: میں استحاضہ کی حالت میں ہوئی رہتی ہوں اور (کئی کئی دن تک) پاک نہیں ہوتی، تو کیا میں نماز چھوڑ دیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں،

(٤٠) صحيح البخاري، كتاب الحيض، باب اذا حاضت في شهر ثلاث حيض، ح:٣١٩۔ و كتاب الحيض، باب الاستحاضة، ح:٣٠٠۔ صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح:٣٣٣.

قَـدْرَ الْأَيَّـامِ الَّتِـي كُـنْتِ تَحِيضِينَ فِيهَا ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي)) .

بلاشبہ یہ تو ایک رگ ہے، لیکن جن دنوں میں تو حائضہ ہوتی ہے ان دنوں کا حساب لگا کر اتنے دن نماز چھوڑ دیا کر، پھر غسل کر لیا کر اور نماز پڑھ لیا کر۔

وَفِـي رِوَايَةٍ : ((وَلَيْسَـتْ بِـالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَـتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ فِيهَا فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي)) (متفق عليه)

ایک اور روایت میں ہے: وہ حیض نہیں ہوتا، چنانچہ جب حیض آئے تو ان دنوں میں نماز چھوڑ دے اور جب ان دنوں کی مقدار ختم ہو جائے (یعنی جتنے دنوں میں حیض آتا ہے اتنے دن ختم ہو جائیں) تو اپنے آپ سے خون کو دھو اور نماز پڑھ۔

شـرح المفردات: ......**الحَيْضُ** : ہر ماہ کے خاص دنوں میں عورت کو بعد از بلوغت خون آتا ہے، جو اس کے رحم سے نکلتا ہے، اسے حیض کہا جاتا ہے۔

الاستِحاضَةُ:...... حیض کے دنوں کے علاوہ دوسرے دنوں میں بہنے والا خون

عِرْقٌ : ...... یہ ایک رگ ہوتی ہے، جسے عاذل کہا جاتا ہے اور یہ رحم کے بہت قریب ہوتی ہے، ایامِ حیض کے علاوہ دیگر دنوں میں اس سے خون بہنے لگتا ہے۔

شرح الحديث: ......اس حدیث میں حائضہ کے نماز ترک کرنے اور اس کی قضاء نہ دینے میں دلیل ہے اور یہ اس مسئلہ میں سلف وخلف کے اجماع ہی کے مثل ہے، کیونکہ خوارج کے علاوہ کسی نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی۔

(كشف اللّثام للسفاريني : ١/ ٥٠٣)

(٤١) عَـنْ عَـائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ أُسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ فَسَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَـنْ ذَالِكَ ؟ فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ ، قَالَتْ : فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ امِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سات سال تک استحاضہ کی حالت میں رہیں، انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں (حکم) پوچھا، تو آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ تو غسل کر لیا کر۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ ہر نماز کے لیے (الگ) غسل کیا کرتی تھیں۔

شـرح الحديث: ......امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انھیں صرف غسل کرنے اور نماز پڑھنے کا حکم فرمایا تھا (یعنی ہر نماز کے لیے الگ غسل کا حکم آپ ﷺ کی طرف سے نہیں تھا، بلکہ) وہ اپنی خوشی سے ایسا کیا کرتی تھیں۔ (الأم للشافعي : ١/ ٦٢)

---

(٤١) صحيح البخاري، كتاب الحيض، باب عرق الاستحاضة، ح:٣٢١ـ صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلوٰتها، ح:٣٣٤.

(٤٢) عَـنْ عَـائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَـالَـتْ : كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ كِلَانَـا جُنُـبٌ ، وَكَـانَ يَـأْمُرُنِى فَـأَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِى وَأَنَا حَائِضٌ ، وَكَانَ يُخْرِجُ رَأْسَهٗ إِلَـىَّ وَهُـوَ مُـعْتَـكِفٌ فَـأَغْسِلُـهٗ وَأَنَـا حَائِضٌ . (متفق عليه)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے، حالانکہ ہم جنبی ہوتے تھے، آپ ﷺ مجھے حکم فرمایا کرتے تو میں ازار باندھ لیا کرتی، پھر آپ ﷺ مجھ سے مباشرت کرتے ، حالانکہ میں حائضہ ہوتی، آپ ﷺ اپنا سر مبارک میری طرف نکال دیتے اور آپ ﷺ اعتکاف بیٹھے ہوتے تو میں اسے دھو دیتی، حاور تب بھی میں حیض کی حالت میں ہوتی۔

شرح المفردات: ......أَتَّزِرُ: ناف سے لے کر گھٹنوں تک یا ان کے نیچے تک سختی کے ساتھ کپڑا باندھ لیتی تھی۔/ واحد مذکر ومؤنث متکلم، فعل مضارع معلوم، باب افتعال۔

یباشرُنی: ...... مباشرت سے مراد جماع کے بغیر ویسے ہی باہم جسم سے جسم ملانا۔/ يُبَاشِرُ: واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب مفاعلہ۔

شرح الحدیث: ......حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ حائضہ عورت فی نفسہا پاک ہوتی ہے اور اسے چھونا اور بغیر جماع مباشرت ممنوع نہیں ہے، البتہ جماع والی مباشرت ممنوع ہے۔

(فتح البارى لابن حجر: ١/ ٤٠١)

(٤٣) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَـالَـتْ:كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَّكِئُ فِي حِجْرِي فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَأَنَا حَائِضٌ . (متفق عليه)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میری گود میں ٹیک لگا کر قرآن پڑھا کرتے تھے، حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی۔

شرح المفردات: ......الحِجْرُ: سینے سے بغل اور پہلو تک کا حصہ، مراد گود۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں بھی وہی بیان کرنا مقصود ہے کہ حائضہ باعتبار جسم ناپاک نہیں ہوتی۔

(٤٤) عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ : سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَلْتُ : مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِى الصَّوْمَ وَلَا

معاذہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا، میں نے کہا: حائضہ کا کیا معاملہ ہے کہ وہ روزوں کی

---

(٤٢) صحيح البخارى، كتاب الحيض، باب مباشرة الحائض، ح:٢٩٥ـ صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب مباشرة الحائض فوق الازار، ح:٢٩٣.

(٤٣) صحيح البخارى، كتاب الحيض، باب قراء ة الرجل فى حجرامرأته وهى حائض، ح:٢٩٣ـ صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب الاضطجاع مع الحائض فى لحاف واحد، ح:٣١٠.

(٤٤) صحيح البخارى، كتاب الحيض، باب لاتقضى الحائض الصلاة، ح:٣١٥ ـ صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة، ح:٣٣٥.

تَـقْـضِـي الصَّلَاةَ ؟ فَقَالَتْ : أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ ؟ فَـقُـلْـتُ : لَسْـتُ بِـحَرُورِيَّةٍ وَلٰكِنِّي أَسْأَلُ . فَـقَـالَـتْ : كَـانَ يُـصِيبُنَا ذَالِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ . (متفق عليه)

تو قضائی دیتی ہے جبکہ نماز کی قضائی نہیں دیتی؟انھوں نے فرمایا: کیا تو حروریہ ہے؟میں نے کہا: نہیں میں حروریہ نہیں ہوں، لیکن میں تو صرف (وجہ) پوچھ رہی ہوں۔تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ ہمیں بھی آیا کرتا تھا تو ہمیں روزوں کی قضاء دینے کا حکم دیا گیا تھا اور نمازوں کی قضاء کا ہمیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔

شرح المفردات: ......أَحْرُوْرِيَّةٌ أَنتِ: کوفہ کے قریب ایک شہر حروراء تھا، اس کی طرف نسبت ہے۔اس شہر سے خارجیوں کا ایک فرقہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف نکلا تھا، جسے سنت کی مخالفت اور مسلمانوں کی جماعت کے خلاف خروج کرنے پر خوارجِ حروریہ کہا جاتا تھا۔

شرح الحديث:......ایامِ حیض میں چھوڑی جانے والی نمازوں کی عدمِ قضاء پر ابنِ منذر نے اجماع نقل کیا ہے۔

(كشف اللثام للسفاريني : ١/٥٠٩)

راوية الحديث: ......آپ کی کنیت ام الصہباء تھی۔ بصرہ سے تعلق تھا اور ثقہ تابعیہ تھیں۔ بہت زیادہ عبادت گزار خاتون تھیں۔۸۳ہجری میں وفات پائی۔

❀❀❀❀

كِتَابُ الصَّلٰوةِ
نماز کے مسائل

اسلام کا دوسرا بنیادی رکن نماز ہے۔قبولِ اسلام کے بعد سب سے پہلا جو فرض لاگو ہوتا ہے وہ یہی ہے۔دیگر احکام کے انعقاد کے لیے بلوغت شرط ہے لیکن اس کے بارے میں خصوصی حکم دیا گیا ہے کہ بچہ جب سات برس کا ہو جائے تو تبھی سے اسے نماز پڑھنے کو کہا جائے اور دس برس کی عمر میں اس پر سختی کر کے بھی نماز پڑھانی پڑے تو اس سے بھی گریز نہ کیا جائے۔نماز رسول کریم ﷺ کو معراج کے موقع پر رب تعالیٰ کی طرف سے ملنے والا تحفہ ہے۔اوّل حکم پچاس نمازوں کا ہوا، پھر تخفیف کرتے کرتے پانچ کر دی گئیں، البتہ ثواب پچاس نمازوں ہی کا ملتا ہے۔یہ واحد فریضہ ہے جو انسان کو کسی بھی طور پر معاف نہیں ہے۔انتہائی لاچاری کی صورت میں بھی بیٹھ کر یا لیٹ کر پڑھنے کی رخصت تو دے دی گئی ہے مگر معافی نہیں۔اس فریضے کی اہمیت کا اندازہ اسی سے ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کافر اور مسلمان کے درمیان جو فرق بتلایا ہے وہ نماز کا فرق ہے۔اگر انسان پڑھتا رہے تو مسلمان اور اگر چھوڑ دے تو کافر کے حکم میں ہوگا۔روزِ قیامت بھی سب سے پہلے نماز کی بابت ہی سوال کیا جائے گا۔

الصلاة لغةً: ...... دعا۔

شرعاً: ...... وہ مخصوص اقوال وافعال جو خاص اوقات میں عمل میں آتے ہیں اور وہ تکبیر (یعنی اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنے) سے شروع ہو کر تسلیم (یعنی اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہنے) پر اختتام پذیر ہوتے ہیں۔

بَابُ الْمَوَاقِيْتِ ......اوقاتِ نماز کا بیان

المواقيت: ...... یہ میقات کی جمع ہے اور اس سے مراد وہ اوقاتِ زمان ہیں، جو فرض نمازوں کی ادائیگی کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔

(٤٥) عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ۔ وَاسْمُهُ سَعْدُ بْنُ إِيَاسٍ۔ قَالَ: حَدَّثَنِي صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ۔ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ۔ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ: أَيُّ

ابوعمرو شیبانی، جن کا نام سعد بن ایاس ہے، بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس گھر والے نے بیان کیا، انھوں نے (یہ کہتے ہوئے) سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا، انھوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل اللہ تعالیٰ

(٤٥) صحيح البخاری، کتاب مواقيت الصلاة، باب فضل الصلاة لوقتها، ح: ٥٠٤ ـصحيح مسلم، کتاب الايمان، باب بيان كون الايمان باللّٰه تعالىٰ افضل الأعمال، ح:٨٥ .

الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ ؟ قَالَ : ((الصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا)) قُلْتُ : ثُمَّ أَيٌّ ؟ قَالَ : ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قُلْتُ : ثُمَّ أَيٌّ ؟ قَالَ : ((الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) قَالَ : حَدَّثَنِي بِهِنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي (متفق عليه)

کے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا، میں نے کہا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کے ساتھ نیکی کرنا، میں نے پوچھا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہی باتیں بیان فرمائیں اور اگر میں مزید پوچھتا تو آپ ﷺ مجھے اور بھی بیان فرماتے۔

شرح المفردات: ......**أَحَبُّ**: زیادہ پسند، زیادہ محبوب۔ دوسروں کی نسبت زیادہ پیارا/ واحد مذکر، اسم تفضیل، باب افعال۔

لَوِ اسْتَزَدْتُهُ: اگر میں آپ ﷺ سے مزید سوالات کرتا۔/**اِسْتَزَدتُ**: واحد متکلم فعل ماضی معلوم، باب استفعال۔

شرح الحدیث: ......ابنِ دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اوّل یا آخری وقت میں نماز ادا کرنے کا تقاضا نہیں کرتی بلکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ نماز کا وقت نکل جانے پر بطورِ قضاء نماز ادا کرنے سے احتراز کیا جائے۔

(شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد : ١/ ١٣٢)

اس حدیث میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو جہاد پر مقدم کرنا اس امر کی اہمیت وعظمت پر دلیل ہے، تیسرا افضل عمل جہاد فی سبیل اللہ بتلایا گیا ہے اور اس امر میں بھی چنداں شک نہیں ہے کہ دِین میں جہاد کا مقام ومرتبہ عظیم تر ہے اور قیاس اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ ان تمام اعمال سے افضل ہے جو مقصودِ عمل کے حصول کے لیے وسیلے اور ذریعے کا درجہ رکھتے ہیں، کیونکہ عبادات کی دو قسمیں ہیں: ایک تو وہ جو مقصود بالذات ہیں اور دوسری وہ جو کسی اور مقصد کے حصول کے لیے وسیلے اور ذریعے کا درجہ رکھتی ہیں۔ پھر اس وسیلے کی فضیلت متوسّل الیہ عبادت کی فضیلت کے اعتبار سے ہوتی ہے، سو اگر وہ بلند پایاں فضیلت کی حامل ہو تو وسیلہ بھی اسی قدر فضیلت پاتا ہے، جیسا کہ جہاد وسیلہ ہے اور متوسّل الیہ دِین کا غلبہ واشاعت ہے، لہٰذا عملِ جہاد کی فضیلت اپنے مقصود کے اعتبار سے اتنی ہی اعلیٰ وارفع ہے۔

(شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد: ١/ ١٣٣)

راوی الحدیث: ......آپ تابعی، قرآن کے قاری اور بہت بڑے نحوی تھے۔ آپ کی ثقاہت پر ائمہ کا اجماع ہے۔ آپ کے سن وفات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آپ ۱۰۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ ابوعمر کے قول کے مطابق ۹۵ ہجری اور امام ذہبی رحمہ اللہ کے رقم کردہ سن کے مطابق ۹۸ ہجری آپ کا سن وفات ہے۔

(٤٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ : لَقَدْ كَانَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ فجر کی نماز پڑھایا

(٤٦) صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب وقت الفجر، ح:٣٦٥۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب التكبير بالصبح فى أول وقتها، ح:٦٤٥ .

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْفَجْرَ فَيَشْهَدُ مَعَهُ نِسَاءٌ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ مُتَلَفِّعَاتٌ بِمُرُوطِهِنَّ ، ثُمَّ يَرْجِعْنَ إِلَى بُيُوتِهِنَّ مَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ . (متفق عليه)

کرتے تھے تو مسلمان عورتیں آپ ﷺ کے ساتھ (نماز میں) حاضر ہوتیں جو اپنی چادروں میں لپٹی ہوتی تھیں، پھر وہ اپنے گھروں کو لوٹتیں تو اندھیرے کے باعث کوئی انھیں پہچان نہ پاتا۔

شرح المفردات: ......**المُرُوْطُ**: جانور کے بالوں سے بنی ہوئی اُون کی موٹی چادریں۔

مُتَلَفِّعَاتٌ: ...... لپٹی ہوئی ہوتیں، پورے جسم پر چادر اوڑھے ہوئے ہوتیں ۔/ جمع مؤنث، اسم فاعل، باب تفعل ۔

الغَلَسُ: ...... صبح کی روشنی کارات کے اندھیرے میں گھل مِل جانا۔

شرح الحديث: ......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد نماز شروع کر دیتے تھے، تبھی تو نماز ختم ہوجانے پر بھی اس قدر اندھیرا ابھی باقی ہوتا تھا کہ گھروں کو واپس جانے والی عورتوں کو اندھیرے کے باعث پہچاننا محال ہوتا تھا۔

(٤٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ أَحْيَاناً وَأَحْيَاناً إِذَا رَآهُمْ اجْتَمَعُوا عَجَّلَ . وَإِذَا رَآهُمْ أَبْطَئُوا أَخَّرَ وَالصُّبْحُ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيهَا بِغَلَسٍ . (متفق عليه)

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ظہر کی نماز زوال آفتاب کے بعد ادا فرمایا کرتے تھے، عصر کی اس وقت کہ سورج ابھی صاف ہوتا، مغرب کی تب پڑھتے جب وہ (سورج) ڈوب جاتا، عشاء کبھی کبھی جب آپ ﷺ دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں تو جلدی پڑھ لیتے اور جب دیکھتے کہ وہ دیر سے آئیں گے تو لیٹ کر دیتے اور صبح کی نماز نبی ﷺ اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے۔

شرح المفردات: ......**الهاجرةُ**: زوالِ آفتاب کے بعد گرمی کی شدّت کا وقت

نَقِيَّةٌ: ...... صاف، چمکتا ہوا۔/ واحد مؤنث، صفتِ مشبہ، باب سَمِعَ يَسْمَعُ۔

وَجَبَتْ: ...... جب سورج غروب ہوجائے۔/ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحديث: ......اس حدیث کے عمومی مفہوم سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی ﷺ سوائے نمازِ عشاء کے بقیہ تمام نمازیں ان کے اوّل وقت ہی میں پڑھایا کرتے تھے، گویا معلوم ہوا کہ بقیہ تمام نمازیں اوّل وقت میں اور عشاء کی نماز مؤخر کر کے پڑھنا افضل ہے۔

---

(٤٧) صحيح البخاری، كتاب مواقيت الصلاة، باب باب وقت المغرب، ح: ٥٣٥ـ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب التكبير بالصبح في أول وقتها، ح:٦٤٦ .

(٤٨) عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ سَيَّارِ بْنِ سَلامَةَ قَالَ : دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلَى أَبِي بَرْزَةَ الأَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهُ أَبِي : كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الْمَكْتُوبَةَ ؟ فَقَالَ : كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيرَ الَّتِي تَدْعُونَهَا الأُولَى حِينَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ أَحَدُنَا إِلَى رَحْلِهِ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ ، وَنَسِيتُ مَا قَالَ فِي الْمَغْرِبِ ، وَكَانَ يُسْتَحَبُّ أَنْ يُؤَخِّرَ مِنَ الْعِشَاءِ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْعَتَمَةَ ، وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثُ بَعْدَهَا ، وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلاةِ الْغَدَاةِ حِينَ يَعْرِفُ الرَّجُلَ جَلِيسَهُ ، وَكَانَ يَقْرَأُ بِالسِّتِّينَ إِلَى الْمِأَةِ .

ابومنہال سیار بن سلامہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے والد، سیّدنا ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور میرے والد نے ان سے کہا: نبی ﷺ فرض نماز کیسے پڑھایا کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ ﷺ ظہر کی نماز جسے تم پہلی کہتے ہو، اس وقت پڑھتے جب سورج غروب ہونے کی طرف مائل ہو جاتا (یعنی زوال شمس کے بعد) اور عصر کی نماز (اس وقت) پڑھتےکہ ہم میں سے کوئی مدینہ کے کونے میں اپنی رہائش گاہ کی طرف لوٹتا اور سورج ابھی زندہ (یعنی بلند) ہوتا، (راوی کہتے ہیں کہ) جوانھوں نے مغرب کا وقت بتایا وہ مجھے بھول گیا، اور آپ ﷺ کو یہ پسند ہوا کرتا تھا کہ عشاء کو لیٹ کریں، جسے تم عتمہ کہتے ہو، آپ ﷺ عشاء سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرمایا کرتے تھے، آپ ﷺ صبح کی نماز اس وقت پڑھتے جب آدمی اپنے ساتھ بیٹھے شخص کو پہچان لیتا (یعنی صبح کی روشنی نمودار ہو گئی ہوتی) اور آپ ﷺ ساٹھ سے سو تک آیات پڑھا کرتے تھے۔

شرح المفردات: ......المکتوبۃ: فرض کی ہوئی، اس سے مراد نمازِ پنجگانہ ہے۔/ واحد مؤنث، اسم مفعول، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

الْأُولٰی: ...... ظہر کی نماز۔ اُولیٰ اس لیے کہا گیا کیونکہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو پہلی نماز یہی پڑھائی تھی۔

تَدْحَضُ الشَّمْسُ: ...... آسمان کے وسط سے سورج مغرب کی طرف جھکنے اور مائل ہونے لگا۔/ تَدْحَضُ: واحد مؤنث غائب، فعل مضارع معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

الْعَتَمَة: ...... رات کا اندھیرا، یہ لفظ عشاء کی نماز پر بولا جاتا تھا۔

يَنْفَتِلُ: ......آپ ﷺ پھرتے تھے، ختم کرتے تھے، پڑھ کر فارغ ہوتے تھے۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب انفعال۔

صَلَاةُ الْغَدَاةِ: ...... صبح کی نماز

---

(٤٨) صحيح البخاری، كتاب مواقيت الصلاة، باب وقت العصر، ح:٥٢٢۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب التكبير بالصبح فی أول وقتها، ح:٤٦١ .

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں نمازوں کے اوقات بتلائے گئے ہیں اور اس کے علاوہ ایک ادب کی تعلیم دی گئی ہے کہ عشاء سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد باتیں کرنا نبی کریم ﷺ کی نظر میں ناپسندیدہ عمل تھا۔

راوی الحدیث: ......ابومنہال رحمہ اللہ ثقہ تابعی ہیں۔ ۱۲۹ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔ اس روایت میں ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر ہے۔ آپ کا نام نضلہ بن عبید تھا۔ فتح مکہ کے وقت موجود تھے اور اس روز ابن خطل کو قتل کرنے والے آپ ہی تھے۔ نبی ﷺ کے ساتھ متعدد غزوات میں شرکت کی۔ ۶۴ ہجری میں وفات ہوئی۔

(٤٩) عَـنْ عَـلِـيٍّ بْـنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ : ((مَلَأَ اللّٰهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ)) . وَفِي لَفْظٍ لِمُسْلِمٍ : ((شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ)) ثُمَّ صَلَّاهَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ .

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے خندق کے دن فرمایا: اللہ تعالیٰ ان (مشرکین) کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھردے جنھوں نے ہمیں درمیان والی نماز سے مشغول کر دیا، یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ مسلم میں یہ الفاظ ہیں: انھوں نے ہمیں درمیانی یعنی عصر کی نماز سے مشغول کر دیا، پھر آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں عصر کی نماز پڑھی۔

شرح المفردات: ......شَغَلُونَا: انھوں نے ہمیں مشغول کیے رکھا اور نماز نہ پڑھنے دی۔/ شَغَلُوْا: جمع مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

الصَّلَاةُ الْوُسْطٰى: ...... عصر کی نماز۔

شرح الحدیث: ......امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں کہ ((صَلَاةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الْعَصْرِ)) ”درمیانی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے۔“ (تفسير الطبري : ٥٥٩/٢)

اسی طرح امام احمد رحمہ اللہ اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے سیّدنا سمرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہی الفاظ ذکر کیے ہیں۔ (مسند احمد : ٢٢/٥، جامع الترمذي : ١٨٢) امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اکثر علماء صحابہ کا یہی قول ہے کہ صلاۃ الوسطیٰ سے مراد صلاۃ العصر ہے۔ (جامع الترمذي : ٣٤٢/١)

ایک روایت میں نمازِ عصر کی اہمیت اجاگر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ .)) (صحيح البخاري : ٥٢٨) ”جس نے عصر کی نماز ترک کر دی، اس کے اعمال ضائع ہوگئے۔“

(٥٠) وَلَهُ عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکین نے

---

(٤٩) صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب الدعاء على المشركين، ح:٢٧٧٣ ـ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب التغليظ في تفويت العصر، ح: ٦٢٧ .

(٥٠) صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب التغليظ في تفويت العصر، ح: ٦٢٨ .

قَـالَ : حَبَـسَ الْـمُشْرِكُونَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ الْـعَصْرِ حَتّٰى احْمَرَّتِ الشَّمْسُ أَوِ اصْـفَـرَّتْ ، قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((شَغَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ مَلَأَ الـلّٰـهُ أَجْـوَافَهُـمْ وَقُبُـورَهُمْ نَاراً ـأَوْ قَالَ: ((حَشَا اللّٰهُ أَجْوَافَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَاراً)) .

رسول اللہ ﷺ کوعصر کی نماز سے روکے رکھا، یہاں تک کہ سورج سرخ ہوگیا یا زرد ہوگیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انھوں نے ہمیں درمیان والی نماز یعنی نماز عصر سے مشغول کر دیا، اللہ تعالیٰ ان کے پیٹوں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔

شرح المفردات:...... مَلَأَ اور حَشَا: دونوں کا معنی بھرنا ہے۔

مَـلَأَ: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

حَشَا: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

شرح الحديث:...... یہ حدیث گزشتہ حدیث کے ہم معنیٰ ہی ہے اور اس میں بالضبط یہ ذکر ہے کہ صلاۃ الوسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے۔

راوی الحديث: ......آپ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ آپ عبادلہ اربعہ اور سابقین اوّلین میں سے ایک تھے۔ آپ بدری صحابی تھے اور بدر میں ابوجہل کی ہلاکت آپ ہی کے ہاتھوں ہوئی۔ آپ نے بھی دونوں ہجرتوں میں شرکت کی اور دونوں قبلہ کی طرف نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ آپ سے راز کی باتیں کیا کرتے تھے۔ عشرہ مبشرہ میں بھی آپ شامل ہیں۔ آپ کا ان اصحاب میں شمار ہوتا ہے جنھوں نے عہد رسالت میں جمع قرآن پر کام کیا اور آپ ان چار لوگوں میں سے ایک تھے جنھیں رسول اللہ ﷺ نے قرآن پڑھنے کا حکم فرمایا تھا۔ آپ نے نبی ﷺ سے ۸۴۸ احادیث روایت کیں۔ ساٹھ سے کچھ برس زیادہ عمر پاکر ۳۲ یا ۳۳ ہجری میں باری تعالیٰ کی جنتوں کے مہمان بن گئے۔

(٥١) عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ : أَعْتَـمَ النَّبِيُّ ﷺ بِـالْـعِشَـاءِ ، فَـخَرَجَ عُمَرُ فَـقَـالَ: الـصَّلَاةُ يَارَسُولَ اللّٰهِ! رَقَدَ النِّسَاءُ وَالصِّبْيَانُ ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً يَقُولُ : ((لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِي ـأَوْ ـ عَـلَـى الـنَّاسِ لَأَمَرْتُهُمْ بِهٰذِهِ الصَّلَاةِ هٰذِهِ السَّاعَةِ)) . (متفق عليه)

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (ایک مرتبہ) عشاء میں خاصی رات کر دی، تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ (آپ ﷺ کی طرف) نکلے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! عورتیں اور بچے سونے لگے ہیں نماز پڑھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے اپنا سر (حجرہ مبارک سے باہر) نکالا تو وہ قطرے بہا رہا تھا، آپ ﷺ فرمانے لگے: اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا ...... یا (فرمایا): لوگوں پر...... تو میں انھیں عشاء کی نماز اس

---

(٥١) صحيح البخاري، كتاب التمنى، باب مايجوز من اللو، ح:٦٨١٢۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب وقت العشاء وتاخيرها، ح:٦٢٤ .

وقت میں پڑھنے کا ضرور حکم دیتا۔

شرح المفردات: ......أَعْتَمَ: آپ ﷺ نے رات کا اندھیرا کر دیا، یعنی سُرخی غائب ہونے کے بعد عشاء کی نماز کو بہت مؤخر کر دیا۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

شرح الحدیث: ......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ((لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَأَمَرْتُهُمْ اَنْ یُّؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ اِلٰی ثُلُثِ الَّیْلِ اَوْ نِصْفَهٗ.)) ''اگر میں اپنی امت پر مشقت نہ سمجھتا تو میں انھیں عشاء کو تہائی رات یا آدھی رات تک لیٹ کرنے کا حکم دیتا۔'' (جامع الترمذی: ١٦٧)

(٥٢) عَنْ عائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَحَضَرَ الْعَشَاءُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب نماز کھڑی کر دی جائے اور رات کا کھانا پیش ہو جائے تو تم پہلے رات کا کھانا کھاؤ۔

شرح المفردات: ......الْعِشَاءِ: عین کے زیر کے ساتھ ہو تو اس سے عشاء کی نماز مراد ہے اور عین کے زبر کے ساتھ ہو تو اس سے مراد رات کا کھانا ہے۔

شرح الحدیث: ......امام عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کھانا آپ کے سامنے رکھ دیا جائے، جیسا کہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی متفق علیہ حدیث کے الفاظ ہیں کہ: ((اِذَا وُضِعَ)) ''یعنی جب وہ رکھ دیا جائے۔'' لیکن اگر صرف تیار ہو، پیش نہ کیا ہو اور بھوک بھی شدت کی نہ ہو تو پھر اسے عذر نہیں بنایا جا سکتا، بلکہ اس صورت میں پہلے نماز ہی کی ادائیگی کرنا ضروری ہے۔

(٥٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما نَحْوُهٗ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی کے مثل مروی ہے۔

(٥٤) وَلِمُسْلِمٍ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ)).

صحیح مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: کھانا پیش ہو جانے پر نماز نہیں ہے اور نہ اس وقت کہ جب دو ناپاک ترین چیزیں آئی ہوئی ہوں۔

شرح المفردات: ......الْأَخْبَثَانِ: دو انتہائی ناپاک چیزیں یعنی بول و براز (پیشاب اور پاخانہ) یہ أَخْبَثُ کا تثنیہ ہے۔/ اسم تفضیل، باب کَرُمَ يَكْرُمُ۔

---

(٥٢) صحیح البخاری، کتاب الأطعمة، باب اذا حضر العشاء فلا یعجل عن عشائه، ح:٥١٤٨۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب کراهية الصلاة بحضرة الطعام، ح:٥٥٨.

(٥٣) صحیح البخاری، کتاب الجماعة والامامة، باب اذا حضرت الطعام وأقیمت الصلاة، ح:٦٤٢۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب کراهية الصلاة بحضرة الطعام الذی یرید أکله، ح:٥٥٩.

(٥٤) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب کراهية الصلاة بحضرة الطعام الذی یرید أکله، ح:٥٦٠.

شرح الحدیث: ...... چونکہ کھانے کی حاجت اور اس کی پیشی کی صورت میں نماز میں یکسوئی نہیں رہتی اور بول و براز روک کر نماز پڑھنے سے انسان تکلیف میں مبتلا رہتا ہے، اس لیے پہلے انھیں نمٹا لینا چاہیے، پھر خشوع وخضوع سے نماز ادا کرنی چاہیے۔

(٥٥) عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : شَهِـدَ عِـنْـدِي رِجَالٌ مَرْضِيُّونَ وَأَرْضَاهُمْ عِنْدِي عُمَرُ۔ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ بَـعْـدَ الـصُّبْـحِ حَتّٰـى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ .

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس پسندیدہ لوگوں نے بیان کیا اور ان میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ شخص عمر رضی اللہ عنہ تھے کہ نبی ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز پڑھنے سے منع فرمایا، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد (بھی کوئی نماز پڑھنے سے منع فرمایا) حتیٰ کہ سورج غروب ہو جائے۔

شرح المفردات: ...... مَرْضِيُّونَ: محبوب لوگ، پسندیدہ لوگ، جنھیں دیکھ کر خوشی ہو۔

شرح الحدیث: ...... امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اوقاتِ ممنوعہ میں ایسی نماز ادا کرنا جو بلا سبب ہو، اس کی کراہت پر امت کا اجماع ہے، البتہ ان نوافل میں اختلاف ہے جو کسی سبب کے ذریعے ادا کیے جاتے ہیں، مثلاً: تحیۃ المسجد، سجدۂ تلاوت اور وضو کی سنتیں وغیرہ تو امام شافعی رحمہ اللہ بلا کراہت اس کے جواز کے قائل ہیں اور امام احمد رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ٦/ ١١٠) جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ منع کے قائل ہیں۔ (الفروع لابن مفلح: ١/ ٥١٢)

(٥٦) عَـنْ أَبِـي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّـهُ قَالَ : ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيبَ الشَّمْسُ)) .

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: صبح (کی نماز) کے بعد سورج کے بلند ہو جانے تک کوئی نماز نہیں ہے اور عصر کے بعد سورج کے غروب ہو جانے تک کوئی نماز نہیں ہے۔

شرح المفردات: ...... تَرْتَفِعُ: سورج بلند ہو جائے، یعنی طلوع کی درمیانی حالت میں نہ ہو بلکہ واضح ہو جائے۔/ واحد مؤنث غائب، فعل مضارع معلوم، باب افتعال۔

شرح الحدیث: ...... سورج بلند ہونے سے قبل اور بعد از عصر نماز کی ممانعت اس بات کی دلیل ہے کہ ان دونوں اوقات میں کوئی بھی نفلی نماز نہیں ہوتی۔ (الاستذکار لابن عبد البر: ١/ ١١٣)

---

(٥٥) صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب لا صلوٰۃ بعد الفجر حتی ترتفع الشمس، ح:٥٥٦، ٥٥٧۔ صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب الأوقات التی نهیٰ عن الصلاۃ فیها، ح:٨٢٦.

(٥٦) صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب لا یتحری الصلاۃ قبل غروب الشمس، ح:٥٦١۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الأوقات التی نهی عن الصلاۃ فیها، ح:٨٢٧.

راوی الحدیث: ......ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا نام سعد بن مالک ہے۔ آپ انصاری صحابی تھے۔ آپ کے والد اور آپ کے دادا بھی صحابی تھے۔ بیعت رضوان اور غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔ آپ کا شمار بھی علماء صحابہ میں ہوتا ہے۔ ایک ہزار سے زائد احادیث کے راوی ہیں۔ ۹۴ برس کی عمر پا کر ۷۴ ہجری میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔

(٥٧) وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، وَسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَمُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ، وَكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ، وَأَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ السُّلَمِيِّ، وَعَائِشَةَ رضي الله عنهم، وَالصَّنَابِحِيِّ، وَلَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ.

اسی باب میں علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو بن عاص، ابو ہریرہ، سمرہ بن جندب، سلمہ بن اکوع، زید بن ثابت، معاذ بن جبل، معاذ بن عفراء، کعب بن مُرّہ، ابو امامہ باہلی، عمرو بن عبسہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایات مروی ہیں، صنابحی سے بھی مروی ہے لیکن انھوں نے نبی ﷺ سے نہیں سنا۔

(٥٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا كِدْتُ أُصَلِّي الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا)). قَالَ: فَقُمْنَا إِلَى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ. ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ. (متفق عليه)

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خندق کے روز سورج غروب ہونے کے بعد کفار قریش کو برا بھلا کہنے لگے، اور بولے: اے اللہ کے رسول! میں نے ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی، جبکہ سورج غروب ہونے کے قریب ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے بھی نہیں پڑھی۔ راوی کہتے ہیں: پھر ہم بطحان کی طرف گئے، اور آپ ﷺ نے سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھی، پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

شرح المفردات: ......**يَسُبُّ:** لفظی معنٰی ہے گالی دینا، لیکن یہاں بُرا بھلا کہنا مراد ہے۔/ واحد مذکر غائب، فعل

(٥٧) سنن ابی داؤد: ١٢٧٥۔ مسند أبي يعلیٰ: ٨/ ٣٩٠۔ بخاری: ٥٨٥، مسلم: ٨٢٨/ ٨٣٣۔ مسند احمد: ٢/ ١٧٩، مجمع الزوائد: ٢/ ٢٢٦۔ معجم الكبير للطبرانی: ٧/ ٢٣٤، مسند احمد: ٤/ ١٥، معجم الأوسط للطبرانی: ٧/ ٢٨٥، مجمع الزوائد: ٢/ ٢٢٤، المجتبیٰ للنسائی: ٥١٨۔

(٥٨) صحيح البخاری، كتاب مواقيت الصلاة، باب من صلّى بالناس جماعة بعدذهاب الوقت، ح:٥٧١۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب الدليل لمن قال الصلاة الوسطیٰ هی صلاة العصر، ح:٦٣١.

مضارع معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

كَادَت: ...... یہ كَادَ سے واحد مؤنث کا صیغہ ہے، جو افعالِ مقاربہ سے ہے اور یہ حصول وقربت کا معنی دیتا ہے۔ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

بُطْحَان: ...... مدینہ میں ایک مقام کا نام

شرح الحديث: ......سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا کفار کو سب وشتم کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاموشی اختیار کرنا اور عمر رضی اللہ عنہ کو ایسا کرنے سے منع نہ کرنے سے اس امر کا جواز ملتا ہے، البتہ اس سب وشتم میں فحش گوئی نہ ہو (اور یہ صرف کسی شرعی معاملے ہی میں کیا جاسکتا ہے)۔ (شرح عمدة الأحكام لابن دقيق: ١/ ١٥٤)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کو مؤخر کرنے کے سبب میں اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ آپ بھول گئے تھے، جیسا کہ ایک روایت میں ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ مغرب ادا کرنے کے بعد صحابہ سے استفسار فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی کو معلوم ہے کہ میں نے عصر کی نماز پڑھی ہے یا نہیں؟ تو ایک شخص نے جواب دیا کہ نہیں پڑھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد نمازِ مغرب ادا فرمائی۔ (مسند احمد: ٤/ ١٠٦) لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ آپ نے قصداً مگر کفار کی طرف سے مشغولیت کی وجہ سے مؤخر کی، کیونکہ یہ واقعہ صلاۃ الخوف کا حکم نازل ہونے سے قبل کا ہے۔ (مسند احمد: ٣/ ٦٧، سنن النسائي: ٦٦١)

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ وَوُجُوبِهَا

جماعت کی فضیلت اور اس کے وجوب کا بیان

(٥٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلَاةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً)) .

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جماعت کی نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس (۲۷) درجے افضل ہے۔

شرح المفردات: ......الفَذّ: علیحدہ، اکیلے، الگ۔/ فَذٌّ: مصدر، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحديث: ......اس حدیث میں باجماعت نماز ادا کرنے کی فضیلت کا بیان ہے۔

(٦٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا باجماعت نماز ادا کرنا، اپنے گھر یا بازار میں پڑھنے پر پچیس گنا (اجر) بڑھا دیا جاتا ہے، اور یہ (تب ہے کہ) جب

---

(٥٩) صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، ح:٦١٩۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب فضل صلاة الجماعة، ح:٦٥٠ .

(٦٠) صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، ح:٦٢٠۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب باب فضل صلاة الجماعة، ح:٦٤٩ .

سُوقِهِ خَمْساً وَعِشْرِينَ ضِعْفاً وَذَالِكَ أَنَّهُ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ خَطِيئَةٌ ، فَإِذَا صَلَّى لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّي عَلَيْهِ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ : اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ ، وَلَا يَزَالُ فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرَ الصَّلَاةَ)) . (متفق عليه واللفظ للبخاری)

وہ اچھی طرح وضو کرے، پھر مسجد کی طرف نکل پڑے، اور وہ فقط نماز پڑھنے کے ارادے سے ہی (گھر سے) نکلا ہوتو وہ جو قدم بھی اٹھائے گا (اس کے بدلے میں) اس کا ایک درجہ بلند کیا جائے گا، ایک گناہ مٹا دیا جائے گا، پھر جب وہ نماز پڑھنے لگتا ہے تو جب تک وہ نماز میں رہتا ہے فرشتے اس کے لیے مسلسل دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! اس پر رحمت بھیج، اے اللہ! اس کی بخشش فرما، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ پھر وہ (ایک نماز پڑھنے کے بعد) جب تک (دوسری) نماز کے انتظار میں رہتا ہے تو وہ نماز (کے حکم) میں ہی ہوتا ہے۔

شرح المفردات:...... **تُضَعَّفُ:** ایک گُنا سے زیادہ کردی جاتی ہے، بڑھادی جاتی ہے۔/ واحد مؤنث غائب، فعل مضارع مجہول، باب تفعیل۔

خَطْوَةٌ:...... قدم

حُطَّ:...... گرنا، اترنا، کم ہونا، ختم ہونا، یعنی مٹادی جاتی ہے۔/ واحد مذکر غائب، ماضی مجہول، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

شرح الحدیث:...... اچھی طرح وضو کرنا اور سکون واطمینان سے نماز ادا کرنا نماز کا جزولازم ہے، جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے ایسا نہ کرنے والے ایک شخص کو بار بار ((اِرْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) "یعنی واپس جا اور دوبارہ نماز پڑھ، کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔" (فتح الباری لابن حجر: ۱۳۶/۲) فرما کر اس کی اہمیت کو اجاگر فرمایا تھا۔ ایک روایت میں: ((اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ)) (صحیح مسلم: ٦٤٩) کے الفاظ کا بھی اضافہ ہے، یعنی اے اللہ تو اسے توبہ کی توفیق دے اور پھر اس کی توبہ قبول بھی فرما۔

(٦١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((أَثْقَلُ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُنَافِقِينَ صَلَاةُ الْعِشَاءِ وَصَلَاةُ الْفَجْرِ ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا ، وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلَاةِ فَتُقَامَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِي

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافقین پر عشاء اور فجر کی نماز سب سے زیادہ گراں ہوتی ہے، اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ ان میں کیا (اجر) ہے تو وہ ان (کی ادائیگی) کے لیے ضرور آئیں، اگرچہ انھیں گھٹنوں کے بل گھسٹ کر ہی آنا پڑے۔ میرا جی کرتا ہے کہ میں نماز کا حکم دوں، جب اقامت کہہ دی جائے تو میں ایک آدمی کو حکم

---

(٦١) صحيح البخاری، كتاب الجماعة والامامة، باب وجوب صلاة الجماعة، ح:٦٢٦ـ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب باب فضل صلاة الجماعة، ح:٦٥١ .

بِـرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلٰی قَوْمٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلَاةَ فَـأُحَـرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِالنَّارِ)) . (رواہ مسلم)

دوں، پھر وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور خود میں اپنے ساتھ کچھ آدمی لے کر، جن کے پاس لکڑیوں کا گٹھا ہو، ان لوگوں کی طرف چل پڑوں جو نماز کے لیے حاضر نہیں ہوتے اور میں ان کے گھروں کو جلا دوں۔

شرح المفردات: ......أَثْقَلُ: اسم تفضیل کا صیغہ ہے، یعنی دوسری نمازوں کی نسبت زیادہ بوجھل اور گراں نماز۔/ واحد مذکر، اسم تفضیل، باب کَرُمَ يَكْرُمُ۔

حَبْـــواً: ...... دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کے سہارے گھسٹ کر آنا، سُرین کے بل گھسٹنے کو بھی کہتے ہیں۔ مصدر، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

حُزَمٌ: ......گٹھا، گٹھڑی، بنڈل۔

حَطَبٌ: ......لکڑی۔

أُحَرِّقُ: ...... میں جلا دُوں، خاکستر کردُوں، راکھ کا ڈھیر بنا دُوں۔/ واحد متکلم، فعل مضارع معلوم، باب تفعیل۔

شرح الحديث: ......ایک روایت میں ہے کہ: ((لَـوْلَا مَا فِي الْبُيُوْتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذُّرِّيَةِ......)) ''اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوں تو......'' (مسند احمد: ٣٦٧/٢) یعنی جماعت میں حاضر نہ ہونے والے لوگوں کے گھروں کو جلا ڈالنے سے اگر کوئی مانع تھا تو وہ عورتوں اور بچوں کی موجودگی تھی، ورنہ نبی ﷺ کی نظر میں اس جرم کی سزا ان کے گھروں کو جلا کر راکھ کر دینا ہے۔

(٦٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ : ((إِذَا اسْتَـأْذَنَتْ أَحَدَكُمْ امْرَأَتُهُ إِلَـى الْـمَسْـجِدِ فَـلَا يَمْنَعْهَا)) قَالَ : فَقَالَ بِلَالُ بْـنُ عَبْدِ اللّٰهِ : وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ ، قَالَ : فَـأَقْبَـلَ عَـلَيْـهِ عَبْـدُ اللّٰهِ فَسَبَّهُ سَبّاً سَيِّئاً مَا سَـمِـعْتُـهُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ وَقَالَ : أُخْبِرُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُولُ : وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ ؟

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں جانے کے لیے اس سے اجازت طلب کرے تو وہ اسے منع مت کرے۔ راوی کہتے ہیں کہ بلال بن عبداللہ نے کہا: اللہ کی قسم! ہم تو انھیں ضرور روکیں گے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ ان پر برس پڑے اور انھیں بہت ہی زیادہ برا بھلا کہا، میں نے اس جیسا آپ کو کبھی کسی کو برا بھلا کہتے نہیں سنا تھا، اور پھر فرمایا: میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی بات بتلا رہا ہوں اور تو کہہ رہا ہے کہ اللہ کی قسم! ہم انھیں ضرور روکیں گے؟!

(٦٢) صحيح البخاري، كتاب صفة الصلاة، باب خروج النساء الى المساجد بالليل والغلس، ح:٨٢٧۔ و كتاب الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم، ح:٨٥٨۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب باب خروج النساء الى المساجد، ح:٤٤٢ .

وَفِـی لَـفْظٍ : ((لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ)) .

ایک روایت میں ہے:تم اللہ کی لونڈیوں کو مسجدوں (میں جانے) سے نہ روکو۔

شرح المفردات:......إِمَاء: أَمَةٌ کی جمع،لونڈیاں، باندیاں۔

شرح الحدیث: ......امام طبرانی رحمہ اللہ نے سبّاً سبّاً سے مراد یہ بیان کیا ہے کہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے کو تین مرتبہ لعنت کی۔(المعجم الکبیر للطبرانی : ۱۳۲۵۱)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:((لَا تَـمْنَعُوْا النِّسَاءَ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِاللَّیْلِ))''عورتوں کو رات کے وقت مساجد میں جانے سے مت روکو۔'' (صحیح مسلم : ٤٤٢)

تو گویا عورتیں رات کے وقت بھی مساجد میں جانے کی اجازت طلب کریں تو انھیں اجازت دے دینی چاہیے۔ البتہ عورتوں کو ہر اس داعیۂ شہوت سے اجتناب کرنا چاہیے جو برائی کی راہ ہموار کرے، مثلاً: باریک وتنگ لباس زیب تن کر کے نکلنا، خوشبو لگا کر جانا، پاؤں پٹخ پٹخ کر چلنا یا بے پردہ ہو کر نکلنا۔ ان تمام امور سے بچتے ہوئے اور خالصتاً نیکی کا جذبہ لے کر مسجد میں جانا چاہیے۔**اوی الحدیث:**......راوی کا تعارف حدیث نمبر۱۳ کے تحت گزر چکا ہے۔

(٦٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : صَلَّیْتُ مَعَ رَسُـولِ اللّٰهِ ﷺ رَكْـعَتَیْـنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْـعَتَیْـنِ بَـعْـدَهَـا وَرَكْـعَتَیْـنِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَرَكْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ .

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی،ظہر سے پہلے دو رکعات اور اس کے بعد دو رکعات، دو رکعات جمعہ کے بعد،مغرب کے بعد دو رکعات، عشاء کے بعد دو رکعات۔

وَفِـی لَـفْـظٍ : فَـأَمَّـا الْـمَغْرِبُ وَالْعِشَـاءُ وَالْجُمُعَةُ فَفِي بَيْتِهِ .

ایک روایت میں ہے:سو جو مغرب،عشاء اور جمعہ کی نماز تھی وہ آپ ﷺ گھر میں ہی پڑھتے (یعنی ان نمازوں کی سنتیں)۔

وَفِـی لَـفْـظٍ : أَنَّ ابْـنَ عُـمَرَ قَالَ : حَدَّثَتْنِی حَفْصَةُ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ یُصَلِّی سَجْدَتَیْنِ خَـفِیـفَتَیْـنِ بَـعْـدَمَا یَطْلُعُ الْفَجْرُ ، وَكَانَتْ سَاعَةً لَا أَدْخُلُ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ فِیهَا .

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے حفصہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ فجر طلوع ہونے کے بعد دو ہلکی رکعات نماز پڑھا کرتے تھے۔ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس گھڑی میں نبی ﷺ کے پاس نہیں جایا کرتا تھا۔

شـرح الـمـفردات:......خَـفِیـفَتَیْنِ: یعنی لمبی نہیں ہوا کرتی تھیں۔/ یہ خَـفِیْفَةٌ کا تثنیہ ہے،صفت مشبہ، باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔

---

(٦٣) صـحـیح البخاری، کتاب التهجّد، باب التطوع مثنىٰ مثنىٰ، ح:١١١٢۔ و باب التطوع بعد المکتوبة، ح:١١١٩۔ و باب الـرکـعتـان قبـل الـظهر، ح:١١٢٦۔ صحیح مسلم، کتاب صلوٰة المسافرین، باب باب فضل فضل سنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن، ح:٧٢٩، ٧٢٣

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں سنن راتبہ کا ذکر ہوا ہے۔ فرائض کے بعد ان سنتوں کا درجہ ہے۔ نبی ﷺ کا ان پر عمل ہونے کے علاوہ ان کی ادائیگی کی حکمت یہ ہے کہ فرائض میں رہ جانے والی کمی کوتاہی ان رکعات کے اجر و ثواب سے پوری ہو جاتی ہے۔

سنن غیر راتبہ یہ ہیں: ظہر سے پہلے چار رکعات، ظہر کے بعد چار رکعات، جمعہ سے پہلے چار رکعات، عصر سے پہلے چار رکعات اور مغرب کے بعد چار رکعات۔ (كشف اللّثام للسفاريني : ١/ ١٤٤)

(٦٤) عَنْ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا قالَتْ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الفَجْرِ .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ فجر کی دو رکعتوں سے بڑھ کر نوافل میں سے کسی کا بھی زیادہ اہتمام نہیں فرمایا کرتے تھے۔

وَفِي لَفْظٍ لِمُسْلِمٍ : ((رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا)) .

مسلم کے الفاظ میں ہے: فجر کی دو رکعتیں دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سب سے بہتر ہے۔

شرح المفردات: ......**تَعَاهُدًا:** دیکھ بھال کرنا، زیادہ خیال رکھنا/ مصدر، باب تفاعل۔

شرح الحدیث: ......سنن راتبہ میں سے افضل اور اہم فجر کی دو سنتیں ہیں۔ ان کی اہمیت اس قدر ہے کہ کسی طور پر بھی انھیں چھوڑنے کی رخصت نہیں ہے۔ نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ((مَنْ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَمَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ .)) ''جو شخص فجر کی دو سنتیں نہ پڑھ سکا ہو، اسے طلوعِ آفتاب کے بعد پڑھ لینی چاہئیں۔'' (جامع الترمذي : ٤٢٣ ، صحيح ابن خزيمه : ١١١٧)

بَابُ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ ...... اذان اور اقامت کا بیان

(٦٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ .

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا تھا کہ اذان دہری کہیں اور اقامت اکہری کہیں۔

شرح المفردات: ......**اَلْأَذَانُ لغةً:** پکارنا، آواز دینا، بلانا۔

شرعاً: ...... نماز کا وقت ہونے پر مخصوص و مشروع الفاظ کے ساتھ لوگوں کو مسجد کی طرف بلانا۔

يَشْفَعُ: ......یہ **شَفْعٌ** سے ہے، یعنی دہرانا، ڈبل کرنا، جوڑا بنانا/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

يُوتِرُ: ...... یہ **وِتْرٌ** سے ہے، یعنی واحد، طاق اور اکہرا کرنا/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب افعال۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ اذان میں ہر کلمہ دو دو بار اور اقامت میں ایک ایک بار کہا جائے گا۔

---

(٦٤) صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب تعاهد ركعتي الفجر ومن سمّاها تطوعاً، ح:١١٦٩ـ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتي الفجر والحث عليهما وتخفيفهما، ح:٧٢٤، ٧٢٥ .

(٦٥) صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب بدء الأذان، ح:٥٧٨ـ و باب الأذان مثنٰى مثنٰى، ح:٥٨٠، ٥٨١ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الأمر بشفع الأذان وايتار الاقامة، ح:٣٧٨ .

(٦٦) عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ وَهْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السُّوَائِيِّ رضي الله عنه قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ لَهُ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ قَالَ: فَخَرَجَ بِلَالٌ بِوَضُوءٍ فَمِنْ نَاضِحٍ وَنَائِلٍ قَالَ: فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِ سَاقَيْهِ، قَالَ: فَتَوَضَّأَ وَأَذَّنَ بِلَالٌ، قَالَ: فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا يَقُولُ يَمِيناً وَشِمَالاً: حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، ثُمَّ رُكِزَتْ لَهُ عَنَزَةٌ، فَتَقَدَّمَ وَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ .

سیّدنا ابو جحیفہ وہب بن عبد اللہ سوائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سُرخ رنگ کے خیمے میں تشریف فرما تھے جو چمڑے کا بنا ہوا تھا، بلال رضی اللہ عنہ وضو کا پانی لے کر آئے تو کئی لوگ وہ پانی لے کر (اپنے جسم پہ) مَلنے لگے اور کئی (وہ لوگ جنھیں پانی نہ مِل سکا وہ دوسروں سے) لینے لگے، پھر نبی ﷺ سُرخ جُبّہ پہنے تشریف لائے، گویا میں آپ ﷺ کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں (یعنی آپ ﷺ نے اپنی پنڈلیوں کو ننگا کیا ہوا تھا)، راوی کہتے ہیں: پھر بلال رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور اذان کہی اور میں ان کے منہ کو حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہتے اِدھر اُدھر، یعنی دائیں بائیں (پھیرتے) دیکھ رہا تھا، پھر آپ ﷺ کے سامنے نیزہ (بطور سُترہ) گاڑ دیا گیا اور آپ ﷺ آگے بڑھے اور ظہر کی دو رکعت نماز پڑھائی، پھر آپ ﷺ نے مدینہ واپس آنے تک (جہاں بھی) پڑاؤ کیا، دو رکعت نماز پڑھتے رہے۔

شرح المفردات: ......قُبَّةٌ: خیمہ۔

نَاضِحٌ: ...... یہ نَضْحٌ سے ہے جس کا معنی ہے ٹپکنا، مراد اس سے یہ ہے کہ تبرّک کے طور پر نبی ﷺ کے وضو کا پانی لے کر اپنے جسم پہ مَلنا۔/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

نَائِلٌ: ...... نبی ﷺ کے وضو کا پانی لینے والے شخص سے پانی چھیننا۔/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

أَتَتَبَّعُ: ...... ٹوہ لگانا، تلاش کرنا، پیچھے پیچھے چلنا، مراد یہ کہ وہ جدھر منہ گھماتے میں ادھر ہی انھیں دیکھے جا رہا تھا۔/ واحد متکلم، فعل مضارع معلوم، باب تفعل۔

عَنَزَةٌ: ...... برچھی، چھوٹا نیزہ، ایسی چھڑی جس کے آخر میں پھل لگا ہو۔

شرح الحدیث: ...... حیعلتین کے سوا کسی کلمہ میں ادھر ادھر چہرہ نہیں پھیرا جائے گا اور حیعلتین میں بھی یہ احتیاط رہے کہ صرف چہرہ ہی دائیں اور بائیں موڑنا ہے، پورا بدن نہیں مڑنا چاہیے۔ (صحیح ابن خزیمۃ: ۱/ ۲۰۲)

---

(٦٦) صحيح البخاری، کتاب الوضوء، باب استعمال فضل وضو الناس، ح: ١٨٥۔صحيح مسلم، کتاب الصلاة، باب سترة المصلِّي، ح:٥٠٣ .

راوی الحدیث: ......رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ ابھی بچے ہی تھے اور وفاتِ رسول ﷺ کے وقت آپ بلوغت کی عمر کو بھی نہیں پہنچے تھے۔ کوفہ آپ کا جائے سکونت تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفہ کے بیت المال کا نگران مقرر فرمایا۔ آپ نے پینتالیس احادیث روایت کیں۔ ۷۴ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

(٦٧) عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰــهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : ((إِنَّ بِلَالاً يُؤَذِّنُ بِـلَيْـلٍ فَـكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى تَسْمَعُوا أَذَانَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ)) . (متفق عليه)

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً بلال رضی اللہ عنہ رات کو اذان کہتے ہیں (یعنی سحری کے وقت) سوتم (اس وقت) کھا پی لیا کرو یہاں تک کہ تم ابن اُمِّ مکتوم کی اذان نہ سن لو (وہ صبح کی اذان دیا کرتے تھے۔)

شرح الحدیث: ......سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ سحری (تہجد) کی اذان کہتے تھے، اسی لیے کھانے پینے کا حکم فرمایا۔ اس سے مراد سحری کھانا ہے اور سیّدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ فجر کی اذان کہا کرتے تھے، جسے نہایۂ وقتِ سحری بتلایا گیا ہے، یعنی اس وقت سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

(٦٨) عَـنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ)) .

سیّدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم مؤذن (کی آواز) سنو، تو ویسے ہی کہو جیسے مؤذن کہتا ہے۔

شرح المفردات: ......إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ: یعنی جب تم مؤذن کو اذان کہتے سنو۔

سَمِعْتُمْ: جمع مذکر حاضر، فعل ماضی معلوم، باب سَمِعَ يَسْمَعُ۔

اَلْمُؤَذِّنُ: واحد مذکر، اسم فاعل، باب تفعیل۔

شـرح الـحدیث: ......اذان کا جواب سوائے حَيْـعَلَتَيْن کے باقی تمام کلمات میں انھی کے مثل ہی دیا جائے گا، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَـوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ کہنا چاہیے۔ جیسا کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح فرماتے سنا ہے۔ (مسند احمد : ٤ / ٩١)

بَابُ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ ......قبلہ رُخ ہونے کا بیان

(٦٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی

(٦٧) صحيح البخاری، كتاب الأذان، باب أذان الأعمٰى، ح:٥٩٢ـ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب بيان أن الدخول فى الصوم يحصل بطلوع الفجر، ح:١٠٩٢ .

(٦٨) صحيح البخاری، كتاب الأذان، باب مايقول اذاسمع المنادى، ح:٥٨٦ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه، ح: ٣٨٣ .

كَـانَ يُسَبِّـحُ عَـلٰـى ظَهْرِ رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ يُومِيءُ بِرَأْسِهٖ ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ . وَفِـي رِوَايَةٍ : كَـانَ يُـوتِـرُ عَـلٰـى بَعِيرِهٖ . وَلِـمُسْـلِـمٍ : غَيْـرَ أَنَّــهٗ لَا يُـصَـلِّي عَلَيْهَـا الْمَكْتُوبَةَ . وَلِلْبُخَارِيِّ : إِلَّا الْفَرَائِضَ .

سواری کی پُشت پر ہی نماز پڑھ لیا کرتے تھے، اس کا جدھر بھی منہ ہوتا (آپ ﷺ اسی طرف نماز پڑھتے رہتے) آپ ﷺ اپنے سر سے اشارہ کرتے، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ وتر اپنی سواری پر پڑھ لیا کرتے تھے۔ مسلم میں ہے: آپ ﷺ فرض نماز اس پر نہیں پڑھتے تھے، (اس کے علاوہ نوافل پڑھ لیتے) بخاری میں ہے: فرائض کے علاوہ۔

شرح المفردات: ...... **يُسَبِّحُ**: اس کا معنی تو تسبیح بیان کرنا ہے لیکن یہاں نماز پڑھنا مراد ہے۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب تفعیل۔

عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهٖ:...... اپنی سواری کی پشت پر، یعنی بحالت سوار۔

يُوْمِيءُ:...... یہ أَوْمَأَ سے ہے، یعنی اشارہ کرنا۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب افعال۔

بَعِيرٌ:...... اونٹ یا اونٹنی جو سواری کے قابل ہو۔

شرح الحديث: ......سواری پر نفل نماز پڑھنے کا جواز ہے، فرضی کا نہیں۔ جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے اور اس میں بھی سواری کی جہت مکمل نماز میں قبلہ رُخ ہونا ضروری نہیں ہے، بلکہ افتتاحِ صلاۃ میں قبلہ کی طرف رُخ کر لیا جائے، بعد میں اگر سواری کا رُخ غیر قبلہ کی طرف بھی ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(٧٠) عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : بَيْنَمَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَاءَهُـمْ آتٍ فَقَالَ : إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ الـلَّيْـلَـةَ قُـرْآنٌ وَقَـدْ أُمِـرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا ، وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ . (رواه البخاری)

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اس دوران کہ لوگ قباء میں صبح کی نماز میں (مشغول) تھے کہ ان کے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا: یقیناً نبی ﷺ پر رات کو قرآن نازل کیا گیا ہے اور آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ قبلہ (کعبۃ اللہ) کی طرف رخ کر لیں، سو تم بھی اسی طرف رخ کر لو (اس وقت)، لوگوں کے چہرے شام کی طرف تھے تو وہ (یہ حکم سن کر) کعبے کی طرف مڑ گئے۔

---

(٦٩) صحيح البخاری، كتاب تقصير الصلاة، باب من تطوع فی السفر فی غير دبر الصلوات وقبلها، ح:١٠٥٤- وكتاب الوتر، باب الوتر على الدابة، ح:٥٩٤ - وباب الوتر فی السفر، ح:٩٥٥-صحيح مسلم، كتاب صلوٰة المسافرين، باب جواز صلاة النافلة على الدابة فی السفر، ح:٧٠٠.

(٧٠) صحيح البخاری، كتاب القبلة، باب ماجاء فی القبلة، ح:٣٩٥-صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب تحويل القبلة من القدس الى الكعبة، ح:٥٢٦.

شرح المفردات:...... قُبَاء: مدینہ میں مسجد نبوی کے قریب ایک مسجد کا نام۔

فَاسْتَدَارُوا:...... یہ اِسْتَدَارَ سے ہے، معنی گھوم جانا۔/ جمع مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب استفعال۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں تحویلِ قبلہ کا ذکر ہوا ہے اور ضمناً خبرِ آحاد کی حجیت کا اثبات بھی، جیسا کہ مذکورہ حدیث سے واضح ہے کہ ایک صحابی کے خبر دینے پر تمام صحابہ نے اس کی بات کو قبول کیا اور اپنا رُخ بیت المقدس سے پھیر کر کعبے کی طرف کرلیا۔

(۷۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ : اسْتَقْبَلْنَا أَنَساً حِينَ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ فَلَقِينَاهُ بِعَيْنِ التَّمْرِ فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّي عَلٰى حِمَارٍ وَوَجْهُهُ مِنْ ذَا الْجَانِبِ يَعْنِي عَنْ يَسَارِ الْقِبْلَةِ ، فَقُلْتُ : رَأَيْتُكَ تُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ ؟ فَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُهُ مَا فَعَلْتُهُ .

انس بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا استقبال کیا جب وہ شام سے (لوٹ کر) آئے، ہم (آگے جا کر) عین التمر میں ان سے ملے،تو میں نے دیکھا کہ آپ گدھے پر نماز پڑھ رہے تھے اور ان کا منہ قبلے سے ایک طرف تھا، یعنی قبلے کی بائیں طرف، میں نے کہا: میں نے آپ کو قبلہ کے علاوہ (دوسری طرف) نماز پڑھتے دیکھا ہے (کیا یہ جائز ہے؟) انھوں نے فرمایا: اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی نہ کرتا۔

شرح المفردات:...... عَيْنُ التَّمْر: ایک مقام کا نام۔

شرح الحدیث: ......سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار تھے اور اس کا غیر قبلہ کی جانب منہ ہو گیا تھا اور آپ اسی طرف ہی نماز پڑھے جا رہے تھے، تو انس بن سیرین رحمہ اللہ کے سوال پر آپ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو بطورِ دلیل پیش کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے، اس لیے میں کر رہا ہوں۔

اسی طرح ایک روایت میں سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گدھے پر سوار خیبر کی طرف (رُخ کیے) نماز پڑھتے دیکھا اور قبلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا۔ (سنن النسائی: ۷۴۱)

راوی الحدیث: ......انس بن سیرین رحمہ اللہ مشہور تابعی ہیں۔ آپ کی والدہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔ آپ کی ولادت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے آخری سال میں ہوئی۔ جب آپ کی ولادت ہوئی تو آپ کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو انھوں ہی نے آپ کا نام انس اور کنیت ابوحمزہ رکھی۔ ۱۲۰ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

---

(۷۱) صحیح البخاری، کتاب الکسوف، باب صلوٰۃ التطوع علی الحمار، ح: ۱۰۴۹۔ صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب جواز صلاۃ النافلۃ علی الدابۃ فی السفر، ح:۷۰۲ .

بَابُ الصُّفُوفِ......صفوں (کی درستگی) کا بیان

(۷۲) عَـنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:((سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ)) (رواہ مسلم)

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی صفوں کو برابر کیا کرو، کیونکہ صفوں کو برابر کرنا نماز کی تکمیل سے ہے۔

شرح المفردات: ......تَسْوِيَة: برابر وہموار کرنا، درست کرنا، سیدھا کرنا۔

شرح الحدیث: ......ایک روایت میں ((مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ)) (صحیح البخاری: ۶۹۰) کے الفاظ ہیں۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ نے اس سے استدلال کرتے ہوئے صفوں کی برابری کو واجب قرار دیا ہے، فرماتے ہیں کہ چونکہ اقامتِ صلوٰۃ واجب ہے، لہٰذا واجب کا جزو بھی واجب ہوتا ہے۔ (المحلی لابن حزم: ۴/ ۶۰)

(۷۳) عَـنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَـمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ : ((لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُم))

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: تم ضرور بالضرور اپنی صفوں کو برابر کیا کرو، یا (پھر ایسا ہوگا کہ) اللہ تعالیٰ تمھارے چہروں کے درمیان (یعنی تمھارے آپس میں) مخالفت ڈال دے گا۔

وَلِـمُسْلِـمٍ : كَـانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّى صُـفُـوفَـنَـا حَتّٰـى كَأَنَّمَا يُسَوِّىْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰـى رَأَى أَنْ قَـدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَـقَـامَ حَتّٰـى كَادَ أَنْ يُكَبِّرَ فَرَأَى رَجُلاً بَادِياً صَـدْرُهُ فَـقَـالَ : ((عِبَـادَ الـلّٰـهِ! لَتُسَوُّنَّ صُـفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ)) . (رواه مسلم)

اور مسلم میں ہے: رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو برابر کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ ﷺ چھڑی کے ساتھ صفیں برابر کرنے لگے، حتیٰ کہ جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ ہم سمجھ گئے ہیں (پھر آپ ﷺ نے چھوڑا) پھر ایک دن آپ ﷺ (نماز پڑھانے کے لیے) نکلے اور (مصلیٰ پر) کھڑے ہوئے تو اللہ اکبر کہنے ہی والے تھے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ سینہ باہر نکالے ہوئے کھڑا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندو! اپنی صفیں ضرور برابر کرلیا کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمھارے چہروں کے (یعنی ایک دوسرے کے) درمیان مخالفت ڈال دے گا۔

---

(۷۲) صحیح البخاری، کتاب الجماعة والامامة، باب اقامة الصف من تمام الصلاة، ح:٦٨٦۔صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف واقامتها، ح:٦٩٢.

(۷۳) صحیح البخاری، کتاب اللجماعة والامامة، باب تسوية الصفوف عند الاقامة وبعدها، ح:٦٨٥۔صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب تسوية الصفوف واقامتها، ح:٤٣٦.

شرح المفردات: ......القِدَاح: ایسی لکڑی جسے تراش کر باریک کرلیا گیا ہو، چھڑی کے مثل۔

عَقَلْنا عَنْهُ: ...... یعنی ہم اس مسئلہ کی اہمیت اوراس کا حکم خُوب سمجھ گئے۔/ جمع متکلم، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

بادياً صَدْرُهُ: ......اس کا سینہ صف سے باہر کوابھراہوا تھا۔/ بَادِيًا: واحد مذکر، اسم فاعل، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

بَيْنَ وُجُوهِكُمْ: ...... آپس میں۔

شرح الحديث: ......حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تسوية الصفوف سے وہ خلاختم کرنا مراد ہے جوصف میں پیدا ہوتا ہے۔(فتح الباری لابن حجر: ٢/ ٢٠٧)

راوی الحدیث: ......نعمان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔آپ خود بھی صحابی اورآپ کے والد بھی صحابی تھے۔کوفہ اورحمص کے امیر اور دمشق کے قاضی کے عہدے پر فائز ہوئے۔ہجرت کے بعد انصاریوں کے ہاں جس پہلے بچے کی ولادت ہوئی وہ آپ ہی تھے۔ہجرت کے چودھویں مہینے میں آپ کی ولادت ہوئی۔آپ انتہائی سخی اور شاعر تھے۔٦٤ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

(٧٤) عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ : ((قُومُوا فَلأُصَلِّيَ لَكُمْ)) قَـالَ أَنَـسٌ : فَـقُـمْـتُ إِلٰى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ عَـلَيْهِ رَسُولُ اللّٰه ﷺ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ وَالْعَـجُـوزُ مِـنْ وَرَائِنَا ، فَصَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ .

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی دادی ملیکہ نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جو انھوں نے آپ ﷺ کے لیے تیار کیا تھا،آپ ﷺ نے کچھ کھایا (اور) پھر فرمایا:اٹھو میں تمھیں نماز پڑھاؤں۔انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں چٹائی(پکڑنے کے لیے) کھڑا ہوا جوطویل عرصہ سے زیر استعمال رہنے کی وجہ سے سیاہ ہو چکی تھی،سو میں نے اس پر پانی کے چھینٹے مارے،پھر رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہوئے،میں نے اور ایک بچے نے آپ ﷺ کے پیچھے صف بنالی اور بڑھیا ہمارے پیچھے کھڑی ہوگئی،آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعات نماز پڑھائی اور پھر سلام پھیر دیا۔

وَلِـمُـسْـلِـمٍ : أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَـلّٰى بِهِ وَبِـأُمِّـهِ فَـأَقَـامَـنِـي عَنْ يَمِينِهِ وَأَقَامَ الْمَرْأَةَ خَلْفَنَا .

صحیح مسلم میں ہے:رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میری ماں کو نماز پڑھائی،آپ ﷺ نے مجھے اپنے دائیں جانب کھڑا کیا اورعورت کو ہمارے پیچھے کھڑا کر دیا۔

---

(٧٤) صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب الصلاة على الحصير، ح:٣٧٣۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب جواز الجماعة فی النافلة، ح:٦٥٨، ٦٦٠ .

شرح المفردات:......فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ: اس سے مراد ہلکا ہلکا دھونا ہے۔/ واحد متکلم، فعل ماضی معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

شرح الحدیث: ...... وَرَائِنَا میں جمہور کے قول کی دلیل ہے، جن کا مؤقف ہے کہ اگر جماعت کے افراد تین ہوں گے تو ایک آگے کھڑا ہوگا اور دو اس کے پیچھے صف بنائیں گے، جبکہ کوفیوں کا یہ مؤقف ہے کہ وہ دو اس کے پیچھے صف نہیں بنائیں گے بلکہ ایک امام کے دائیں اور ایک بائیں کھڑا ہو جائے گا۔ یہ سیّدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے دلیل پکڑتے ہیں جس میں یہ ذکر ہے کہ انھوں نے علقمہ کو اپنے دائیں اور اسود کو بائیں جانب کھڑا کیا تھا۔ (سنن ابی داؤد: ۶۱۳)

امام ابن سیرین رحمہ اللہ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ عمل جگہ کی تنگی کے باعث تھا۔ (شرح معانی الآثار: ۳۰۶/۱) لہٰذا پہلا مؤقف راجح ہے۔

اس حدیث میں اس مسئلے کی بھی دلیل ہے کہ عورت مردوں کی صف میں کھڑی نہیں ہوسکتی، خواہ وہ اکیلی ہی ہو، بلکہ پیچھے الگ صف بنائے گی۔

(۷۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَ بِرَأْسِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ .

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ (ایک روز) میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات بسر کی تو نبی ﷺ رات کی نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو میں بھی آپ ﷺ کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے مجھے میرے سر سے پکڑ کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر لیا۔

شرح المفردات: ......يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ: اس سے مراد تہجد کی نماز ہے۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب تفعیل۔

شرح الحدیث: ...... یہاں اس مسئلے کی وضاحت ہے کہ اگر جماعت کے افراد دو ہوں تو امام بائیں جانب کھڑا ہو گا اور مقتدی امام کی دائیں طرف ہوگا۔

بَابُ الْإِمَامَةِ......امامت کا بیان

(۷۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَمَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سنو! وہ شخص اس بات سے ڈر جائے جو امام سے پہلے ہی اپنا سر اٹھا لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا

(۷۵) صحیح البخاری، کتاب العلم، باب السفر فی العلم، ح:۱۱۷۔صحیح مسلم، کتاب صلٰوۃ المسافرین، باب الترغیب فی قیام رمضان، ح:۷۶۳.

(۷۶) صحیح البخاری، کتاب الجماعۃ والامامۃ، باب اثم من رفع رأسه قبل الامام، ح:۶۵۹ ۔صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب النهی عن سبق الامام، ح:۴۲۷ .

أَوْ يَجْعَلَ صُوْرَتَهُ صُوْرَةَ حِمَارٍ)) . دے یا اس کی شکل کو گدھے کی شکل بنا دے۔

شرح المفردات: ......يُحَوِّلُ: بدل دے، ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کرنا۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب تفعیل۔

شرح الحديث: ......ایک روایت میں ((رَأْسُ كَلْبٍ)) کے الفاظ ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کے سر کو کتے کا سر ہی نہ بنا دے۔ (صحیح ابن حبان: ۲۲۸۳، الترغیب والترهیب للمنذری: ۱/۱۹۷)

(۷۷) عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ : ((إِنَّـمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ ، فَـلَا تَـخْتَلِفُوا عَلَيْهِ ، فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَـارْكَـعُـوا ، وَإِذَا قَـالَ : سَـمِـعَ اللّٰـهُ لِمَنْ حَـمِـدَهُ ، فَقُولُوا : رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ، وَإِذَا سَـجَـدَ فَـاسْـجُـدُوا ، وَإِذَا صَـلّٰى جَالِساً فَصَلُّوا جُلُوساً أَجْمَعُونَ)) .

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: امام تو بنایا ہی صرف اس لیے گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، سو تم اس سے اختلاف نہ کرو، لہٰذا جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو، جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے، تو تم رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ کہو، جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

شرح المفردات: ......لَا تَخْتَلِفُوا: یعنی ایسا نہ کرو کہ امام ابھی پہلی حالت ہی میں ہو اور تم اگلی حالت میں آ جاؤ۔/ جمع مذکر حاضر، فعل نہی حاضر معلوم، باب افتعال۔

شرح الحديث: ......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم امام کی اقتدا کا اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ نماز کے ہر عمل کو امام کے بعد ہی بجا لاتے، جیسا کہ سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو ہم کھڑے ہو جاتے اور تب تک کھڑے ہی رہتے جب تک کہ آپ سجدے کے لیے اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھ لیتے تھے۔

(صحیح البخاری: ۷۱٤)

(۷۸) وَمَـا فِـي مَـعْـنَـاهُ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ : صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكٍ صَلّٰى جَالِساً وَصَلّٰى وَرَاءَهُ قَوْمٌ قِيَـامـاً فَـأَشَـارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوا ، لَمَّـا انْصَرَفَ قَالَ : ((إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ

اسی معنی میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر میں نماز پڑھائی اور آپ ﷺ تکلیف میں مبتلا تھے تو آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھی جبکہ آپ کے پیچھے لوگ کھڑے ہوئے تھے، تو آپ ﷺ نے انھیں اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ۔ جب آپ ﷺ نماز سے

(۷۷) صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب انما جُعِل الامام لیُؤتم به، ح:٦٨٩۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ائتمام المأموم بالامام، ح:٤١٤.

(۷۸) صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب انما جُعِل الامام لیُؤتم به، ح:٦٥٦۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب ائتمام الماموم بالامام، ح:٤١٢.

فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا، وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، فَقُولُوا: رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا صَلَّى جَالِساً فَصَلُّوا جُلُوساً أَجْمَعُونَ)) . (رواه مسلم)

فارغ ہوئے تو فرمایا: امام تو مقرر ہی اس لیے کیا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، سو جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ (رکوع سے) اٹھ جائے تو تم بھی اٹھ جاؤ، جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

شرح المفردات: ......شَاكٍ: یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے، تکلیف میں مبتلا ہونے والا، یعنی بیمار۔/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

انْصَرَفَ: ...... جب آپ ﷺ نے نماز مکمل کرلی۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب انفعال۔

شرح الحديث: ......ائتمام کا یہ حکم صرف رکوع وسجود میں ہی نہیں بلکہ نماز کے تمام ارکان واعمال کو شامل ہے۔

(۷۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ رضي الله عنه -وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ- قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتَّى يَقَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُودًا بَعْدَهُ .

عبداللہ بن یزید خطمی انصاری بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیّدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے، -اور وہ جھوٹ بولنے والے نہیں ہیں- انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب **سمع اللّٰہ لمن حمدہ** کہتے تو ہم میں سے کوئی بھی اپنی کمر کو تب تک نہ جھکاتا جب تک رسول اللہ ﷺ سجدے میں نہ چلے جاتے، پھر اس کے بعد ہم لوگ سجدے میں جاتے۔

شرح المفردات: ......لَمْ يَحْنِ: ......نہیں جھکا، نہیں مڑا۔/ واحد مذکر غائب، فعل نفی جحد معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحديث: ......اس روایت میں بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے کمالِ اقتداء وائتمام کا ذکر ہے کہ وہ نبی ﷺ کے اگلی حالت میں چلے جانے کے بعد اس حالت میں جاتے تھے، کبھی مقدم نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی جلد بازی کرتے تھے۔

راوی الحديث: ......عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی صحابی ابن صحابی ہیں۔ آپ کے والد نے جنگِ احد میں شرکت فرمائی اور فتح مکہ سے قبل ہی وفات پا گئے تھے۔ آپ نے ۱۷ برس کی عمر میں حدیبیہ میں شرکت کی۔ ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ کے عہد میں آپ کی وفات ہوئی۔

حدیث میں مذکور دوسرے راوی براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ بھی صحابی ابن صحابی ہیں۔ آپ نے بھی احد وحدیبیہ وغیرہ میں شرکت فرمائی اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگِ جمل، صفین اور نہروان میں شریک ہوئے۔ تین سو سے زائد احادیث کے راوی ہیں۔ ۷۱ یا ۷۲ ہجری میں کوفہ میں وفات پائی۔

---

(۷۹) صحيح البخاری، كتاب الجماعة والامامة، باب متىٰ يسجدمن خلف الامام، ح:٦٥٨۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب متابعة الامام والعمل بعده، ح:٤٧٤ .

(٨٠) عَـنْ أَبِـي هُـرَيْـرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ : ((إِذَا أَمَّنَ الإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَـنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) .

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، کیونکہ جس کا آمین کہنا فرشتوں کے آمین کہنے کے موافق ہو گیا تو اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

شـرح الـمـفـردات:...... وَافَقَ: یعنی آدمی اور فرشتوں کی آمین آپس میں مِل گئی۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب مفاعلہ۔

شرح الحديث: ......ایک روایت میں ہے کہ جب امام وَلَا الضَّآلِّيْن کہے تو تم آمِين کہو (تمھارے اس عمل کی بدولت) اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائے گا۔ (صحيح مسلم: ٤٠٤)

آمین کے متعدد معانی کیے گئے ہیں: ایک یہ کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے، دوسرا یہ ہے کہ اس کا معنی اللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ ہے یعنی اے اللہ! قبول فرما، تیسرا كَذَالِكَ فَافْعَلْ یعنی اسی طرح کر دے اور چوتھا كَذَالِكَ فَلْيَكُنْ یعنی ایسے ہی ہونا چاہیے۔ (الترغيب والترهيب للمنذرى: ١/ ١٩٤)

(٨١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ : ((إِذَا صَـلّٰـى أَحَـدُكُـمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَذَا الْحَاجَةِ وَإِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ لِنَفْسِهِ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ)) . (رواه مسلم)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو اسے ہلکی نماز پڑھانی چاہیے، کیونکہ ان میں کمزور بھی ہوتے ہیں، بیمار بھی، ضرورت مند بھی، اور جب تم میں سے کوئی اپنی (الگ) نماز پڑھے تو وہ جتنا چاہے لمبی کر لے۔

شرح المفردات:...... الضعيف: کمزور و ناتواں جسم و جاں کے مالک/ واحد مذکر، صفت مشبہ، باب كَرُمَ يَكْرُمُ.

السَّقِيْمُ: بیمار لوگ، جو لمبے قیام کی طاقت نہیں رکھتے۔/ واحد مذکر، صفت مشبہ، باب كَرُمَ يَكْرُمُ.

ذَا الْحَاجَةِ:...... کام کاج والے

لِنَفْسِهِ:...... انفرادی

شرح الحديث: ......الضعيف والسقيم بطورِ خاص ذکر کرنے کے بعد ذا الحاجة عام ذکر کر دیا ہے، یعنی ہر طرح کا حاجت مند شخص بھی موجود ہوتا ہے۔

---

(٨٠) صحيح البخاری، كتاب صفة الصلاة، باب جهر الامام بالتأمين، ح:٧٤٧- وباب فضل التأمين، ح:٧٤٨- وباب جهر المأموم بالتأمين، ح:٧٤٩- صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب التسميع والتحميد والتأمين، ح:٤١٠ .

(٨١) صحيح البخاری، كتاب الجماعة والامامة، باب اذا صلّٰى لنفسه فليطوّل ماشاء، ح:٦٧١ ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة، ح:٤٦٧ .

(٨٢) وَمَا فِي مَعْنَاهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ غَضِبَ فِي مَوْعِظَةٍ قَطُّ أَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ فَأَيُّكُمْ أَمَّ النَّاسَ فَلْيُوجِزْ فَإِنَّ مِنْ وَرَائِهِ الْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ)) . (رواه مسلم)

اور اسی معنی میں سیّدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں فلاں شخص کی وجہ سے صبح کی نماز دیر سے ادا کرتا ہوں کیونکہ وہ ہمیں لمبی نماز پڑھاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو کسی وعظ میں اس دن سے زیادہ سخت غصے میں کبھی نہیں دیکھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! یقیناً تم میں سے کچھ لوگ نفرت پیدا کرنے والے ہیں، لہٰذا تم میں سے جو بھی لوگوں کو امامت کروائے تو اسے مختصر پڑھانی چاہیے کیونکہ اس کے پیچھے بوڑھے، کمزور اور (ہر طرح کے) ضرورت مند لوگ ہوتے ہیں۔

شرح المفردات: ...... مُنَفِّرِينَ: نفرتیں پیدا کرنے والے۔/ جمع مذکر، اسم فاعل، باب تفعیل۔

فَلْيُوجِزْ: ...... اسے ہلکی اور مختصر نماز پڑھانی چاہیے۔/ واحد مذکر غائب، فعل امر معلوم، باب افعال۔

شرح الحدیث: ...... ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس امام سے فرمایا: ((أَنْتَ إِمَامُهُمْ، وَاقْتَدِ بِأَضْعَفِهِمْ)) ''تم ان کے امام ہو، لہٰذا اپنے مقتدیوں میں کمزور ترین شخص کا خیال رکھ کے نماز پڑھایا کرو۔'' (سنن ابی داؤد: ٥٣١)

راوی الحدیث: ...... ابومسعود رضی اللہ عنہ کا نام عقبہ بن عمرو ہے۔ غزوہ احد میں شریک ہوئے اور امام بخاری رحمہ اللہ کے قول کے مطابق بدر میں بھی شرکت فرمائی تھی۔ جلیل القدر صحابہ کرام میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ زندگی کے آخری ایام کوفہ یا مدینہ میں بسر کیے۔ آپ کے سن وفات کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مختلف اقوال میں سے ایک قول ۳۱ھ، دوسرا ۴۰ھ، تیسرا ۴۱ھ یا ۴۲ھ کا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

بَابُ صِفَةِ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ ...... نبی ﷺ کے طریقۂ نماز کا بیان

(٨٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ فِي الصَّلَاةِ سَكَتَ هُنَيْهَةً قَبْلَ أَنْ يَقْرَأَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بَيْنَ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں تکبیر کہتے تو قراءت کرنے سے پہلے کچھ دیر خاموش رہتے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا آپ بتلائیں گے کہ تکبیر اور قراءت

---

(٨٣) صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب مايقول بعدالتكبير، ح:٧٤٤۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب مايقال بين تكبيرة الاحرام والقراءة، ح:٥٩٨.

التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ، مَا تَقُولُ ؟ قَالَ : ((أَقُولُ : اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ، اللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ)) .

کے درمیان جو آپ کی خاموشی ہوتی ہے، اس میں آپ کیا پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں (یہ دعا) پڑھتا ہوں: اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ، اللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ''اے اللہ! میرے اور میری غلطیوں کے درمیان اس طرح دوری ڈال دے کہ جس طرح تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان ڈالی ہے، اے اللہ! مجھے میری غلطیوں سے اس طرح صاف کر دے کہ جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ! مجھ سے میری غلطیوں کو پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھو دے۔''

شرح المفردات:...... هُنَيهةً: تھوڑا سا وقت، کچھ دیر۔

أَرَأَيتَ: ...... آپ کا کیا خیال ہے؟ اپنی رائے بتلائیے، اپنے خیال سے آگاہ کیجیے۔/ أَ: ہمزہ استفہام، رَأَيْتَ: واحد مذکر حاضر، فعل ماضی معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

نَقِّنِي: ...... مجھے آلائشوں اور گندگی سے پاک صاف کر دے۔/ نَقِّ: واحد مذکر حاضر، فعل امر حاضر معلوم، باب تفعیل۔

الدَّنس: ...... میل کچیل، داغ، گندگی

الثَّلْج: ...... پانی کا شدید ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے جم کر برف بن جانا۔

اَلْبَرَد: ...... اولا، ژالہ۔

شـرح الـحـديـث: ......اس حدیث سے تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان دعا کی مشروعیت کا ثبوت ملتا ہے، بخلاف مالکیہ کے۔(فتح الباری لابن حجر: ٢/ ٢٣٠)

(٨٤) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةَ بِـ ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)) وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذَالِكَ ، وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز کی ابتدا تکبیر (یعنی اللّٰہ اکبر) سے کرتے تھے اور قرات کی ابتدا الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ سے، جب آپ ﷺ رکوع فرماتے تو نہ ہی اپنے سر کو زیادہ اوپر اٹھائے رکھتے اور نہ ہی بہت جھکا دیتے بلکہ اس کے درمیان میں رکھتے، جب رکوع سے

---

(٨٤) صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب مايجمع صفة الصلاة ومايفتتح به، ح:٤٩٨ .

الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِماً، وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَاعِداً، وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ، وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى، وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى، وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ، وَيَنْهٰى أَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ، وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيمِ. (رواه مسلم)

اپنا سر اٹھاتے تو تب تک سجدے میں نہیں جاتے تھے، جب تک کہ برابر ہوکر کھڑے نہ ہو جاتے اور جب آپ ﷺ سجدے سے سر اٹھاتے تو تب تک (دوسرا) سجدہ نہ کرتے جب تک کہ برابر ہو کر بیٹھ نہ جاتے، آپ ﷺ ہر دو رکعتوں میں التحیات پڑھا کرتے تھے اور (تشہد میں بیٹھتے وقت) اپنا بایاں پاؤں بچھا دیتے اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا کر لیتے، آپ ﷺ شیطان (کے بیٹھنے) کی ہیئت بنانے سے منع فرمایا کرتے تھے اور آپ ﷺ اس سے بھی روکا کرتے کہ آدمی اپنے بازو اس طرح بچھا لے کہ جس طرح درندہ بچھاتا ہے اور آپ ﷺ نماز کا اختتام سلام پھیرنے سے کیا کرتے تھے۔

شرح المفردات:...... **لَمْ يُشْخِصْ:** نہ ہی بہت زیادہ اوپر اٹھاتے۔/ واحد مذکر غائب، فعل نفی جحد معلوم، باب افعال۔

لَمْ يُصَوِّبْهُ:...... نہ ہی بہت زیادہ نیچے جھکا دیتے۔/ واحد مذکر غائب، فعل نفی جحد معلوم، باب تفعیل۔

عُقْبَةُ الشَّيْطَانِ: ...... اس کی یہ صورت ہوتی ہے کہ آدمی اپنی سُرین کو زمین پر بچھا کر ٹانگوں کو کھڑا کر کے اور ہاتھوں کو زمین پر رکھ لے۔

شرح الحديث: ......ایک حدیث میں ذکر ہے کہ ((تَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ)) یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد جو امور نمازی پر حرام ہو جاتے ہیں، وہ سلام پھیرنے سے حلال ہو جاتے ہیں۔

(سنن ابی داؤد: ٦١، جامع الترمذی: ٣، سنن ابن ماجه: ٢٧٥)

(٨٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَإِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَهُمَا كَذَالِكَ، وَقَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ))، وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي السُّجُودِ. (متفق عليه)

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر اٹھایا کرتے تھے، جب رکوع کے لیے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو اسی طرح ان کو اٹھاتے (یعنی رفع یدین فرماتے) اور: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے، اور آپ ﷺ سجدوں میں ایسا نہیں کیا کرتے تھے۔

---

(٨٥) صحيح البخاری، كتاب الأذان، باب رفع اليدين اذاكبّر واذاركع واذارفع، ح:٧٣٥۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب استحباب رفع اليدين حذو منكبين، ح:٣٩٠

شرح المفردات:......مَنْكِبَيْهِ: یہ مَنْكِبٌ کا تثنیہ ہے، اپنے دونوں کندھے۔
حَذْوَ:...... برابر۔

شرح الحدیث:......اس حدیث سے رفع یدین کا ثبوت ملتا ہے، جو کہ نبی کریم ﷺ کے واضح عمل سے ثابت ہو رہا ہے۔ پھر یہ آپ ﷺ کا وقتی اور جزوی عمل نہیں تھا، بلکہ آپ ﷺ کا اس پہ استمرار اور ہمیشگی رہی ہے۔ آپ ﷺ کا یہ استمرار كَانَ يَرْفَعُ سے ثابت ہو رہا ہے۔ کیونکہ جب مضارع پر كَانَ داخل ہو جائے تو وہ استمرار کے معنی میں ہو جاتا ہے، یعنی وہ اس عمل کے جاری و ساری رہنے کو بتلاتا ہے اور معنی ہوگا کہ نبی ﷺ رفع یدین کیا کرتے تھے۔

پھر یہاں صرف افتتاحِ صلاۃ ہی کا ذکر نہیں ہے، بلکہ اس کے علاوہ دو اور بھی مقام بیان ہوئے ہیں۔ ایک رکوع میں جاتے ہوئے اور دوسرا رکوع سے اُٹھتے ہوئے۔ آپ ان تینوں مواقع پر رفع یدین کیا کرتے تھے۔

ربیع کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے پوچھا: رفع یدین کیا ہے؟ تو انھوں نے جواباً فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کی اتباع ہے۔ (الأم للشافعي: ۷/ ۲۰۱)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے: رَفْعُ الْيَدَيْنِ مِنْ زِيْنَةِ الصَّلَاةِ ''رفع یدین نماز کی زینت کا حصہ ہے۔''
(التمهيد لابن عبد البر: ٤/ ٨٣)

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہر رفع یدین پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور ہر انگلی کے بدلے ایک نیکی ہے۔
(فتح الباری لابن حجر: ٢/ ٢١٨)

(٨٦) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ: عَلَى الْجَبْهَةِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى أَنْفِهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے: پیشانی پر اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اپنے ناک کی طرف اشارہ کیا، دونوں ہاتھوں پر، دونوں گھٹنوں پر اور دونوں پیروں کے کناروں پر۔

شرح المفردات:......أَعْظُمٍ: یہ عَظْمٌ کی جمع ہے، مراد ہڈیاں۔
أَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ:...... اس سے مراد پاؤں کی انگلیاں ہیں۔

شرح الحدیث:......سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث میں وہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ((إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ آرَابٍ)) ''جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے تھے۔'' (صحيح مسلم: ٤٩١)

---

(٨٦) صحيح البخاری، کتاب الأذان، باب السجود علىٰ سبعة أعظم، ح:٨١٢۔ صحيح مسلم، کتاب الصلاة، باب اعضاء السجود والنهی عن كف الشعر والثوب، ح:٤٩٠.

(٨٧) عَـنْ أَبِي هُـرَيْـرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَـالَ : كَـانَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَـامَ إِلَى الصَّلَاةِ يُكَبِّرُ حِيـنَ يَـقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ : ((سَـمِـعَ الـلّٰـهُ لِـمَنْ حَمِدَهٗ)) حِينَ يَرْفَعُ صُـلْبَـهٗ مِـنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ : ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي ثُمَّ يُـكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَع رَأْسَهٗ ثُمَّ يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي صَلَاتِهٖ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوسِ . (متفق عليه)

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھنے کے لیے اُٹھتے تھے تو جب کھڑے ہوتے اللہ اکبر کہتے، پھر جب رکوع کرتے تو تکبیر کہتے، پھر جب رکوع سے اپنی کمر اٹھاتے تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے، پھر کھڑے ہوکر رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہتے، پھر جس وقت (سجدہ کے لیے) جھکتے تو اللّٰہ اکبر کہتے، پھر جب اپنا سر اٹھاتے تو اللّٰہ اکبر کہتے، پھر جس وقت سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے، پھر جب اپنا سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر اپنی ساری نماز میں یونہی کرتے یہاں تک کہ نماز مکمل کر لیتے اور جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھ کر کھڑے ہوتے تو اللّٰہ اکبر کہتے۔

شرح المفردات: ...... صُلْبَهٗ: کمر کی ریڑھ کی ہڈی کو صُلب کہتے ہیں۔

شرح الحديث: ......اس حدیث میں نبی ﷺ کی نماز کا وصف اور طریقِ ادائیگی بیان کیا گیا ہے۔

(٨٨) عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ : صَلَّيْتُ أَنَـا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَـالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَـكَانَ إِذَا سَـجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَـهٗ كَبَّـرَ وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَخَذَ بِيَدِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ وَ قَالَ: قَدْ ذَكَّرَنِي هٰذَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ ﷺ ، أَوْ قَالَ: صَلّٰى بِنَا صَلَاةَ مُحَمَّدٍ ﷺ . (رواه مسلم)

مطرف بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور عمران بن حصین نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ۔ وہ جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے، جب اپنا سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دو رکعتوں کے بعد اٹھتے تو تکبیر کہتے۔ پھر جب نماز مکمل ہوئی تو عمران بن حصین نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: مجھے انھوں نے محمد ﷺ کی نماز یاد دلا دی ہے۔یا کہا: انھوں نے ہمیں محمد ﷺ کی نماز پڑھائی ہے۔

شرح المفردات: ...... نَهَضَ: مستعدی سے اٹھنا، نیچے سے اوپر کی طرف تیزی سے کھڑے ہونا۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

شرح الحديث: ......ایک روایت میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں وہ نماز یاد دلا دی

---

(٨٧) صحيح البخاری، كتاب الأذان، باب التكبير اذاقام من السجود، ح:٧٨٩۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب اثبات التكبير فی كل خفض ورفع فی الصلاة، ح:٣٩٢ .

(٨٨) صحيح البخاری، كتاب الأذان، باب اتمام التكبير فی السجود، ح:٧٨٦۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب اثبات التكبير فی كل خفض ورفع فی الصلاة، ح:٣٩٣ .

جو ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ادا کیا کرتے تھے، پھر اسے یا تو ہم بھول گئے یا ہم نے عملاً ترک کر دیا۔

(شرح معانی الآثار: ۱/ ۲۲۱)

راوی الحدیث: ......مطرف رحمہ اللہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ آپ کے والد صحابیٔ رسول اور آپ جلیل القدر تابعی تھے۔ اپنے والد اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہما سے احادیث روایت کی ہیں۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ ۵۹ھ میں وفات پائی۔

(۸۹) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَمَقْتُ الصَّلَاةَ مَعَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَوَجَدْتُ قِيَامَهُ، فَرَكْعَتَهُ، فَاعْتِدَالَهُ بَعْدَ رُكُوعِهِ، فَسَجْدَتَهُ، فَجِلْسَتَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ، فَسَجْدَتَهُ، فَجِلْسَتَهُ مَا بَيْنَ التَّسْلِيمِ، وَالانْصِرَافِ قَرِيباً مِنَ السَّوَاءِ. وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ: مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُودَ قَرِيباً مِنَ السَّوَاءِ.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز کو بغور دیکھا تو میں نے آپ ﷺ کے قیام کو، آپ ﷺ کے رکوع کو، اور رکوع کے بعد اعتدال کو، آپ ﷺ کے سجدے کو اور دو سجدوں کے درمیان جلسہ کو، آپ ﷺ کے سجدے اور سلام پھیرنے کے درمیان والے کو تقریباً برابر ہی پایا ہے۔ بخاری کی روایت میں ہے: قیام اور قعود کے علاوہ تقریباً برابر ہی تھے۔

شرح المفردات: ......رَمَقْتُ: میں نے بغور دیکھا، ٹکٹکی باندھ کر دیکھا، مسلسل دیکھتا رہا/ واحد متکلم، فعل ماضی معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

شرح الحدیث: ......یعنی قیام اور قعدہ کے سوا باقی تمام ارکانِ نماز تقریباً برابر ہی ہوتے تھے۔

(۹۰) عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنِّي لَا آلُو أَنْ أُصَلِّيَ بِكُمْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا، قَالَ ثَابِتٌ: فَكَانَ أَنَسٌ يَصْنَعُ شَيْئاً لَا أَرَاكُمْ تَصْنَعُونَهُ، كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ انْتَصَبَ قَائِماً حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ: قَدْ نَسِيَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ مَكَثَ حَتَّى

ثابت بنانی سے مروی ہے، وہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: میں بالکل کم نہیں کروں گا بلکہ تمھیں اسی طرح نماز پڑھاؤں گا جس طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے، پھر انس رضی اللہ عنہ (نماز میں) کچھ ایسا کرتے رہے جو میں نے تمھیں کرتے نہیں دیکھا، جب انھوں نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو سیدھے کھڑے رہے، یہاں تک کہ کہنے والا کہتا کہ آپ بھول گئے ہیں اور جب آپ

(۸۹) صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب استواء الظهر في الركوع، ح:۷۹۲۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب اعتدال أركان الصلاة، ح:۴۷۱.

(۹۰) صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب الطمانية حين يرفع رأسه من الركوع، ح:۸۲۱۔صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب اعتدال أركان الصلاة، ح: ۴۷۲.

يَقُولَ الْقَائِلُ : قَدْ نَسِيَ .

نے سجدے سے سر اٹھایا تو بیٹھے رہے ،حتیٰ کہ کہنے والا کہتا کہ آپ بھول گئے ہیں۔

شرح المفردات: ...... لَا آلُوا : میں کم نہیں کروں گا، یعنی پوری پوری نماز پڑھاؤں گا۔/ واحد متکلم، فعل مضارع منفی معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

انْتَصَبَ : ...... بالکل سیدھے کھڑے ہونا، پختگی سے کھڑے ہونا، زمین میں گڑ جانا۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افتعال۔

مَكَثَ :...... ٹھہرے، وقفہ کیا۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

شرح الحديث: ......اس حدیث میں خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کرنے کا ذکر ہے۔

راوی الحدیث: ......ثابت بنانی رحمہ اللہ کی کنیت ابو محمد اور والد کا نام اسلم تھا۔ بنان کی طرف نسبت کی وجہ سے بنانی کہلاتے تھے۔ آپ کا شمار جلیل القدر تابعین میں ہوتا ہے۔ ۸۶ برس کی عمر پا کر ۱۲۷ھ میں وفات پائی۔

(۹۱) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ : مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلَاةً وَلَا أَتَمَّ صَلَاةً مِنَ النَّبِيِّ ﷺ .

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی بھی امام کے پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ ہلکی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ بڑھ کر مکمل نماز کبھی نہیں پڑھی۔

شرح المفردات: ......أَخَفَّ: مختصر نماز، جو بہت لمبی نہ ہو۔/ واحد مذکر، اسم تفضیل، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

أَتَمَّ:...... مختصر تو ہو لیکن جامع بھی ہو۔/ واحد مذکر، اسم تفضیل، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحديث: ......یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ تو اتنی لمبی ہوتی تھی کہ مقتدیوں پہ گراں گزرے اور نہ ہی اتنی ہلکی ہوتی تھی کہ نماز کے ارکان ہی پورے نہ ہو سکیں، بلکہ مختصر مگر جامع ہوتی تھی۔

(۹۲) عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْجَرْمِيِّ الْبَصْرِيِّ قَالَ : جَاءَ نَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ رضي الله عنه فِي مَسْجِدِنَا هٰذَا فَقَالَ : إِنِّي لَأُصَلِّي بِكُمْ وَمَا أُرِيدُ الصَّلَاةَ أُصَلِّي كَيْفَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فَقُلْتُ لِأَبِي قِلَابَةَ : كَيْفَ كَانَ يُصَلِّي ؟ فَقَالَ : مِثْلَ

ابو قلابہ عبداللہ بن زید جرمی بصری بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں ہماری اس مسجد میں سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ آئے اور انھوں نے فرمایا: میرا نماز پڑھنے کا ارادہ تو نہیں ہے لیکن میں تمھیں نماز پڑھاتا ہوں اور میں ویسے ہی نماز پڑھاؤں گا جیسے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا۔ میں نے ابوقلابہ سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے نماز پڑھا کرتے تھے؟ تو

---

(۹۱) صحيح البخاری ، كتاب الأذان ، باب من أخف الصلاة عندبكاء الصبى ، ح: ۷۰۸۔ صحيح مسلم ، كتاب الصلاة ، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة ، ح: ٤٦٩ .

(۹۲) صحيح البخاری ، كتاب الأذان ، باب كيف يعتمدعلى الأرض اذاقام من الركعة ، ح:٦٧٧۔صحيح مسلم ، كتاب الصلاة ، باب استحباب رفع اليدين حذومنكبين .

صَلَاةِ شَيْخِنَا هٰذَا وَكَانَ يَجْلِسُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ قَبْلَ أَنْ يَنْهَضَ . أَرَادَ بِشَيْخِهِمْ أَبَا يَزِيدَ عَمرَو بنَ سَلَمَةَ الجَرْمِيَّ .

انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے اس بزگ کی نماز کی طرح اور آپ ﷺ جب سجدوں سے اپنا سر اٹھاتے تو اٹھنے سے پہلے بیٹھا کرتے تھے۔ بزرگ سے ان کی مراد ابو زید عمرو بن سلمہ تھے۔

شرح المفردات: ......يَنْهَضُ :نَهَضَ کا مطلب ہوتا ہے مستعدی کے ساتھ اُٹھنا/ واحد مذکر غائب،فعل مضارع معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث سے تعلیمِ احکام کا بہت پیارا اسلوب احاطۂ علم میں آتا ہے کہ اگر معلّم کسی کام کے کرنے کا ارادہ نہ بھی رکھتا ہو تو اسے لوگوں کو تعلیم کی غرض سے وہ کر لینا چاہیے، تاکہ اس کے علم میں کسی شرعی مسئلے کی بابت جو حکم ہے، اس کا لوگوں کو بھی پتہ چل جائے۔

راوی الحدیث: ......ابو قلابہ ائمہ تابعین میں سے ایک ہیں۔ عابد وزاہد اور بہت سی احادیث کے راوی ہیں۔ آپ کو بصرہ کے قاضی کے عہدے کی پیشکش کی گئی لیکن آپ نے اسے قبول نہ کیا۔ ۱۰۶ یا ۱۰۷ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔ حدیث میں مذکور دوسرا نام معروف صحابی سیّدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کا ہے۔ ان کی کنیت ابو سلیمان تھی۔ انھوں نے پندرہ احادیث روایت کی ہیں جن میں سے دو احادیث پر بخاری ومسلم کا اتفاق ہے۔۹۴ ہجری میں اس جہانِ فانی سے دارِ بقاء کی طرف کُوچ کر گئے۔

(۹۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ .

سیّدنا عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان کشادگی رکھتے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی۔

شرح المفردات: ......بَيَاض : سفیدی۔

إِبْطَيْهِ: ...... یہ إِبطٌ کا تثنیہ ہے، آپ ﷺ کی دونوں بغلیں۔

شرح الحدیث: ...... نبی ﷺ جب سجدہ فرماتے تو اپنے بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے اس قدر دور رکھتے کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگتی۔ ایک روایت میں نبی ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے:((إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ)) ''جب تو سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیوں کو (زمین پر) رکھ اور اپنی کہنیوں کو (اوپر) اٹھائے رکھ۔'' (صحيح مسلم : ٤٩٤)

---

(۹۳) صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب يبدی ضبعيه ويجافی فی السجود، ح: ۳۹۰۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب مايجمع صفة الصلاة وما يفتح به ومايختم به، ح:٤٩٥ .

راوی الحدیث: ......عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ کی کنیت ابومحمد تھی۔ آپ بھی صحابی، آپ کے والد بھی صحابی اور آپ کی والدہ بھی صحابیہ تھیں۔ آپ صوم وصلاۃ کا کثرت سے اہتمام کرنے والے تھے۔ متعدد احادیث بھی روایت کیں۔ معاویہ کے عہدِ خلافت میں وفات پائی۔

(٩٤) عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ : سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضي الله عنه : أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ؟ قَالَ : نَعَمْ .

ابومسلمہ سعید بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی ﷺ جوتے پہن کر نماز پڑھ لیا کرتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا: ہاں۔

شرح المفردات: ......نَعْلَيْهِ : نَعْلٌ کا تثنیہ، آپ ﷺ کے دونوں جوتے۔

شرح الحدیث: ......اگر جوتا نیچے سے صاف ہو اور کوئی گندگی نہ لگی ہو تو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے، لیکن اگر گندگی وغیرہ لگی ہو تو اسے یا تو اتار دینا چاہیے یا صاف کر لینا چاہیے۔ جیسا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ جوتا پہنے نماز پڑھا رہے تھے اور صحابہ کرام بھی جوتوں سمیت آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے کہ دوران نماز ہی آپ ﷺ نے اپنا جوتا اتار دیا۔ آپ ﷺ کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے جوتے اتار دیے۔ جب نبی کریم ﷺ نے سلام پھیرا تو پوچھا: تم لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتارے؟ صحابہ عرض گزار ہوئے کہ ہم نے آپ کو جوتا اتارتے دیکھا تو ہم نے بھی اتار دیے۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل آئے تھے اور انھوں نے مجھے بتلایا کہ ان میں گندگی لگی ہوئی ہے (اس لیے میں نے اتار دیے) سو جو بھی شخص مسجد میں آئے تو اسے اپنے جوتوں کو دیکھ لینا چاہیے، اگر ان میں گندگی لگی ہو تو انھیں مٹی پر رگڑ لینا چاہیے، کیونکہ مٹی انھیں پاک کر دے گی۔

(سنن ابی داؤد: ٦٥٠، مسند احمد: ٩٢/٣، مصنف عبد الرزاق: ١٥١٦)

راوی الحدیث: ......ابومسلمہ رحمہ اللہ کا شمار صغار تابعین میں ہوتا ہے۔ بصرہ سے تعلق تھا۔ ثقہ راوی تھے۔ ۱۳۲ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

(٩٥) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .

سیّدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نماز پڑھا کرتے تھے اور آپ اپنی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی امامہ کو اٹھائے ہوئے ہوتے تھے۔

وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ : فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا .

ابوالعاص بن ربیع بن عبدشمس کے یہ الفاظ ہیں: جب آپ ﷺ سجدہ فرماتے تو اسے نیچے بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو

(٩٤) صحيح البخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی النعال، ح:٣٨٦۔صحیح مسلم ، کتاب المساجد، باب جواز الصلاة فی النعلین، ح:٥٥٥ .

(٩٥) صحيح البخاری، کتاب الصلاة، باب اذاحمل جارية صغيرة علىٰ عنقه فی الصلاة، ح:٥١٦۔صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب جواز حمل الصبيان فی الصلاة، ح:٥٤٧ .

اسے اٹھا لیتے۔

شرح المفردات: ......أُمَامَۃ: یہ آپ ﷺ کی نواسی تھیں۔

شرح الحدیث: ......امام خطابی رحمہ اللہ اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ خود بچی کو نہیں اُٹھاتے تھے بلکہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ لپٹ جاتی تھی، لہٰذا جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو اسے ایک طرف بٹھا دیتے تھے۔ (معالم السنن للخطابی: ۲۱۷/۱) لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے کیونکہ حدیث کے الفاظ ہی سے پتہ چلتا ہے کہ اٹھانے اور نیچے بٹھانے کا عمل نبی ﷺ کی طرف سے تھا، نہ کہ بچی کی جانب سے۔

(۹۶) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ)) .

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سجدوں میں اعتدال رکھو اور تم میں سے کوئی بھی اپنے بازوؤں کو کتے کے بچھانے کی طرح نہ بچھائے۔

شرح المفردات: ......اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ: جس طرح کتا اپنی اگلی دو ٹانگوں کو جسے اس کے بازو کہا جاتا ہے، بچھا کر بیٹھتا ہے، سجدے کی حالت میں اس طرح بازو نہیں بچھانے چاہئیں۔/ انبساط: مصدر، باب انفعال۔

شرح الحدیث: ......اعتدال سے مراد بازوؤں کو بہت کھولنے اور بالکل بند کرنے کے درمیان والی حالت ہے۔

بَابُ وُجُوبِ الطُّمَأْنِينَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

رکوع وسجود میں وجوبِ اطمینان کا بیان

(۹۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))، فَرَجَعَ فَصَلّٰى كَمَا صَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ))، ثَلَاثًا، فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ فَعَلِّمْنِي، فَقَالَ: ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مِنَ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ایک آدمی داخل ہوا، اس نے نماز پڑھی، پھر وہ آیا اور نبی ﷺ کو سلام کہا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی، وہ واپس لوٹا اور اسی طرح نماز پڑھی جس طرح (پہلے) پڑھی تھی، پھر وہ آیا اور نبی ﷺ کو سلام کیا (لیکن) آپ ﷺ نے فرمایا: واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی، تین مرتبہ ایسا ہی ہوا، پھر اس نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! میں اس سے زیادہ اچھی نہیں کر سکتا، لہٰذا

---

(۹۶) صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب لایفترش ذراعیه فی السجود، ح:۸۲۲ ـ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب الاعتدال فی السجود ووضع الکفین علی الأرض، ح:۴۹۳ .

(۹۷) صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب وجوب القراءة للامام والماموم فی الصلوات کلّها، ح:۷۹۳ـ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة فی کلّ رکعة، ح:۳۹۷ .

الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعاً ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِماً ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِداً ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا . وَافْعَلْ ذَالِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا)) .

آپ مجھے سکھلا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو اللّٰہ اکبر کہہ، پھر تجھے قرآن سے جو آسان لگتا ہے وہ پڑھ، پھر رکوع کر یہاں تک کہ تو اطمینان سے رکوع کر لے، پھر (رکوع سے) اٹھ، حتیٰ کہ تو سیدھا ہو کر کھڑا ہو جائے، پھر سجدہ کر، یہاں تک کہ تو اطمینان سے سجدہ کر لے، پھر (سجدے سے) اٹھ، یہاں تک کہ تُو اطمینان کے ساتھ بیٹھ جائے اور یوں ہی اپنی ساری نماز میں کر۔

شرح المفردات: ...... لَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ: اس سے بڑھ کر مزید بہتر نہیں پڑھ سکتا۔/ لَا أُحْسِنُ: واحد متکلم، فعل منفی مضارع معلوم، باب افعال۔

مَا تَيَسَّرَ: ...... جو آسان لگے، یعنی قرآن کا جو بھی حصہ یاد ہو۔/ تَيَسَّرَ: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب تفعل۔

حَتّٰى تَطْمَئِنَّ: ...... آرام وسکون کے ساتھ رکوع وسجدہ کرلے، یعنی جلد بازی مت کر۔/ تَطْمَئِنَّ: واحد مذکر حاضر، فعل مضارع معلوم، باب اِفْعِلَّالٌ۔

حَتّٰى تَعْتَدِلَ: ...... برابر ہو کے کھڑا ہو جائے، یعنی آگے یا نیچے کو جھکا ہوا نہ ہو۔/ تَعْتَدِلُ: واحد مذکر حاضر، فعل مضارع معلوم، باب افتعال۔

شرح الحديث: ...... اس شخص کا نام خلاد بن ابی رافع تھا۔ (الاصابة: ٢/ ٣٣٨) اور اقرب بات یہ ہے کہ اس نے جو نماز پڑھی تھی وہ تحیۃ المسجد تھی۔ (كشف اللّثام للسفاريني: ٢/ ٤١٢)

اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے جمہور علماء نے ارکانِ نماز میں طمانیت کو واجب قرار دیا ہے، جبکہ احناف کے نزدیک سنت ہے۔ (كشف اللثام للسفاريني: ٢/ ٤١٧)

بَابُ الْقِرَاءَ ةِ فِي الصَّلَاةِ ...... نماز میں قراءت کا بیان

(٩٨) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) .

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی نماز ہی نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔

شرح المفردات: ...... لَا صَلَاةَ: یہ لَا نفی جنس کا ہے یعنی سرے سے نماز ہی نہیں ہوتی۔

فَاتِحَةُ الْكِتَابِ: ...... اس کا معنی ہے کتاب کو کھولنے والی، یعنی قرآن کھولتے ہی ابتدا میں جو سورت آتی ہے اور وہ

---

(٩٨) صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب وجوب القراءة للامام والماموم في الصلوات كلّها، ح:٧٥٦۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب وجوب قراءة الفاتحة في كلّ ركعة، ح:٣٩٤ .

سورت فاتحہ ہے۔/ واحد مؤنث، اسم فاعل، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

شرح الحديث: ......سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: ((لَا تُجْزِئُ صَلَاةٌ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) ''اس شخص کونماز کفایت نہیں کرتی جو سورہ فاتحہ کی قراءت نہ کرے۔''

(سنن الدار قطنى: ۱/ ۳۲۱۔ وقال اسناده صحيح)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يُقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ، هِيَ خِدَاجٌ ، غَيْرُ تَمَامٍ .)) ''جس نے ایسی نماز پڑھی کہ جس میں اس نے ام القرآن (سورہ فاتحہ) کی قراءت نہ کی تو وہ ناقص ہے، ادھوری ہے، نامکمل ہے۔'' ابو السائب کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے ابو ہریرہ! جب میں امام کے پیچھے ہوں تو؟ انھوں نے جواباً فرمایا: اے فارسی! تب تو اُسے اپنے دل میں پڑھ لیا کر۔

(مسند احمد: ۲/ ۲۸۵، صحيح مسلم: ۳۹۵)

بعض کا موقف ہے کہ صرف دو رکعات ہی میں قراءت واجب ہے۔ لیکن ہم ایک ایسی روایت بیان کرتے ہیں کہ جس سے یہ صراحت ہوتی ہے کہ دوسری دو رکعات میں بھی قراءتِ فاتحہ واجب ہے۔ سیّدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ذکر ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ساری نماز میں قراءت ضروری ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((نَعَمْ)) ''جی ہاں'' تو ایک انصاری شخص نے کہا: وَجَبَتْ هٰذِهِ ''یہ واجب ہوگئی ہے۔''

(مسند احمد: ۵/ ۱۹۷، سنن النسائی: ۹۲۳)

راوی الحدیث: ......ابو ولید عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر۔ بدری صحابی تھے۔ عقبۂ اولیٰ اور عقبۂ ثانیہ میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے اور ابو مرثد الغنوی کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی تھی۔ ایک صد احادیث کے راوی ہیں۔ ۳۴ ہجری میں رملہ کے مقام پر وفات پائی اور بیت المقدس میں سپرد خاک کیے گئے۔

(۹۹) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ يُطَوِّلُ فِي الْأُولَى وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَيُسْمِعُ الآيَةَ أَحْيَاناً ، وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ يُطَوِّلُ فِي الْأُولَى وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَفِي

سیّدنا ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور کوئی سی دو سورتیں پڑھا کرتے تھے، آپ ﷺ پہلی رکعت میں لمبی (قراءت) کرتے اور دوسری میں چھوٹی کرتے اور آپ ﷺ کبھی کبھی ہمیں کوئی آیات سنایا کرتے تھے، عصر کی نماز میں آپ ﷺ سورۂ فاتحہ اور کوئی سی دو سورتوں کی قراءت کیا کرتے تھے، پہلی رکعت میں لمبی (قراءت) کرتے اور دوسری میں چھوٹی، اور

(۹۹) صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب القراءة فى الظهر، ح: ۷۵۹/ ۷۷۶۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القراءة فى الظهر والعصر، ح: ۴۵۱

الـرَّكْـعَتَيْـنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ ، وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ .

آخری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ صبح کی نماز میں بھی پہلی رکعت میں لمبی (قراءت) فرماتے اور دوسری رکعت میں چھوٹی (قراءت) فرماتے۔

شرح المفردات: ......**يُطَوِّلُ:** یعنی لمبی قراءت کرتے / واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب تفعیل۔

يُقَصِّرُ:...... چھوٹی یعنی مختصر قراءت کرتے / واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب تفعیل۔

أَحْيَاناً:...... کبھی کبھار

شرح الحديث: ......رکعت اولیٰ کی طوالت اور رکعتِ ثانیہ کے قصر کی تشریح مسلم کی اس روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعات میں سے ہر رکعت تیس آیات کی قراءت کے بقدر لمبی پڑھتے اور دوسری دو رکعات پندرہ آیات کی تلاوت کے بقدر اور اسی طرح عصر کی پہلی دو رکعات میں سے ہر رکعت پندرہ آیات کی قراءت کے برابر ہوتی اور دوسری دو رکعات اس کا نصف ہوتیں۔ (صحيح مسلم : ٤٥٢)

فجر کی نماز میں نبی کریم ﷺ ساٹھ سے سو تک آیات تلاوت فرماتے۔ (صحيح البخاري: ٥١٦، مسلم: ٤٦١) آپ ﷺ پہلی رکعت میں سورۂ ق، یا سورہ طور یا سورۃ السجدہ کی تلاوت فرماتے اور دوسری رکعت میں سورۃ الدھر کی۔ (صحيح البخاري: ٨٥١، صحيح مسلم: ٨٨٠)

(١٠٠) عَـنْ جُبَيْـرِ بْـنِ مُطْعِمٍ رضي الله عنه قَالَ : سَـمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَـقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بـ ﴿ الطُّورِ ﴾

سیّدنا جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور کی قراءت کرتے ہوئے سنا۔

شرح المفردات: ......**الطُّور:** ستائیسویں پارے کی دوسری سورت۔

شرح الحديث: ......ویسے تو نبی کریم ﷺ کی یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ مغرب کی نماز میں عموماً قصارِ مفصل سورتوں کی، یعنی چھوٹی سورتوں کی قراءت کیا کرتے تھے۔ (الأحكام الشرعية الكبرىٰ : ٢/ ٢٥١) لیکن کبھی کبھار تھوڑی لمبی قراءت بھی کر لیتے تھے، جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے سورت طُور کی قراءت فرمائی اور سورت طور طوالِ مفصّل میں سے ہے، تو گویا اس سے مغرب کی نماز میں لمبی قراءت کا جواز ملتا ہے۔

راوی الحديث: ......جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد تھی۔ فتح خیبر سے قبل اسلام لائے۔ ایک قول کے مطابق فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا۔ آپ اشراف میں سے ایک تھے۔ ٧٠ احادیث کے راوی ہیں۔ ٥٩ ہجری میں آپ رحلت فرما گئے۔

---

(١٠٠) صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب الجهر في المغرب، ح:٣٠٥٠ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القراءة في الصبح، ح:٤٦٣ .

(۱۰۱) عَــنِ الْبَـرَاءِ بْـنِ عَـازِبٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَـانَ فِـي سَـفَـرٍ فَصَلَّى الْعِشَاءَ الآخِـرَـةَ، فَـقَـرَأَ فِـي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ بِــ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾، فَـمَا سَمِعْتُ أَحَداً أَحْسَنَ صَوْتاً أَوْ قِرَاءَةً مِنْهُ .

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے سفر میں عشاء کی نماز ادا فرمائی تو دو رکعتوں میں سے کسی ایک میں سورہ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ کی قراءت فرمائی، میں نے آپ ﷺ سے بڑھ کر خوبصورت آواز یا قراءت کسی سے نہیں سنی۔

شرح المفردات: ......أَحْسَنُ: اسمِ تفضیل کا صیغہ، صَوْتاً سے مراد بہت ہی اچھی اور خوبصورت آواز والا، جبکہ قِرَاءَةً سے مراد ترتیل کے ساتھ قرآن پڑھنے والا۔

شرح الحديث: ......نمازِ عشاء کی قراءت کے متعلق نبی کریم ﷺ کا ویسے تو یہ فرمان ہے کہ اس میں دس آیات سے کم قراءت نہ کی جائے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی: ٥/٤٣) اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی یہی نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نمازِ عشاء میں سورۃ الشمس اور اس جیسی ہی سورتوں کی قراءت کیا کرتے تھے۔ (سنن النسائی : ١٠٥٥) لیکن اس حدیث میں سورۃ التین کی قراءت کا ذکر ہے، یہ شاید اس لیے ہے کہ آپ ﷺ چونکہ سفر میں تھے، اس بنا پر مختصر قراءت کی۔

(۱۰۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَـعَـثَ رَجُلاً عَـلٰـى سَـرِيَّةٍ فَكَـانَ يَقْـرَأُ لِأَصْـحَابِهِ فِي صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِـ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰـهُ أَحَـدٌ﴾، فَـلَـمَّا رَجَعُوا ذَكَرُوا ذَالِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((سَلُوهُ لِأَيِّ شَيْءٍ صَـنَـعَ ذَالِكَ؟)) فَسَـأَلُـوهُ. فَـقَالَ: لِأَنَّهَا صِـفَـةُ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَقْرَأَ بِهَـا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّهُ)). (متفق عليه)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو کسی لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تو وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے ہوئے قراءت کو سورہ اخلاص پہ ختم کیا کرتا تھا، پھر جب وہ واپس آئے تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے پوچھو کہ یہ کس لیے ایسا کرتا ہے؟ چنانچہ انھوں نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا: اس لیے کہ یہ رحمان عزوجل کی صفت ہے تو میں اس کی قراءت کرنا پسند کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے بتلا دو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت فرماتا ہے۔

شرح المفردات: ......سَرِيَّة: چھوٹا لشکر۔

شــرح الــحـديـث: ......اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کے کسی حصے کو ذاتی میلان اور محبت و

(۱۰۱) صحيح البخاری، كتاب الأذان، باب القراءة فی العشاء، ح:٧٦٧۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القراءة فی العشاء، ح:٤٦٤

(۱۰۲) صحيح البخاری، كتاب التوحيد، باب فی دعاء النبی ﷺ أمته الىٰ توحيد الله، ح:٧٣٧٥۔صحيح مسلم، كتاب صلوٰة المسافرين، باب فضل قراءة قل هوالله أحد، ح:٨١٣.

پسندیدگی کی وجہ سے اپنے لیے خاص کیا جا سکتا ہے اور اس کی کثرت کے ساتھ قراءت کی جا سکتی ہے۔

(فتح الباری لابن حجر: ۲/ ۲۵۸)

(۱۰۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ لِمُعَاذٍ: ((فَلَوْلَا صَلَّيْتَ بِـ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى، وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا، وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى﴾؟ فَإِنَّهُ يُصَلِّي وَرَاءَكَ الْكَبِيرُ وَالضَّعِيفُ وَذُو الْحَاجَةِ))

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تو نماز میں سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الشّمس اور سورۃ اللّیل کیوں نہیں پڑھ لیتا؟ کیونکہ تیرے پیچھے بوڑھے، کمزور اور ضرورت مند (ہر طرح کے لوگ) نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔

شرح المفردات: ...... وَرَاءَكَ : یعنی تیری اقتدا میں کھڑے لوگ۔

شرح الحدیث: ...... نبی ﷺ نے سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یہ فرمان اس واقعہ کے ضمن میں جاری فرمایا تھا جس میں ان کی قوم کے ایک آدمی نے ان کی شکایت کی تھی کہ یہ ہمیں لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ معاذ رضی اللہ عنہ انھیں عشاء کی نماز پڑھایا کرتے تھے، تو اس بنا پر نمازِ عشاء کو خفیف پڑھنے کا حکم فرمایا گیا ہے اور اس میں جن سورتوں کی قراءت کا حکم دیا گیا ہے وہ اوساطِ مفصل میں سے ہیں۔ گویا نہ بہت لمبی قراءت ہو اور نہ ہی بالکل چھوٹی ہو۔

بَابُ تَرْكِ الْجَهْرِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ بآوازِ بلند نہ پڑھنے کا بیان

(۱۰۴) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما: كَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ الصَّلَاةَ بِـ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سے نماز شروع کیا کرتے تھے۔

وَفِي رِوَايَةٍ: صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رضی اللہ عنہم فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾

ایک روایت میں ہے: میں نے ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی تو میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے نہیں سنا۔

وَلِمُسْلِمٍ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رضی اللہ عنہم فَكَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ بِـ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾

اور مسلم میں ہے: میں نے نبی ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی تو وہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ سے (نماز) شروع کیا کرتے تھے اور وہ قراءت کے شروع یا

---

(۱۰۳) صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب من شکاامامه اذاطوّل، ح:۷۰۵۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب القراءۃ فی العشاء، ح:۴۶۵.

(۱۰۴) صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب مایقول بعدالتکبیر، ح:۷۴۳۔صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب حجة من قال لایجهر ببسملة، ح:۳۹۹.

لَا يَذْكُرُونَ : ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ﴾ فِي أَوَّلِ قِرَاءَةٍ وَلَا فِي آخِرِهَا .

آخر میں بِسْـمِ الـلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نہیں پڑھا کرتے تھے۔

شرح الحديث: ......اس حدیث میں نبی کریم ﷺ اور خلفائے ثلاثہ کا عمل بیان کرتے ہوئے بتلایا گیا ہے کہ یہ سب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بلند آواز سے نہیں پڑھا کرتے تھے، البتہ قطعی نفی نہیں ہے کہ سرے سے پڑھا ہی نہیں کرتے تھے بلکہ لَا يَجْهَرُوْنَ کے الفاظ سے سری طور پر پڑھنے کا احتمال موجود ہے۔

بَابُ سُجُوْدِ السَّهْوِ ......سجودِ سہو کا بیان

(١٠٥) عَـنْ مُـحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِحْـدٰى صَلَاتَيِ الْعَشِيِّ ، قَالَ ابْنُ سِيرِينَ : وَسَمَّاهَا أَبُو هُرَيْرَةَ وَلٰكِنْ نَسِيتُ أَنَا ، قَالَ : فَـصَـلّٰـى بِـنَـا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ، فَقَامَ إِلٰى خَشَبَةٍ مَعْرُوضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَأَ عَلَيْهَا كَـأَنَّـهُ غَـضْبَـانُ وَوَضَـعَ يَـدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْـرٰى وَشَبَّكَ بَيْـنَ أَصَابِعِهِ . وَخَرَجَتِ السَّـرَعَـانُ مِـنْ أَبْـوَابِ الْـمَسْجِدِ فَقَالُوا : قَـصُـرَتِ الـصَّلَاـةُ ، وَفِـي الْـقَوْمِ أَبُو بَكْرٍ وَعُـمَرُ فَهَابَا أَنْ يُكَلِّمَاهُ . وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِـي يَدَيْهِ طُولٌ يُقَالُ لَهُ : ذُو الْيَدَيْنِ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنَسِيتَ أَمْ قُصِرَتِ الصَّلَاةُ ؟ قَـالَ : ((لَـمْ أَنْـسَ وَلَـمْ تُقْصَرْ)) ، فَقَالَ : ((أَكَمَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ ؟)) فَقَالُوا : نَعَمْ . فَتَـقَـدَّمَ فَـصَـلّٰـى مَا تَرَكَ ، ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَـجَـدَ مِثْـلَ سُـجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَـهُ فَـكَبَّـرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ

محمد بن سیرین، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سہ پہر کی دو نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی، ابن سیرین کہتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس نماز کا نام لیا تھا لیکن میں بھول گیا، انھوں نے کہا: آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعات نماز پڑھائی، پھر سلام پھیر دیا اور آپ مسجد میں گاڑی ہوئی ایک لکڑی کے پاس جا کھڑے ہوئے، آپ ﷺ اس پر ٹیک لگائے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پہ رکھے اور اپنی انگلیوں کے درمیان تشبیک دیے کھڑے تھے، یوں لگتا تھا کہ آپ ﷺ غصے میں ہیں، لوگ مسجد سے جلدی سے نکلے تو کہنے لگے: نماز کم ہوگئی ہے۔ لوگوں میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے، لیکن وہ آپ ﷺ سے بات کرنے سے ڈر رہے تھے اور لوگوں میں ایک آدمی تھا جس کے ہاتھ لمبے تھے اور اسے ذوالیدین کہا جاتا تھا، اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ بھول گئے ہیں یا نماز کم کردی گئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہ تو میں بھولا ہوں اور نہ ہی نماز کم کی گئی ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا (ایسا ہی ہے) جیسے ذوالیدین کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ آگے بڑھے اور جو نماز چھوٹ گئی تھی وہ ادا فرمائی،

---

(١٠٥) صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب تشبيك الأصابع في المسجد وغيره، ح:٤٨٢۔صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود لها، ح:٥٧٣ .

أَوْأَطْـوَلَ، ثُـمَّ رَفَـعَ رَأْسَـهُ وَكَبَّـرَ . فَرُبَّمَا سَـأَلُـوهُ: ثُمَّ سَلَّمَ ؟ قَالَ : فَنُبِّئْتُ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ : ثُمَّ سَلَّمَ .

پھر سلام پھیر دیا، پھر اللّٰہ اکبر کہا اور اپنے (دیگر) سجدوں کی مثل یا ان سے قدرے لمبا سجدہ کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی، پھر اللّٰہ اکبر کہا اور اپنے (دیگر) سجدوں کی مثل یا ان سے قدرے لمبا سجدہ کیا، پھر اپنا سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔ کئی لوگوں نے ان سے پوچھا کہ پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا؟ انھوں نے جواب دیا: (جی ہاں، کیونکہ) مجھے خبر دی گئی کہ عمران بن حصین نے کہا: پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا۔

شرح المفردات: ......**العَشِيُّ**: زوالِ آفتاب اور غروبِ آفتاب کا درمیانی وقت۔

فَاتَّكَأَ: ...... ٹیک لگائی، آسرا لے کر کھڑے ہوئے۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افتعال۔

كَأَنَّهُ غَضْبَانُ: ...... یوں لگ رہا تھا کہ جیسے آپ ﷺ غصے میں کھڑے ہوں۔

شَبَّكَ: ...... تشبیک سے مراد ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب تفعیل۔

السُّرْعَان: ...... جلدی جلدی نکلنے والے۔

فَهَابَا: ...... یعنی آپ ﷺ سے بات کرنے کی جرأت نہیں کر رہے تھے۔/ تثنیہ مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

شرح الحدیث: ......سجودِ سہو بھی نماز کے سجدوں کی طرح ہی کیے جائیں گے اور ان میں بھی وہی تسبیح پڑھی جائے گی جو نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ البتہ بعض نے ذکر کیا ہے کہ سجودِ سہو میں یہ پڑھا جائے: سُبْحَانَ مَنْ لا يَنَامُ وَلا يَسْهُوْ ''پاک ہے وہ ذات جو نہ سوتی ہے اور نہ ہی بھولتی ہے۔'' (روضة الطالبين للنووي: ٣١٥/١) لیکن یہ دعا مسنون نہیں ہے۔

راوی الحدیث: ......محمد بن سیرین امام الربانی، جلیل القدر تابعی اور سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ بصرہ میں اپنے عہد کے امام مانے جاتے تھے۔ ۱۱۰ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

(١٠٦) عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْـحَـابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ الـنَّبِيَّ ﷺ صَـلّٰى بِهِمُ الظُّهْرَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ وَلَمْ

سیّدنا عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ جو نبی ﷺ کے صحابہ میں سے تھے، روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انھیں ظہر کی نماز پڑھائی تو پہلی دو رکعتوں میں بیٹھے بغیر ہی کھڑے ہو گئے، لوگ

---

(١٠٦) صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب من لم ير تشهدالأول واجباً، ح:٨٢٩ ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب السهوفي الصلاة والسجودله، ح: ٥٧٠ .

يَـجْـلِسْ ، فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ حَتّٰى إِذَا قَضَى الصَّلَاةَ وَانْتَـظَرَ النَّاسُ تَسْلِيمَهُ ، كَبَّرَ وَهُوَ جَـالِسٌ ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ، ثُمَّ سَلَّمَ . (رواه البخاری)

بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہی کھڑے ہوگئے، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے نماز مکمل کرلی اور لوگ آپ ﷺ کے سلام پھیرنے کا انتظار کرنے لگے، تو آپ ﷺ نے بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہا اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا۔

شرح المفردات:......تَسْلِيم: سلام پھیرنا/ مصدر، باب تفعیل۔

شرح الحديث:......سجودِ سہو کب کیے جائیں؟ اس میں ائمہ کا اختلاف ہے: امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر تو نماز میں کمی واقع ہوئی ہو تو سلام پھیرنے سے پہلے کیے جائیں، لیکن اگر اضافہ ہوگیا ہو تو سلام کے بعد۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ دونوں صورتوں میں سلام کے بعد ہی ہوں گے، امام شافعی رحمہ اللہ کا مؤقف ہے کہ ہر دو صورت میں سلام پھیرنے سے پہلے کیے جائیں گے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حدیث پر اسی کے مطابق عمل کیا جائے گا جس نوعیت میں وہ وارد ہوئی ہے اور اگر سہو کی کسی صورت میں کوئی حدیث نہ ملے تو اس صورت میں سلام پھیرنے سے پہلے سجودِ سہو ہوں گے۔ (شرح عمدة الأحكام لابن دقيق: ٢/ ٣٦)

بَابُ الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ
نمازی کے آگے سے گزرنے کا بیان

(١٠٧) عَـنْ أَبِـي جُـهَيْـمِ بْـنِ الْحَارِثِ بْنِ الـصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُولُ الـلّٰهِ ﷺ : ((لَـوْ يَـعْـلَـمُ الْـمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْـمُـصَـلِّـي مَاذَا عَلَيْهِ مِنَ الإِثْمِ ؟ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ)) . قَالَ أَبُو النَّضْرِ : لَا أَدْرِي قَالَ : أَرْبَعِينَ يَوْماً أَوْ شَهْراً أَوْ سَنَةً . (رواه البخاری)

سیّدنا ابوجہیم بن حارث بن صمۃ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا شخص جان لے کہ اس پر کیا گناہ ہے، تو وہ اس کے آگے سے گزرنے سے چالیس (دن، مہینے یا سال تک) کھڑے رہنا اپنے لیے بہتر سمجھے۔

ابونضر کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ چالیس دن کہا یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔

شرح المفردات:......اَلْمَارُّ: گزرنے والا/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

شرح الحديث:......ایک روایت میں اس کی صراحت ہے کہ: ((لَـكَـانَ اَنْ يَقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا خَيْرًا لَهُ .)) یعنی اس کے لیے چالیس سال تک کھڑے رہنا بہتر ہو۔'' (مسند البزار: ٣٧٨٢)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث نمازی کے آگے سے گزرنے کی تحریم پر دلیل ہے اور حدیث کا مفہوم بہت

---

(١٠٧) صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب اثم المآرّ بين يدی المصلّی، ح:٥١٠۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب منع المآرّ بين يدی المصلّی، ح:٥٠٧ .

ہی تاکیدی ممانعت اور سخت وعید کو متضمن ہے۔(شرح مسلم للنووی: ٤/ ٢٢٥)

راوی الحدیث: ......ابوجہیم، سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے اور روایت میں مذکور دوسرے راوی ابونضر معروف تابعی تھے۔ آپ کی وفات ١٢٩ ہجری کو ہوئی۔

(١٠٨) عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَـمِـعْـتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ : ((إِذَا صَـلّٰی أَحَدُکُمْ إِلٰی شَیْءٍ یَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَـأَرَادَ أَحَـدٌ أَنْ یَـجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْهِ فَلْیَدْفَعْهُ ، فَإِنْ أَبٰی فَلْیُقَاتِلْهُ ، فَإِنَّمَا هُوَ شَیْطَانٌ)) .

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں سے سترہ بناتے ہوئے کسی چیز کی طرف (رخ کر کے) نماز پڑھے تو پھر کوئی اس کے سامنے سے گزرنا چاہے تو اسے اس کو روکنا چاہیے، لیکن اگر وہ (گزرنے سے) باز نہ آئے تو اسے اس کے ساتھ لڑائی کرنی چاہیے کیونکہ یقیناً وہ شیطان ہے۔

شرح المفردات: ......یَجْتَازُ: تجاوز کرتا ہے، گزرتا ہے۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب افتعال۔

أَبٰی: ...... یعنی وہ گزرنے سے باز نہ آئے۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب فَتَحَ یَفْتَحُ۔

شرح الحدیث: ......فَلْیُقَاتِلْهُ کا مطلب ہے کہ وہ پہلی مرتبہ سے بھی زیادہ سخت انداز میں اسے روکے اور اگر وہ پھر بھی باز نہ آئے تو اس سے لڑائی کرے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ وہ اس کے لیے کسی ہتھیار سے بھی اس سے لڑ سکتا ہے۔(المفہم للقرطبی: ٢/ ١٠٤)

(١٠٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ : أَقْبَلْتُ رَاکِباً عَلٰی حِمَارٍ أَتَانٍ وَأَنَا یَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْإِحْتِـلَامَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّی بِـالنَّاسِ بِمِنًی إِلٰی غَیْرِ جِدَارٍ ، مَرَرْتُ بَیْنَ یَدَیْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَـرْتَـعُ ، وَدَخَـلْـتُ فِـی الـصَّفِّ فَلَمْ یُنْکِرْ ذَالِكَ عَلَیَّ أَحَدٌ .

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں بلوغت کو پہنچنے والا تھا کہ ان دنوں کی بات ہے، میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اور رسول اللہ ﷺ منیٰ میں بغیر کسی دیوار کی طرف رُخ کیے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، میں ایک صف کے آگے سے گزر گیا، پھر میں (سواری سے) اترا تو میں نے گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور خود صف میں آ کھڑا ہوا، سو کسی نے بھی مجھے (ایسا کرنے پر) منع نہیں کیا۔

شرح المفردات: ......الْأَتَانُ: گدھے کی مؤنث یعنی گدھی۔

نَاهَزْتُ الْإِحْتِلَامَ: ...... قریب البلوغ، یعنی جوانی کی عمر کے قریب تھا۔/ نَاهَزْتُ: واحد مذکر و مؤنث متکلم، فعل

(١٠٨) صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب یرد المصلّی من مرّ بین یدیه، ح:٥٠٩۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب منع المآرّ بین یدی المصلّی، ح: ٥٠٥

(١٠٩) صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب سترة الامام من خلفه، ح:٤٩٣۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب سترة المصلّی، ح:٥٠٤

ماضی معلوم، باب مفاعلہ۔

تَرْتَعُ:...... وہ گھاس پھوس چرنے لگی۔/ واحد مؤنث غائب، فعل مضارع معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

فَلَمْ يُنْكِرْ:...... مجھے کسی نے روکا ٹوکا نہیں۔/ واحد مذکر غائب، فعل نفی جحد معلوم، باب افعال۔

شرح الحدیث:...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہے کہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی عمر اس وقت دس برس تھی۔ (فتح الباری لابن حجر: ۱۱/۹۰) تو گویا اگر بچہ آگے سے گزرے تو اسے منع نہ بھی کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے، البتہ تعلیم و تادیب کے پیش نظر بہتر یہی ہے کہ اسے بھی اس سے باز رکھا جائے۔

(۱۱۰) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ: كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، فَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا، وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ. (رواه البخاری)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سوئی ہوا کرتی تھی اور میری ٹانگیں قبلہ کی طرف تھیں، جب آپ ﷺ سجدہ فرماتے تو مجھے چھوتے، میں اپنی ٹانگیں اکٹھی کر لیتی اور جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو میں انھیں پھیلا دیتی اور ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے۔

شرح المفردات:...... غَمَزَ: ہاتھ سے ٹٹول کر اشارہ کرنا۔

مَصَابِيحُ:...... مِصْبَاحٌ کی جمع، چراغ، دِیا۔

شرح الحدیث:...... نمازی کے آگے سے گزرنے اور آگے لیٹنے کے حکم میں فرق ہے۔ آگے سے گزرنا حرام ہے، بخلاف آگے مستقر رہنے کے، خواہ وہ سویا ہوا ہو یا بیدار ہو۔ (فتح الباری: ۱/۵۹۰)

بَابٌ جَامِعٌ...... متفرق مسائل کا بیان

(۱۱۱) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيِّ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ)).

سیّدنا ابو قتادہ حارث بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو اسے تب تک نہیں بیٹھنا چاہیے جب تک وہ دو رکعت نماز نہ پڑھ لے۔

شرح المفردات:...... لَا يَجْلِسْ: وہ مت بیٹھے۔/ واحد مذکر غائب، فعل نہی معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحدیث:...... مسجد میں داخل ہونے والا شخص اگر دو رکعت ادا کیے بغیر ہی بیٹھ گیا تو شوافع کے نزدیک اس سے وہ رکعات ساقط ہو جائیں گی، البتہ بعض نے اسے عالم پر محمول کیا ہے کہ اگر اسے اس حکم کا علم تھا تو اس سے وہ ساقط

(۱۱۰) صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی الفراش، ح:۳۸۲۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب الاعتراض بین یدی المصلّی، ح: ۵۱۲.

(۱۱۱) صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی التطوع مثنیٰ، ح:۱۱۶۳۔ صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب استحباب تحیۃ المسجد برکعتین، ح:۷۱۴.

ہو جائیں گی۔احناف کے ہاں ساقط نہیں ہوں گی۔(الفروع لابن مفلح: ٢/ ٩٥)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ساقط تو نہیں ہوں گی، البتہ بیٹھنے سے قبل کا وقت فضیلت کا تھا جبکہ بعد کا جواز کے حکم میں ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ بیٹھنے سے قبل وہ رکعات ادا کے حکم میں ہوں گی، جبکہ بعد میں قضاء کے حکم میں۔

(کشف اللثام للسفارینی: ٢/ ٥١٤)

(١١٢) عَـنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضي الله عنه قَـالَ : كُنَّا نَتَـكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ ، يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهُ وَهُـوَ إِلَى جَنْبِهِ فِي الصَّلَاةِ حَتَّى نَزَلَتْ : ﴿ وَقُـوْمُوْا لِلّٰـهِ قَـانِتِيْنَ ﴾ فَـأُمِـرْنَا بِالسُّكُوتِ وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ .

سیّدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نماز میں باتیں کر لیا کرتے تھے،ہم میں سے کوئی بھی نماز میں اپنے پہلو میں کھڑے ساتھی سے گفتگو کر لیتا تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا: ﴿وَقُـوْمُـوْا لِلّٰـهِ قَـانِتِيْنَ﴾ ''اور اللہ کے سامنے فرمانبردار ہو کر کھڑے ہوا کرو۔'' چنانچہ ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور باتیں کرنے سے روک دیا گیا۔

شرح المفردات:...... **كُنَّا نَتَكَلَّمُ:** ہم بات چیت اور گفتگو کر لیا کرتے تھے۔/ جمع متکلم، فعل مضارع معلوم، (استمراری) باب تفعیل۔

قَانِتِينَ:...... جمع مذکر اسم فاعل، کمالِ انکساری دکھانے والے۔تثنیہ مذکر، اسم فاعل، باب **نَصَرَ يَنْصُرُ**۔

شرح الحدیث: ......حدیث سے معلوم ہوا کہ ابتدائے اسلام میں نماز کے دوران گفتگو جائز تھی لیکن جب اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ (البقرہ:٢٣٨) نازل ہوا تو مسلمانوں کو دورانِ نماز گفتگو کرنے سے روک دیا گیا۔لہٰذا اب کوئی نماز کے دوران گفتگو کرے گا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔گفتگو کرنے سے منع کرنے کا مقصد یہ کہ نمازی یکسو ہو کر اپنے رب تعالیٰ سے مناجات میں محو رہے۔

راوی الحدیث: ......زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عمرو تھی۔آپ انصاری صحابی تھے۔آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ٧٠ احادیث روایت کی ہیں۔آپ سے روایت کرنے والوں میں کبار تابعین کے علاوہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کا نام بھی آتا ہے۔٦٨ ہجری میں کوفہ میں وفات پائی۔

(١١٣) عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنهم عَـنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ قَالَ : ((إِذَا اشْتَـدَّ الْـحَـرُّ فَـأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ ، فَإِنَّ شِدَّةَ

سیّدنا عبداللہ بن عمر اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب گرمی سخت ہو تو نماز کو ٹھنڈا کر لیا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے

(١١٢) صحیح البخاری، کتاب التهجد، باب ما ينهى عنه من الكلام فى الصلاة، ح: ١٢٠٠۔صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب تحريم الكلام فى الصلاة، ح: ٥٣٩ .

(١١٣) صحیح البخاری، کتاب مواقيت الصلاة، باب الابرادبالظهر فى شدّة الحرّ، ح:٥٣٣/ ٥٣٤۔صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الابراد بالظهر فى شدة الحرّ، ح:٦١٥ .

الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)) . جوش مارنے سے ہے۔

شرح المفردات: ......أَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ : ٹھنڈا کرنے سے مراد ٹھنڈے وقت تک تھوڑا لیٹ کرلیا کرو۔/ اَبْرِدُوْ : جمع مذکر حاضر، فعل امر حاضر معلوم، باب افعال۔

فَيْحِ جَهَنَّمَ: ...... جوش مارنا، اُبلنا، گرمائش سے زور مارنا۔

شرح الحديث: ......اس حدیث کی تائید میں یہ روایت بھی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنم کی آگ نے اپنے پروردگار سے (شدتِ حدت) کی شکایت کی، تو باری تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت بخشی، ایک سانس گرمیوں میں اور ایک سردیوں میں۔ چنانچہ گرمی کی سختی جہنم کے باہر کو سانس نکالنے کی وجہ سے ہوتی ہے، جبکہ سردی کی شدت جہنم کے اندر کو سانس کھینچنے کے باعث ہوتی ہے۔(صحيح البخاري : ٣٠٨٧، صحيح مسلم : ٦١٧)

(١١٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ ، فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ جَبْهَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ .

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سخت گرمی میں نماز پڑھا کرتے تھے تو جب (تپش کی وجہ سے) ہم میں سے کوئی اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھ پاتا تو وہ اپنا کپڑا بچھالیتا اور اس پر سجدہ کرتا۔

شرح المفردات: ......شِدَّةُ الْحَرِّ : گرمی کی شدت اور سختی۔

جَبْهَة: ...... پیشانی، ماتھا۔

بَسَطَ : ...... پھیلا لیتا، بچھالیتا۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

شرح الحديث: ......اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہو جاتا ہے کہ زمین کی گرمی یا سردی سے بچاؤ کے لیے کپڑے پر سجدہ کیا جا سکتا ہے۔ زمین پر پیشانی نہ رکھ سکنے کا مطلب یہ ہے کہ زمین بہت گرم ہوتی تھی، اس لیے جب چہرہ زمین کو چھوتا تو تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ لہٰذا کپڑے پر سجدہ کرنا درست ٹھہرا۔

(١١٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا وَلَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَالِكَ ﴿ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ﴾)) .

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوکوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو اسے جب بھی یاد آئے پڑھ لینی چاہیے، اس کے لیے اس کے سوا کوئی کفارہ نہیں ہے (اور آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا): اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِيْ ''میری یاد کے لیے نماز ادا کیجیے۔''

---

(١١٤) صحيح البخاري، كتاب الصلاة، باب بسط الثوب في الصلاة للسجود، ح:١٢٠٨ـ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب تقديم الظهر في أول الوقت، ح:٦٢٠

(١١٥) صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب من نسي صلاةً فليصلّ اذا ذكرها، ح:٥٩٧ـ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة، ح:٦٨٤ .

وَلِـمُسْـلِـمٍ :مَـنْ نَسِیَ صَلَاۃً أَوْ نَامَ عَنْهَا ، فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا .

اور صحیح مسلم میں ہے:جوشخص نماز پڑھنا بھول جائے یااس سے سویا رہے تواس کا کفارہ یہی ہے کہ اسے جب بھی یاد آئے وہ نماز پڑھ لے۔

شرح المفردات: ......مَنْ نَسِیَ: نماز پڑھنا یاد نہ رہے۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب سَمِعَ يَسْمَعُ۔

نَامَ عَنْهَا: ...... نماز کے وقت میں سویا رہے۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

شـرح الحديث: ......بھولنے کے باعث اور سوئے رہنے کی وجہ سے ادا نہ ہوسکنے والی نماز کی قضاء اسی وقت فوری طور پر ادا کرنا ضروری ہے جب بھی وہ یاد آ جائے اور اگر عمداً نماز ترک کی جائے تو اس کی قضاء نہیں ہوگی بلکہ توبہ کرنا ہوگی، کیونکہ اس میں شرط (نسیان) نہیں پائی جا رہی، جس وجہ سے مشروط کی نفی لازم آئے گی۔ واللہ اعلم بالصواب

(١١٦) عَـنْ جَـابِـرِ بْـنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ مُـعَـاذَ بْـنَ جَبَـلٍ كَـانَ يُـصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عِشَاءَ الآخِرَةِ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى قَوْمِهِ فَيُصَلِّي بِهِمْ تِلْكَ الصَّلَاةَ .

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے، پھر اپنی قوم کے پاس آتے توانہیں بھی وہی نماز پڑھاتے۔

شرح المفردات: ......عِشَاءَ الْآخِرَةِ: عشاء کی نماز۔

شرح الحديث: ......سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ جو نماز نبی ﷺ کی اقتدا میں ادا فرماتے تھے، وہ ان کی فرض نماز ہوتی تھی اور جو وہ اپنی قوم کو آ کر پڑھاتے تھے، وہ ان کے لیے نفل اور ان کے مقتدیوں کی فرض نماز ہوتی تھی۔

(١١٧) عَـنْ أَبِـی هُـرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَـالَ : قَالَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ:((لَا يُـصَـلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقِهِ مِنْهُ شَيْءٌ))

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:تم میں سے کوئی بھی ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے کہ اس کے کندھے پر کوئی کپڑا ہی نہ ہو۔

شرح المفردات: ......عَاتِقٌ: کندھا، مونڈھا۔

شـرح الـحديث: ......کندھے ڈھانپنے کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ نماز کی شروط میں سے ہے، دوسرا یہ ہے کہ واجب ہے اور تیسرا قول سنت کا ہے۔ (الفروع لابن مفلح: ١/٢٨٧) تینوں اقوال سے لزوم کی تاکید ہوتی ہے، لہٰذا کندھے ننگے کر کے نماز نہیں پڑھنی چاہیے، بلکہ ان پر کپڑا وغیرہ ڈالنا ضروری ہے۔

(١١٨) عَـنْ جَـابِـرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

---

(١١٦) صحيح البخاری، كتاب الأذان، باب اذا طول الامام وكان للرجال حاجة، ح: ٧٠٠۔ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب القراءة فی العشاء، ح: ٤٦٥ .

(١١٧) صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب اذا صلّى فی الثوب الواحد، ح:٣٥٩ ۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة فی ثوبٍ واحدٍ، ح:٥١٦

(١١٨) صحيح البخاری، كتاب الأذان، باب ماجاء فی الثوم النبي والبصل والكراث ، ح:٨٥٥۔صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب نهی من أكل ثوماً أو بصلاً أوكراثاً، ح:٥٦٤ .

النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ : ((مَنْ أَكَلَ ثُوماً أَوْ بَصَلاً فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا ، وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ)) ، وَأُتِيَ بِقِدْرٍ فِيهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُولٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيحاً ، فَسَأَلَ ، فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ ، فَقَالَ : ((قَرِّبُوهَا)) إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ ، فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا ، قَالَ : ((كُلْ ، فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لَا تُنَاجِي)) . (متفق عليه)

آپ ﷺ نے فرمایا: جوشخص لہسن یا پیاز کھائے تو اسے ہم سے الگ رہنا چاہیے یا اسے ہماری مساجد سے الگ رہنا چاہیے اور اسے اپنے گھر ہی میں بیٹھ رہنا چاہیے اور ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پاس ہانڈی لائی گئی جس میں سبز ترکاریاں پکی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے اس کی بُو پائی تو آپ ﷺ نے پُوچھا (کہ یہ کیا ہے؟) تو آپ کو ان ترکاریوں کا بتلایا گیا جو اس میں تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے (ان) صحابہ کے قریب کردو (یعنی وہ صحابہ) جو آپ کے ساتھ تھے، البتہ آپ ﷺ نے اسے کھانا پسند نہ کیا اور فرمایا: تم کھا لو (میں نہیں کھاؤں گا) کیونکہ میں نے اس سے سرگوشیاں کرنا ہوتی ہیں جس سے تم نہیں کرتے۔

شرح المفردات: ......قِدْر : ہانڈی، دیگچی۔

خَضِرَاتٌ: ...... سرسبز، یعنی تازہ۔

بُقُولٌ: ...... ترکاریاں، سبزیاں۔

أُنَاجِي: ...... میں سرگوشی کرتا ہوں۔ ان سرگوشیوں سے مراد اللہ تعالیٰ سے باتیں کرنا ہے۔/ واحد متکلم، فعل مضارع معلوم، باب مفاعلہ۔

شرح الحدیث: ......ایک روایت میں ((وَلَيْسَ بِمُحْرِمٍ)) کے الفاظ ہیں، یعنی میں انھیں حرام قرار نہیں دیتا۔ (صحیح ابن خزیمہ: ١٦٥٠، صحیح ابن حبان: ٢٠٩٢، مستدرك للحاكم: ٧١٨٩) چونکہ نبی ﷺ کے پاس جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر آیا کرتے تھے اور آپ ﷺ ان سے بات چیت کیا کرتے تھے، اس لیے آپ ﷺ انھیں کھانا پسند نہ فرماتے تا کہ منہ میں بدبو پیدا نہ ہو سکے، اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِنِّي أَخَافُ أَنْ أُوْذِيَ صَاحِبِي)) ''یقیناً مجھے اس بات کا خدشہ ہے کہ میں اپنے ساتھی (یعنی جبرائیل علیہ السلام) کو تکلیف پہنچاؤں۔''

(صحيح ابن خزيمه: ١٦٧١، صحيح ابن حبان: ٢٠٩٣، جامع الترمذي: ١٨١٠، سنن ابن ماجه: ٣٣٦٤)

(١١٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((مَنْ أَكَلَ الثُّومَ وَالْبَصَلَ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص پیاز، لہسن یا گیندنا کھائے تو اسے ہماری مسجد کے ہرگز

---

(١١٩) صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب ما جاء في الثوم النيّ والبصل والكراث، ح:۔صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب نهي من أكل ثوماً أو بصلاً أو كراثاً، ح:٤٦٤ .

وَالْكُرَّاثَ فَلا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا ، فَإِنَّ الْمَلائِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ الإِنْسَانُ)) . وفي روايةٍ : ((بَنِيْ آدَمَ)) .

قریب نہیں آنا چاہیے کیونکہ فرشتے بھی اس سے تکلیف محسوس کرتے ہیں جس سے انسان تکلیف محسوس کرتا ہے۔ ایک روایت میں (انسان کی جگہ) بنی آدم کے الفاظ ہیں۔

شرح المفردات: ......**الكُرَّاثَ**: گیندنا، یہ ایک تیز بُو والی سبزی ہوتی ہے، جس کی بعض قسمیں پیاز اور لہسن کے مشابہ ہوتی ہیں۔

تَتَأَذّٰى:...... یعنی اس کی بدبو کی وجہ سے تکلیف محسوس کرتے ہیں/ واحد مؤنث غائب، فعل مضارع معلوم، باب تفعّل۔

شرح الحديث: ......ایک روایت میں ((فَلا يَقْرَبَنَّا ، وَلا يُصَلِّيْ مَعَنَا)) کے الفاظ ہیں، یعنی وہ نہ تو ہمارے قریب آئے اور نہ ہی ہمارے ساتھ نماز پڑھے۔(صحيح مسلم: ٥٦٢)

بَابُ التَّشَهُّدِ ......تشہد کا بیان

(١٢٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ : عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ التَّشَهُّدَ ، كَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ ، كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ : ((التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ، السَّلامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ .

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر مجھے اس طرح تشہد سکھایا جس طرح کہ آپ ﷺ مجھے قرآن کی کوئی سورت سکھاتے: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ، السَّلامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ ، أَشْهَدُ أَنْ لا إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُه ”تمام قولی عبادتیں، تمام بدنی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں،اے نبی! آپ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت و برکات ہوں، ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلامتی ہو، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔

وَفِي لَفْظٍ : ((إِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ : التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ)) وَذَكَرَهُ ، وَفِيهِ : ((فَإِنَّكُمْ إِذَا فَعَلْتُمْ ذَالِكَ فَقَدْ سَلَّمْتُمْ عَلٰى

ایک روایت میں ہے: جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو اسے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ...... الخ کہنا چاہیے اور آگے مکمل دعا ذکر کی اور اس میں (یہ الفاظ) جب تم نے یہ کر لیا تو (یعنی یہ دعا

(١٢٠) صحيح البخاري، كتاب الاستئذان، باب الأخذ باليدين، ح:٦٢٦٥/ ٦٣٢٨/ ١٢٠٢ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب التشهد في الصلاة، ح:٤٠٢ .

كُـلِّ عَبْـدٍ صَـالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ)) وَفِيهِ : ((فَلْيَتَخَيَّرْ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَاءَ)) .

پڑھ لی) تم نے زمین و آسمان میں موجود ہر نیک بندے پر سلام بھیج دیا۔ اس میں یہ (الفاظ) بھی ہیں کہ وہ (اللہ تعالیٰ سے) جو بھی دعا مانگنا چاہے مانگ لے۔

شـرح المفردات:...... **التَّحِيَّاتُ**: یہ تحیّۃ کی جمع ہے اور یہ تعظیم کی تمام انواع کو شامل ہے، یعنی بیانِ عظمت و جلالت میں زبان سے ادا کی جانے والی تمام عبادتیں

الصَّلَوَاتُ: ...... تمام تعبدی افعال واوصاف یعنی بدنی طور پہ قائم کی جانے والی جملہ عبادتیں۔

الطَّيِّبَاتُ: ...... پاکیزہ رزق اور حلال مال کے انفاق کے ذریعے ادا کی جانے والی جمیع مالی عبادتیں۔

شـرح الحديث:...... حدیث کے آخری الفاظ ((فَـلْيَتَـخَيَّرْ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَاءَ)) کی تشریح میں اہلِ علم کا کہنا ہے کہ اس سے مراد صرف ماثور دعا ہے۔ امام ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لَا تَـدْعُـوْ فِـي الصَّلَاةِ اِلَّا بِاَمْرِ الْآخِرَةِ)) ''نماز میں صرف اخروی معاملات کے بارے ہی میں دعا کرو۔'' (فتح الباری لابن حجر: ۲/ ۳۲۱)

(۱۲۱) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ : لَـقِيَـنِـي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ رضي الله عنه فَقَالَ : أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً؟ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ عَلَيْنَا فَـقُـلْنَا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ عَلَّمَنَا اللّٰهُ كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ ؟ فَقَالَ: ((قُـولُـوا : اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْـرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُـحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْـرَاهِيـمَ وَعَـلٰـى اٰلِ اِبْـرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)) .

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے تو انھوں نے کہا: کیا میں تمھیں ایک تحفہ نہ دوں؟ (وہ یہ ہے کہ) نبی ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تو سکھلایا ہے کہ ہم آپ پر سلام کیسے بھیجیں، لیکن (ہمیں یہ نہیں معلوم کہ) ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہو: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَـمِيدٌ مَجِيدٌ ''اے اللہ! محمد (ﷺ) اور آلِ محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما، جس طرح تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر رحمت فرمائی، یقیناً تو ہی تعریف و بزرگی کا محور ہے اور محمد (ﷺ) اور آلِ محمد ﷺ پر برکت نازل فرما، جس طرح تو نے ابراہیم

(۱۲۱) صحيح البخاری، كتاب الأنبياء، باب الصلاة على النبی ﷺ، ح: ٦٣٥٧ ـ صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب الصلاة على النبی ﷺ بعدالتشهد، ح: ٤٠٦ .

(علیہ السلام) پر برکت نازل فرمائی، بیشک تو ہی لائقِ تعریف اور قابلِ تمجید ہے۔''

شرح المفردات: ...... صَلِّ : صلاۃ اگر بندوں سے متعلق ہوتو مطلب درود پڑھنا اور اگر اللہ تعالیٰ سے متعلق ہوتو مراد رحمت فرمانا۔/ واحد مذکر حاضر، فعل امر معلوم، باب تفعیل۔

حَمِيدٌ: ...... جمیع تر تعریف وستائش کا محور۔/ واحد مذکر، صفت مشبہ، باب سَمِعَ يَسْمَعُ.

مَجِيدٌ: ...... شرف وکرم اور صفاتِ مجیدہ سے متصف ذات۔/ واحد مذکر، صفت مشبہ، باب كَرُمَ يَكْرُمُ اور نَصَرَ يَنْصُرُ.

شرح الحديث: ...... شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آلِ محمد سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت ہیں۔

(الفتاویٰ المصرية الكبرىٰ: ٤/ ٤٢٠)

راوی الحدیث: ...... عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی کنیت ابوعیسیٰ تھی اور آپ کوفہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جلیل القدر تابعین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کے والد کا نام یسار ہے۔ عہد فاروقی میں آپ کی ولادت ہوئی اور ۸۲ یا ۸۳ ہجری میں وفات پائی۔

حدیث میں مذکور دوسرے راوی معروف صحابی سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی کنیت ابومحمد اور ابوعبداللہ بتلائی جاتی ہے۔ بنوسالم بن عوف سے آپ کا تعلق تھا۔ بیعت رضوان میں شرکت کی اور ۵۱ یا ۵۲ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

(١٢٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُو : ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ)) .

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ ''اے اللہ! یقیناً میں قبر کے عذاب، آگ کے عذاب، زندگی اور موت کی آزمائش اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

وَفِي لَفْظٍ لِمُسْلِمٍ : ((إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ أَرْبَعٍ ، يَقُولُ : اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ)) .

اور مسلم کے یہ الفاظ ہیں: جب تم میں سے کوئی تشہد میں بیٹھے تو اسے چار چیزوں سے پناہ مانگنی چاہیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ''اے اللہ! یقیناً میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

شرح المفردات: ...... عَذَابُ النَّار : آگ کے عذاب سے مراد جہنم کا عذاب۔

---

(١٢٢) صحيح البخاري، كتاب الجنائز ، باب التعوّذ من عذاب القبر ، ح:١٣٧٧ـ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب ما يستعاذ منه في الصلاة، ح:٥٨٨ .

فِتْـنَةِ الْـمَـحْيَـا وَالْمَمَاتِ: ...... انسان کو اس کی زندگی، بوقتِ موت اور بعد از موت پیش آنے والے فتنے اور آزمائشیں۔

شرح الحدیث: ...... یہ گزشتہ حدیث سے پہلے والی حدیث ہی کی تشریح ہے کہ جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ پھر جو چاہے دعا کرے، تو ساتھ ہی اس حدیث میں اس دعا کی بھی تعلیم دے دی کہ یہ دعا مانگی جائے۔

اس حدیث میں عذابِ قبر کا اثبات ہوتا ہے۔ زندگی اور موت کے فتنہ سے مراد یہ ہے کہ انسان کو دنیوی زندگی میں، بوقتِ موت اور بعد از موت جن آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مسیح دجال اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش بن کر آئے گا، یہ قربِ قیامت نمودار ہوگا اور اس کی پہچان یہ ہوگی کہ اس کی آنکھوں کے درمیان میں ''ک ف ر'' لکھا ہوا ہوگا اور اس کا فتنہ اس قدر سخت ہوگا کہ اس سے صرف پختہ اور سچے ایمان والے ہی بچ سکیں گے۔

(١٢٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ : عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي . قَالَ : ((قُلْ : اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْماً كَثِيراً وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ)) .

عبداللہ بن عمرو بن عاص، سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ مجھے ایسی دعا سکھلا دیجیے جسے میں اپنی نماز میں مانگا کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کہہ: اللّٰهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْماً كَثِيراً وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ''اے اللہ! میں نے اپنے آپ پر بہت ظلم کیے ہیں اور گناہوں کو تیرے سوا کوئی نہیں بخش سکتا، سو اپنی جناب سے میری بخشش فرما اور مجھ پر رحم فرما، یقیناً تو ہی بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔''

شرح الحدیث: ...... شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس دعا کا محل بعد از تشہد ہے، یعنی تشہد کے بعد یہ دعا کی جائے۔ (الفتاویٰ المصریہ الکبریٰ: ۱/ ۲۰۲)

(١٢٤) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ : مَا صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ أَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ : ﴿ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴾ إِلَّا يَقُولُ فِيهَا : ((سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ النصر نازل ہونے کے بعد جو بھی نماز پڑھی ہے، اس میں آپ یہ ضرور پڑھا کرتے تھے: سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ''اے ہمارے پروردگار! تو اپنی تعریف کے

---

(١٢٣) صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب الدعاء قبل السلام، ح : ٨٣٤۔ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء، باب استحباب خفض الصوت بالذكر، ح: ٢٧٠٥ .

(١٢٤) صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب تفسير سورة اذاجاء نصر الله والفتح، ح:٤٩٦٧۔صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب مايقال في الركوع والسجود، ح:٤٨٤

مطابق بہت پاک ہے، اے اللہ! میری مغفرت فرما۔“

وَفِی لَفْظٍ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ : ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي)) .

ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع وسجود میں اکثر پڑھا کرتے تھے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ”اے اللہ! ہمارے پروردگار! تو اپنی تعریف کے لحاظ سے بہت پاک ہے، اے اللہ! میری بخشش فرما۔“

شرح المفردات:...... سُبْحَانَ: یہ مبالغے کا صیغہ ہے، یعنی بہت ہی زیادہ پاک۔

شرح الحدیث:...... سورۃ النصر میں چونکہ نبی کریم ﷺ کو آپ کی وفات کا وقت قریب ہونے کی خبر دی گئی تھی۔ اس لیے آپ ﷺ کثرت کے ساتھ مغفرت کی دعا کیا کرتے تھے۔

بَابُ الْوِتْرِ ...... وتر کا بیان

(١٢٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ : سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَا تَرٰى فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ ؟ قَالَ : ((مَثْنٰى مَثْنٰى ، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمْ الصُّبْحَ صَلّٰى وَاحِدَةً ، فَأَوْتَرَتْ لَهُ مَا صَلّٰى)) وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ : ((اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْراً)) .

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا: رات کی نماز کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو، دو، لیکن جب تم میں سے کسی کو صبح ہوجانے کا اندیشہ ہو تو وہ ایک رکعت نماز پڑھ لے، تو (یہ ایک رکعت) اس کے لیے وتر بن جائے گی جو اس نے نماز پڑھی ہوگی۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: اپنی رات کی نماز کو وتر بنا لیا کرو۔

شرح المفردات:...... صَلَاةُ اللَّيْلِ: رات کی نماز سے مراد تہجد کی نماز ہے۔

مَثْنٰى مَثْنٰى:...... یعنی دو، دو رکعت کر کے نماز پڑھنا۔

شرح الحدیث: ...... وتر کی تعداد طاق ہونا ضروری ہے، خواہ وہ ایک ہو یا زائد۔ جیسا کہ سیّدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی نقل کرتے ہیں کہ: ((اَلْوِتْرُ حَقٌّ وَاجِبٌ ، فَمَنْ شَاءَ اَنْ يُّوْتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيُوْتِرْ ، وَمَنْ شَاءَ اَنْ يُّوْتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيُوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ)) ”وتر (اللہ کا) حق اور (بندوں پر) واجب ہے، سو جو شخص تین وتر پڑھنا چاہے اسے تین پڑھ لینے چاہئیں اور جو ایک وتر پڑھنا چاہے وہ ایک پڑھ لے۔“ (سنن الدار قطنی : ٢/ ٢٢)

اس حدیث سے وتر پڑھنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے، گو کہ یہ وجوبِ اصلی نہیں ہے البتہ تاکید ضرور ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے: ((مَنْ لَمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا)) ”جس نے وتر نہیں پڑھا وہ ہم میں سے نہیں۔“

---

(١٢٥) صحيح البخاری، كتاب الوتر ، باب ليجعل آخر صلاتة وتراً، ح:٤٧٢ ۔ صحيح مسلم ، كتاب صلوٰة المسافرين ، باب صلوٰة الليل مثنٰى مثنٰى والوتر ركعة ، ح:٢١٧

(مسند احمد: ٢/ ٤٤٣، مسند اسحاق بن راھویہ: ٩٧، مصنف ابن ابی شیبہ: ٦٨٦١)

(١٢٦) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ أَوْتَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَأَوْسَطِهِ وَآخِرِهِ، وَانْتَهٰى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کی ہر نماز، یعنی رات کے شروع، اس کے درمیان اور رات کے آخر میں (ہر نماز کے بعد) وتر پڑھا کرتے تھے اور سحری کے وقت آپ ﷺ کا وتر ختم ہوا کرتا تھا۔

شرح الحدیث:...... گویا وتر کی ادائیگی رات کے کسی بھی حصے میں کی جا سکتی ہے، اور اگر قیام اللیل کرنا ہو تو رات کے آخری حصے میں وتر پڑھنا چاہیے۔

امام مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رات کی نماز کے آخر میں وتر پڑھنے کی حکمت یہ ہے کہ رات کی پہلی نماز، یعنی نمازِ مغرب بھی چونکہ طاق رکعات پر مشتمل ہوتی ہے، اس لیے رات کی آخری نماز کو بھی طاق ہی بنانا چاہیے۔

(فیض القدیر: ١/ ١٦٠)

(١٢٧) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْ ذَالِكَ بِخَمْسٍ لَايَجْلِسُ فِي شَيْءٍ إِلَّا فِي آخِرِهَا.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کی نماز تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے، ان میں سے پانچ کو آپ ﷺ وتر بنا لیتے، آپ ﷺ سوائے ان کے آخر (میں بیٹھنے) کے کسی رکعت میں نہیں بیٹھتے تھے۔

شرح الحدیث:...... اس حدیث میں وتر کی پانچ رکعات کے بیان سے ثابت ہوا کہ وتر ایک یا تین رکعات میں منحصر نہیں ہے، زیادہ بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔

پھر اس سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وتر کی رکعات خواہ ایک سے زائد ہوں یا ایک ہی ہو، ان میں تشہد صرف ایک ہی ہوگا اور وہ آخر میں کیا جائے گا، جیسا کہ اس حدیث میں نبی ﷺ کا عمل مذکور ہے۔ بعض لوگ وتر کی صرف تین رکعات اور وہ بھی نمازِ مغرب کی طرح پڑھنے کے قائل ہیں، یعنی دو رکعت کے بعد تشہد بیٹھنا اور پھر ایک رکعت ادا کر کے تشہد بیٹھنا، یہ درست نہیں ہے۔

بَابُ الذِّكْرِ عَقِبِ الصَّلَاةِ ...... نماز کے بعد کے اذکار کا بیان

(١٢٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ عہدِ رسالت

(١٢٦) صحیح البخاری، کتاب الوتر، باب ساعات الوتر، ح:٩٩٦۔ صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب صلوٰۃ اللّیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللّیل، ح:٧٤٠.

(١٢٧) صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب صلوٰۃ اللیل وعددرکعات النبی ﷺ فی اللیل، ح:٧٣٧.

(١٢٨) صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب الذکر بعد الصلاۃ، ح:٨٤١۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکربعدالصلاۃ، ح:٥٨٣.

رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

میں لوگ جب فرض نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے ذکر کرتے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذَالِكَ إِذَا سَمِعْتُهُ .

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے لوگوں کے نماز سے فارغ ہونے کا پتہ اس (ذکر) کو سن کر ہی لگتا تھا۔

وَفِي لَفْظٍ : مَا كُنَّا نَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا بِالتَّكْبِيرِ .

ایک روایت میں ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کی نماز کا مکمل ہونا (نماز کے بعد) اَللّٰہُ اَکْبَر کہنے سے ہی پہچانا کرتے تھے۔

شرح المفردات: ...... يَنْصَرِفُ: فارغ ہوتے تھے، نماز مکمل کرتے تھے۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب انفعال۔

اِنْقِضَاءٌ: ...... اختتام، تکمیل۔/ مصدر، باب انفعال۔

شرح الحدیث: ...... راوی بیان کرتے ہیں کہ نماز کے اختتام کو پہچانا ہی بآوازِ بلند اللہ اکبر کا کلمہ سن کر جاتا ہے۔ گویا ثابت ہوا کہ سلام پھیرنے کے بعد سب سے پہلے بلند آواز کے ساتھ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا جائے گا اور اس کے بعد دیگر تسبیحات کی جائیں گی۔ اور بعد از سلام اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وغیرہ جیسے کلمات کا بآوازِ بلند اور اجتماعی انداز میں بیک آواز ذکر کرنا مسنون طریقہ نہیں ہے۔

(١٢٩) عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ : أَمْلَى عَلَيَّ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رضی اللہ عنہ مِنْ كِتَابٍ إِلَى مُعَاوِيَةَ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ : ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)) ثُمَّ وَفَدْتُ بَعْدَ ذَالِكَ عَلَى مُعَاوِيَةَ فَسَمِعْتُهُ يَأْمُرُ النَّاسَ بِذَالِكَ .

سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ورّاد بیان کرتے ہیں کہ مجھے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام خط لکھوایا (جس میں یہ بھی درج تھا کہ) نبی ﷺ ہر فرض نماز کے بعد (یہ دعا) پڑھا کرتے تھے: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ، اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفات ہیں اور وہی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! جس سے تو روک دے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں ہے اور جسے تو عطا کرے، اس سے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور کسی صاحبِ شان کی مرتبت تجھ سے (بچانے میں کسی کو بھی) فائدہ نہیں دے

سکتی۔'' پھر میں اس کے بعد بطور قاصد سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو میں نے انھیں لوگوں کو اس کا حکم دیتے سنا۔

وَفِي لَفْظٍ : كَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةِ الْمَالِ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ، وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقُوقِ الأُمَّهَاتِ، وَوَأْدِ الْبَنَاتِ، وَمَنْعٍ وَهَاتِ .

ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ قیل و قال سے، مال کے ضیاع سے او رکثرتِ سوال سے منع فرمایا کرتے تھے اور آپ ﷺ ماؤں کی نا فرمانی، بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے اور بخل وحرص سے بھی روکا کرتے تھے۔

شرح المفردات:...... **دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ:** ہرنماز کے پیچھے یعنی سلام پھیرنے کے بعد۔

الْجَدُّ:...... مقام ومرتبہ، شان۔

لَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ:...... کسی صاحبِ شان کا رُتبہ اورمقام تجھ سے بچانے میں اسے چنداں فائدہ نہیں دے سکتا۔/ **لَا يَنْفَعُ:** واحد مذکر غائب، فعل مضارع منفی معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

وَادُ الْبَنَاتُ:...... بیٹیوں کوزندہ دفن کر دینا۔

قِيْلَ وَقَالَ: ......سنی سنائی باتیں آگے بیان کرنا یا بلاتحقیق گفتگو کرنا یا جھوٹے من گھڑت قصے کہانیاں بیان کرنا۔/ **قِيْلَ:** واحد مذکر غائب، ماضی مجہول، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔/ **قَالَ:** واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

مَنْعٍ وَهَاتِ:...... مال اکٹھا کرنے کی شدید حرص رکھنا اوراسے مشروع امور میں خرچ کرنے میں بخل سے کام لینا۔

شرح الحديث: ......اس حدیث میں نماز کے بعد کے اذکار ذکر کرنے کے بعد حدیث کے آخر میں چند آداب کی تعلیم دی گئی ہے، جن پر عمل پیرا ہونا حکم شریعت کی بجا آوری کے علاوہ زیورِ اخلاقیات سے آراستہ ہونے کے مانند ہے۔

راوی الحدیث:...... وراد رحمہ اللہ سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اوران کے کاتب تھے۔ ابوسعد کنیت تھی اور کوفہ سے تعلق تھا۔ ثقہ تابعی تھے اور بہت سے صغار تابعین نے آپ سے روایت کیا ہے۔

(١٣٠) عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُسْلِمِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ

ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام کے غلام سُمَی، ابوصالح سمان سے اور وہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غریب مسلمان لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! صاحبِ ثروت لوگ تو بلند درجات اور لا فانی نعمتوں پر فائز ہو گئے، آپ ﷺ نے

(١٢٩) صحيح البخاری، كتاب الأذان، باب الذكر بعدالصلاة، ح:٨٤٤۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعدالصلاة، ح:٥٩٣۔ صحيح البخاری، كتاب الاعتصام، باب مايكره من كثرة السؤال، ح:٧٢٩٢ .

(١٣٠) صحيح البخاری، كتاب الدعوات، باب الدعاء بعدالصلاة، ح:٨٤٣۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب استحباب الذكر بعدالصلاة، ح:٥٩٥ .

بِـالـدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ . قَالَ : ((وَمَا ذَاكَ ؟)) قَالُوا : يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَـصُـومُـونَ كَـمَا نَصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ وَلَا نَتَـصَـدَّقُ ، وَيُـعْتِـقُـونَ وَلَا نُعْتِقُ . فَقَـالَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ : ((أَفَـلَا أُعَـلِّمُكُمْ شَيْئًا تُـدْرِكُـونَ بِـهٖ مَـنْ سَبَـقَكُمْ وَتَسْبِقُونَ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَـنَـعَ مِثْـلَ مَـا صَنَعْتُمْ ؟)) قَالُوا : بَلٰى يَا رَسُـولَ اللّٰهِ ، قَالَ : ((تُسَبِّحُونَ وَتُكَبِّرُونَ وَتَـحْـمَـدُونَ دُبُـرَ كُـلِّ صَلَاةٍ ، ثَـلَاثـاً وَثَـلَاثِيـنَ مَرَّةً)) . قَالَ أَبُو صَالِحٍ : فَرَجَعَ فُـقَـرَاءُ الْـمُهَاجِرِينَ فَقَالُوا : سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْـلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوا مِثْلَهٗ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ)) .

فرمایا: وہ کیسے؟انھوں نے کہا: وہ بھی ویسے ہی نمازیں پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں اور وہ بھی اسی طرح روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم رکھتے ہیں، لیکن وہ صدقہ و خیرات کرتے ہیں جبکہ ہم یہ نہیں کرتے، وہ غلام بھی آزاد کرتے ہیں اور ہم یہ بھی نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتلا دوں کہ جس کے ذریعے تم ان کا درجہ پا لو جو تم پر سبقت لے گئے ہیں اور اپنے بعد کے لوگوں پر تم سبقت پا لو اور تم سے بڑھ کر کوئی فضیلت والا نہیں ہوگا، سوائے اس شخص کے جو تمھاری طرح ہی یہ عمل کرے؟ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں (ضرور بتلایئے)، آپ ﷺ نے فرمایا: تم ہر نماز کے بعد ۳۳،۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ کہا کرو۔ ابو صالح کہتے ہیں کہ (پھر ایک دن) مہاجر فقراء دوبارہ آئے اور کہنے لگے: جو عمل ہم کرتے ہیں اسے ہمارے صاحب مال بھائیوں نے بھی سن لیا ہے اور وہ بھی اس کے مثل کرنے لگے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔

شرح المفردات:......اَلدُّثور: بہت زیادہ مال و دولت۔

اَلْمُقِیمِ:...... ایسی نعمتیں کہ جنھیں کبھی فنا نہ ہوگا۔/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب افعال۔

شرح الحدیث:...... نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ((مَـنْ سَـنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا ، كَانَ لَهٗ اَجْـرُهَا ، وَمِثْلُ اَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا ، لَا يُنْقَصُ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا)) ''جس نے کوئی اچھا طریقہ رائج کیا، پھر اس پر عمل کیا جانے لگا، تو اسے اس کا بھی اجر ملے گا اور اس پر عمل کرنے والے کے مثل بھی اجر ملے گا، اور اللہ تعالیٰ ان (میں سے کسی) کے بھی اجر سے چنداں کمی نہیں کرے گا۔'' (سنن ابن ماجہ : ۲۰۳)

چونکہ اس واقعۂ مذکور میں غریب مسلمان، غنی اور سخی مسلمانوں کو ان اذکار کی تعلیم دینے کا سبب بنے تھے، اس لیے اگر وہ صدقہ و سخاوت کے ذریعے فقراء سے بڑھ گئے تھے تو فقراء کو بھی ان کے عمل سے اجر و ثواب مل رہا تھا۔ گویا مسلمان کسی بھی حال میں اجر و ثواب سے خالی نہیں رہتا، بلکہ اپنی نیت و عمل کے باعث بہت سی ایسی نیکیوں کا بھی اسے ثواب مل رہا ہوتا ہے جن کا اسے گمان تک نہیں ہوتا، لیکن صرف لوگوں کو تعلیم دینے کی غرض سے وہ اس اجرِ کثیر کا حقدار

ٹھہرتا ہے۔

راوی الحدیث: ......اس حدیث میں تین اصحاب کا نام آیا ہے جن کا تعارف مطلوب ہے۔ اولاً سُمَی ہیں اور جیسا کہ روایت میں ہی بیان ہے کہ یہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن کے آزاد کردہ غلام تھے اور بنومخزوم سے ان کا تعلق تھا۔ ۱۳۰ ہجری میں خوارج کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ ثانیاً ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کا ذکر ہے۔ یہ فقہائے سبعہ میں سے ایک ہیں۔ ان کی کنیت اور نام ایک ہی ہے۔ ۹۴ ہجری میں وفات پائی۔ اور ثالثاً ابوصالح السمان کا ذکر ہے۔ ان کا نام غطفان تھا اور یہ جویریہ غطفانیہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ علماء تابعین میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ ۱۰۱ ہجری میں مدینہ میں وفات پائی۔

(١٣١) عَــنْ عَـائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ الـنَّبِـيَّ ﷺ صَـلّٰـى فِـى خَـمِيـصَـةٍ لَهَا أَعْلَامٌ، فَنَظَرَ إِلٰى أَعْلَامِهَـا نَظْرَةً . فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ : ((اذْهَبُوا بِـخَـمِيـصَتِـى هٰـذِهٖ إِلٰى أَبِى جَهْمٍ وَأْتُونِى بِـأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِى جَهْمٍ ، فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِى آنِفًا عَنْ صَلَاتِى)) .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے ایسی چادر اوڑھ کر نماز پڑھی جس میں نقش ونگار تھے۔ آپ ﷺ کی نظر ان نقوش کی طرف جا پڑی، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: میری یہ چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور اس سے اس کی انجانیہ چادر لے آؤ، کیونکہ اس نے ابھی نماز سے میرا دھیان پھیر دیا تھا۔

شرح المفردات: ......**خَمِيْصَةٌ:** یہ دھاری دار چادر تھی جو مختلف رنگوں اور نقوش ونگار سے مزین ہوتی تھی۔

أَعْلَامٌ: ...... یہ **عَلَمٌ** کی جمع ہے، مراد نقش ونگار، بیل بوٹے

الْأَنْبِجانِيَّة: ...... یہ موٹی اور سادہ چادر تھی اور یہ شہر انجان کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے انجانیہ چادر کہلاتی تھی۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں نماز پڑھتے ہوئے خشوع وخضوع کا اہتمام کرنے کی تاکید اور ایسے امور کی نفی ہو رہی ہے جو نمازی کا خیال منتشر کردیں۔ (شرح عمدة الاحكام لابن دقيق العيد : ٢/ ٩٦)

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِى السَّفَرِ
سفر میں دو نمازیں جمع کرنے کا بیان

جمع کرنے کا مطلب ہے کہ ایک نماز کو اس کے وقت سے مؤخر اور دوسری کو مقدم کر کے درمیانی وقت میں اکٹھا ادا کرنا۔

(١٣٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ فِى السَّفَرِ بَيْنَ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ سَيْرٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ .

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء کی نماز جمع فرمالیا کرتے تھے۔

(١٣١) صحيح البخارى، كتاب الصلاة، باب اذا صلّى فى ثوب له أعلام، ح:٣٧٣۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب كراهة الصلاة فى ثوب له أعلام، ح:٥٥٦ .

(١٣٢) صحيح البخارى، كتاب تقصير الصلاة، باب الجمع فى السفربين المغرب والعشاء، ح:١١٠٧ .

شرح الحدیث: ......شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نمازیں جمع کرنے کی کئی صورتیں ہیں: پہلی نماز کے وقت میں جمع کرنا، جیسے نبی ﷺ نے عرفہ میں کیا تھا، دوسری نماز کے وقت میں جمع کرنا، جیسا کہ آپ ﷺ نے مزدلفہ میں اور کئی ایک سفروں میں کیا تھا، ایسے ہی بسا اوقات آپ ﷺ دونوں نمازوں کے اوقات کے درمیانی وقت میں جمع فرما لیا کرتے تھے اور کبھی پہلی نماز کے آخری وقت میں اور کبھی دوسری نماز کے پہلے وقت میں بھی جمع فرمائی ہے۔ یہ تمام صورتیں جائز ہیں اور موقع و مناسبت اور ضرورت و مصلحت کے تحت کسی بھی وقت کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔

(مجموع الفتاویٰ: ٢٤/٥٦)

بَابُ قَصْرِ الصَّلَاةِ فِي السَّفَرِ ......سفر میں نماز قصر کرنے کا بیان

(١٣٣) عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ : صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ لَا يَزِيدُ فِي السَّـفَـرِ عَـلَـى رَكْـعَتَيْـنِ وَأَبَـا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَذَالِكَ .

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی، آپ ﷺ سفر میں دو رکعتوں سے زیادہ نماز نہیں پڑھا کرتے تھے اور ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی اسی طرح کرتے تھے۔

شرح المفردات: ......صَحِبْتُ: میں آپ ﷺ کے ساتھ رہا ہوں۔ واحد مذکر و مؤنث متکلم، فعل ماضی معلوم، باب سَمِعَ يَسْمَعُ۔

شرح الحدیث: ......سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ((مَـنْ صَلّٰى فِي السَّفَرِ اَرْبَعًا كَمَنْ صَلّٰى فِي الْـحَـضَـرِ رَكْعَتَيْنِ)) ''جس نے سفر میں چار رکعات نماز پڑھی، وہ اس کی مانند ہے جس نے حضر میں دو رکعت نماز پڑھی۔'' (مسند احمد: ١/ ٢٥١) یعنی اس نے شرعی حکم کی مخالفت کی۔

مالکیہ کا کہنا ہے کہ یہ ایسی عزیمت ہے جو قصر کو واجب کرتی ہے، اگرچہ وہ سفر غیر مباح ہی ہو۔

(کشاف القناع للبھوتی: ١/ ١١٠، یعنی سفر خواہ جس بھی نوعیت کا ہو، اس میں نماز قصر کرنا واجب ہے۔)

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس نے سفر میں چار رکعات نماز پڑھی، اس کی نماز باطل ہے۔ (المحلی: ٤/ ٢٧٠)

کتنی مقدار میں قصر کرنا جائز ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن عمر رضی اللہ عنہما، امام مالک، لیث، شافعی اور اسحاق رحمہم اللہ کا مؤقف یہ ہے کہ سولہ فرسخ کی مسافت کے سفر میں قصر کی جائے گی۔ (کشف اللثام للسفارینی: ٣/ ١٢٩)

سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما تین دن اور تین رات کی مسافت کے سفر میں قصر کیا کرتے تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام ثوری رحمہ اللہ کا بھی یہی مؤقف ہے۔ (أيضًا)

---

(١٣٣) صحيح البخاري، كتاب الكسوف، باب من لم يتطوع فى السفر دبر الصلاة وقبلها، ح: ١١٠٢۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلاة المسافرين وقصرها، ح: ١٦١١

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ پانچ فرسخ کی مسافت میں قصر کر لیا کرتے تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور اس کی صحت پر متعدد دلائل ہیں۔ (مجموع الفتاوی: ۱۲۳/۲۴)

بَابُ الْجُمُعَةِ...... جمعہ کا بیان

(۱۳٤) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رِجَالاً تَمَارَوْا فِي مِنبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَيِّ عُوْدٍ هُوَ ؟ فَقَالَ سَهْلٌ : مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ ، وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَيْهِ فَكَبَّرَ وَكَبَّرَ النَّاسُ وَرَاءَهُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ، ثُمَّ رَكَعَ فَنَزَلَ الْقَهْقَرٰى حَتّٰى سَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ آخِرِ صَلَاتِهِ ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ : ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوا بِي وَلِتَعْلَمُوْا صَلَاتِي)) .

وَفِي لَفْظٍ : صَلَّى عَلَيْهَا ، ثُمَّ كَبَّرَ عَلَيْهَا ، ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا فَنَزَلَ الْقَهْقَرٰى .

سیّدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے منبر کے بارے میں جھگڑ پڑے کہ وہ کس لکڑی کا بنا تھا؟ تو سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ طرفاءِ غابہ (کی لکڑی) سے بنا تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پہ کھڑے دیکھا کہ آپ نے اللہ اکبر کہا اور لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے تکبیر کہی، پھر آپ ﷺ رکوع میں گئے (اور اٹھے) تو اُلٹے پاؤں نیچے اترے، حتیٰ کہ آپ ﷺ نے منبر کی جڑ میں سجدہ کیا، پھر واپس (منبر پر) لوٹ گئے، یہاں تک کہ آپ ﷺ نماز کے آخری عمل سے فارغ ہو گئے، پھر آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا: اے لوگو! میں نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ تم میری پیروی کر سکو اور میرا طریقۂ نماز جان سکو۔ اور ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی، پھر اس پر تکبیر کہی اور پھر اس پہ موجود رہتے ہوئے ہی اس پر رکوع کیا، پھر آپ ﷺ اُلٹے پاؤں نیچے اترے۔

شرح المفردات: ......تَمَارَوا: آپس میں جھگڑ پڑے۔/ جمع مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب تفاعل۔

طَرَفَاءِ الْغَابَةِ: ...... یہ جھاؤ کے درخت کی مانند ایک درخت کا نام ہے۔

الْقَهْقَرٰى: ...... اُلٹے پاؤں مُڑنا، پچھلے قدموں واپس آنا۔

أَصْلُ الْمِنْبَرِ: ...... منبر کی جڑ اور بنیاد یعنی منبر کا وہ حصہ جو زمین کے ساتھ لگا ہوتا ہے۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں اس امر کے جواز کی دلیل ہے کہ امام اپنے مقتدیوں کو تعلیم دینے کی غرض سے ان سے اونچے مقام پر نماز پڑھ سکتا ہے، لیکن اگر تعلیم کے علاوہ کوئی اور مقصد ہو تو پھر قطعاً جائز نہیں ہے۔ ہاں شرعی عذر ہو تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ اصحابِ مالک کا کہنا ہے کہ اگر بغرضِ تکبر ایسا کرے تو اس کی نماز باطل ہو

(۱۳٤) صحیح البخاری، کتاب الجمعة، باب الخطبة علی المنبر، ح:۹۱۷۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب جواز الخطوة والخطوتین فی الصلاة، ح: ٥٤٤.

جائے گی۔(شرح عمدة الاحكام لابن دقيق العيد: ۲/ ۱۰۸)

راوی الحدیث: ......سہل رضی اللہ عنہ صحابی ابن صحابی ہیں۔ ساعدہ بن کعب خزرجی کی طرف نسبت کی بنا پر ساعدی کہلائے۔ نبی ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر پندرہ برس تھی۔ ۱۸۸ احادیث کے راوی ہیں۔ مدینۃ الرسول میں وفات پانے والے آپ آخری صحابی تھے۔ ۸۸ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۱۳۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو کوئی جمعہ (پڑھنے) آئے تو اسے غسل کر لینا چاہیے۔

شرح الحدیث: ......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ((غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ)) ''جمعہ کا غسل ہر بالغ شخص پر واجب ہے۔'' (مؤطا: ۱/ ۱۰۲، مسند احمد: ۳/ ۶، صحیح البخاری: ۸۳۹، صحیح مسلم: ۸٤٦، سنن ابی داؤد: ۳٤۱، سنن ابن ماجہ: ۱۰۸۹)

(۱۳٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَالَ: صَلَّيْتَ يَا فُلَانُ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا (اور آ کر بیٹھ گیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں! تو نے نماز پڑھ لی ہے؟ اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اٹھو اور دو رکعتیں ادا کرو۔

وَفِي رِوَايَةٍ: فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ.

ایک روایت میں ہے: دو رکعت نماز پڑھو۔

شرح الحدیث: ...... یہ حکم صرف اسی شخص کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ ایک روایت میں عمومی طور پر یہ حکم فرمایا گیا کہ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ)) ''جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن دورانِ خطبہ (مسجد میں) آئے تو اسے دو رکعت پڑھنی چاہئیں۔'' (صحیح مسلم: ۸۷۵)

(۱۳۷) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ وَهُوَ قَائِمٌ يَفْصِلُ

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر دو خطبے ارشاد فرمایا کرتے تھے اوران دونوں کے درمیان

---

(۱۳۵) صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب فضل الغسل يوم الجمعة، ح:۸۹٤۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد، الباب الأوّل، ح:۱۹۸۹.

(۱۳٦) صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب اذارأى الامام رجلاً جاء وهويخطب---، ح:۹۳۰۔ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب التحية والامام يخطب، ح:۸۷۵.

(۱۳۷) صحيح البخاري، كتاب الجمعة، باب الخطبة قائماً، ح:۹۲۰۔ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب ذكر الخطبتين قبل الصلاة، ح:۸٦۱.

بَيْنَهُمَا بِجُلُوسٍ . میں بیٹھ کران میں فرق کیا کرتے تھے۔

شرح المفردات: ......**يَفْصِلُ**: فصل سے مراد پہلے اور دوسرے خطبے میں وقفہ کرنا۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحديث: ......ایک روایت میں اس کی وضاحت ان الفاظ میں ملتی ہے: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا ، ثُمَّ يَقْعُدُ، ثُمَّ يَقُوْمُ ، كَمَا تَفْعَلُوْنَ الْآنَ)) ''نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، پھر بیٹھ جاتے اور پھر کھڑے ہو جاتے، جس طرح کہ اب تم کرتے ہو۔'' (صحیح البخاری : ۸۷۸)

اسی طرح بلا عذر بیٹھ کر خطبہ دینا بھی نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے، جیسا کہ سیّدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، پھر آپ ﷺ بیٹھ جاتے اور پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے، اور جو شخص یہ کہے کہ آپ ﷺ بیٹھ کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ اس نے جھوٹ بولا ہے، کیونکہ اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کے ساتھ دو ہزار سے زائد نمازیں ادا کی ہیں۔ (صحیح مسلم : ۸٦۲)

(۱۳۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ ، فَقَدْ لَغَوْتَ)) .

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جمعہ کے دن امام خطبہ دے رہا ہو اور تو اپنے ساتھی کو کہے کہ خاموش ہو جا تو تو نے فضول بات کہی۔

شرح المفردات: ......**لَغَوْتَ**: یعنی تو نے ایسی بات کہی ہے کہ جس کے کرنے اور نہ کرنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔/ واحد مذکر حاضر، فعل ماضی معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

شرح الحديث: ......سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت کے یہ الفاظ ہیں: ((مَنْ تَكَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ ، فَهُوَ كَالْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ، وَالَّذِيْ يَقُوْلُ لَهٗ: اَنْصِتْ ، لَيْسَتْ لَهٗ جُمُعَةٌ .)) ''جو شخص جمعہ کے روز امام کے خطبہ دینے کے دوران کوئی بات کرے تو وہ اس گدھے کی مثل ہے جو بوجھ اُٹھاتا ہے، اور جو شخص اسے کہتا ہے کہ خاموش ہو جا، اِس کا بھی جمعہ نہیں ہوتا۔'' (مسند احمد : ۱/ ۲۳۰، و مسند البزار : ۲/ ۱۸٤، المعجم الكبير للطبراني : ۱۲۵٦۳) علماء نے اس کا معنی یہ کیا ہے کہ اس کا جمعہ کامل نہیں ہوتا، ناقص اور ادھورا رہ جاتا ہے۔ (فتح الباری لابن حجر : ۲/ ٤١٤)

(۱۳۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

(۱۳۸) صحيح البخاري ، كتاب الجمعة ، باب الانصات يوم الجمعة ، ح:۹۳٤۔ صحيح مسلم ، كتاب الجمعة ، باب في الانصات يوم الجمعة في الخطبة ، ح:۸۵۱ .

(۱۳۹) صحيح البخاري ، كتاب الجمعة ، باب فضل الجمعة ، ح:۸۸۱۔ صحيح مسلم ، كتاب الجمعة ، باب الطيب والسواك يوم الجمعة ، ح:۸۵۰ .

قَـالَ : ((مَـنِ اغْتَسَـلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ رَاحَ فِـى السَّـاعَةِ الْأُولـى فَـكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً ، وَمَـنْ رَاحَ فِـى السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَـقَرَةً ، وَمَنْ رَاحَ فِى السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًـا أَقْـرَنَ ، وَمَنْ رَاحَ فِى السَّاعَةِ الـرَّابِـعَةِ فَـكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً ، وَمَنْ رَاحَ فِـى السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً ، فَـإِذَا خَـرَجَ الْإِمَـامُ حَضَـرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْمَعُونَ الذِّكْرَ)) .

فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، پھر پہلی گھڑی میں ہی (مسجد میں) چلا آئے تو اس نے گویا اونٹ کی قربانی کی، جو دوسری گھڑی میں آئے تو (اس کا اتنا ثواب ہے کہ جیسے) اس نے گائے کی قربانی کی، جو تیسری گھڑی میں آئے تو اس نے گویا مینڈھے کی قربانی کی، جو چوتھی گھڑی میں آئے تو جیسے اس نے مرغی کی قربانی کی اور جو پانچویں گھڑی میں آئے تو اس نے گویا انڈے کی قربانی کا ثواب پایا۔ پھر جب امام (منبر کی طرف) نکل آتا ہے تو فرشتے (بھی مسجد میں) حاضر ہو جاتے ہیں اور وعظ ونصیحت سننے لگتے ہیں۔

شرح المفردات: ......رَاحَ: جو دن کے اوّل وقت میں چل کر آئے۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

اَلْبَدَنَةُ: ...... اونٹ، خواہ وہ مذکر ہو یا مؤنث

كَبْشًا: ...... مینڈھا، جسے ہم اپنی زبان میں دُنبہ کہتے ہیں، اس کی ایک جنس بڑے بڑے سینگوں والی بھی ہوتی ہے۔

حَضَرَت: ...... مسجد میں آ کر بیٹھ جاتے ہیں۔/ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

شرح الحديث :......ایک روایت میں ((طُوِيَتِ الصُّحُفُ)) کے الفاظ ہیں، یعنی جب امام خطبہ دینے کے لیے نکل پڑتا ہے تو صحیفے لپیٹ دیے جاتے ہیں۔ صحیفوں سے مراد وہ اعمال نامے ہیں جن میں آنے والے لوگوں کا بتدریج اجر وثواب درج کیا جاتا ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ثواب درج کیے جانے والے صحیفے تو لپیٹ دیے جاتے ہیں، البتہ فرض کی ادائیگی کا اندراج کرنے والے صحیفے نہیں لپیٹے جاتے۔ (بدائع الفوائد : ٣/ ٦٧٩)

(١٤٠) عَـنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رضي الله عنه وَكَانَ مِـنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ : كُنَّا نُصَلِّى مَعَ رَسُـولِ اللّٰـهِ ﷺ الْـجُـمُـعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ ، وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ ظِلٌّ نَسْتَظِلُّ بِهِ .

سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ جو اصحابِ شجرہ میں سے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھا کرتے تھے، پھر ہم فارغ ہو کر جاتے تو دیواروں کا سایہ نہیں ہوا کرتا تھا کہ جن سے ہم سایہ پکڑتے۔

وَفِـى لَـفْظٍ : كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

ایک روایت میں ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ اس

(١٤٠) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الحديبية، ح:٤١٦٨۔ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب صلوٰة الجمعة حين تزول الشمس، ح:٨٦٠ .

إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَتَتَبَّعُ الْفَيْءَ . وقت ادا کیا کرتے تھے کہ جب سورج ڈھل جاتا، پھر ہم لوٹتے تو ہم سایہ تلاش کر رہے ہوتے۔

شرح المفردات: ......**أَصْحَابُ الشَّجَرَةِ:** وہ لوگ جو بیعت رضوان میں شامل تھے۔ بیعتِ رضوان چونکہ ایک درخت کے نیچے ہوئی تھی، اس لیے اس میں شریک اصحاب کو أَصْحَابُ الشَّجَرَةِ کہا جاتا ہے۔

الْحِيطَان: یہ حَائِطٌ کی جمع ہے، دِیواریں۔

نُجَمِّعُ: ...... ہم جمعہ ادا کیا کرتے تھے۔/ تثنیہ وجمع مذکر ومؤنث متکلم، فعل مضارع معلوم، باب تفعیل۔

شرح الحديث: ......امام ابن مفلح رحمہ اللہ لکھتے ہیں: جمعہ کی نماز اس کے وقت سے پہلے اور اس کا وقت گزر جانے کے بعد ادا کرنا بالاجماع درست نہیں ہے، اور ہمارے علم کے مطابق اس بات میں بھی اختلاف نہیں ہے کہ نمازِ جمعہ کا آخری وقت نمازِ ظہر کا آخری وقت ہے اور اس کا اوّل وقت نمازِ عید کا اوّل وقت ہے۔ جیسا کہ قاضی اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ کا مؤقف ہے۔ (شرح المقنع: ٥/ ٣٠)

راوی الحديث: ......سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوایاس تھی اور مدینہ سے تعلق تھا۔ بیعت رضوان میں شامل تھے اور بہت سے غزوات میں بھی شرکت کی۔ ٨٠ برس کی عمر پا کر ٧٤ ہجری میں وفات پائی۔

(١٤١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ : ﴿ الٓمٓ تَنْزِيلُ السَّجْدَةَ ﴾ وَفِي الثَّانِيَةِ : ﴿ هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ ﴾ .

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں (پہلی رکعت میں) **سورة السجدة** اور دوسری (رکعت) میں **سورة الدهر** پڑھا کرتے تھے۔

شرح المفردات: ......**السَّجْدَة و الدَّهْر:** سورۃ السجدہ اکیسویں اور سورۃ الدہر اُنیسویں پارے میں ہے۔

شرح الحديث: ......شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ روزِ جمعہ فجر کی نماز میں سورۃ السجدہ اور سورۃ الدہر کی قراءت کرنا بالاتفاق واجب نہیں ہے۔ علماء کا اس کے مستحب ہونے میں بھی اختلاف ہے۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اسے مکروہ سمجھتے ہیں، جبکہ شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ کے نزدیک مستحب ہے۔ چنانچہ امام کو ہر جمعہ کے دن ان پر مداومت اختیار نہیں کرنی چاہیے، تاکہ عام لوگ اسے واجب نہ سمجھ بیٹھیں۔ (الفتاویٰ المصرية الكبرىٰ: ٢/ ٤٢٩)

بَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ ......نمازِ عیدین کا بیان

(١٤٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما قَالَ : سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور

(١٤١) صحيح البخاری، كتاب الجمعة، باب مايقرأ في صلوٰة الفجر يوم الجمعة، ح:٨٩١۔ صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب مايقرأ في يوم الجمعة، ح:٨٧٩ .

(١٤٢) صحيح البخاری، كتاب العيدين، باب الخطبة بعدالعيد، ح:٩٦٣۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة العيدين، الباب الأول، ح:٢٠٨٩

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رضی اللہ عنہما يُصَلُّونَ الْعِيدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ .

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں عیدوں میں خطبے سے پہلے نماز پڑھا کرتے تھے۔

شرح المفردات: ......**الْعِيدَيْن**: عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ۔

شرح الحديث: ......امام شمس الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عید کی ادائیگی میں خطبہ سے پہلے نماز پڑھنے کی بابت کسی کا اختلاف نہیں ہے، سوائے بنوامیہ کے۔ اور بنوامیہ کا یہ فعل سنتِ نبویہ اور عملِ خلفائے راشدین کے خلاف ہے۔

(١٤٣) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْأَضْحَى بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَالَ : ((مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ أَصَابَ النُّسُكَ ، وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلَا نُسُكَ لَهُ)) . فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ خَالُ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي نَسَكْتُ شَاتِي قَبْلَ الصَّلَاةِ ، وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ ، وَأَحْبَبْتُ أَنْ تَكُونَ شَاتِي أَوَّلَ مَا يُذْبَحُ فِي بَيْتِي ، فَذَبَحْتُ شَاتِي وَتَغَدَّيْتُ قَبْلَ أَنْ آتِيَ الصَّلَاةَ . فَقَالَ : ((شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ)) . قَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَإِنَّ عِنْدَنَا عِنَاقاً هِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ شَاتَيْنِ أَفَتُجْزِي عَنِّي ؟ قَالَ : ((نَعَمْ ، وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)) .

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عیدالاضحیٰ کے دن ہمیں خطبہ دیا تو فرمایا: جس شخص نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی اور ہمارے ساتھ قربانی کی تو اس نے یقیناً قربانی (کا اجروثواب) حاصل کرلیا، لیکن جس نے نماز سے پہلے ہی قربانی کرلی تو اس کی قربانی نہیں ہوئی۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے ماموں ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے تو نماز سے پہلے ہی اپنی بکری کی قربانی کردی ہے، دراصل میں نے سمجھا کہ آج کھانے پینے کا دن ہے اور میں نے چاہا کہ میرے گھر میں جو (قربانی کا جانور) سب سے پہلے ذبح کیا جائے، وہ میری بکری ہو، چنانچہ میں نے اپنی بکری کو ذبح کرلیا اور میں تو نماز کے لیے آنے سے پہلے اسے کھا بھی آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری بکری صرف بکری کے گوشت کے بحیثیت ہے۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس بکری کا ایک بچہ ہے جو مجھے دونوں بکریوں سے زیادہ پسندیدہ ہے، تو کیا وہ مجھے کفایت کرجائے گا؟ آپ ﷺ فرمایا: ہاں، لیکن تیرے بعد کسی کو ہرگز کفایت نہیں کرے گا۔

شرح المفردات: ......**النُّسُك**: ذبح، قربانی۔

عناقاً: ...... ایک سال سے کم عمر بکری یا بھیڑ کا بچہ۔

لَنْ تَجْزِيَ: ...... کفایت نہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ یہ رخصت صرف تیرے لیے ہے اور آئندہ تیرے علاوہ کسی

---

(١٤٣) صحیح البخاری، کتاب العیدین، باب الأکل یوم النحر، ح:٩٥٥۔ صحیح مسلم، کتاب الأضاحی، باب وقتها، ح:١٩٦١.

کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا۔

شرح الحدیث:......نمازِ عید کی ادائیگی سے قبل قربانی کرنا قطعاً جائز نہیں ہے، بلکہ اگر لاعلمی کی بنا پر بھی ایسا کرلیا جائے تو پھر بھی یہ عذر قابل قبول نہ ہوگا، جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے۔ کیونکہ اس سے امر کا مقتضاء فوت ہو جاتا ہے، جو کہ اصلِ امر ہوتا ہے۔

(١٤٤) عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رضي الله عنه قَالَ : صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ ، ثُمَّ خَطَبَ ، ثُمَّ ذَبَحَ وَقَالَ : ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذْبَحْ أُخْرٰى مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ)) .

سیّدنا جندب بن عبداللہ بَجَلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قربانی کے دن نبی ﷺ نے نماز پڑھائی، پھر خطبہ دیا، پھر قربانی کی اور فرمایا: جس نے (عید کی) نماز پڑھنے سے پہلے ہی (قربانی کا جانور) ذبح کرلیا تو اسے اس کی جگہ دوسرا (جانور) ذبح کرنا چاہیے اور جس نے (ابھی تک) ذبح نہیں کیا تو اسے اللہ کا نام لے کر ذبح کرنا چاہیے۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں بھی نبی ﷺ نے نماز سے قبل قربانی کرنے والے کو دوسرا جانور ذبح کرنے کا واضح حکم فرمایا ہے، جو پہلی روایت کے حکم کی تائید کر رہا ہے۔

نماز سے قبل قربانی کر لینے والے کے لیے دوبارہ جانور ذبح کرنے والے حکم کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مستحب ہے، جبکہ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قدرت کے باوجود ذبح نہ کرنا درست عمل نہیں ہے۔ (الافصاح لابن هبيرة : ١/ ٢٦٣)

راوی الحدیث: ......جندب بن عبداللہ بن سفیان البجلی۔ آپ کو جندب الخیر بھی کہا جاتا تھا۔ پہلے کوفہ میں قیام پذیر رہے پھر بصرہ منتقل ہو گئے۔ نبی ﷺ سے تینتالیس احادیث روایت کی ہیں۔ ٦٤ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

(١٤٥) عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ : شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْعِيدِ ، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ، ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلٰى بِلَالٍ فَأَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَحَثَّ عَلٰى طَاعَتِهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عید کے روز نبی ﷺ کے ساتھ حاضر تھا تو آپ ﷺ نے خطبہ سے پہلے اذان و اقامت کے بغیر نمازِ عید پڑھائی۔ پھر آپ ﷺ بلال رضی اللہ عنہ کا سہارہ لیے کھڑے ہوئے اور (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا، اس کی اطاعت کی ترغیب دلائی اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی، پھر آپ ﷺ عورتوں کے پاس تشریف لائے

(١٤٤) صحيح البخاري ، كتاب العيدين ، باب كلام الامام والناس في خطبة العيد ، ح:٩٨٥ ـ صحيح مسلم ، كتاب صلاة الأضاحي ، باب وقتها ، ح:١٩٦٠ .

(١٤٥) صحيح البخاري ، كتاب العيدين ، باب موعظة الامام النساء يوم العيد ، ح:٩٧٨ ـ صحيح مسلم ، كتاب صلاة العيدين ، الباب الأوّل ، ح:٨٨٥ .

وَقَـالَ : ((يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ ، فَإِنَّكُنَّ أَكْثَـرُ حَـطَـبِ جَهَـنَّـمَ)) فَقَامَتْ امْرَأَةٌ مِنْ سِـطَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ : لِمَ يَا رَسُـولَ الـلّـٰـهِ ؟ فَـقَـالَ : ((لأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ)) ، قَالَ : فَجَعَلْنَ يَتَـصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ يُلْقِينَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ مِنْ أَقْرَاطِهِنَّ وَخَوَاتِيمِهِنَّ .

اورانہیں بھی پند ونصیحت کی اور فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو، کیونکہ تمھاری اکثریت جہنم کا ایندھن ہوگی۔ عورتوں کے درمیان سے سرخ و سیاہ رخساروں والی ایک عورت کھڑی ہوئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس لیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس لیے کہ تم عورتیں بہت زیادہ شکوے کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عورتیں (یہ سن کر) اپنے زیورات صدقہ کرنے لگیں اور اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

شرح المفردات: ...... سِطَةَ النِّسَاء: عورتوں کے درمیان میں بیٹھی ہوئی عورت

سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ: ...... سرخی مائل سیاہ رُخساروں والی، مراد اس سے وہ عورت جس کا اچانک پریشانی اور غم کی بات سننے سے رنگ پھیکا پڑ جائے۔

الشَّكَاةَ: ...... شکوے، شکایتیں۔

تَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ: ...... اپنے خاوندوں کی احسان فراموشی کرتی ہو۔/ تَكْفُرْنَ: جمع مؤنث غائب، فعل مضارع معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

أَقْرَاطَهُنَّ: ...... أَقْرَاط جمع ہے قِرْطٌ کی، اس سے مراد کانوں کا زیور یعنی بالیاں اور جھمکے وغیرہ۔

خَوَاتِيمَهُنَّ: ...... خَوَاتِيم جمع ہے خَاتَمٌ کی، یعنی انگوٹھیاں

شرح الحديث: ......اس حدیث سے متعدد امور کا علم حاصل ہوتا ہے: پہلا مسئلہ تو وہی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خطبے سے قبل نماز پڑھائی، دوسرا یہ کہ نمازِ عید کی نہ تو اذان ہوتی ہے اور نہ اقامت، تیسرا اس سے عورتوں کو علیحدہ وعظ کرنے کا جواز ملتا ہے، چوتھا یہ کہ عورت اپنے ذاتی مال سے اپنی مرضی کے مطابق صدقہ وخیرات کرسکتی ہے، پانچواں اس حدیث میں خاوند کی نافرمانی اور لعن طعن کی حرمت کا ثبوت اور اس گناہ کے ارتکاب پر عقاب و وعید کا ذکر ہے اور چھٹا یہ کہ کفر کا اطلاق ایسے گناہوں پر بھی کیا جا سکتا ہے جو مخرج عن الملّۃ یعنی دائرہ اسلام سے خارج کرنے والے نہ ہوں۔

(فتح الباری لابن حجر: ١/ ٤٠٦)

(١٤٦) عَـنْ أُمِّ عَـطِيَّةَ نُسَيْبَةَ الأَنْـصَـارِيَّةِ قَـالَتْ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُخْرِجَ فِي

سیدہ اُمِ عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم عیدین میں اپنی کنواری اور پردہ نشین

---

(١٤٦) صحيح البخاري، كتاب العيدين، باب التكبير أيام منى واذا غدا الىٰ عرفة، ح:٩٧١۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة العيدين، باب ذكر اباحة خروج النساء فى العيدين الى المصلّٰى، ح:٨٩٠.

الْعِيدَيْنِ الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ وَأَمَرَ الْحُيَّضَ أَنْ يَعْتَزِلْنَ مُصَلَّى الْمُسْلِمِينَ .

لڑکیوں کو (نمازِ عید ادا کرنے کے لیے گھروں سے) نکالیں اور آپ ﷺ نے حائضہ عورتوں کو حکم فرمایا کہ وہ مسلمانوں کی عید گاہ سے الگ رہیں۔

وَفِي لَفْظٍ: كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نَخْرُجَ يَوْمَ الْعِيدِ حَتَّى نُخْرِجَ الْبِكْرَ مِنْ خِدْرِهَا حَتَّى تَخْرُجَ الْحُيَّضُ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ وَيَدْعُونَ بِدُعَائِهِمْ يَرْجُونَ بَرَكَةَ ذَالِكَ الْيَوْمِ وَطُهْرَتَهُ .

ایک روایت میں ہے: ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ ہم عید کے دن (نمازِ عید کی ادائیگی کے لیے) نکلیں، یہاں تک کہ ہم کنواری لڑکیوں کو بھی ان کی خلوت گاہوں سے نکال لائیں، حتیٰ کہ حائضہ عورتیں بھی نکل آئیں اور اس دن کی برکت اور پاکیزگی (کے حصول) کی امید کرتے ہوئے وہ بھی دیگر مسلمانوں کی طرح تکبیریں کہیں اور انہی کی طرح دعائیں مانگیں۔

شرح المفردات: ......**اَلْعَوَاتِقِ:** یہ عَاتِقُ کی جمع ہے اور اس سے مراد وہ لڑکی ہے جو جوانی کی ابتدائی عمر میں ہو۔

ذَوَاتُ الْخُدُور: ...... یہ خِدْرٌ کی جمع ہے، اس سے مراد ہر وہ جگہ جو چھپا لے یا گھر کے ایک گوشے میں عورت کے لیے لگا ہوا پردہ۔

الْحُيَّضُ: ...... یہ حَائِضَةٌ کی جمع ہے اور اس سے مراد وہ عورت ہوتی ہے جو ایامِ حیض سے گزر رہی ہو۔

شرح الحديث: ......سیّدنا ابوبکر اور علی رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ ہر عورت کا یہ حق ہے کہ وہ عیدین کی نماز ادا کرنے کے لیے نکلے۔ (مصنف ابن ابی شیبه: ٥٧٨٥، الآحاد والمثانی: ٣٤٢٢)

راوية الحديث: ......ام عطیہ حفصہ بنت کعب۔ ایک قول کے مطابق آپ کے والد کا نام حارث تھا۔ ابن سعد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شرکت کی اور غزوہ خیبر میں بھی شریک ہوئیں۔ آپ کبار صحابیات میں شمار ہوتی تھیں۔ چالیس احادیث کی راویہ ہیں۔

بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ ......نمازِ کسوف کا بیان

(١٤٧) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَبَعَثَ مُنَادِياً يُنَادِي: الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ، فَاجْتَمَعُوا، وَتَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَصَلَّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا تو آپ ﷺ نے ایک منادی کو بھیجا جو آواز لگا رہا تھا: اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ "نماز جمع کرنے والی ہے۔" پھر جب لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ ﷺ آگے بڑھے، اللہ اکبر کہا اور دو رکعت نماز پڑھائی جس

---

(١٤٧) صحيح البخاری، كتاب الكسوف، باب الجهر بالقراءة فی الكسوف، ح:١٠٦٥ ـ صحيح مسلم، كتاب صلاة الاستسقاء، باب صلوٰة الكسوف، ح:٩٠١ .

میں چار رکوع اور چار سجدے تھے۔

شـرح المفردات: ...... خَسَفَتْ : گرہن لگ گیا، گرہن زدہ ہوگیا/ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔

مُنَادِیاً:...... آواز لگانے والا، لوگوں کو نماز کے لیے بلانے والا/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب مفاعلہ

شـرح الحدیث: ......سورج گرہن کی نماز کی مشروعیت میں علماء کا اتفاق ہے، البتہ چاند گرہن کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی نماز باجماعت ادا کرنا سنت نہیں ہے۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چاند گرہن کی نماز لوگ دو دو رکعت انفرادی طور پر پڑھ لیں اور جماعت نہ کروائیں، کیونکہ اس وقت جماعت کے لیے حاضر ہونے میں لوگوں کے لیے مشقت ہے۔ (الاستذکار لابن عبد البر: ٢/ ٤١٦)

(١٤٨) عَنْ أَبِی مَسْعُودٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِیِّ الْبَدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا عِبَادَهُ وَإِنَّهُمَا لا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوا وَادْعُوا حَتّٰى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ)) .

سیدنا ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور یہ دونوں لوگوں میں سے کسی کی موت کی وجہ سے گرہن زدہ نہیں ہوتے، سو جب تم ان میں سے کسی کو (گرہن لگا) دیکھو تو نماز پڑھا کرو اور دعا کیا کرو، جب تک کہ گرہن ختم نہ کر دیا جائے۔

شـرح المفردات: ......یَنْكَشِفَ : چھٹ جائے، صاف ہو جائے، ختم ہو جائے/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب انفعال۔

شـرح الحدیث: ......ایک روایت میں نبی ﷺ کے اس فرمان ((لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ)) کی وضاحت اور توجیہ بیان ہوئی ہے کہ جس روز نبی ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کی وفات ہوئی تو اس دن سورج کو گرہن لگ گیا، لوگ کہنے لگے کہ یہ آپ ﷺ کے بیٹے کی وفات کی وجہ سے لگا ہے۔ (صحیح مسلم: ٩١١) تب نبی ﷺ نے یہ فرمایا تھا۔

(١٤٩) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ : خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ عہد رسالت میں سورج کو گرہن لگ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی،

(١٤٨) صحيح البخاری، كتاب الكسوف، باب الصلاة فی كسوف الشمس، ح:١٠٤٠ـ صحيح مسلم، كتاب صلاة الاستسقاء، باب ذكر النداء بصلوٰة الكسوف، ح:٩١١.

(١٤٩) صحيح البخاری، كتاب الكسوف، باب الصدقة فی الكسوف، ح:١٠٤٤ـ صحيح مسلم، كتاب صلاة الاستسقاء، باب صلوٰة الكسوف، ح:٩٠١.

فَـصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِـالنَّاسِ ، فَأَطَالَ الْقِيَـامَ ثُـمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ، وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الاَوَّلِ ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الـرُّكُـوعَ ، وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ فَـأَطَـالَ السُّجُودَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الأُخْرٰى مِثْـلَ مَـا فَـعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الأُولٰى ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَـدْ تَـجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ : ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَـانِ مِـنْ آيَاتِ اللّٰهِ لا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَالِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوا وَصَلُّوا وَتَصَدَّقُوا)) ثُمَّ قَالَ : ((يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللّٰهِ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَـزْنِيَ أَمَتُهُ ، يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيراً)) .

وَفِـي لَفْظٍ : فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ .

آپ ﷺ نے لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا تو لمبا رکوع کیا، پھر کھڑے ہوئے تو لمبا قیام کیا لیکن یہ پہلے قیام سے کچھ کم تھا، پھر رکوع کیا تو لمبا رکوع کیا لیکن یہ بھی پہلے رکوع سے کم لمبا تھا، پھر سجدہ کیا تو لمبے سجدے فرمائے، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی کے مثل کیا جو آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں کیا، پھر آپ ﷺ نے سلام پھیرا اور سورج صاف ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ خطبہ دینے لگے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: یقیناً سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، جو نہ تو کسی کی موت کی وجہ سے گرہن زدہ ہوتی ہیں اور نہ ہی کسی کی زندگی کے باعث، سو جب تم اسے دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرو، تکبیرات کہا کرو، نماز پڑھا کرو اور صدقہ کیا کرو۔ پھر فرمایا: اے اُمتِ محمد! اللہ کی قسم! اللہ سے زیادہ کسی کو اس بات پر غیرت نہیں آتی کہ اس کا بندہ یا اس کی بندی زنا کرتی ہے، اللہ کی قسم! اگر تم وہ کچھ جان لو جو میں جانتا ہوں، تو تم تھوڑا ہنسو اور زیادہ رونے لگو۔

شرح المفردات: ...... أَغْيَرُ : یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے یعنی سب سے بڑھ کر غیرت رکھنے والا۔/ واحد مذکر، اسم تفضیل، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

تَـجَلَّـتْ : ...... سورج چمکنے لگا یعنی گرہن ختم ہو گیا اور سورج صاف ہو گیا۔/ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب تفعل۔

شرح الحدیث: ...... غیرتِ الٰہیہ کے بارے میں علمائے سلف کا یہ مؤقف ہے کہ جس طرح ہمیں بتلا دیا گیا ہے اور جس طرح حدیث میں ذکر ہوا ہے، ہم اسی پر ایمان رکھتے اور اسی کو تسلیم کرتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی کیفیت بندوں سے قطعی مختلف ہے۔

جبکہ علمائے خلف اس کی تاویل کرتے ہوئے غیرت سے مراد غایت لیتے ہیں، یعنی ان کے ہاں اس سے کسی چیز سے منع یا کسی چیز کی حمایت کی انتہاء اور شدت مراد ہے، ان کے نزدیک کسی چیز پر غیرت کھانا اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے مانع ہے۔(شرح عمدة الاحکام لابن دقيق العيد : ٢ / ١٤١) البتہ صحیح مؤقف پہلے والا ہے۔

(١٥٠) عَـنْ أَبِـي مُـوسَى الأَشْعَرِيّ رضي الله عنه قَـالَ : خَسَـفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى زَمَان رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَـقَـامَ فَـزِعاً وَيَخْشٰى أَنْ تَكُونَ السَّـاعَةُ حَتّٰـى أَتَـى الْـمَسْجِدَ ، فَقَامَ فَصَلّٰى بِـأَطْـوَلِ قِيَـامٍ وَسُـجُـودٍ مَا رَأَيْتُهُ يَفْعَلُهُ فِي صَـلاتِهٖ قَطُّ ثُمَّ قَالَ : ((إِنَّ هٰذِهِ الآيَاتِ الَّتِي يُـرْسِـلُهَـا الـلّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ، لَا تَكُونُ لِمَوْتِ أَحَـدٍ وَلا لِـحَيَـاتِـهٖ ، وَلٰـكِـنَّ الـلّٰهَ يُرْسِلُهَا يُـخَـوِّفُ بِهَـا عِبَـادَهُ ، فَـإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئاً فَافْزَعُوا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَدُعَائِهٖ وَاسْتِغْفَارِهٖ))

سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج کو گرہن لگ گیا تو آپ ﷺ گھبرائے ہوئے کھڑے ہوئے اور ایسے ڈر رہے تھے کہ جیسے قیامت آ جائے گی، یہاں تک کہ آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے، پھر کھڑے ہوئے اور بہت لمبے قیام وسجود والی نماز پڑھائی، میں نے آپ ﷺ کو اپنی کسی نماز میں ایسا کرتے نہیں دیکھا، پھر فرمایا: یقیناً یہ نشانیاں ہیں جنھیں اللہ عزوجل بھیجتا ہے، یہ نہ تو کسی کی (زندگی کی) وجہ سے (ظہور پذیر) ہوتی ہیں اور نہ کسی کی موت کے باعث، لیکن اللہ تعالیٰ انھیں اپنے بندوں کو ڈرانے کے لیے بھیجتا ہے، چنانچہ جب تم ان میں سے کچھ دیکھو تو (اللہ کے عذاب سے) ڈرتے ہوئے اللہ کے ذکر، اس سے دعا اور اس سے بخشش مانگنے کا اہتمام کیا کرو۔

شرح المفردات:......السَّاعَةُ: قیامت۔

شرح الحدیث: ...... نبی ﷺ نے گرہن کو اللہ تعالیٰ کی ایسی نشانی قرار دیا ہے کہ جس کے ذریعے وہ اپنے بندوں کو خوف دلاتا ہے، اور پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کا حل بھی بتلا دیا کہ کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور دعا واستغفار کرو۔

ایک مرفوع روایت میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے: ((مَا مِنْ شَيْءٍ اَنْجٰی مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ .)) ''ذکر الٰہی سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دلانے والی کوئی شے نہیں ہے۔'' (شعب الایمان للبیھقی: ٥٢٢، الترغیب والترھیب للمنذری: ٢/ ٢٥٤)

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ......نمازِ استسقاء کا بیان

(١٥١) عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ الْـمَـازِنِـيِّ رضي الله عنه قَـالَ : خَـرَجَ النَّبِـيُّ ﷺ يَسْتَسْقِـي فَتَوَجَّهَ إِلَى الْقِبْلَةِ يَدْعُو وَحَوَّلَ

سیّدنا عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ بارش (کی دعا) مانگنے کے لیے باہر نکلے اور قبلہ رُخ ہو کر دُعا کی اور اپنی چادر کو اُلٹایا، پھر دو رکعت نماز پڑھی اور ان

(١٥٠) صحیح البخاری، کتاب الکسوف، باب قول النبی ﷺ: یخوف اللّٰہ عبادہ بالکسوف، ح:١٠٤٨۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ الاستسقاء، باب ذکر النداء بصلوٰۃ الکسوف، ح:٩١٢.

(١٥١) صحیح البخاری، کتاب الاستسقاء، باب الجھر بالقراءۃ فی الاستسقاء، ح:١٠٢٤۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ الاستسقاء، الباب الأوّل، ح:٨٩٤.

رِدَاءَ هُ ثُمَّ صَلّٰی رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيهِمَا بِالْقِرَاءَ ةِ . وَفِي لَفْظٍ : إِلَى الْمُصَلّٰى .

میں بلند آواز سے قراءت فرمائی۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: نماز گاہ کی طرف نکلے۔

شرح المفردات: ...... حَوَّلَ رِدَاءَ هُ : اپنی چادر کو اُلٹا کر کے اوپر والی سائیڈ نیچے کر دی۔/ حَوَّلَ: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب تفعیل۔

مُصَلّٰی: ...... نماز پڑھنے کی جگہ۔

شرح الحدیث: ...... چادر پلٹنے سے مقصود یہ ہے کہ قحط بھی اسی طرح پلٹ جائے، یعنی ختم ہو جائے۔ ایک روایت میں چادر پلٹنے کا طریقہ بیان ہوا ہے: سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اپنی چادر کو پلٹایا اور اس کی داہنی جانب بائیں طرف کر لی اور اس کی بائیں جانب داہنے طرف کر لی۔ (مسند احمد: ۳۲۶/۲، سنن ابن ماجہ: ۱۲۶۸)

(۱۵۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَاءِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا ثُمَّ قَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ تَعَالٰى يُغِيثُنَا قَالَ : فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ : ((اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا اللّٰهُمَّ أَغِثْنَا)) ، قَالَ : أَنَسٌ : فَلَا وَاللّٰهِ مَا نَرٰى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةٍ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ قَالَ : فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ ، فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ أَمْطَرَتْ قَالَ : فَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتاً قَالَ : ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذَالِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ النَّاسَ ، فَاسْتَقْبَلَهُ

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے روز رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ مسجد کے اس دروازے سے جو دارالقضاء کی جانب تھا، ایک شخص آیا اور اس نے کھڑے کھڑے رسول اللہ ﷺ کی طرف رُخ کیا، پھر بولا: اے اللہ کے رسول! مال و مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور راستے کٹ گئے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ ہم پہ بارش برسائے۔ راوی کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے، پھر فرمایا: اے اللہ! ہم پہ بارش نازل فرما، اے اللہ! ہم پہ بارش نازل فرما، اے اللہ! ہم پہ بارش نازل فرما۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم آسمان میں نہ تو کوئی بادل دیکھ رہے تھے اور نہ ہی بادل کا کوئی ہلکا سا بھی ٹکڑا، اور ہمارے اور جبلِ سلع کے درمیان کوئی گھر اور مکان بھی نہیں تھا کہ یکایک پیچھے سے ڈھال جیسا بادل طلوع ہوا، جب وہ آسمان کے درمیان میں آیا تو پھیل گیا، پھر وہ برسنے لگا۔ راوی کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم نے ہفتہ بھر سورج ہی نہیں دیکھا۔ آئندہ جمعے رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اسی دروازے سے ایک

---

(۱۵۲) صحیح البخاری، کتاب الاستسقاء، باب الاستسقاء فی المسجدالجامع، ح: ۱۰۱۳۔صحیح مسلم، کتاب صلاۃ الاستسقاء، باب رفع الیدین بالدعاء فی الاستسقاء، ح:۸۹۷.

قَائِماً فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُمْسِكَهَا عَنَّا قَالَ : فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ : ((اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلا عَلَيْنَا ، اللّٰهُمَّ عَلَى الآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُونِ الْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ)) ، قَالَ : فَأَقْلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ . قَالَ شَرِيكٌ : فَسَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ : أَهُوَ الرَّجُلُ الأَوَّلُ قَالَ : لَا أَدْرِي .

آدمی داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف رُخ کیے کھڑا ہو کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! اموال تباہ ہوگئے ہیں اور راستے کٹ چکے ہیں، اللہ سے دعا فرمایئے کہ وہ ہم سے بارش روک لے۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے، پھر فرمایا: اے اللہ! ہمارے اردگرد (برسا) اور ہم پر نہ (برسا) اے اللہ! ٹیلوں پر، پہاڑوں پر، وادیوں کے درمیان اور درختوں کے اُگنے کی جگہوں پر (بارش برسا۔) راوی کہتے ہیں کہ بادل چھٹ گئے اور ہم (باہر) نکلے تو دھوپ میں چل رہے تھے۔ شریک کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا وہ (دوسری بار آنے والا) شخص پہلے والا ہی تھا؟ انھوں نے کہا: میں نہیں جانتا (کہ آیا وہ پہلے والا شخص ہی تھا یا کوئی اور تھا)۔

شرح المفردات: ......دَارُ الْقَضَاء: یہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گھر تھا جو ان کی وفات کے بعد عدالت کے طور پہ استعمال کیا جانے لگا۔

هَلَكَتِ الْأَمْوَالُ: ...... یعنی جانور مرنے لگے ہیں اور فصلیں تباہ ہونے لگی ہیں۔/ **هَلَكَتْ:** واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

انْقَطَعَتِ السُّبُلُ: ......یعنی کہیں آنا جانا محال ہوگیا ہے۔/**انْقَطَعَتْ:** واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب انفعال۔

قَزَعَةٌ: ...... بادل کا چھوٹا سا ٹکڑا۔

سَلْع: ...... مدینہ کے مغربی جانب واقع ایک پہاڑ کا نام۔

التُّرْسُ: ...... لوہے کی بڑی سی ڈھال جو جنگوں میں استعمال کی جاتی تھی۔

الآكَامُ: ...... ٹیلے۔

الظِّرَابُ: ...... نوکیلے پتھروں والے چھوٹے چھوٹے پہاڑ۔

أَقْلَعَتْ: ...... بادل چھٹ گئے، بارش برسانا رُک گئے۔/ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

شرح الحديث: ......امام ابن قدامہ رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں کہ استسقاء کی تین صورتیں ہیں: (۱) نمازِ استسقاء کے لیے جمع ہونا اور نماز ادا کرنا۔ (۲) امام کا جمعہ کے روز منبر پر بارش کے لیے دعا کرنا (۳) بعد از نماز اللہ تعالیٰ سے بارانِ رحمت کی دعا کرنا۔ (المغني لابن قدامة: ۲/ ۱۵٤)

بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ......نمازِ خوف کا بیان

(١٥٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہما قَالَ : صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ذَهَبُوا وَجَاءَ الْآخَرُونَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً وَقَضَتِ الطَّائِفَتَانِ رَكْعَةً رَكْعَةً .

سیّدنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں نمازِ خوف پڑھائی، تو ایک گروہ آپ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوگیا اور ایک گروہ دشمن کے مقابلے میں جا کھڑا ہوا، آپ ﷺ نے ان لوگوں کو جو آپ کے ساتھ تھے ایک رکعت پڑھائی، پھر وہ چلے گئے اور دوسرے آ گئے، آپ ﷺ نے انھیں بھی ایک رکعت پڑھائی اور دونوں گروہوں نے (اپنی اپنی) ایک ایک رکعت پوری کی۔

شرح المفردات:......**صَلَاةُ الْخَوْفِ**: وہ نماز جو حالتِ جنگ میں ادا کی جائے۔

بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ:...... دشمن کے مدمقابل۔

شـرح الـحديث:......امام ابو یوسف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد صلاۃ الخوف کا حکم ختم ہوگیا ہے، اور وہ اس آیت سے دلیل پکڑتے ہیں: ﴿وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ﴾ (النساء: ٤/ ١٠٢) اور فرماتے ہیں کہ یہ آیت آپ ﷺ کی ان میں موجودگی کی تخصیص کرتی ہے۔ جبکہ جمہور علماء کا مؤقف یہ ہے کہ اس کا حکم ہر زمانے میں باقی ہے۔ (شرح عمدة الاحكام لابن دقيق العيد: ٢/ ١٥١)

(١٥٤) عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتِ بْنِ جُبَيْرٍ عَمَّنْ صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلَاةَ الْخَوْفِ : أَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةً وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِماً ، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ، ثُمَّ انْصَرَفُوا ، فَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِساً ، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ ،

یزید بن رومان، صالح بن خوات بن جبیر سے اور وہ اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے غزوہ ذات الرقاع کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نمازِ خوف ادا کی کہ ایک جماعت نے آپ ﷺ کے ساتھ صف بنائی اور ایک جماعت دشمن کے سامنے جا کھڑی ہوئی، آپ ﷺ نے ان لوگوں کو جو آپ کے ساتھ تھے ایک رکعت پڑھائی، پھر آپ کھڑے رہے اور انھوں نے اپنی اپنی (نماز) پوری کی، پھر وہ فارغ ہو کر دشمن کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور دوسری جماعت آ گئی، آپ ﷺ نے انھیں وہ رکعت پڑھائی جو (آپ کی) باقی رہ

(١٥٣) صحيح البخاري، كتاب صلوٰة الخوف، باب صلوٰة الخوف رجالاً وركباناً، ح:٩٤٣۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلوٰة الخوف، ح:٨٣٩.

(١٥٤) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة ذات الرقاع، ح:٤١٢٩۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلوٰة الخوف، ح:٨٤٢.

ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ .

گئی تھی، پھر آپ ﷺ بیٹھے رہے اور انھوں نے اپنی اپنی نماز پوری کی، پھر آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

شرح المفردات:......وِجَاهَ: جہت، سامنے۔

شرح الحديث:...... یہ حدیث گزشتہ حدیث کے معنی ہی میں ہے۔

راوی الحدیث: ......اس حدیث میں دو راویوں کا نام آیا ہے۔ پہلے یزید بن رومان ہیں۔ آپ کی کنیت ابو روح الأسدی تھی۔ آپ آلِ زبیر کے آزاد کردہ غلام اور تابعی تھے۔ نسائی وغیرہ نے آپ کی توثیق کی ہے۔ ۱۳۰ ہجری میں وفات ہوئی۔ دوسرے راوی صالح بن خوات ہیں۔ مدینہ کے باسی تھے اور انصار سے تعلق تھا۔ آپ کے والد صحابیٔ رسول اور آپ تابعی تھے۔

(١٥٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنهما قَالَ : شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْخَوْفِ فَصَفَّفْنَا صَفَّيْنِ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ وَكَبَّرَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَبَّرْنَا جَمِيعاً ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعْنَا جَمِيعاً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعاً ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ السُّجُودَ وَقَامَ الصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ ، انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ وَقَامُوا ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ وَتَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكَعْنَا جَمِيعاً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعاً ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ الَّذِي كَانَ مُؤَخَّرًا فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى فَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف میں شرکت کی تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنائیں۔ دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا۔ نبی ﷺ نے اللّٰہ اکبر کہا تو ہم سب نے بھی اللّٰہ اکبر کہا (یعنی نماز شروع کر لی) پھر آپ ﷺ نے رکوع فرمایا اور ہم سب نے رکوع کیا، پھر آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا تو ہم نے بھی اٹھا لیا، پھر آپ ﷺ اور آپ کے ساتھ والی صف سجدے میں گر گئی اور پچھلی صف دشمن کے مقابلے میں کھڑی رہی، جب نبی ﷺ نے سجدے پورے کر لیے اور آپ کے ساتھ والی صف کے لوگ کھڑے ہو گئے تو پچھلی صف سجدے میں چلی گئی اور (پہلی صف والے) کھڑے رہے، پھر پچھلی صف آگے آ گئی اور آگے والی صف پیچھے چلی گئی، پھر نبی ﷺ نے رکوع فرمایا تو ہم نے بھی رکوع کیا، پھر نبی ﷺ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو ہم سب نے بھی اٹھا لیا، پھر آپ اور آپ ﷺ کے ساتھ والی وہ صف جو پہلی رکعت میں پیچھے تھی، سجدے میں چلی گئی تو پچھلی صف والے دشمن کے سامنے کھڑے رہے، پھر جب نبی ﷺ اور

(١٥٥) صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب صلوٰة الخوف، ح: ٨٤٠ .

السُّجُودَ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ، انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ فَسَجَدُوا ثُمَّ سَلَّمَ ﷺ وَسَلَّمْنَا جَمِيعاً، قَالَ جَابِرٌ: كَمَا يَصْنَعُ حَرَسُكُمْ هٰؤُلَاءِ بِأُمَرَائِهِمْ.

آپ ﷺ کے ساتھ والی صف نے سجدے مکمل کیے تو پچھلی صف سجدے میں چلی گئی تو انھوں نے بھی سجدے کیے۔ پھر آپ ﷺ اور ہم سب نے اکٹھے سلام پھیرا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: جس طرح کے تمھارے محافظ لوگ امراء کے ساتھ کرتے ہیں۔

وَذَكَرَهُ مُسْلِمٌ بِتَمَامِهِ. وَذَكَرَ الْبُخَارِيُّ طَرَفاً مِنْهُ: وَأَنَّهُ صَلَّى صَلَاةَ الْخَوْفِ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغَزْوَةِ السَّابِعَةِ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ.

مسلم نے یہ پوری حدیث ذکر کی ہے لیکن بخاری نے اس کا ایک حصہ بیان کیا ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ ساتویں غزوے یعنی غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف ادا کی۔

شرح المفردات:...... **نَحْرُ الْعَدُوِّ:** دشمن کے مدِمقابل۔

انْحَدَرَ:...... گر پڑے، جھک گئے۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب انفعال۔

حَرَسُكُمْ:...... محافظ، باڈی گارڈ۔

شرح الحدیث:...... اس حدیث میں نمازِ خوف کی ادائیگی کا ایک اور طریقہ بیان کیا گیا ہے۔

❀❀❀❀

كِتَابُ الْجَنَائِزِ
جنازے کے مسائل

انسان دنیا میں اپنا مقررہ وقت پورا کرنے کے بعد جب آخرت کی طرف رختِ سفر باندھتا ہے تو سب سے پہلے اسے اپنے اہل وعیال اور دیگر مسلمان بھائیوں کی طرف سے جو زادِ راہ ملتا ہے وہ نمازِ جنازہ ہوتی ہے۔ یہ وہ آخری حق ہے جو ہر مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے ادا کرتا ہے۔ اس وقت اپنے بھائی کے لیے قبر وحشر کے امتحانات میں سرخروئی کی دعائیں کی جاتی ہیں، کیونکہ اسے چند ہی ساعات کے بعد اپنے ایمان واعمال کے بارے میں اللہ کے حضور جوابدہی کے سلسلے کی پہلی کڑی طے کرنا ہوتی ہے۔ نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ جس شخص کے جنازے میں چالیس موحّد لوگ شریک ہوں تو ان کی اس شخص کے بارے میں سفارش قبول کر لی جاتی ہے۔ (صحیح مسلم: ٩٤٨)

نماز جنازہ نبی ﷺ کے بتائے ہوئے مسلمان کے چھ حقوق میں سے ایک حق ہے، جسے ادا کرنا ہر مسلمان کا فرض بنتا ہے۔ البتہ یہ فرضِ کفایہ ہے، یعنی چند لوگوں کے جنازہ پڑھنے سے سب کی طرف سے کفایت کر جائے گا لیکن اگر کوئی بھی نہ پڑھے تو سب گنہگار ہوں گے۔

جَنَازَةٌ جیم کے زبر اور زیر کے ساتھ دونوں طرح پڑھا جاتا ہے، جیم کے زبر کے ساتھ ہو تو مراد میت ہے اور اگر جیم کی زیر کے ساتھ ہو تو مراد چارپائی ہوگی۔

(١٥٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَعَى النَّبِيُّ ﷺ النَّجَاشِيَّ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ خَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ أَرْبَعاً .

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نجاشی کی وفات کی اطلاع دی جس دن وہ فوت ہوا، آپ ﷺ انھیں (یعنی صحابہ کو) لے کر نماز گاہ کی طرف روانہ ہوئے، پھر ان کی صفیں بنائیں اور چار تکبیریں پڑھیں۔

شرح المفردات:...... النَّجَاشِيُّ: نجاشی، ملک حبشہ کا بادشاہ تھا، اس کا نام اصحمہ تھا اور یہ رجب ۹ ہجری کو فوت ہوا۔
كَبَّرَ أَرْبَعاً:...... چار تکبیریں پڑھنے سے مراد نمازِ جنازہ پڑھایا۔/ كَبَّرَ: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب تفعیل۔

شرح الحديث:...... ابو عمر المقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنازے میں چار تکبیروں سے کم جائز نہیں، اور نہ ہی چار سے زیادہ مسنون ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے جنازے میں چار تکبیریں ہی پڑھی تھیں۔ (شرح المقنع: ٢/ ٣٤٥)

(١٥٦) صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الصفوف على الجنازة، ح:١٣١٨۔صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب في التكبير على الجنازة، ح:٩٥١.

جیسا کہ اس حدیث میں بھی مذکور ہے۔

اس حدیث سے غائبانہ نمازِ جنازہ کا بھی اثبات ہوتا ہے کہ نجاشی کی وفات کی خبر ملنے پر آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو لے کر نماز گاہ کی طرف روانہ ہوئے اور نجاشی کا جنازہ پڑھایا، حالانکہ اس کی نعش وہاں موجود نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے اس کی نمازِ جنازہ اس لیے پڑھائی تھی کہ اسلام کے ابتدائی دور میں جب قریش نے مسلمانوں پر مظالم کی انتہاء کر دی تو نبی ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا، نجاشی حبشہ کا بادشاہ تھا، اس نے اس وقت غیر مسلم ہونے کے باوجود صحابہ رضی اللہ عنہم کی نہ صرف بہت عزت افزائی کی بلکہ انھیں کفارِ قریش کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا اور انھیں اپنے ملک میں پناہ اور امان دی، بعد ازاں خود بھی مسلمان ہو گیا تھا۔

(۱۵۷) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى عَلَى النَّجَاشِيِّ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِي أَوِ الثَّالِثِ .

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نجاشی کی نمازِ جنازہ پڑھائی، میں دوسری یا تیسری صف میں تھا۔

شرح الحدیث: ......امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب جنازے کے شرکاء کم ہوں تو ان کی تین صفیں بنا لینی چاہئیں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ اگر صرف چار لوگ ہوں تو؟ آپ نے جواب دیا کہ دو دو آدمیوں کی دو صفیں بنا لی جائیں۔ (شرح المقنع : ۳۵۰/۲)

امام ابنِ مفلح رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مستحب یہی ہے کہ تین صفوں سے کم صفیں نہ بنائی جائیں۔ (الفروع : ۱۸۷/۲)

(۱۵۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى عَلٰى قَبْرٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعاً .

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے (ایک میت کے) دفن کر دیے جانے کے بعد اس کی قبر پر نمازِ جنازہ پڑھی، آپ ﷺ نے اس پر چار تکبیریں کہیں (یعنی اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی)۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں میّت کے دفن کر دیے جانے کے بعد اس کی قبر پر جنازہ پڑھنے کا جواز ملتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میت کی تدفین کے ایک ماہ اور کچھ دنوں تک کی مدت کے دوران ہی اس پر جنازہ پڑھا جا سکتا ہے، اس کے بعد جائز نہیں۔ لیکن معتمد مذہب یہ ہے کہ کبھی بھی پڑھا جا سکتا ہے، اس کے لیے مدت کی قید و حد نہیں ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے شہدائے اُحد کا آٹھ سال بعد جنازہ پڑھا تھا۔ البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ جنازہ پڑھنے والا شخص میت کے فوت ہونے کے دن اہلِ وجوب میں سے ہو، یعنی جس دن فوت ہونے والے شخص کی وفات

---

(۱۵۷) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب من صف صفین اوثلاثة علی الجنازة خلف الامام، ح:۱۳۱۷ .

(۱۵۸) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الدفن باللیل ، ح:۱۳۴۰ ـصحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی القبر، ح:۹۵٤ .

ہوئی تھی، اس دن وہ (یعنی جنازہ پڑھنے والا) اس حالت و کیفیت میں تھا کہ اس پر یہ حکم لاگو ہوتا تھا اور موانع میں سے کوئی امر اس میں نہیں تھا۔ (کشف اللثام للسفارینی : ۳/۳۱۷)

(۱۵۹) عَـنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُـولَ اللّٰـهِ ﷺ كُـفِّـنَ فِـي أَثْـوَابٍ يَـمَـانِيَةٍ بِيـضٍ سَحُوْلِيَةٍ لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ.

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سفید شفاف یمنی کپڑوں میں کفن دیا گیا، ان میں نہ تو قمیص تھا اور نہ ہی پگڑی۔

شرح المفردات: ...... **أَثْوَابٌ**: ثَوْبٌ کی جمع، کپڑے

أَثْـوَابٌ يَـمَـانِيَةٌ: ...... یہ کپڑے یمن میں بنائے جاتے تھے اور اسی کی طرف نسبت کی وجہ سے انھیں یمنی کپڑے کہا جاتا تھا۔

سُحُوْلِيَّةٌ: ...... بالکل سفید کپڑے، یہ صرف کپاس ہی سے تیار کیے جاتے تھے۔

شرح الحديث: ...... سفید کپڑے میں کفن دینا مستحب ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان بھی ہے: ((اِلْبَسُوْا مِـنْ ثِيَـابِـكُـمُ الْبَيَاضُ ، فَإِنَّهُ اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ ، وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ)) "سفید لباس پہنا کرو، کیونکہ زیادہ پاک وصاف ہوتے ہیں، اور انھی میں اپنے فوت شدگان کو کفن دیا کرو۔" (سنن نسائی : ۱۸۹۶)

(۱۶۰) عَـنْ أُمِّ عَـطِيَّةَ الْأَنْـصَـارِيَّةِ قَـالَـتْ دَخَـلَ عَـلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتْ ابْـنَـتُهُ فَقَالَ : ((اغْسِلْنَهَا ثَـلَاثاً أَوْ خَمْساً أَوْ أَكْثَـرَ مِنْ ذَالِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَالِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْـعَـلْـنَ فِي الْأَخِيرَةِ كَافُوراً أَوْ شَيْئاً مِنْ كَـافُـورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي)) . فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّـاهُ ، فَـأَعْـطَانَا حَقْوَهُ وَقَالَ : ((أَشْعِرْنَهَا بِهِ)) تَعْنِي إِزَارَهُ .

سیدہ اُم عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اسے تین یا پانچ یا اس سے زیادہ مرتبہ غسل دو، اگر تم مناسب سمجھو تو پانی اور بیری (کے پتوں) سے غسل دو اور آخر میں کافور یا کافور جیسی کوئی چیز لگا دینا، پھر جب تم فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتلا دینا۔ چنانچہ جب ہم فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ ﷺ کو بتلایا، تو آپ نے ہمیں اپنا تہ بند دیا اور فرمایا: اسے اس میں لپٹا دو۔ راویہ کی (حقوہ سے) مراد آپ ﷺ کا تہ بند ہے۔

وَفِـي رِوَايَةٍ : أَوْ سَبْـعـاً ، وَقَـالَ : ((ابْدَأْنَ بِـمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا)) ، وَإِنَّ

ایک روایت میں سات مرتبہ غسل دینے کا ذکر ہے۔ اور فرمایا: اس کے داہنی اطراف اور وضو کی جگہوں سے شروع کرو۔

(۱۵۹) صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الثياب البيض للكفن، ح:۱۲٦٤۔ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب فى كفن الميّت، ح:۹٤١ .

(۱٦٠) صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب التيمن فى الوضوء، والغسل، ح: ١٦٧ ۔ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب فى غسل الميّت، ح:۹۳۹۔ صحيح البخاري،

أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ : وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ .	ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نے اس کے سر (کے بالوں) کی تین مینڈھیاں بنا دیں۔

شرح المفردات:...... سِدْرٌ: یہ معروف بیری کا درخت ہے۔

كَافُورٌ:...... خوشبو کی ایک قسم۔

آذِنَّنِي:...... مجھے بتلا دینا، مجھے خبر کر دینا۔/ آذِنَّ: جمع مؤنث حاضر، فعل امر معلوم، باب افعال۔

حَقْوَهُ:...... حاء کے زبر اور زیر دونوں طرح پڑھا جاتا ہے، مراد تہ بند کا کپڑا۔

أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ:...... شعار سے مراد اس طرح لپیٹنا کہ وہ جسم کے ساتھ ملا ہوا ہو، یعنی اس کپڑے اور جسم کے درمیان کوئی چیز نہ ہو۔/ أَشْعِرْنَ: جمع مؤنث حاضر، فعل امر معلوم، باب افعال۔

بِمَيَامِنِهَا:...... یہ مَيْمَنَةٌ کی جمع ہے، یعنی داہنی اطراف، دائیں جانب۔

قُرُونٍ:...... یہ قَرْنٌ کی جمع ہے، یعنی مینڈھیاں۔

شرح الحديث: ......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ((اِغْسِلْنَهَا وِتْرًا ، ثَلَاثًا ، اَوْ خَمْسًا)) ''اسے طاق تعداد میں غسل دینا، تین یا پانچ مرتبہ۔'' (صحیح مسلم : ۹۳۹)

اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ((ثَلَاثًا ، اَوْ خَمْسًا ، اَوْ سَبْعًا)) (صحیح البخاری : ۱۲۰۰، مسلم: ۹۳۹) کے الفاظ ہیں۔

میت کو ایک مرتبہ غسل دینا واجب ہے، جبکہ اس سے زیادہ مرتبہ مندوب ہے۔ عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر میت کے جسم کو اچھی طرح صاف کر دیا جائے تو ایک مرتبہ غسل دینا ہی کافی ہے۔ (مصنف عبد الرزاق : ٦٠٧٥)

ماوردی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سات مرتبہ سے زیادہ دینا اسراف ہے۔ (فتح الباری لابن حجر : ۱۲۹/۳)

(١٦١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ : بَيْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَوَقَصَتْهُ -أَوْ قَالَ- : فَأَوْقَصَتْهُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ ، وَلَا تُحَنِّطُوهُ وَلَا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ ، فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّياً)) .	سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی وقوفِ عرفہ کے دوران اچانک اپنی سواری سے گرا تو اس کی گردن ٹوٹ گئی، یا کہا کہ (اس کی سواری نے) اس کی گردن توڑ دی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کو پانی اور بیری (کے پتوں) سے نہلاؤ اور اسے دو کپڑوں میں کفن دو، نہ تو اسے خوشبو لگانا اور نہ ہی اس کا سر ڈھانکنا، کیونکہ یہ روزِ قیامت تلبیہ کہتا ہوا ہی اٹھایا جائے گا۔

---

(١٦١) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب الكفن فی ثوبین، ح:١٢٦٥۔صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب ما یفعل بالمحرم اذا مات، ح:١٢٠٦ .

وَفِـي رِوَايَةٍ : ((وَلَا تُـخَمِّرُوا وَجْهَهُ وَلَا رَأْسَهُ)) .

ایک روایت میں ہے: نہ تم اس کا چہرہ ڈھانپو اور نہ اس کا سر۔

شرح المفردات: ...... **الوَقْصُ:** گردن کا ٹوٹ جانا۔/ مصدر، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

لَا تُحَنِّطُوهُ: ...... اس کو حنوط وغیرہ کوئی خوشبو نہ لگاؤ۔/ جمع مذکر حاضر، فعل نہی معلوم، باب تفعیل۔

مُلَبِّياً: ...... تلبیہ یعنی لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہنا...... /واحد مذکر، اسم فاعل، باب تفعیل۔

شرح الحديث: ...... امام شمس الدین رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ سیّدنا عثمان، علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا مؤقف یہ ہے کہ جب محرم شخص حالتِ احرام ہی میں فوت ہو جائے تو اس کی موت کے باعث اس کے احرام کا حکم باطل نہیں ہوگا، بلکہ وہ احرام ہی کے حکم میں ہوگا اور اس سے ان امور سے اجتناب کیا جائے جو اس پر بحالتِ احرام حرام تھے، مثلاً خوشبو لگانا، سر ڈھانپنا اور سلے ہوئے کپڑے پہنانا وغیرہ۔ امام عطاء، ثوری، شافعی اور اسحاق رحمہم اللہ بھی اسی مؤقف کے قائل ہیں، جبکہ امام مالک، اوزاعی اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ اس کا احرام باطل ہو جائے گا اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو غیر احرام کے ساتھ کیا جاتا ہے، کیونکہ موت آجانے سے عباداتِ شرعیہ کا حکم ختم ہو جاتا ہے (شرح المقنع: ۳۳۲/۲) جس طرح کہ مکلّف نہ ہونے پر عبادات کا حکم لاگو نہیں ہوتا۔ (شرح عمدة الاحكام لابن دقيق العيد: ۱٦٦/۲)

(۱٦۲) عَـنْ أُمِّ عَـطِيَّةَ الأَنْـصَـارِيَّةِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا .

سیدہ اُمِ عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع تو کیا گیا، لیکن ہم پر سختی نہیں کی گئی۔

شرح الحديث: ...... جمہور علماء کے ہاں عورتوں کا جنازے کے پیچھے جانا مکروہ تو ہے، مگر حرام نہیں ہے۔ (فتح الباری لابن حجر: ۱٤٥/۳) سیّدنا ابن عمر، سیّدنا ابنِ مسعود، سیّدنا ابو امامہ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم اور مسروق، حسن، نخعی، اوزاعی اور اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک مکروہ ہے۔ (شرح المقنع: ۳٦٤/۲) امام مالک رحمہ اللہ نے اس کی رخصت دی ہے، لیکن نوجوان عورت کے جانے کو انھوں نے بھی مکروہ قرار دیا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ نا جائز ہے۔

(شرح عمدة الاحكام لابن دقيق العيد: ۱٦٨/۲)

(۱٦۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَـالَ : ((أَسْـرِعُـوا بِـالْجَنَازَةِ فَإِنَّهَا إِنْ تَكُ صَـالِـحَةً فَـخَيْـرٌ تُـقَدِّمُونَهَا إِلَيْهِ ، وَإِنْ تَكُ سِوٰى ذَالِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ)) .

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جنازہ جلدی لے جایا کرو، کیونکہ اگر تو وہ (میت) نیک ہوئی تو (اس کے لیے) بہتر ہے کہ تم اسے اس (کے اچھے ٹھکانے) کی طرف آگے بھیج دو اور اگر وہ ایسی

(۱٦۲) صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب اتباع النساء الجنائز، ح:۱۲٦٦۔ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب نهی النساء عن اتباع الجنائز، ح:۹۳۸.

(۱٦۳) صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب السرعة بالجنائز، ح:۱۳۱٥۔ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الاسراع بالجنازة، ح:۹٤٤.

نہیں ہے تو (اسے رکھنا) بُرا ہے، سوتم اسے اپنی گردنوں سے اتاردو۔

شرح المفردات:......رِقَابٌ: یہ رَقَبَۃٌ کی جمع ہے، گردنیں۔

شرح الحدیث:......سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ جب جنازہ اپنے کندھوں پر اُٹھا لیتے ہیں اور وہ (میّت) اگر نیک ہو تو کہتی ہے کہ مجھے جلدی لے کر چلو، لیکن اگر نیک نہ ہو تو کہتی ہے کہ ہائے! تم مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟ اس کی (یہ) آواز انسان کے علاوہ ہر چیز سُنتی ہے، اگر انسان بھی اِسے سُن لے تو بے ہوش ہو جائے۔'' (صحیح البخاری: ۱۲۵۳)

(۱٦٤) عَـنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَـلَّیْتُ وَرَاءَ النَّبِیِّ ﷺ عَـلَی امْرَأَۃٍ مَاتَتْ فِی نِفَاسِهَا فَقَامَ فِی وَسَطِهَا.

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے پیچھے ایک عورت کی نمازِ جنازہ پڑھی جو اپنے نفاس میں فوت ہوئی تھی، تو آپ ﷺ اس کے درمیان میں کھڑے ہوئے۔

شرح المفردات:......نِفَاسٌ: وہ خون جو عورت کو بچے کی ولادت کے بعد آتا ہے۔

شرح الحدیث:......عورت کے جنازے میں امام میت کے درمیان میں کھڑا ہوگا، اور اگر میت مرد ہو تو اس کے سینے کے سامنے کھڑا ہوگا۔

راوی الحدیث:......ابوسعید سمرۃ بن جندب بن ہلال الفزاری۔ عظیم صحابی تھے۔ انصار کے حلیف تھے اور بنو زبیان سے تعلق تھا۔ پہلے بصرہ میں سکونت اختیار کی۔ پھر کوفہ منتقل ہو گئے اور وہیں بنوسعد میں ایک گھر خریدا۔ ایک سو تیرہ احادیث کے راوی ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اواخر میں ۵۸ ہجری کو بصرہ میں وفات پائی۔

(۱٦٥) عَـنْ أَبِی مُوسٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَیْسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُـولَ اللّٰـهِ ﷺ بَـرِیءٌ مِـنَ الصَّالِقَۃِ وَالْحَالِقَۃِ وَالشَّاقَّۃِ.

سیّدنا ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چیخنے چلانے والی، بال نوچنے والی اور گریبان پھاڑنے والی سے براءت کا اظہار فرمایا۔

قَالَ الْمُصَنِّفُ: اَلصَّالِقَۃُ: اَلَّتِیْ تَرْفَعُ صَوْتَهَا عِنْدَ الْمُصِیْبَۃِ.

مصنف فرماتے ہیں کہ الصالقة سے مراد وہ عورت ہے جو بوقت مصیبت بلند آواز سے چیختی اور چلاتی ہے۔

شرح المفردات:......اَلْحَالِقَۃُ: جو شدتِ غم اور تکلیف کے باعث اپنے سر کے بال نوچتی ہے۔/ واحد مؤنث، اسم فاعل، باب سَمِعَ یَسْمَعُ۔

---

(١٦٤) صحيح البخارى، كتاب الجنائز، باب الصلاة على النفساء اذا ماتت فى نفاسها، ح:١٣٣١۔ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب اين يقوم الامام من الميت للصلوٰة عليه، ح:٩٦٤.

(١٦٥) صحيح البخارى، كتاب الجنائز، باب ماينهى من الحلق عندالمصيبة، ح:١٢٩٦۔ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب تحريم ضرب الخدود......، ح:١٠٤.

الشَّــاقَّةُ: ...... جواللہ تعالیٰ کے فیصلے پر عدمِ رضا کا اظہار کرتے ہوئے اپنا گریبان اور کپڑے پھاڑتی ہے۔/ واحد مؤنث، اسم فاعل، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

شــرح الحديث: ......قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس براءت سے مراد انفصال ہے، یعنی ان سے لاتعلقی کا اظہار کرنا، نہ کہ اس سے مراد دائرۂ اسلام سے خروج ہے۔(اکمال المعلم : ۱/ ۳۷۷)

(١٦٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَ : لَمَّا اشْتَكَى النَّبِيُّ ﷺ ذَكَرَ بَعْضُ نِسَائِهِ كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا : مَارِيَةُ ، وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِيبَةَ أَتَتَا أَرْضَ الْحَبَشَةِ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِهَا وَتَصَاوِيرَ فِيهَا فَرَفَعَ رَأْسَهُ ﷺ وَقَالَ : ((أُولٰئِكَ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهِ مَسْجِداً ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ)) .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کی بیویوں میں سے کسی نے اس گرجے کا ذکر کیا جو انھوں نے حبشہ کی سرزمین میں دیکھا تھا، جسے ماریہ کہا جاتا تھا۔ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا حبشہ گئی تھیں تو وہ اس (گرجے) کی حسنِ بناوٹ اور اس میں لگی تصویروں کا ذکر کرنے لگیں تو آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک شخص فوت ہو جاتا تو یہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے، پھر اس میں یہ تصویریں بنا دیتے، اللہ تعالیٰ کے ہاں مخلوق میں سے یہ بدترین لوگ ہیں۔

شرح المفردات: ...... كَنِيسَة: گرجا، چرچ، عیسائیوں کی عبادت گاہ۔

شــرح الحديث: ......ایک حدیث میں ہے کہ روزِ قیامت تصویریں بنانے والوں سے کہا جائے گا: ((اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ)) ''جو تم نے بنائے ہیں، ان میں جان ڈالو۔'' (كتاب الفوائد : ۱/ ٤١٦)

(١٦٧) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ : ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) .

قَالَتْ : وَلَوْلَا ذَالِكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنَّهُ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِداً .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس مرض میں جس سے آپ ﷺ اُٹھ نہ سکے (یعنی مرض الموت میں) فرمایا: یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر آپ ﷺ کی قبر کو سجدہ گاہ بنا لیے جانے کا خدشہ نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر مبارک کھلی جگہ پہ بنائی جاتی۔

---

(١٦٦) صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب بنا المسجد على القبر، ح:١٣٤١۔صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن بنا المساجدعلى القبور، ح:٥٢٨ .

(١٦٧) صحيح البخاری، كتاب الجنائز باب ما يكره من اتخاذ المساجد على القبور ح:١٣٣٠ صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب النهى عن بنا المساجدعلى القبور، ح: ٥٢٩ .

شرح المفردات:......أُبْرِزَ: کھلی جگہ یا وسیع میدان میں بنائی جاتی/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مجہول، باب افعال۔
مَسْجِداً:......سجدہ گاہ، وہ جگہ جہاں ماتھا ٹیکا جاتا ہے۔

شرح الحدیث:......اس حدیث میں یہود و نصاریٰ کے موردِ لعنت ٹھہرنے کا سبب بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے غلوِ تعظیم میں اپنے انبیاء کی وفات کے بعد ان کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا، اور وہ اپنے تئیں اسے نیکی وعبادت سمجھتے تھے، حالانکہ یہ سراسر شرک ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ اسی سے متعلقہ ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر کسی جگہ مسجد اور مقبرہ ایک ساتھ بنے ہوئے ہیں تو وہاں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔(زاد المعاد: ۳/ ۶۰۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبروں پر مجاور بن کے بیٹھنا، انھیں (تبرکاً) چھونا، انھیں بوسہ دینا، ان پر دعا کرنا (یعنی قبر والے سے مانگنا) اور اسی طرح کے دیگر تمام امور شرکیہ افعال ہیں۔ (مجموع الفتاوىٰ: ۳۳۲/۲۷)

اس حدیث سے ایک بات یہ بھی پتہ چلتی ہے کہ جب انبیاء بھی سجدہ کیے جانے کے لائق نہیں ہیں تو اولیاء وصلحاء کیا مقام رکھتے ہیں؟ مگر بصد افسوس اس کڑوی حقیقت کو ماننا پڑتا ہے کہ انھی کنیساؤں کے پجاریوں کی ڈگر پر آج کے بہت سے نام نہاد مسلمان چل رہے ہیں اور بعینہ وہی کیفیت اور وہی صورت کہ یہود ونصاریٰ ہی کی مثل مصنوعی عقیدت کے دعوے، وہی کھوکھلی ولایت کی نیازمندی، انھی جیسا مشرکانہ طرزِ عمل اپنائے حقیقی معبود سے دوری در دوری اور اس کے تخلیق کیے ہوؤں کے سامنے سجدہ ریزی، کلمہ گو ہونے کے باوجود کلمے کے تقاضوں سے ناآشنا اور مسلمان ہونے کے باوصف اسلام کی بنیادی تعلیمات کی ڈھٹائی سے خلاف ورزی۔ چنداں فرق نہیں ایسے مسلمانوں کا غیر مسلموں سے، اور ان خصائلِ رزیلہ سے متصف ہر شخص اسی حکم میں ہوگا جو آپ ﷺ نے بیان فرمادیا ہے کہ ایسے لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف یہی مقام ہے کہ وہ تمام مخلوق میں سے بدترین لوگ ہیں۔ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ .

(۱۶۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)) .

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں ہے جو رخسار پیٹے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کے بول بولے۔

شرح المفردات:......اَلْخُدُود: خَدٌّ کی جمع، رخسار، گال۔
اَلْجُيُوب:...... جَيْبٌ کی جمع، گریبان۔

---

(۱۶۸) صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب لیس منا من ضرب الخدود، ح:۱۲۹۷۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم ضرب الخدود......، ح:۱۰۳.

دَعْوَى الْجَاهِلِيَّة: ...... اس سے مراد نوحہ، ماتم اور بین کرتے ہوئے زبان سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی مول لینے والے کلمات ادا کرنا ہے۔

شرح الحدیث: ......سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ((مَنْ نِيحَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ)) ''جس پہ نوحہ کیا جاتا ہے، اسے اس نوحہ کیے جانے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔'' (صحيح البخاری: ١٢٢٩، صحيح مسلم: ٩٣٣) البتہ علماء نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب میّت نے وصیت کی ہو کہ جب وہ مرجائے تو اس پر نوحہ کیا جائے، یا پھر میت خود اپنی زندگی میں لوگوں کی فوتید گیوں پر نوحہ کرتی رہی ہو اور اس کے اہلِ خانہ اس کی پیروی میں اس پر بھی نوحہ کریں۔ ان صورتوں میں میت کو نوحہ کے سبب عذاب دیا جائے گا، لیکن اگر میت نہ تو خود نوحہ کرتی رہی ہو اور نہ ہی اس کا حکم دیا ہو، تو وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے۔

(١٦٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ))، قِيلَ: وَمَا الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ: ((مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ)).

وَلِمُسْلِمٍ: ((أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ)).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جنازے میں حاضر ہو، یہاں تک کہ اس کی نمازِ جنازہ ادا کردی جائے تو اس کے لیے ایک قیراط ہے اور جو اس میں حاضر ہو حتیٰ کہ اسے دفنا دیا جائے تو اس کے لیے دو قیراط ہیں۔ کہا گیا: دو قیراط سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو بڑے پہاڑوں کے مثل۔

مسلم میں ہے: ان دونوں میں سے چھوٹا پہاڑ اُحد کے مثل ہے۔

شرح المفردات: ......شَهِدَ: حاضر ہونے کا مطلب ہے کہ جنازے میں شرکت کرے۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب سَمِعَ يَسْمَعُ۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں جنازہ پڑھنے والے اور تدفین میں شریک ہونے والے کے اجر وثواب کا ذکر ہوا ہے۔ گویا جو نہ تو نمازِ جنازہ پڑھے اور نہ ہی تدفین میں شریک ہو، وہ اس اجرِ عظیم سے محروم رہتا ہے۔

❁❁❁❁

(١٦٩) صحيح البخاری، كتاب الجنائز، باب من انتظر حتى تدفن، ح:١٣٢٥۔ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب فضل الصلاة، ح:٩٤٥.

كِتَابُ الزَّكَاةِ
زکاۃ کے مسائل

زکاۃ کا لغوی معنی بڑھوتری یعنی اضافہ ہے۔ اسے زکاۃ بھی اسی لیے کہتے ہیں کہ یہ مال میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ اسلام کا تیسرا بنیادی رکن زکاۃ ہے۔ زکاۃ شوال ۲ھ میں فرض ہوئی۔ مال کی مخصوص مقدار پر ایک سال گزر جانے پر زکاۃ واجب ہوتی ہے۔ زکاۃ انسان کے مال میں اللہ تعالیٰ کا حق ہوتا ہے جسے ادا کرنا فرض عین ہے۔ اس کا وجوب قرآن وسنت کے بے شمار دلائل کے علاوہ اجماع سے ثابت ہے۔ اس پر بھی اجماع ہے کہ اس کا منکر کافر ہے۔ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عہدۂ خلافت سنبھالتے ہی منکرین زکاۃ سے جہاد کیا تھا، کیونکہ ایک تو یہ اسلام کا بنیادی رکن ہے اور دوسرا اس کا تعلق حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں سے ہے۔ لہٰذا جو شخص اس کی ادائیگی نہیں کرتا وہ گویا اللہ تعالیٰ اور لوگوں یعنی دونوں کا حق غصب کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کے بارے میں بہت تاکیدی احکام وارد ہوئے ہیں۔ زکاۃ ادا کرنے کے فضائل اور فوائد کے بارے میں اور ادا نہ کرنے کی سزا اور انجام کے متعلق بے شمار آیات واحادیث اور آثار موجود ہیں جنھیں یہاں ذکر کرنے کی وسعت نہیں۔ البتہ چند ایک کو زینت قرطاس کیے دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں بھی نماز کے حکم کا ذکر فرمایا اس کے متصل ہی زکاۃ کا بھی حکم فرمایا، جس سے اس کی اہمیت دو چند ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! تو خرچ کر میں تجھے اور بھی دوں گا۔ (صحیح البخاری : ٧٤٩٦) اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: جو لوگ اپنے مالوں کی زکاۃ ادا نہیں کرتے ان پر رحمت کی بارش نہیں برسائی جاتی، اور اگر جانور نہ ہوں تو ان پہ کبھی بارش کا نزول ہی نہ ہو۔ (سنن ابن ماجه : ١٠٦) زکاۃ کے بارے میں مزید احکام ومسائل آپ اس باب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

(١٧٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ : ((إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْماً أَهْلَ كِتَابٍ ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو ان سے فرمایا: یقیناً تو ایسے لوگوں کے پاس جا رہا ہے جو اہل کتاب ہیں، لہٰذا جب تو ان کے پاس جائے تو انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ یہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بلاشبہ

(١٧٠) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب بعث ابى موسىٰ ومعاذالى اليمن، ح:٤٣٤٧ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الدعاء الى الشهادتين، ح:١٩

رَسُـولُ الـلّٰهِ ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَالِكَ فَـأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَـلَـوَاتٍ فِـي كُـلِّ يَـوْمٍ وَلَيْلَةٍ ، فَإِنْ هُمْ أَطَـاعُـوا لَكَ بِـذَالِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَـرَضَ عَـلَيْهِـمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُـرَدُّ عَـلٰى فُقَرَائِهِمْ ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَالِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْـمَـظْـلُـومِ ، فَـإِنَّـهُ لَيْـسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ)) .

محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، سو اگر وہ تیری یہ بات مان لیں تو انھیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہر روز و شب میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، پھر اگر وہ اس بات میں بھی تیری اطاعت کریں تو پھر انھیں بتلانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکاۃ فرض کی ہے، جو ان کے مالدار لوگوں سے وصول کی جائے گی اور ان کے غریب لوگوں کو دے دی جائے گی، پھر اگر وہ تیری اس بات کو بھی قبول کر لیتے ہیں تو تُو ان کے عمدہ مالوں سے خود کو بچانا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا، کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا۔

شرح المفردات: ...... صَدَقَةٌ: اس سے مراد زکاۃ ہے اور زکاۃ کو صدقہ اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ اس کا ادا کرنا صدقِ ایمان کی دلیل ہے۔

كَرَائِمُ :...... یہ كَرِيْمَةٌ کی جمع ہے یعنی نفیس، قیمتی اور عمدہ مال۔

حِجَابٌ:...... پردے سے مراد رکاوٹ ہے۔

شرح الحديث: ...... نبی ﷺ کے فرمان ((فُقَرَائِهِمْ)) سے علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ کسی کافر کو زکاۃ دینا جائز نہیں ہے، بلکہ مسلمانوں سے وصول کر کے انھی کے غریب لوگوں کو دینا ضروری ہے۔ (کشف اللثام للسفارینی : ۳/ ۴۰۲) مزید برآں اس سے یہ بھی دلیل پکڑی ہے کہ اس شہر کے غرباء و فقراء کو چھوڑ کر کسی اور شہر زکاۃ کی منتقلی جائز نہیں ہے۔ (ارشاد الساری للقسطلانی : ۳/ ۳) البتہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر دوسرے شہر کے لوگ ان کی نسبت زیادہ حاجت مند اور حقدار ہوں تو پھر مالِ زکاۃ کی منتقلی جائز ہے۔ (الفروع لابن المفلح : ۲/ ۴۲۵)

ائمہ ثلاثہ اس بات پر متفق ہیں کہ زکاۃ کے آٹھ مصارف میں سے کسی ایک کو زکاۃ دی جا سکتی ہے، جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ استیعاب کے وجوب کے قائل ہیں، یعنی ان کے ہاں آٹھ مصارف میں سب کے سب یا کم از کم تین طرح کے لوگوں میں مالِ زکاۃ تقسیم کرنا واجب ہے۔ (المغنی لابن قدامۃ : ۲/ ۲۸۱)

(۱۷۱) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَـالَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَيْـسَ فِيـمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ ، وَلا فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی مال پانچ اوقیہ سے کم ہو اس میں زکاۃ نہیں ہے ، نہ اس چیز میں زکاۃ ہے جو پانچ ذود سے کم ہو اور نہ ہی اس

(۱۷۱) صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب من أدّی زکاته فلیس بکنز ، ح:۱۴۰۵۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ح:۹۷۹ .

صَـدَقَةٌ، وَلا فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ)) میں زکاۃ ہے جو پانچ وسق سے کم ہو۔

شرح المفردات: ......أَوَاقٌ: یہ اَوْقِیَةٌ کی جمع ہے اور یہ چالیس درہم کے برابر ہوتا ہے۔

ذَوْدٌ:...... ذود کا اطلاق تین سے دس اونٹوں تک ہوتا ہے۔

أَوسُق:...... یہ وَسَقٌ کی جمع ہے اور اس کی مقدار ساٹھ نبوی صاع ہوتے ہیں۔

شـرح الحديث: ......اس حدیث میں اس امر کا بیان ہے کہ زکاۃ اسی مال پر واجب ہوگی جو پانچ اوقیہ، پانچ ذود اور پانچ وسق ہو، یا اس سے زائد ہو۔ ان سے کم مقدار کے مال پر زکاۃ واجب نہ ہونے کی وجہ سے وصول نہیں کی جاسکتی۔

(۱۷۲) عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَبْدِهِ وَلَا فَرَسِهِ صَدَقَةٌ)).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان پر نہ اس کے غلام میں اور نہ اس کے گھوڑے میں زکاۃ ہے۔

وَفِي لَفْظٍ: إِلَّا زَكَاةَ الْفِطْرِ فِي الرَّقِيقِ.

ایک روایت میں ہے: مگر غلام میں صدقہ فطر ہے۔

شـرح المفردات: ......زَكَاةُ الْفِطْرِ: اس سے مراد وہ صدقۂ فطر ہے جو گھر کے ہر فرد کی طرف سے عید الفطر ادا کرنے سے پہلے ادا کیا جاتا ہے، جسے ہم اپنی زبان میں فطرانہ بھی کہتے ہیں۔

شـرح الـحديث: ......اسی طرح خچر اور گدھے میں بھی بالاتفاق زکاۃ نہیں پڑتی، الا کہ وہ تجارتی اغراض و مقاصد کے لیے مستعمل ہو تو پھر اس میں بھی ہوگی۔ (كشف اللثام للسفاريني: ۳/ ۴۲۱)

(۱۷۳) عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((الْـعَجْمَاءُ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَــارٌ، وَالْـمَـعْـدِنُ جُبَـارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمْسُ)).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جانوروں (کے نقصان کر دینے) میں کوئی جرمانہ نہیں ہے، کنویں میں (کوئی گر کے مرجائے تو) کوئی بدلہ نہیں ہے، کان (کھودتے کوئی مرجائے تو اس) میں کوئی دیت نہیں ہے اور مدفون خزانے میں پانچواں حصہ ہے۔

قَـالَ الْـمُـصَـنِّفُ: اَلْـجُبَّارُ: الْهَدَرُ الَّذِي لَا شَيْءَ فِيهِ ، وَالْعَجْمَاءُ: الدَّابَّةُ الْبَهِيمُ.

مصنف کہتے ہیں کہ جُبَار سے مراد یہ ہے کہ وہ ضائع ہے، یعنی اس میں کوئی دِیّت نہیں ہے اور العجماء سے مراد چوپائے اور جانور ہیں۔

---

(۱۷۲) صحيح البخاری، كتاب الزكاة، باب ليس على المسلم فی عبده صدقة، ح:۱۴۶۴۔ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب لازكاة على المسلم فی عبده وفرسه، ح:۹۸۲.

(۱۷۳) صحيح البخاری، كتاب الزكاة، باب فی الركاز الخمس ح:۱۴۹۹۔ صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب جرح العجماء والمعدن والبئر جبار، ح:۱۷۱۰.

شرح المفردات: ......اَلْبِئْرُ: پانی کا کنواں۔

اَلْمَعْدِنُ: ...... کسی بھی چیز کی کان۔

الرِّکَازُ: ......زمانہ جاہلیت کے دفن شدہ خزانے۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں بیان پہلے تینوں کاموں میں جرمانہ وبدلہ کی معافی کی توجیہ علماء نے یہ کی ہے کہ یہ ایسے امور ہیں کہ جن میں مالک کا کوئی گناہ نہیں ہوتا، یعنی اگر کسی کی بھینس گائے وغیرہ نے کسی کی فصل خراب کردی تو اس میں اس جانور کے مالک کا کوئی گناہ نہیں ہے، کیونکہ جانور کے اس عمل میں مالک کا کوئی دخل ہی نہ تھا۔ اسی طرح کنواں کھودتے یا اس میں کوئی کام کرتے اور کان وغیرہ میں مزدوری کرتے ہوئے بھی اگر کسی وجہ سے کسی کی جان چلی جاتی ہے تو ایسی صورت میں اس کنویں یا کان کا مالک یا کام کروانے والا بریٔ الذمہ ہوگا۔ اور آخری امر کے متعلق یہ حکم ہے کہ ایسا کوئی خزانہ ملنے پر اس کا خمس یعنی پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کروانا واجب ہے۔

(١٧٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَقِيلَ : مَنَعَ ابْنُ جَمِيلٍ وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ وَالْعَبَّاسُ عَمُّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنْ كَانَ فَقِيراً، فَأَغْنَاهُ اللّٰهُ، وَأَمَّا خَالِدٌ فَإِنَّكُمْ تَظْلِمُونَ خَالِداً، وَقَدْ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ وَأَعْتَادَهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَأَمَّا الْعَبَّاسُ فَهِيَ عَلَيَّ وَمِثْلُهَا))، ثُمَّ قَالَ : ((يَا عُمَرُ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ ؟)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو زکاۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا تو آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ ابن جمیل، خالد بن ولید اور رسول اللہ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے زکاۃ نہیں دی، آپ ﷺ نے فرمایا: ابن جمیل اس بات کا بدلہ لے رہا ہے کہ وہ فقیر تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے غنی کر دیا اور خالد پر تم ظلم کر رہے ہو کیونکہ اس نے تو اپنی زرہیں اور ہتھیار تک راہِ خدا میں دے دیے، رہے عباس تو ان کی زکاۃ اور اسی کے مثل (یعنی جتنی زکاۃ ہے اتنا ہی اور مال) میرے ذمے ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! کیا تم جانتے نہیں ہو کہ آدمی کا چچا اس کے باپ کے برابر ہوتا ہے۔

شرح المفردات: ......اَدْرَاعَهُ وَاَعْتَادَهُ: جنگی ساز وسامان یعنی اسلحہ اور جانور وغیرہ۔

صِنْوُ أَبِيهِ: ...... اپنے باپ کے بمنزلہ اور اس کے قائم مقام۔

شرح الحدیث: ......بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ واقعہ فرض زکاۃ کا نہیں ہے، جبکہ اکثر کا یہی قول ہے کہ یہ فرض زکاۃ ہی کا معاملہ تھا، کیونکہ اس طرح وصولی کے لیے باقاعدہ طور پر عاملین کو فرض زکاۃ کے لیے ہی بھیجا جاتا تھا۔

(إحكام الأحكام شرح عمدة الأحكام : ١/ ٢٦١)

---

(١٧٤) صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب قوله تعالىٰ: وفي الرقاب والغارمين...، ح: ١٤٦٨ ـ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب تقديم الزكاة ومنعها، ح: ٩٨٣.

ان تینوں اصحاب کے زکاۃ نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ ابن جمیل نے تو سیدھا انکار ہی کر دیا تھا، اسی لیے نبی ﷺ نے ان کے متعلق زجر وتوبیخ کا سا انداز اپنایا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فرض زکاۃ کی وصولی کے لیے اگر زبردستی بھی کرنا پڑے تو جائز ہے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے زکاۃ اس لیے نہ دی کیونکہ وہ اپنا سارا مال پہلے ہی راہِ خدا میں لٹا چکے تھے، اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق جو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اتنا اور اسی کے بقدر اور مال میرے ذمے ہے، اس کی وضاحت ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ ان سے دو سال کی زکاۃ پیشگی لے چکے تھے۔ (سنن الدارقطنی : ۲/ ۱۲٤) اس سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وقت سے پہلے زکاۃ کی ادائیگی کرنا اور وصول کرنا جائز ہے۔

(۱۷۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ : لَمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِي النَّاسِ وَفِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئاً ، فَكَأَنَّهُمْ وَجَدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ ، فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ : ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالاً فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِي ؟ وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِي ؟ وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِي ؟)) ، كُلَّمَا قَالَ شَيْئاً ، قَالُوا : اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ ، قَالَ : ((مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تُجِيبُوا رَسُولَ اللّٰهِ ؟)) قَالُوا : اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ ، قَالَ : ((لَوْ شِئْتُمْ لَقُلْتُمْ : جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا ، أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيرِ وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ إِلٰى رِحَالِكُمْ ؟ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِياً أَوْ شِعْباً لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا ، الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ ،

عبداللہ بن زید بن عاصم بیان کرتے ہیں کہ جب حنین کے دن اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو (یہودیوں کے مال سے) عطا کیا تو آپ ﷺ لوگوں میں تقسیم کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو دیا جن کی تالیفِ قلب مقصود تھی اور آپ ﷺ نے انصار کو کچھ نہ دیا تو وہ ایسے لگ رہے تھے کہ جیسے وہ اپنے دل میں کچھ محسوس کر رہے ہیں کہ انھیں وہ کچھ نہیں ملا جو لوگوں کو ملا ہے۔ آپ ﷺ نے انھیں خطبہ دیا اور فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا میں نے تمھیں گمراہی کی حالت میں نہیں پایا، پھر اللہ تعالیٰ نے تمھیں میرے ذریعے ہدایت بخشی؟ کیا تم تفرقہ بازی میں نہیں پڑے ہوئے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تم میں الفت پیدا کر دی؟ اور کیا تم فقیر نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میری بدولت تمھیں غنی کر دیا؟ آپ ﷺ نے سب کچھ کہہ ڈالا۔ انھوں نے (جواب میں یہی) کہا: اللہ اور اس کے رسول کا بہت بڑا احسان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمھیں کیا مانع ہے کہ تم اللہ کے رسول ﷺ کو جواب نہیں دے رہے؟ انھوں نے کہا: اللہ ورسولہٗ کا بے پناہ احسان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ آپ بھی تو ایسی ویسی حالت میں آئے تھے۔ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ لوگ

(۱۷۵) صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الطائف، ح: ٤٣٣٠۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب اعطاء المؤلفة قلوبهم علی الاسلام، ح: ۱۰٦۱ .

إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً ، فَاصْبِرُوا حَتّٰى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ)) .

تو بکریاں اور اونٹ لے کر جائیں او رتم اپنے گھروں میں (جاتے ہوئے) اللہ کا رسول لے جاؤ؟ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی کا ایک فرد ہوتا۔ اگر لوگ کسی اور وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا، انصار شعار ہیں اور لوگ دثار ہیں، یقیناً میرے بعد تمھارا پالا خودغرض لوگوں سے پڑے گا، سوتم صبر کرنا، یہاں تک کہ حوض پر مجھ سے ملاقات کرو۔

شرح المفردات: ...... حنین: مکہ اور طائف کے درمیان واقع ایک وادی کا نام۔

أَفَاءَ: ...... دیا، عطا کیا، نوازا۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ: ...... جن لوگوں کی تالیف قلب مقصود ہوتی ہے، یعنی وہ لوگ جنھوں نے ابھی نیا نیا اسلام قبول کیا ہوتا ہے تو ان کا دل رکھنے اور حوصلہ افزائی کے لیے غنیمت یا صدقے کے مال سے انھیں کچھ دینا تالیف قلب کہلاتا ہے۔/ اَلْمُؤَلَّفَةُ: واحد مؤنث، اسم مفعول، باب تفعیل۔

وَجَدُوا: ...... انھوں نے اپنے دل ہی دل میں غصہ کیا۔/ جمع مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

عَالَةً: ...... فقراء، غریب لوگ۔

أَمَنُّ: ...... یعنی ہم پر بہت زیادہ اور بہت بڑا احسان ہے۔/ واحد مذکر، اسم تفضیل، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

شِعَارٌ: ...... وہ کپڑا جو جسم سے متصل ہوتا ہے یعنی اس کپڑے اور جسم کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں ہوتا۔

دِثَارٌ: ...... وہ کپڑا جو شعار کے اوپر ہوتا ہے، مراد قمیص، اوڑھنی یا کمبل وغیرہ۔

أَثَرَة: ...... خودغرض، مفاد پرست، صرف خود ہی کو پیش پیش رکھنے والے۔

شرح الحدیث: ...... نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر انصار کے لیے یہ دعا بھی فرمائی تھی: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ)) ''اے اللہ! انصار کو بخش دے، انصار کے بیٹوں کی مغفرت فرما اور انصار کے پوتوں کو بھی بخشش سے نواز۔'' (مسند الشافعی : ۱۳۷۹)

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ ...... صدقۂ فطر کا بیان

(۱۷٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ : فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَدَقَةَ الْفِطْرِ -أَوْ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر، یا کہا کہ صدقۂ رمضان ہر مرد و عورت اور آزاد و

(۱۷٦) صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب صدقة الفطر علی الحر والمملوك، ح: ۱۵۱۱۔ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الفطر علی المسلمین من التمر والشعیر، ح: ۹۸٤۔ صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب فرض صدقة الفطر، ح: ۱۵۰۳.

قَـالَ-: رَمَضَانَ عَلَى الذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى وَالْحُرِّ وَالْـمَـمْـلُـوكِ صَاعاً مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعاً مِنْ شَـعِيـرٍ ، قَالَ : فَعَدَلَ النَّاسُ بِهٖ نِصْفَ صَاعٍ مِـنْ بُـرٍّ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ . وَفِي لَفْظٍ : أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ .

غلام پہ کھجور کا ایک صاع یا جَو کا ایک صاع فرض کیا ہے۔راوی کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس (کی قیمت) کے حساب سے چھوٹے بڑے پر گندم کا آدھا صاع اس کے برابر کرلیا۔
ایک روایت میں ہے:لوگوں کے نمازِعید کی طرف نکلنے سے پہلے ادا کیا جائے۔

شــرح الـمفردات: ......صَـاعٌ: غلّہ ناپنے کا آلہ،اہلِ حجاز کے نزدیک یہ چار مد یعنی گیارہ سو بیس (۱۱۲۰) درہم کے وزن کے برابر ہوتا ہے، جبکہ اہلِ عراق کے ہاں دو سیر چودہ چھٹانک اور چار تولہ کے برابر ہوتا ہے۔

بُرٌّ: ......گندم۔

شــرح الـحديـث: ......امام احمد، شافعی اور مالک ﷭ کا مذہب یہ ہے کہ عید کی رات کو سورج غروب ہوتے ہی صدقۂ فطر کی ادائیگی کا وجوب ہو جاتا ہے، جبکہ ابو حنیفہ ﷫ کے نزدیک اس کا وجوب عید کے روز طلوعِ فجر کے بعد ہوتا ہے۔(شرح مسلم للنووی: ۸/۵۸)

(۱۷۷) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ﷜ قَالَ : كُـنَّا نُعْطِيهَا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ صَاعاً مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعاً مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعاً مِنْ أَقِطٍ أَوْ صَـاعـاً مِنْ زَبِيبٍ ، فَلَمَّا جَاءَ مُعَاوِيَةُ وَجَاءَ تِ السَّـمْـرَاءُ قَـالَ : أَرٰى مُـدًّا مِـنْ هٰـذِهٖ يَـعْـدِلُ مُـدَّيْـنِ ، قَالَ أَبُو سَعِيدٍ : أَمَّا أَنَا فَلَا أَزَالُ أُخْرِجُهٗ كَمَا كُنْتُ أُخْرِجُهٗ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .

ابو سعید خدری ﷜ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اناج، جَو، پنیر یا خشک انگور کا ایک صاع دیا کرتے تھے، پھر جب معاویہ ﷜ کا دور آیا اور گندم آئی تو انھوں نے کہا: میرا خیال ہے کہ اس کا ایک مد دو مدوں کے برابر ہوتا ہے۔ ابو سعید ﷜ نے کہا: میں تو اسی طرح ادا کروں گا جس طرح میں رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ادا کرتا تھا۔

شرح المفردات: ......أَقِطٌ : ایسا دودھ کہ جسے خشک کرلیا گیا ہو اور اس کا مکھن بھی نہ نکالا گیا ہو، اسے پنیر کہا جاتا ہے۔

زَبِيبٌ: ...... خشک انگور، جسے ہم منکا بھی کہتے ہیں۔

اَلسَّمْرَاءُ: ...... یہ گندم شام کے علاقے میں پائی جاتی تھی۔

الـمُـدُّ: ...... یہ آدمی کی دو ہتھیلی بھر کی مقدار ہوتا ہے۔ یہ قدیم پیمانہ ہے، شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک یہ آدھا پیالہ، احناف کے نزدیک دو رطل اور حجازیوں کے نزدیک ایک مکمل رطل کے ساتھ ایک تہائی رطل کے برابر ہوتا ہے۔

شرح الحديث: ...... ہر چیز کا ایک ایک صاع صدقۂ فطر کی واجب مقدار ہے، اس سے زیادہ تو دیا جا سکتا ہے، کم نہیں۔ زیادہ دینا اتنا ہی زیادہ فضیلت اور اجر کا حامل ہے جتنا وہ دیا جائے گا۔

---

(۱۷۷) صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر صاعاًمن زبيب، ح:۱۵۰۸۔صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب زكاة الفطرعلى المسلمين من التمروالشعير، ح:۹۸۵ .

كِتَابُ الصِّيَامِ
روزوں کے مسائل

صوم کا مطلب رکنا ہے، روزہ چونکہ بندۂ مسلم کو کھانے پینے، غلط کاموں اور فحش گوئی سے روکتا ہے، اس لیے اسے صوم کہا گیا ہے۔ شرعی تعریف یہ ہے کہ مسلمان مرد و عورت اللہ کا حکم مانتے ہوئے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رک جاتے ہیں۔ روزے ۱۰ شعبان ۲ھ کو فرض ہوئے۔ یہ اسلام کا چوتھا بنیادی رکن ہے۔ سال بھر میں ایک مہینے یعنی رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہر عاقل، بالغ، مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ اس میں صرف مریض و مسافر اور عورتوں کے لیے مشروط رعایات ہیں جن کا احادیث میں ذکر موجود ہے۔ ان کے علاوہ کسی کے لیے روزہ چھوڑنے کی رخصت نہیں۔ روزوں کے منکر کے کافر ہونے پر بھی علمائے سلف و خلف کا اجماع ہے۔ اس کی فضیلت کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہی فرمان کافی ہے کہ میرا بندہ روزہ میرے لیے رکھتا ہے اور میں ہی اسے اس کی جزا دوں گا (صحیح البخاری: ۷۴۹۲۔ صحیح مسلم: ۱۱۵۱) پھر روزِ قیامت روزے داروں کے جنت میں داخلے کے لیے ایک دروازہ مخصوص ہوگا جس سے صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے۔ ان کے علاوہ کوئی بھی اس دروازے سے داخل نہیں ہوگا۔ (صحیح البخاری: ۳۲۵۷)

(۱۷۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَقَدَّمُوا رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا رَجُلاً كَانَ يَصُومُ صَوْماً فَلْيَصُمْهُ)).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھا کرو، سوائے اس شخص کے جو پہلے سے روزہ رکھتا چلا آ رہا ہو تو وہ اس دن کا بھی رکھ لے۔

شرح المفردات: ...... لَاتَقَدَّمُوا: یہ اصل میں لَا تَتَقَدَّمُوْا کے معنی میں ہے، یعنی روزے رکھنے میں رمضان سے آگے نہ بڑھو۔ جمع مذکر حاضر، فعل نہی معلوم، باب تفعل۔

شرح الحدیث: ...... امام ابنِ رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شعبان کے آخری دن روزہ رکھنے کی تین کیفیات ہیں:

۱۔ رمضان کی تیاری کی نیت سے روزہ رکھنا، یہ ممنوع ہے۔ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے شعبان کی تیس تاریخ کو صاف موسم اور ابر آلود موسم کی صورت میں اس میں فرق کیا ہے، امام احمد رحمہ اللہ نے ان کی پیروی کی ہے۔

(۱۷۸) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب لایتقدم رمضان بصوم یوم ولا یومین، ح: ۱۹۱۴۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب لاتقدموا رمضان بصوم یوم ولا یومین، ح: ۱۰۸۲.

۲۔ نذر، کفارہ یا رمضان کی قضاء کا روزہ رکھنا۔ جمہور علماء نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ البتہ ان علماء کے ہاں ممنوع ہے جو شعبان اور رمضان کے درمیان فرق کرنے کے لیے ایک دن کا روزہ نہ رکھنے کے قائل ہیں۔

۳۔ مطلقاً نفلی روزے کی نیت سے رکھنا۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اس کی رخصت دی ہے، امام شافعی، اوزاعی اور احمد رحمہم اللہ نے فرق کیا ہے کہ اگر تو پہلے سے وہ عادتاً رکھ رہا ہو تو جائز ہے وگرنہ نہیں۔ اسی طرح انھوں نے اس میں بھی فرق کیا ہے کہ اگر تو وہ رمضان سے پہلے دو دِن سے زیادہ دِنوں کے روزے رکھتا ہے تو ٹھیک ہے وگرنہ نہیں۔ (لطائف المعارف: ص ۲۷۳)

(۱۷۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَصُومُوا، وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سُنا: جب تم اسے (یعنی چاند کو) دیکھو تو روزے رکھو اور جب تم اسے دیکھو تو چھوڑ دو، لیکن اگر یہ تم پہ ابر آلود ہو جائے تو اس کا اندازہ لگا لیا کرو۔

شرح المفردات: ......**غُمَّ**: بادلوں کی اوٹ میں آ جانے کی وجہ سے دکھائی نہ دے سکے۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مجہول، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

فَاقْدُرُوا لَهُ: ...... یعنی شعبان کے تیس دِنوں کی مُدت پوری کر کے رمضان کا روزہ رکھ لیا کرو۔/ جمع مذکر حاضر، فعل امر معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحديث: ......رویتِ ہلال کے لیے تمام لوگوں کا چاند دیکھنا ضروری نہیں، بلکہ بعض کا دیکھنا ہی کفایت کر جائے گا۔ گواہی کے جس عدد سے حقوق ثابت ہوتے ہیں وہ دو عادل لوگوں کی گواہی ہے، مگر ہلالِ رمضان کے ثبوت کے لیے ایک عادل شخص کی گواہی بھی معتبر ہے۔ (ارشاد الساری للقسطلانی: ۳/ ۳۵٦)

اگر بادل ابر آلود ہو اور چاند دکھائی نہ دے سکے تو احتیاطاً رمضان کی نیت کر کے روزہ رکھ لینا واجب ہے، اگر تو بعد میں چاند ظاہر ہو گیا تو وجوب کی ادائیگی ہو جائے گی، لیکن اگر وہ شعبان ہی کا آخری دن ثابت ہوا، تو یہ اس کے لیے نفل ہو جائے گا۔ البتہ روزے دار کو بالجزم ہو کہ یہ رمضان ہی کا روزہ ہے، وگرنہ شک کے دن کا روزہ جائز نہیں ہے۔ (کشف اللثام للسفارینی: ۳/ ٤٩٥) اور بالجزم اسی طرح پتہ چل سکتا ہے کہ شعبان کے دنوں کی گنتی کا حساب لگا لیا جائے۔

(۱۸۰) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً)).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سحری کھایا کرو، کیونکہ سحری کے کھانے میں برکت ہوتی ہے۔

---

(۱۷۹) صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب قول النبي ﷺ: اذا رأيتم الهلال فصوموا واذا رأيتموه فأفطروا، ح:۱۹۰٦۔ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال۔۔۔، ح:۱۰۸۰.

(۱۸۰) صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب بركة السحور من غير ايجاب، ح:۱۹۲۳۔ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل السحور وتاكيد استحبابه۔۔۔، ح:۱۰۹۵.

شرح المفردات: ......**السَّحُورُ:** اگر سین کی پیش کے ساتھ ہوتو سحری کرنا مراد ہوتا ہے اور اگر سین کے زبر کے ساتھ ہوتو وہ کھانا مراد ہوتا ہے جو سحری میں کھایا جاتا ہے۔

شــرح الـحـديـث: ......بعض علماء نے برکت سے مراد روزے پر تقویت پانا لیا ہے۔(ارشاد الساری للقسطلانی: ۳/۳٦۵) لیکن اکثر کے نزدیک اس سے مراد وہی برکت ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص عنایت کے طور پر نازل ہوتی ہے، اور یہی درست ہے۔

(۱۸۱) عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَـالَ : تَسَـحَّرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ ، قَالَ أَنَسٌ : قُلْت لِـزَيْدٍ : كَمْ كَانَ بَيْنَ الأَذَانِ وَالسَّحُورِ ؟ قَالَ : قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً .

انس بن مالک، زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کی، پھر آپ ﷺ نماز کی طرف کھڑے ہوگئے۔انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے زید رضی اللہ عنہ سے کہا: اذان اور سحری کے درمیان کتنا وقفہ تھا؟ انھوں نے فرمایا: پچاس آیات (پڑھنے) کے بقدر۔

شرح المفردات: ......**قَدْرُ خَمْسِينَ آيَةً:** یعنی اتنے وقت کا وقفہ جتنے وقت میں آدمی پچاس آیات پڑھتا ہے۔

شــرح الـحديـث: ......اس اذان سے مراد وہ اذان ہے جو ابنِ اُم مکتوم رضی اللہ عنہ دیا کرتے تھے، یعنی فجر کی اذان۔ (فتح الباری: ۲/۵٤) پچاس آیات کی قراءت کے بقدر وقت سے یہ حکم اخذ ہوتا ہے کہ سحری تاخیر سے کرنی چاہیے۔ بلکہ اس امر پر اجماع ہے کہ اگر طلوعِ فجر کا خدشہ ہوتو سحری آخری وقت میں کرنی چاہیے۔(الفروع لابن المفلح: ۳/۵۰)

جس طرح سحری تاخیر سے کرنے کا حکم ہے، اسی طرح افطاری جلدی کرنے کی بھی ترغیب دلائی گئی ہے، نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ((لَا يَـزَالُ الـنَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ)) ''لوگ تب تک خیر و بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ افطاری جلد کرتے رہیں گے۔'' (صحیح البخاری: ۱۸۵٦، صحیح مسلم: ۱۰۹۸)

(۱۸۲) عَـنْ عَـائِشَةَ وَأُمِّ سَـلَـمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُـولَ اللّٰهِ ﷺ كَـانَ يُـدْرِكُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِنْ أَهْلِهِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ وَيَصُومُ .

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیوی سے (ہم بستری کے باعث) جنبی ہوتے کہ آپ ﷺ کو فجر کا وقت ہوجاتا، پھر آپ ﷺ غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔

شــرح الـحديـث: ......نبی مکرم ﷺ کا یہ عمل اس کے جواز کی تعلیم دینے کے لیے تھا، اگرچہ فجر سے قبل غسل کر لینا افضل ہے۔ (کشف اللثام للسفارینی: ۳/۵۰۸)

---

(۱۸۱) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب قدرکم بین السحور وصلوٰة الفجر، ح:۱۹۲۱۔صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور وتاکیداستحبابه۔۔۔، ح:۱۰۹۷ .

(۱۸۲) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الصائم یصبح جنباً، ح:۱۹۲٦۔صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صحة صوم من طلع علیه الفجروهوجنب، ح:۱۱۰۹ .

(١٨٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ ، فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ)) .

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جوکوئی روزے کی حالت میں بھول کر کھا پی لے تو اسے اپنا روزہ پورا کرنا چاہیے، کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے کھلایا اور پلایا ہے۔

شرح المفردات:......**فَلْيُتِمَّ**: یعنی روزہ توڑ نہ دے بلکہ پورا کرے۔/ واحد مذکر غائب، فعل امر معلوم، باب افعال۔

شرح الحديث: ......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:((مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ نَاسِيًا ، فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَلَا كَفَّارَةَ .))''جو بھول کر رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دے، تو اس پر قضاء ہے اور نہ ہی کفارہ۔''

(سنن الدار قطنی : ٢/ ١٧٨)

(١٨٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلَكْتُ ، قَالَ : ((مَا أَهْلَكَكَ ؟)) قَالَ : وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ ، وَفِي رِوَايَةٍ : أَصَبْتُ أَهْلِي فِي رَمَضَانَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا ؟)) قَالَ : لَا ، قَالَ : ((فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ؟)) قَالَ : لَا ، قَالَ : ((فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّينَ مِسْكِيناً ؟)) قَالَ : لَا ، قَالَ : فَمَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ ، قَالَ : ((أَيْنَ السَّائِلُ ؟)) قَالَ : أَنَا . قَالَ : ((خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ)) ، فَقَالَ الرَّجُلُ : عَلٰى أَفْقَرَ مِنِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران آپ ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں ہلاک ہو گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: کس چیز نے تمھیں ہلاک کر دیا؟ اس نے کہا: میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا ہوں۔ ایک روایت میں ہے: میں رمضان میں اپنی بیوی کے پاس چلا گیا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو کوئی گردن (یعنی غلام) آزاد کرنے کی حیثیت رکھتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنے کی استطاعت رکھتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو ساٹھ مسکینوں کے کھانے کی گنجائش پاتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، راوی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ (کچھ دیر) ٹھہرے تو اسی دوران کہ ہم لوگ وہیں موجود تھے نبی ﷺ کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا لایا گیا۔ وہ ٹوکرا کھجوروں کے پتوں سے بنا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

(١٨٣) صحيح البخاری، كتاب الصوم، باب الصائم اذاأكل أوشرب ناسياً، ح:١٩٢٣ ـ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب أكل الناسی وشربه ......، ح:١١٥٥ .

(١٨٤) صحيح البخاری، كتاب الصوم، باب اذاجامع فی رمضان ولم يكن له شیء ـ ـ ـ ، ح:١٩٣٦ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب تغليظ تحريم الجماع فی نهار رمضان ـ ـ ـ ، ح:١١١١

فَوَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا۔ يُرِيدُ الْحَرَّتَيْنِ۔ أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي . فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ، ثُمَّ قَالَ : ((أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ)) .

سائل کہاں ہے؟اس نے کہا: میں (یہاں ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا: یہ پکڑ اور اسے صدقہ کردے، اس آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا اپنے سے بھی زیادہ غریب پر؟ اللہ کی قسم! ان دو سیاہ پتھروں والی زمینوں (اس کی مراد دو پہاڑ تھے) کے درمیان میرے گھر والوں سے بڑھ کر کسی کے گھر والے غریب نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اس قدر ہنسے کے آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دے۔

شرح المفردات: ......وَقَعَتْ عَلَى امْرَأَتِي: میں نے اپنی بیوی سے جماع کرلیا ہے۔/ وَقَعَتْ: واحد متکلم، فعل ماضی معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

عَــرَقٌ: ...... کھجور کے پتوں سے بنا ٹوکرا جو صرف کھجوریں ڈالنے کے لیے ہی استعمال کیا جاتا تھا اور یہ تقریباً پندرہ صاع کا ہوتا تھا۔

أَفْقَرُ: ...... دیگر کی نسبت زیادہ غریب اور فقیر۔/ واحد مذکر، اسم تفضیل، باب كَرُمَ يَكْرُمُ۔

لَابَتَيْهَا: ...... یہ لَابَةٌ کا تثنیہ ہے اور اس سے مراد مدینہ کی مشرقی اور مغربی جانب واقع سیاہ پتھروں والے دو پہاڑ ہیں۔

أَنْيَابٌ: ...... سامنے والے اوپر نیچے کے چار دانتوں کو ثنایا کہتے ہیں، ان کے دونوں طرف کے ساتھ والے دانتوں کو رباعی اور رباعی کے دونوں طرف کے ساتھ والے اوپر نیچے کے چار دانتوں کو انیاب کہتے ہیں۔

شرح الحديث: ...... جمہور علماء کا یہی مؤقف ہے کہ بحالتِ روزہ عمداً جماع کرنے والے پر کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ (شرح عمدة الاحكام لابن دقيق العيد: ۲/ ۲۱۴)

بَابُ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ وَغَيْرِهِ ...... سفر میں روزہ رکھنے کا بیان

(۱۸۵) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الأَسْلَمِيَّ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَأَصُومُ فِي السَّفَرِ ؟ وَكَانَ كَثِيرَ الصِّيَامِ فَقَالَ : ((إِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَإِنْ شِئْتَ فَأَفْطِرْ)) .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ کثرت سے روزے رکھنے والے شخص تھے، انھوں نے نبی ﷺ سے کہا: کیا میں سفر میں روزہ رکھ لیا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو روزہ رکھ لیا کر اور اگر چاہے تو چھوڑ دیا کر۔

شرح المفردات: ...... كَثِيرَ الصِّيَامِ: یعنی رمضان کے علاوہ عام دنوں میں بھی اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔

---

(۱۸۴) صحيح البخاری، كتاب الصوم، باب الصوم فی السفر والافطار، ح:۱۹۴۳۔ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب التخيير فی الصوم والفطر فی السفر، ح:۱۱۲۱ .

أَفْطِرْ: ...... چھوڑنے سے مراد ہے کہ روزہ نہ رکھ۔/ واحد مذکر حاضر، فعل امر معلوم، باب افعال۔

شرح الحديث: ......ایک اور روایت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے: ((هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللّٰهِ ، فَمَنْ اَخَذَ بِهَا ، فَحَسُنَ ، وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّصُوْمَ ، فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ .)) ''یہ اللہ کی طرف سے ایک رخصت ہے، سو جو شخص اسے قبول کرنا چاہے تو یہ اچھی بات ہے، اور جو کوئی روزہ رکھنا پسند کرے تو اس پر گناہ نہیں ہے۔''

(صحيح مسلم : ١١٢١)

راوی الحدیث: ......سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تعارف حدیث نمبر ۹ کے تحت گزر چکا ہے۔ اور حدیث میں مذکور دوسرا نام حمزہ بن عمرو اسلمی کا ہے۔ آپ کی کنیت ابو صالح تھی اور مدینہ کے رہائشی تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے نو احادیث روایت کیں اور ۶۱ ہجری میں وفات پائی۔

(١٨٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ : كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ .

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے تو نہ کوئی روزے دار کسی روزہ نہ رکھنے والے پر عیب لگاتا اور نہ کوئی روزہ نہ رکھنے والا کسی روزے دار پر عیب لگاتا۔

شرح المفردات: ......لَمْ يَعِبْ: ...... برا اور معیوب نہ سمجھتا۔/ واحد مذکر غائب، فعل منفی جحد معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ.

شرح الحديث: ......سفر میں چونکہ روزے کے بارے میں رخصت ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی شخص سفر میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کو معیوب تصور نہیں کرتا تھا۔ یعنی کوئی کسی کو تارکِ سنت یا مخالفِ سنت نہیں سمجھتا تھا۔

اس حدیث میں ان لوگوں کا بھی رَد ہے جو سفر میں روزہ رکھنے کو باطل خیال کرتے ہیں، کیونکہ مذکورہ حدیث میں انس رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے کہ کوئی روزے دار کسی بے روزہ دار پر اور نہ ہی کوئی بے روزہ دار کسی روزے دار پر عیب لگاتا تھا، ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت کا بھی علم تھا، لیکن اس کے باوجود ان کا روزہ رکھنا سفر میں روزہ باطل ہونے کی نفی کرتا ہے۔ (كشف اللثام للسفاريني : ٥٣٧/٣)

(١٨٧) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ حَتّٰى إِنْ كَانَ أَحَدُنَا لَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ ، وَمَا فِينَا صَائِمٌ إِلَّا

سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ماہِ رمضان میں سخت گرمی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (سفر پہ) روانہ ہوئے، گرمی اس قدر شدید تھی کہ آدمی اس سے بچنے کے لیے اپنے سر پہ ہاتھ رکھ لیتا تھا اور ہم میں سوائے رسول اللہ ﷺ اور

(١٨٦) صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب من لم يعب أصحاب النبي ﷺ بعضهم بعضاً في الصوم والافطار، ح:١٩٤٧۔ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر، ح:١١١٨ .

(١٨٧) صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب اذا صام أياماً من رمضان ثم سافر، ح:١٩٤٥۔ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب جواز الصوم والفطر في شهر رمضان للمسافر، ح:١١٢٢ .

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ .

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے کوئی روزے دار نہیں تھا۔

شرح المفردات: ...... شِدَّةُ الْحَرِّ: گرمی کی شدت سختی، تپش۔

شــرح الـحديـث: ......اس حدیث کی دلالت بھی ظاہر ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی بھی رخصت ہے اور روزہ رکھنے پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے روزہ رکھا ہوا تھا اور باقی صحابہ نے نہیں رکھا ہوا تھا۔ لیکن یہ بھی اس صورت میں ہے کہ جب آدمی برداشت کرسکتا ہو، خواہ اس میں مشقت ہی ہو، لیکن اگر برداشت نہ کرسکتا ہو تو پھر درست نہیں، جیسا کہ اگلی حدیث میں ایسی ہی نوعیت کی وضاحت ہوئی ہے۔

راوی الحدیث: ......ابوالدرداء آپ کی کنیت اور عویمر نام تھا۔ انصاری صحابی تھے۔ بدر کے روز اسلام قبول کیا اور اپنے اہل خانہ میں سب سے آخر میں اسلام قبول کرنے والے آپ ہی تھے۔ نبی ﷺ نے آپ کے اور سلمان رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی۔ فقیہہ، حکیم اور جامع قرآن تھے۔ خلافتِ عثمانیہ میں دمشق کے عہدہ قضاء پر مامور رہے۔ ایک سو احادیث کے راوی ہیں۔ ۳۱ ہجری میں شام میں وفات پائی اور دمشق آپ کا مدفن ہے۔

(۱۸۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَرَأَى زِحَاماً وَرَجُلاً قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ : ((مَا هٰذَا ؟)) قَالُوا : صَائِمٌ ، قَالَ : ((لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ)) .

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے کہ آپ ﷺ نے ایک ہجوم دیکھا۔ ایک آدمی اس حالت میں تھا کہ اس پر سایہ کیا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: روزے دار، آپ ﷺ نے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں کا کام نہیں ہے۔

وَفِي لَفْظٍ لِمُسْلِمٍ : ((عَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللّٰهِ الَّتِي رَخَّصَ لَكُمْ)) .

مسلم کے الفاظ میں ہے: اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں رخصت دی ہے ،اسے قبول کرنا تم پر لازم ہے۔

شرح المفردات: ......زِحَامٌ: ہجوم، بھیڑ، رش۔

قَدْ ظُلِّلَ: ...... یعنی لوگ اس پر سایہ کیے کھڑے تھے۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مجہول، باب تفعیل۔

شرح الحدیث: ......اسلام نے اپنے ماننے والوں کے لیے جمیع فرائض وواجبات کی ادائیگی کے لیے طرح طرح کی رخصتیں مہیا فرمائی ہیں کیونکہ اسلام آسانیوں کا دین ہے اور کسی کو اس کی طاقت اور حیثیت سے زیادہ مکلّف نہیں بناتا، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رخصتوں پہ عمل کرنا چاہیے، کیونکہ اپنی جان کو خواہ مخواہ مشقت میں ڈالنا بفرمانِ نبوی کوئی نیکی نہیں ہے۔ البتہ نبی مکرم ﷺ کا سفر میں روزہ رکھنے کو نیکی شمار نہ کرنے کا فرمان ایسے شخص کے بارے میں ہے جو روزے کی طاقت نہ رکھنے کے باوجود اللہ کی دی ہوئی رخصت پر عمل نہیں کرتا اور اپنی جان کو مشقت میں ڈال کر روزہ رکھ لیتا ہے۔

---

(۱۸۸) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ لمن ظلل علیه۔۔۔، ح:۱۹۴۶۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب جواز الصوم والفطر فی شهر رمضان للمسافر، ح:۱۱۱۵ .

(۱۸۹) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِـي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْـمُـفْـطِـرُ قَـالَ : فَنَزَلْنَا مَنْزِلاً فِي يَوْمٍ حَارٍّ وَأَكْثَرُنَا ظِلاًّ صَاحِبُ الْكِسَاءِ، وَمِنَّا مَنْ يَتَّقِي الشَّمْسَ بِيَدِهِ، قَالَ: فَسَقَطَ الصُّوَّامُ وَقَـامَ الْـمُـفْطِرُونَ فَضَرَبُوا الأَبْنِيَةَ وَسَقَوْا الـرِّكَابَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالأَجْرِ)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو ہم میں سے کچھ لوگ روزے دار تھے اور کچھ لوگ بے روزہ تھے، ہم نے سخت گرمی کے وقت ایک مقام پہ پڑاؤ کیا تو ہم میں سے سب سے زیادہ سائے والا وہ شخص تھا جس کے پاس چادر تھی اور بہت سے ایسے تھے جو اپنے ہاتھ سے (سایہ کرکے) سورج سے بچ رہے تھے، راوی کہتے ہیں: روزے دار (پڑاؤ کرتے ہی) گر پڑے اور جنھوں نے روزہ نہیں رکھا تھا، وہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے خیمے لگائے اور سواری کے جانوروں کو پانی پلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج تو روزہ نہ رکھنے والے اجر میں بڑھ گئے۔

شرح المفردات:......**الْكِسَاء**: اوڑھنے کی چادر۔

الأَبْنِيَةَ:...... خیمے، عارضی رہائش گاہیں۔ **الرِّكَابُ**:...... سواری کے جانور، مراد اُونٹ

شرح الحديث:......امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس وقت کی ضرورت کے پیشِ نظر جو لوگ زیادہ کارآمد ثابت ہو سکے، وہی اجر و ثواب میں بھی سبقت لے گئے۔ (المفهم للقرطبي : ۳/ ۱۸۲)

(۱۹۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ : كَانَ يَكُونُ عَـلَـيَّ الـصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقْضِيَ إِلاَّ فِي شَعْبَانَ .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے ذِمہ رمضان کے کچھ روزے ہوا کرتے تھے تو میں شعبان کے سوا کسی مہینے میں ان کی قضائی نہ دے پاتی تھی۔

شرح الحديث: ......اس حدیث میں رمضان کے روزوں کی قضا میں تاخیر کا بیان ہے اور ان کی قضا کی ادائیگی کا وقت وسیع ہے، جب بھی فراغت ہو دی جا سکتی ہے۔ البتہ شعبان سے مؤخر نہ کیا جائے کہ دوسرا رمضان ہی آ پہنچے۔

(شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد : ۲/ ۲۲۷)

(۱۹۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱۸۹) صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب فضل الخدمة في الغزو، ح:۲۸۹۰۔ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب أجر المفطر في السفر، ح:۱۱۱۹ .

(۱۹۰) صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب متىٰ يقضى قضاء رمضان، ح:۱۹۵۰۔ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب قضاء رمضان في شعبان، ح:۱۱٤٦ .

(۱۹۱) صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب من مات وعليه صوم، ح:۱۹۵۲۔ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب قضاء الصيام عن الميّت، ح:۱۱٤٦ .

قَالَ : ((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ)) .

جوشخص اس حال میں فوت ہو جائے کہ اس کے ذِمے روزے ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے۔

وَأَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُد وَقَالَ : هٰذَا فِي النَّذْرِ وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ .

اسے امام ابوداوٗد رحمہ اللہ نے بھی بیان کیا ہے اور انھوں نے کہا: یہ (حکم) نذر (کے روزوں کے بارے) میں ہے اور یہی احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے۔

شرح المفردات:...... وَلِيُّهٗ: ولی سے مراد عورت کے نسبی قرابت دار ہوتے ہیں، مثلاً: باپ، دادا، بھائی، بیٹا اور چچا وغیرہ۔

شرح الحدیث:...... مذکورہ حدیث کے الفاظ ((صَامَ عَنْهُ وَلِيُّهُ)) خبر بمعنی امر ہے، اصل عبارت ((فَلْيَصُمْ عَنْهُ وَلِيُّهُ)) ہے یعنی اس کی طرف سے اس کے ولی کو روزے رکھنے چاہئیں۔ (فتح الباری لابن حجر: ٤/ ١٩٣)

یہاں بھی عورت کا وہی ولی مراد ہے جو نکاح میں ہوتا ہے اور بترتیبِ متذکرہ بالا ایک کے عدم کی صورت میں اس کی جگہ دوسرا عورت کا ولی ہوگا اور وہ اس کی طرف سے روزے رکھے گا۔ گویا یہ قرض ہی کی طرح کا حساس معاملہ ہے کہ ایک کے ادا نہ کر سکنے کی صورت میں دوسرے پر اس کی ذِمہ داری عائد ہوگی۔

(١٩٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ شَهْرٍ ، أَفَأَقْضِيهِ عَنْهَا ؟ فَقَالَ : ((لَوْ كَانَ عَلٰى أُمِّكَ دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ عَنْهَا ؟)) قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ : ((فَدَيْنُ اللّٰهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضٰى)) .

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ماں فوت ہوگئی ہے اور اس کے ذِمے ایک ماہ کے روزے تھے، تو کیا میں اس کی طرف سے قضائی دُوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تُو اس کی طرف سے ادا کرتا؟ اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اللہ کا قرض زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسے ادا کیا جائے۔

وَفِي رِوَايَةٍ : جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمُ نَذْرٍ ، أَفَأَصُومُ عَنْهَا ؟ فَقَالَ : ((أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى أُمِّكِ دَيْنٌ فَقَضَيْتِهِ أَكَانَ ذَالِكِ يُؤَدِّي عَنْهَا ؟)) فَقَالَتْ : نَعَمْ . قَالَ : ((فَصُومِي عَنْ أُمِّكِ)) .

ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ماں فوت ہوگئی ہے اور اس کے ذِمے نذر کے روزے تھے، کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا خیال ہے کہ اگر تیری ماں پر قرض ہوتا جسے تو نے چکانا ہوتا تو کیا تو اس کی طرف سے وہ ادا کرتی؟ اس نے کہا: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے

---

(١٩٢) صحيح البخاری، كتاب الصوم، باب من مات وعليه صوم، ح:١٩٥٣۔ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب قضاء الصيام عن الميّت، ح:٢٧٥٠۔ ٢٧٥٢ .

فرمایا: پھر اپنی ماں کی طرف سے روزے بھی رکھ۔

شرح المفردات: ...... دَيْنٌ: قرض۔

أَحَقُّ: ...... دوسرے کی نسبت زیادہ حق دار/ واحد مذکر، اسم تفضیل، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ.

شرح الحديث: ......عورت کے سوال کے جواب میں نبی ﷺ کے اسلوبِ بیان سے شرعی احکام میں قیاس کے جواز کا ثبوت ملتا ہے، جیسا کہ خود نبی کریم ﷺ نے نذر کے روزوں کو قرض پر قیاس کرتے ہوئے اس عورت کو ان کی قضاء کا حکم فرمایا۔ (كشف اللثام للسفاريني: ٣/ ٥٦٩)

(١٩٣) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ)).

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ اس وقت تک ہمیشہ بھلائی میں رہیں گے جب تک وہ جلد افطاری کرتے رہیں گے۔

شرح الحديث: ......سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا ایک فرمان نقل کرتے ہیں کہ ((يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اَحَبُّ عِبَادِيْ اِلَيَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا.)) ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے نزدیک میرے بندوں میں سے پسندیدہ ترین شخص وہ ہے جو ان سب سے جلد افطاری کرتا ہو۔'' (مسند احمد: ٢/ ٢٣٧، جامع الترمذي: ٧٠٠)

روزہ جلد افطار کرنے میں بھی غروبِ آفتاب کی تحقیق کر لینا ضروری ہے، کیونکہ گمان پر ہی افطار کر لینا مسنون عمل نہیں ہے، اور اگر کوئی شک پر ہی افطار کر لے تو اس کا افطار کرنا حرام ہوگا۔ (ارشاد الساری للقسطلانی: ٣/ ٣٩٣)

(١٩٤) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَقْبَلَ اللَّيْلُ مِنْ هٰهُنَا وَأَدْبَرَ النَّهَارُ مِنْ هٰهُنَا، فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ)).

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رات اس طرف سے آجائے اور دن اس طرف کو (یعنی مغرب کی طرف) چلا جائے تو (تب) روزے دار روزہ افطار کرے۔

شرح المفردات: ......هٰهُنَا: یعنی مغرب کی طرف دِن غروب ہونا شروع ہوجائے اور اسی جانب سے رات نمودار ہونی شروع ہوجائے۔

شرح الحديث: ......اس حدیث میں روزہ افطار کرنے کا وقت بتلایا گیا ہے کہ جب غروبِ آفتاب پر دِن کا اختتام اور رات کی ابتدا ہوجائے تو روزہ افطار کر لیا جائے۔

---

(١٩٣) صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب تعجيل الافطار، ح:١٩٥٧ـ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل السحور و تاكيداستحبابه......، ح: ١٠٩٨.

(١٩٤) صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب متىٰ يحل فطر الصائم، ح:١٩٥٤ـ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب بيان وقت انقضاء الصوم، ح:١١٠٠.

(۱۹۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْوِصَالِ، قَالُوا: إِنَّكَ تُوَاصِلُ، قَالَ: ((إِنِّي لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقٰى)). وَرَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةُ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے روزے ملانے سے منع فرمایا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آپ ﷺ تو ملا لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمھاری طرح کا تو نہیں ہوں ناں، مجھے تو کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔ اسے ابوہریرہ، عائشہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے بھی روایت کیا ہے۔

شرح المفردات: ......الوِصَالُ: ایک سحری سے ایک سے زائد روزے رکھنا، یعنی افطاری اور سحری کیے بغیر ہی اگلے دن کا روزہ رکھ لینا۔

شرح الحدیث: ......اس بات میں اختلاف نہیں ہے کہ وصال روزے کو باطل نہیں کرتا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے وصال کرنے والوں کو قضا کا حکم نہیں دیا۔ (الفروع لابن المفلح: ۳/ ۸۶)

اسی طرح آپ ﷺ کا وصال سے منع کرنا اس کی تحریم پر دلالت نہیں کرتا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے منع کرنے کے بعد بھی اپنے صحابہ کے ساتھ وصال کیا ہے، جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے۔ چنانچہ اگر اس سے مراد تحریم ہوتی تو آپ اسے برقرار نہ رکھتے۔ اس لیے اس نہی سے مراد صحابہ کے لیے تخفیف اور آسانی و نرمی کا حکم دینا ہے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی صراحت فرمائی ہے۔ (فتح الباری لابن حجر: ٤/ ۲۰۲، ارشاد الساری للقسطلانی: ۳/ ۳۹۷) البتہ اس وصال کے لیے بھی آپ ﷺ نے ایک شرط عائد فرما دی ہے جو آئندہ حدیث میں مذکور ہے۔

(۱۹٦) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: ((فَأَيُّكُمْ أَرَادَ أَنْ يُوَاصِلَ فَلْيُوَاصِلْ إِلَى السَّحَرِ)).

مسلم میں سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: تم میں سے جو بھی وصال کرنا چاہے تو اسے سحری تک ہی وصال کرنا چاہیے۔

شرح المفردات: ......إِلَى السَّحَرِ: یعنی اگلے دن کی سحری تک صرف۔

شرح الحدیث: ......سحری تک وصال کرنے سے مراد یہ ہے کہ ایک دن سحری کرنے کے بعد اگلے دن سحری کے وقت ہی کھانا کھانا، یعنی درمیان میں افطاری کے لیے کچھ نہ کھانا پینا۔ اتنے سے وصال کی رخصت دی گئی ہے، لیکن اگر کئی کئی دن تک سحری و افطاری نہ کی جائے اور وصال ہی کیا جائے تو یہ عمل شرعاً قطعی طور پر ناجائز ہے، بلکہ از روئے حدیث اتنی تکلیف و مشقت اور بھوک و پیاس برداشت کرنے کے باوجود بھی وہ روزے باطل قرار پاتے ہیں۔

---

(۱۹۵) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الوصال ومن قال لیس فی اللیل صیام، ح:۱۹٦٤۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النهی عن الوصال فی الصوم، ح:۲٦۱۸.

(۱۹٦) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الوصال الی السحر، ح:۱۹٦۷.

اسی طرح نفلی روزوں میں فصل ضروری ہے، یعنی بغیر وقفے کے روزانہ روزہ رکھنا بھی جائز نہیں ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ((لَا صَوْمَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ)) ''عمر بھر روزہ رکھنے والے کا روزہ نہیں ہوتا۔''

(صحیح البخاری: ۱۸۷۸)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر روزہ رکھنے سے کسی کا حق ادا نہ ہوتا ہو یا کوئی واجب چھوٹتا ہو تو اس صورت میں صوم الدھر (یعنی بغیر ناغے کے روزانہ روزہ رکھنا) حرام ہے، اگر کوئی ایسا مندوب عمل رہتا ہو جو نفلی روزے سے اولیٰ ہو تو مکروہ ہے اور اگر روزہ اس عمل کے قائم مقام ہو تو مکروہ نہیں ہے، لیکن جو صورت افضل ہے، وہ یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھا جائے اور ایک دن چھوڑا جائے۔ (مجموع الفتاویٰ: ۲۲/ ۳۰۲)

بَابُ أَفْضَلِ الصِّيَامِ وَغَيْرِهِ......افضل روزوں کا بیان

(۱۹۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ: أُخْبِرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنِّي أَقُولُ: وَاللّٰهِ لَأَصُومَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُومَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنْتَ الَّذِي قُلْتَ ذَالِكَ؟)) فَقُلْتُ لَهُ: قَدْ قُلْتُهُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، فَقَالَ: ((فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَالِكَ، فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا. وَذَالِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ)). قُلْتُ: فَإِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَالِكَ، قَالَ: ((فَصُمْ يَوْماً وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ))، قُلْتُ: أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَالِكَ، قَالَ: ((فَصُمْ يَوْماً وَأَفْطِرْ يَوْماً، فَذَالِكَ مِثْلُ صِيَامِ دَاوُدَ وَهُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ)). فَقُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ أَفْضَلَ مِنْ ذَالِكَ، قَالَ: ((لَا أَفْضَلَ مِنْ ذَالِكَ)).

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا کہ میں کہتا ہوں کہ جب تک میں زندہ رہوں گا تب تک دن کو روزہ رکھا کروں گا اور رات کو قیام کیا کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا: تم نے یہ کہا ہے؟ میں نے جواب دیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں نے ہی کہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً تو اس کی طاقت نہیں رکھ سکتا، تو (ایسے کیا کر کہ) روزہ رکھ بھی لیا کر اور چھوڑ بھی دیا کر، نماز بھی پڑھا کر اور سو بھی لیا کر اور ایک مہینے میں (صرف) تین دن روزے رکھا کر، کیونکہ نیکی اس کے دس گنا ملتی ہے اور یہ ساری زندگی روزے رکھنے کے برابر ہے۔ میں نے کہا: میں اس سے بھی افضل کی طاقت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ایک دن روزہ رکھا کر اور دو دن چھوڑا کر، میں نے کہا: میں اس سے بھی افضل کی طاقت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ایک دن روزہ رکھا کر اور ایک دن چھوڑا کر۔ یہ داؤد علیہ السلام کے روزوں کے مثل ہے اور یہی افضل روزے ہیں۔ میں نے کہا: میں اس سے بھی افضل کی طاقت رکھتا ہوں،

---

(۱۹۷) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم الدھر، ح:۱۹۷۶۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النھی عن صوم الدھر، ح: ۱۱۵۹.

آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے افضل کچھ نہیں ہے۔

وَفِی رِوَایَةٍ : ((لا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ أَخِي دَاوُدَ شَطْرَ الدَّهْرِ صُمْ يَوْماً وَأَفْطِرْ يَوْماً)) .

ایک روایت میں ہے: میرے بھائی داوٗد علیہ السلام کے روزے سے اوپر کوئی روزہ نہیں ہے۔ پوری زندگی کا نصف۔ایک دن روزہ رکھ لے اور ایک دن چھوڑ دے۔

شرح المفردات: ......مَا عِشْتُ: جب تک میں زندہ رہوں گا، جب تک میری زندگی ہے۔/ واحد مذکر ومؤنث متکلم، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

أُطِيقُ: ...... میں طاقت رکھتا ہوں، میں قدرت رکھتا ہوں۔/ واحد مذکر ومؤنث متکلم، فعل مضارع معلوم، باب افعال۔

شَطْرُ الدَّهْر: ...... آدھی زندگی

شرح الحديث: ......صوم الدہر (یعنی پوری زندگی روزے رکھنا) ممنوع ہے، اور طاقت ہونے کے باوجود بھی آپ ﷺ نے اس کی اجازت نہیں دی، کیونکہ شریعت کا مطلوب صرف حقوق اللہ کی ادائیگی ہی نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی بجا آوری بھی مطلوب ہے، جو ہر وقت روزے کی حالت میں رہنے کی وجہ سے ادا نہیں ہوسکتی۔

(۱۹۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّ أَحَبَّ الصِّيَامِ إِلَى اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَأَحَبَّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَكَانَ يَصُومُ يَوْماً وَيُفْطِرُ يَوْماً)) .

سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑھ کر فضیلت کے روزے داوٗد علیہ السلام کے روزے ہیں اور سب سے زیادہ پسندیدہ نماز بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں داوٗد علیہ السلام کی نماز ہے، وہ آدھی رات تک سویا کرتے تھے، تہائی رات قیام فرماتے اور رات کا چھٹا حصہ (پھر) سوجایا کرتے تھے۔ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن چھوڑا کرتے تھے۔

شرح المفردات: ......أَحَبُّ: سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ۔/ واحد مذکر، اسم تفضیل، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

شرح الحديث: ......اس حدیث میں اللہ کی نظر میں پسندیدہ ترین نماز اور محبوب ترین روزے کا ذکر کیا گیا ہے۔

(۱۹۹) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ: صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ، وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى ، وَأَنْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے پیارے دوست ﷺ نے مجھے تین کاموں کی وصیت فرمائی: مہینے میں تین دِن روزہ رکھنے کی، چاشت کی دو رکعتیں پڑھنے کی اور سونے سے پہلے

(۱۹۸) صحیح البخاری، کتاب التهجد، باب من نام عندالسحر، ح:۱۱۳۱۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النهی عن صوم الدهر، ح:۱۱۵۹ .

(۱۹۹) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صیام أیام البیض ثلاث عشرة۔۔۔، ح:۱۹۸۱۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صلوٰة الضحیٰ وان أقلّها، ح:۷۲۱ .

أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَنَامَ . وتر ادا کرنے کی۔

شرح المفردات:...... خَلِيل : گہرا دوست، دلی دوست، جگری دوست ۔/ واحد مذکر، صفت مشبہ، باب نَصَرَ يَنْصُرُ .

شرح الحديث: ......ایک روایت میں نبی مکرم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی مذکور ہے: ((صِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صِيَامُ الدَّهْرِ)) ''ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنا زندگی بھر روزے رکھنے جیسا ہے۔'' (سنن النسائی : ٢٤٢٠) یعنی ہر ماہ کے ان تین روزوں کا ثواب بھی ایسے ہوگا کہ جیسے ساری زندگی روزے رکھے ہوں۔

(٢٠٠) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَر قَالَ : سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما أَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ ؟ قَالَ : نَعَمْ . وَزَادَ مُسْلِمٌ : وَرَبِّ الْكَعْبَةِ .

محمد بن عباد بن جعفر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا نبی ﷺ نے جمعہ کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا؟ انھوں نے کہا: جی ہاں۔ مسلم نے یہ اضافہ کیا ہے: ربِ کعبہ کی قسم! (آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے)۔

شرح الحديث:......اس سے مراد یہ ہے کہ وہ صرف جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے۔

(فتح الباری لابن حجر : ٤/ ٢٣٣)

اس کراہت کی علت باقی دنوں کو چھوڑ کر جمعہ کو تعظیماً خاص کرنا ہے، اسی ضمن میں نبی مکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ((لَا تَخُصُّوْا لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ بِقِيَامٍ مِنْ بَيْنِ اللَّيَالِيْ ، وَلَا تَخُصُّوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِصِيَامٍ مِنْ بَيْنِ الْاَيَّامِ)) ''دیگر راتوں کو چھوڑ کر جمعہ کی رات کو قیام کے لیے خاص مت کرو اور باقی دنوں کو چھوڑ کر جمعہ کے دن کو روزے کے لیے خاص مت کرو۔'' (صحيح مسلم : ١١٤٤)

اسی طرح ایک مرفوع روایت میں مذکور ہے: ((اِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَوْمُ عِيْدٍ ، فَلَا تَجْعَلُوْا يَوْمَ عِيْدِكُمْ يَوْمَ صِيَامِكُمْ ، اِلَّا اَنْ تَصُوْمُوْا قَبْلَهٗ اَوْ بَعْدَهٗ .)) ''یقیناً جمعے کا دن عید کا دن ہوتا ہے، سو تم اپنی عید کے دن کو اپنے روزے کا دن مت بناؤ، ہاں یہ ہے کہ تم اس سے پہلے یا اس کے بعد (بھی) روزہ رکھو (تو ٹھیک ہے۔)''

(صحيح ابن خزيمة : ٢١٦١)

ام المؤمنین سیدہ جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک جمعہ کے روز ان کے پاس تشریف لائے تو وہ روزہ رکھے ہوئے تھیں، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے کل بھی روزہ رکھا تھا؟ انھوں نے جواب دیا کہ نہیں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم کل روزہ رکھنا چاہتی ہو؟ انھوں نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر روزہ توڑ دو۔ (صحيح البخاری: ١٨٨٥، سنن ابی داؤد: ٢٤٢٢)

---

(٢٠٠) صحيح البخاری، كتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة، ح:١٩٨٤، ١٩٨٥۔ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب كراهة صيام يوم الجمعة منفرداً، ح:١١٤٣، ١١٤٤ .

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ صرف جمعہ کا روزہ رکھنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر جمعرات یا ہفتے کا روزہ بھی ساتھ ملا لیا جائے تو پھر جائز ہے۔

راوی الحدیث: ...... محمد رحمہ اللہ معروف تابعی تھے۔ اہل مجاز میں شمار ہوتے تھے اور قبیلہ بنومخزوم سے تعلق تھا۔ سیّدنا ابوہریرہ، ابن عمر اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے سماع کیا۔ اور سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آپ کی وفات ہوئی۔

(٢٠١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ : ((لَا يَصُومَنَّ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ يَصُومَ يَوْماً قَبْلَهُ أَوْ يَوْماً بَعْدَهُ)) .

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: تم میں سے کوئی بھی جمعہ کے دن ہرگز روزہ نہ رکھے، ہاں اگر اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھے (تو پھر ٹھیک) ہے۔

شرح المفردات: ...... قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ: یعنی جمعرات یا ہفتے کے دن کا رکھ لے۔

شرح الحدیث: ...... یہ حدیث بھی گزشتہ حدیث کے ہی ہم معنی ہے۔ ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ صحیح سند کے ساتھ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت لائے ہیں: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُتَطَوِّعًا مِنَ الشَّهْرِ فَلْيَصُمْ يَوْمَ الْخَمِيسِ ، وَلَا يَصُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ، فَإِنَّهُ يَوْمُ طَعَامٍ وَ شَرَابٍ وَذِكْرٍ .)) ”تم میں سے جس شخص نے مہینے میں کوئی نفلی روزہ رکھنا ہو تو اسے جمعرات کا روزہ رکھنا چاہیے، اور وہ جمعہ کے دن کا روزہ مت رکھے، کیونکہ وہ کھانے پینے اور ذکر کرنے کا دن ہے۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ: ٩٢٤٣)

(٢٠٢) عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ وَاسْمُهُ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ : شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ : هٰذَانِ يَوْمَانِ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهِمَا : يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ ، وَالْيَوْمُ الْآخَرُ : تَأْكُلُونَ فِيهِ مِنْ نُسُكِكُمْ .

ابن ازہر کے آزاد کردہ غلام ابوعبید سعد بن عبید بیان کرتے ہیں کہ عید کے روز سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاضر تھا کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ان دودنوں کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، ایک تو تمھارے روزہ چھوڑنے کا یہ دن (یعنی عیدالفطر) اور دوسرا وہ دن جس میں تم اپنی قربانیوں (کا گوشت) کھاتے ہو (یعنی عیدالاضحیٰ)۔

شرح الحدیث: ...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ان دونوں دِنوں میں روزہ نہ رکھنے کے وجوب کی طرف اشارہ ہے۔ (فتح الباری لابن حجر: ٤/ ٢٣٩)

راوی الحدیث: ...... اس حدیث میں دو نام ذکر ہوئے ہیں۔ پہلا نام ابوعبید کا ہے، جو تابعی تھے اور مدینہ کے

(٢٠١) صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب صوم يوم الجمعة۔۔۔، ح:١٩٨٥۔ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب كراهة صوم يوم الجمعة منفرداً، ح:١١٤٤ .

(٢٠٢) صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب الصوم يوم الفطر، ح:١٩٩٠۔ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهى عن صوم يوم الفطر ويوم الأضحىٰ، ح:١١٣٧ .

رہنے والے تھے۔ ۹۸ ہجری میں مدینہ ہی میں ان کی وفات ہوئی۔ اور دوسرا نام ابن ازہر کا ہے، ان کا نام عبدالرحمٰن بن ازہر بن عوف ہے۔

(۲۰۳) عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : نَهٰـی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَـنْ صَوْمِ یَوْمَیْنِ : الْـفِـطْرِ وَالنَّحْرِ ، وَعَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَأَنْ یَـحْتَبِـیَ الـرَّجُـلُ فِـی الثَّـوْبِ الْوَاحِدِ وَعَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ . أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ بِتَمَامِهِ. وَأَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ الصَّوْمَ فَقَطْ .

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دودنوں یعنی فطر اور قربانی کے دن روزہ رکھنے سے، بُکّل مارنے سے، آدمی کا ایک کپڑے میں احتباء سے اور فجر اور عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ مسلم نے پوری حدیث بیان کی ہے جبکہ بخاری نے صرف روزے کا ذکر کیا ہے۔

شرح المفردات: ......اِشْتِمَالُ الصَّمَّاء: بکل مارنے سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنے سارے بدن پہ اس طرح چادر لپیٹ لے کہ اس سے ہاتھ بھی باہر نہ نکال سکے۔

یَحْتَبِی : ...... احتباء سے مراد یہ ہے کہ سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کر کے ان کے گرد سہارا لینے کے لیے دونوں ہاتھ باندھ لینا۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب افتعال۔

شرح الحدیث: ......امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان دودنوں کے روزوں کی تحریم پر علماء کا اجماع ہے، خواہ کوئی ان دودنوں میں نذر کا روزہ رکھے، یا نفلی، یا کفارے کا یا کوئی اور۔ (شرح مسلم للنووی: ۸/ ۱۵)

(۲۰٤) عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَـالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَـنْ صَامَ یَوْماً فِی سَبِیلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِینَ خَرِیفاً))

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی راہِ خدا میں ایک دن کا روزہ رکھے، اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال دُور فرما دیتا ہے۔

شرح المفردات: ......خَرِیفٌ: اس کا لفظی معنی تو خزاں کا موسم ہے، لیکن یہاں سال مراد ہے۔

شرح الحدیث: ......امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں کہ اس میں راہِ خدا میں روزہ رکھنے کی فضیلت کا بیان ہے، لیکن یہ اس بات پر محمول ہے کہ اس روزے کی وجہ سے کوئی تکلیف اور نقصان نہ ہو، کسی حق کی ادائیگی میں روزہ رکاوٹ نہ بنے، نہ اس سے جہاد میں کوئی خلل آئے اور نہ ہی دیگر جنگی مہمات میں سے کوئی امر متاثر ہو۔

(شرح مسلم للنووی: ۸/ ۳۳)

---

(۲۰۳) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم الفطر، ح:۱۹۹۱ .

(۲۰٤) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب فضل الصوم فی سبیل الله، ح:۲۸٤۰ ـ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام فی سبیل الله---، ح:۱۱۵۳ .

بَابُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ......شبِ قدر کا بیان

(۲۰۵) عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رِجَـالاً مِـنْ أَصْـحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أُرُوا لَيْلَةَ الْـقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الأَوَاخِرِ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں کو آخری سات راتوں میں خواب میں شب قدر دکھائی دی تو نبی ﷺ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ آخری سات راتوں کے معاملے میں تمھارا خواب (میرے خواب کے) موافق ہے، سوجس نے اسے تلاش کرنا ہوتو اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرنا چاہیے۔

شرح المفردات: ......تَوَاطَأَتْ: موافق ہوگئی ہے، مطابق ہوگئی ہے۔ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب تفاعل۔

شرح الحديث: ...... نبی ﷺ نے لیلۃ القدر کی یہ علامت بتلائی ہے کہ اس کی صبح کو جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی شعاع نہیں ہوتی۔ (صحيح مسلم : ۷٦۲)

نبی ﷺ سے یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بیان فرمایا تھا کہ وہ ستائیسویں شب ہے۔

(صحيح مسلم : ۷٦۲)

ایک روایت میں واضح طور پر یہ الفاظ ہیں: ((تَحَرُّوْهَا لَيْلَةَ سَبْعٍ وَ عِشْرِيْنَ)) ''اسے ستائیسویں شب میں تلاش کرو۔'' (مسند احمد : ۲/۲۷)

(۲۰٦) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لیلۃ القدر کو آخری دس دِنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

شرح الحديث: ......شافعیہ کے نزدیک اکیسویں اور تیئیسویں شب لیلۃ القدر ہوتی ہے، جبکہ جمہور کے ہاں ستائیسویں شب لیلۃ القدر ہے، البتہ صحیح یہی ہے کہ اس کی کوئی تعیین نہیں ہے اور تعیین نہ ہونے کی حکمت یہ ہے کہ لوگ اس کی تلاش وجستجو میں پورا عشرہ ہی عبادت و ریاضت میں گزاریں۔ (فتح الباری لابن حجر : ٤/٢٦٦)

(۲۰۷) عَـنْ أَبِـي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

---

(۲۰۵) صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب التماس ليلة القدر في السبع الأواخر، ح:۲۰۱۵۔ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث علىٰ طلبها۔۔۔، ح:۱۱٦۵ .

(۲۰٦) صحيح البخاري، كتاب الصوم، باب تحري ليلة القدر في الوتر من العشر الأواخر، ح:۲۰۱۷۔ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث علىٰ طلبها۔۔۔، ح:۱۱٦۹ .

(۲۰۷) صحيح البخاري، كتاب الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر، ح:۲۰۲۷۔ صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب فضل ليلة القدر والحث علىٰ طلبها۔۔۔، ح:۱۱٦۷ .

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ ، فَاعْتَكَفَ عَاماً حَتّٰى إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ مِنْ صَبِيحَتِهَا مِنِ اعْتِكَافِهِ قَالَ : ((مَنِ اعْتَكَفَ مَعِي فَلْيَعْتَكِفْ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ فَقَدْ أُرِيتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ فِي مَاءٍ وَطِينٍ مِنْ صَبِيحَتِهَا ، فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ ، وَالْتَمِسُوهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ)) ، فَمَطَرَتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةِ . وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلٰى عَرِيشٍ . فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ فَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلٰى جَبْهَتِهِ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّينِ مِنْ صُبْحِ إِحْدٰى وَعِشْرِينَ .

رمضان کے درمیانے عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ پھر ایک سال آپ ﷺ نے اعتکاف کیا، یہاں تک کہ اکیسویں رات آ گئی جس کی صبح کو آپ ﷺ اپنے اعتکاف سے باہر تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ آخری دس دنوں کا اعتکاف بھی کرے ۔ مجھے یہ رات دکھائی گئی تھی ، پھر مجھے بھلا دی گئی اور میں نے اس کی صبح کے وقت خود کو پانی اور مٹی میں سجدہ کرتے دیکھا، چنانچہ تم اسے آخری عشرے کی ہر طاق رات میں تلاش کرو۔(راوی کہتے ہیں:) پھر اسی رات بارش برسی اور مسجد کی چھت ٹپک پڑی، تو میری آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اکیسویں رات کی صبح آپ ﷺ کی پیشانی پہ پانی اور مٹی کے نشان تھے۔

شرح المفردات:......**عَرِيْشٌ**: چھت، چھپّر، شامیانہ، سائبان۔

وَكَفَ الْمَسْجِدُ:...... چھت سے بارش کا پانی ٹپکنے لگا۔/ **وَكَفَ**: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحديث:......لیلۃ القدر کی ایسی علامات جو احادیث میں بیان ہوئی ہیں یہ امکانی ہیں، یقینی نہیں۔ یعنی لیلۃ القدر میں ان علامات کا پایا جانا ضروری نہیں ہے، البتہ علامت کے طور پہ یہ ذکر کر دی گئی ہیں۔ بسا اوقات ایسا ہو بھی جاتا ہے اور بعض دفعہ نہیں بھی ہوتا۔

بَابُ الْإِعْتِكَافِ......اعتکاف کا بیان

(٢٠٨) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ بَعْدَهُ .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فوت کر دیا، پھر آپ ﷺ کے بعد آپ کی بیویاں اعتکاف کرنے لگیں۔

---

(٢٠٨) صحيح البخاری، كتاب الاعتكاف، باب الاعتكاف في العشر الأواخر، ح:٢٠٢٦۔ صحيح مسلم، كتاب الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان، ح:١١٧٢ .

وَفِي لَفْظٍ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ ، فَإِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ مَكَانَهُ الَّذِي اعْتَكَفَ فِيهِ .

ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ ہر رمضان میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے، سوجب آپ ﷺ صبح کی نماز ادا فرما لیتے تو اپنی جائے اعتکاف میں تشریف لے آتے۔

شرح المفردات:......**الْغَدَاةُ:** صبح یعنی فجر کی نماز۔

شرح الحدیث:......اس حدیث کا مفہوم اس بات کا متقاضی ہے کہ دِن کے اوّل حصے میں جائے اعتکاف میں داخل ہوا جائے۔ (شرح عمدة الاحكام لابن دقيق العيد: ٢/ ٢٥٤)

(٢٠٩) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تُرَجِّلُ النَّبِيَّ ﷺ وَهِيَ حَائِضٌ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ وَهِيَ فِي حُجْرَتِهَا ، يُنَاوِلُهَا رَأْسَهُ .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ وہ بحالتِ حیض نبی ﷺ کو اپنے حجرے میں ہی کنگھی کیا کرتی تھیں، حالانکہ آپ ﷺ مسجد میں اعتکاف کیے ہوتے اور آپ ﷺ اپنا سر مبارک ان کے آگے کر دیتے۔

وَفِي رِوَايَةٍ : وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الإِنْسَانِ .

ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ انسانی ضرورت کے علاوہ گھر نہیں آیا کرتے تھے۔

وَفِي رِوَايَةٍ : أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : إِنْ كُنْتُ لَأَدْخُلُ الْبَيْتَ لِلْحَاجَةِ وَالْمَرِيضُ فِيهِ ، فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا وَأَنَا مَارَّةٌ .

ایک اور روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر میں (بحالت اعتکاف) کسی حاجت کی خاطر گھر جایا کرتی تو چلتے چلتے گھر میں جو مریض ہوتا اس کا حال بھی پوچھ لیا کرتی۔

شرح المفردات:......**التَّرْجِيلُ:** بالوں کو سنوارنا، کنگھی سے درست کرنا۔/ مصدر، باب تفعیل۔

حَاجَةُ الْإِنْسَانِ:...... اس سے مراد بول و براز ہے۔

مَارَّةٌ:...... یعنی گزرتے گزرتے، چلتے چلتے۔/ واحد مؤنث، اسم فاعل، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

شرح الحدیث:......اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر معتکف اپنے جسم کا کوئی ایک عضو مسجد کی حدود سے باہر نکال لے اور باقی سارا جسم مسجد میں ہی ہو، تو اس کا اعتکاف نہیں ٹوٹتا اور اگر کوئی ایسی ضرورت ہو کہ جس کے لیے باہر جانا ناگزیر ہو، مثلاً: اگر مسجد میں بیت الخلا کا انتظام نہ ہو تو قضائے حاجت کے لیے گھر جانا جائز ہے، لیکن بلا عذرِ شرعی مسجد سے نکلنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے عمل سے پتہ چلتا ہے کہ مریض کی عیادت اور اس جیسے دیگر امور میں کسی کے پاس کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر گپ شپ نہ لگائی جائے، بلکہ چلتے چلتے صرف خیریت دریافت کر لی جائے، تاکہ حقِ مسلم ادا ہو سکے۔

---

(٢٠٩) صحيح البخاري، كتاب الاعتكاف، باب المعتكف يدخل رأسه البيت للغسل، ح:٢٠٤٦۔ صحيح مسلم، كتاب الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها وترجيله، ح:٢٩٧ .

(۲۱۰) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ لَيْلَةً ، وَفِي رِوَايَةٍ : يَوْماً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ . قَالَ : ((فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ)) ، وَلَمْ يَذْكُرْ بَعْضُ الرُّوَاةِ يَوْماً وَلَا لَيْلَةً .

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے زمانۂ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا، ایک روایت میں ہے: مسجد حرام میں ایک دن کا (اعتکاف کروں گا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی نذر پوری کر۔ بعض راویوں نے دن اور رات کا ذکر نہیں کیا۔

شرح المفردات: ...... **الْجَاهِلِيَّة:** قبولِ اسلام سے قبل کا زمانہ

الرُّوَاةُ: ...... یہ راوی کی جمع ہے۔

شرح الحديث: ......اس حدیث میں کافر کی نذر کے درست ہونے پر دلیل ہے، یعنی اگر وہ مسلمان بھی ہو جاتا ہے تو بحالت کفر مانی ہوئی نذر کو پورا کرے گا۔ البتہ خلافِ شرع نذر کا پورا کرنا جائز نہیں ہے۔

(۲۱۱) عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مُعْتَكِفًا ، فَأَتَيْتُهُ أَزُورُهُ لَيْلاً ، فَحَدَّثْتُهُ ثُمَّ قُمْتُ لِأَنْقَلِبَ فَقَامَ مَعِي لِيَقْلِبَنِي وَكَانَ مَسْكَنُهَا فِي دَارِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَمَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَلَمَّا رَأَيَا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَسْرَعَا ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم : ((عَلٰى رِسْلِكُمَا ، إِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ)) ، فَقَالَا : سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ . فَقَالَ : ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنَ ابْنِ آدَمَ مَجْرَى الدَّمِ ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَرًّا)) ، أَوْ قَالَ : ((شَيْئاً)) .

سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرما تھے کہ میں رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے آئی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں وغیرہ کیں، پھر میں واپس جانے کے لیے کھڑی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مجھے چھوڑنے کے لیے میرے ساتھ ہی کھڑے ہوگئے، صفیہ رضی اللہ عنہا کی رہائش گاہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے مکان میں ہی تھی، (وہاں سے) دو انصاری صحابی گزرے، جب انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیز تیز چلنے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (انہیں) فرمایا: ٹھہرو، یہ صفیہ بنت حیی ہے۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! سبحان اللہ (بھلا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ بُرا سوچ سکتے ہیں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً شیطان ابن آدم کے خون کی جگہ میں دوڑتا ہے اور مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ وہ تمھارے دلوں میں کوئی بُرا وسوسہ ڈال دے گا، یا فرمایا: کوئی چیز (یعنی کوئی

---

(۲۱۰) صحیح البخاری، کتاب الأیمان والنذور، باب اذانذر أوحلف أن لایکلّم انساناً فی الجاهلیة، ح:۲۰۴۳۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب نذرالکافر وما یفعل فیه اذاأسلم، ح:۱٦۵٦ .

(۲۱۱) صحیح البخاری، کتاب الاعتکاف، باب هل یخرج المعتکف الیٰ باب المسجد، ح:۲۰۳۵۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب بیان انه یستحب لمن روی خالیاًبامرأته۔۔۔، ح:۲۱۷۵ .

شک پیدا کر دے گا)۔

وَفِــي رِوَايَةٍ : أَنَّهَــا جَــاءَ تْ تَـزُورُهُ فِـي اعْتِـكَـافِهِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِـنْ رَمَـضَـانَ ، فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً ، ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَهَا يَقْلِبُهَا حَتّٰى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ أُمِّ سَلَمَةَ ، ثُمَّ ذَكَرَهُ بِمَعْنَاهُ .

ایک روایت میں ہے: رمضان کے آخری عشرے میں مسجد میں آپ ﷺ کے اعتکاف کے دوران (سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا) آپ ﷺ کو ملنے آئیں تو وہ آپ ﷺ کے پاس کچھ وقت باتیں کرتی رہیں، پھر واپس جانے کے لیے کھڑی ہوئیں تو نبی ﷺ بھی انھیں چھوڑنے جانے کے لیے کھڑے ہو گئے، یہاں تک کہ جب وہ اُمِ سلمہ مسجد کے اس دروازے کے پاس پہنچیں جہاں ان کے گھر کا دروازہ پڑتا تھا پھر (اس سے آگے) اسی معنی کی حدیث ذکر کی۔

شرح المفردات: ......لِيَقْلِبَنِي : تاکہ آپ ﷺ مجھے میرے گھر تک چھوڑ آئیں۔/ يَقْلِبُ : واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

مَسْكَن : ...... جائے سکونت، رہائش گاہ۔/ اسم ظرف، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

عَلٰى رِسْلِكُمَا : ...... اپنے قدموں پر رُک جاؤ، تم دونوں یہیں ٹھہر جاؤ۔

مَجْرَى الدَّمِ : ...... خون کے چلنے کی جگہ یعنی رگیں۔/ مَجْرًى : اسم ظرف، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

يَقْذِفُ : ...... تہمت لگاتا، برا وسوسہ ڈالتا۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحديث: ...... باعذر امورِ ضروریہ میں بالاجماع انسان مسجد سے باہر نکل سکتا ہے، مثلاً مسجد میں انتظام نہ ہونے کی صورت میں قضائے حاجت اور غسل وطہارت کے لیے، کھانا مسجد میں پہنچ نہ سکنے یا دستیاب نہ ہونے کی صورت میں کھانے پینے کے لیے، اگر ایسی مسجد میں اعتکاف بیٹھا ہو کہ جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو تو جمعے کی ادائیگی کی خاطر دوسری مسجد میں جانے کے لیے اور بہت ہی زیادہ بیمار شخص کی عیادت کے لیے۔ لیکن اگر مریض کسی شدید بیماری میں مبتلا نہ ہو تو پھر اس کی اجازت نہیں ہے۔ (كشف اللثام للسفاريني : ٤ / ٧٨)

راوية الحديث: ...... ام المومنین ام یحییٰ صفیہ بنت حیی۔ آپ موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون بن عمران کی آل میں سے تھیں۔ اسی لیے آپ کو نبی کی بیٹی، نبی کی بھتیجی اور نبی کی بیوی کہا جاتا ہے۔ آپ کی والدہ کا نام برہ بنت سموأل تھا، جو رفاعہ بنت سموأل کی بہن تھیں۔ خیبر کے سال ماہِ رمضان ۷ ہجری کو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو قیدی بنایا، پھر آزاد کر کے آپ سے شادی کر لی اور آپ کی آزادی ہی کو آپ کا حق مہر مقرر فرمایا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ماہِ رمضان ۵۰ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی اور آپ کو بقیع غرقد میں سپردِ خاک کیا گیا۔

❀❀❀❀

كِتَابُ الْحَجِّ
حج کے مسائل

حج کا مطلب ہے قصد کرنا۔ مخصوص اعمال وشرائط کے ساتھ بیت اللہ کا قصد کرنا حج کہلاتا ہے۔ یہ اسلام کا پانچواں بنیادی رکن ہے۔ یہ صرف صاحبِ استطاعت شخص پر فرض ہوتا ہے اور اس کی ادائیگی ذوالحجہ میں ہوتی ہے۔ استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے اور اس کا سرے سے انکار کرنا کفر ہے۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق ایسے لوگوں سے جزیہ لیا جائے جو حج کے منکر ہوں، کیونکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں (تلخیص الحبیر: ۲۲۳/۲) اس کی فضیلت کی بابت نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ حج مبرور کی جزا صرف جنت ہے۔ (صحیح البخاری: ۱۷۷۳)

بَابُ الْمَوَاقِيْتِ ...... مواقیت کا بیان

(۲۱۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ، هُنَّ لَهُمْ وَلِمَنْ أَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ أَوِ الْعُمْرَةَ، وَمَنْ كَانَ دُونَ ذَالِكَ فَمِنْ حَيْثُ أَنْشَأَ، حَتّٰى أَهْلُ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ، اہلِ شام کے لیے جحفہ، اہل نجد کے لیے قرن المنازل اور اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر فرمایا۔ یہ (مواقیت) ان کے لیے ہیں اور اس شخص کے لیے بھی جو حج وعمرہ کرنا چاہے اور وہ ان (بلاد ومما لک) کا رہنے والا نہ ہو لیکن ان (مواقیت) پر سے آئے، اور جو اس کے علاوہ ہے تو (اس کا میقات) وہیں سے ہوگا جہاں سے وہ سفر کی ابتدا کرے، یہاں تک کہ اہل مکہ، مکہ ہی سے۔

شرح المفردات: ...... **اَلْمَوَاقِيْتُ:** یہ میقات کی جمع ہے، مراد اس سے وہ جگہ ہے جہاں سے حجاج احرام باندھتے ہیں۔

ذُو الْحُلَيْفَةِ: ...... یہ اہل مدینہ کا میقات ہے، جسے آج کل ابیار کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے اور یہ مکہ سے ۴۳۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

اَلْجُحْفَةِ: ...... یہ اہل مصر، اہلِ شام اور مغربی مما لک کا میقات ہے، یہ مکہ سے ۲۰۱ کلومیٹر دور ہے۔

---

(۲۱۲) صحیح البخاری، کتاب الحج، باب مهل أهل مكة للحج والعمرة، ح:۱۵۲٤ ـ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح:۱۱۸۱.

يَلَمْلَمْ: ...... یہ اہلِ ہند، اہل جاوہ، اہل چین اور اہل مصر کا میقات ہے، جو مکہ سے ۸۰ کلومیٹر کی دُوری پر ہے۔

قَرْنَ الْمَنَازِلِ: ...... یہ اہل طائف، اہل نجد، نجد یمن اور نجد حجاز کا میقات ہے، یہ بھی مکہ سے ۸۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ اسے اب سیلِ کبیر کا نام دے دیا گیا ہے۔

ایک پانچواں میقات بھی ہے، ذاتِ عرق، اسے آج کل ضریبہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہاں سے اہلِ عراق، اہلِ ایران اور مشرقی ممالک کے لوگ احرام باندھتے ہیں اور یہ بھی مکہ سے ۸۰ کلومیٹر دُور ہے۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں مختلف بلاد وممالک سے آنے والے حجاج ومعتمرین کے لیے ان کے الگ الگ میقات کا ذکر کیا گیا ہے کہ ہر شخص اپنے علاقے کے حساب سے وہیں سے احرام باندھے گا جہاں اس کا میقات ہوگا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث کا باب ''باب مهل أهل مكة للحج والعمرة'' قائم کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ حج اور عمرہ کا میقات ایک ہی ہے، اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(٢١٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَأَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ)). قَالَ: وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں گے، اہل شام جحفہ سے احرام باندھیں گے اور اہلِ نجد قرن منازل سے احرام باندھیں گے۔ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ بات بھی میرے علم میں آئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہلِ یمن یلملم سے احرام باندھیں گے۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں بھی صرف مواقیت کا بیان ہے۔

بَابُ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ ......محرم کے لباس کا بیان

(٢١٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قمیص، پگڑی، شلوار، ٹوپی اور موزے نہیں پہن سکتا، ہاں ایک صورت میں کہ اگر اسے جوتے نہ ملیں تو پھر موزے پہن لے اور ان دونوں کے نچلے کا حصہ کاٹ لینا چاہیے اور وہ کوئی ایسا کپڑا بھی نہ پہنے جسے زعفران اور ورس لگا ہو۔

---

(٢١٣) صحيح البخاري، كتاب الحج، باب ميقات أهل المدينة، ح:١٥٢٥۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب مواقيت الحج والعمرة، ح:١١٨٢.

(٢١٤) صحيح البخاري، كتاب الحج، باب مالايلبس المحرم من الثياب، ح:١٥٤٢۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب مايباح للمحرم بحج أوعمرة ومالايباح، ح:١١٧٧.

وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا يَلْبَسْ مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ أَوْ وَرْسٌ)) .

وَلِلْبُخَارِيِّ : ((وَلَا تَنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ ، وَلَا تَلْبَسِ الْقُفَّازَيْنِ)) .

بخاری میں ہے: عورت نہ تو نقاب اوڑھے اور نہ ہی دستانے پہنے۔

شرح المفردات: ......السَّرَاوِيلَاتُ: یہ سِرْوَالٌ کی جمع ہے اوراس سے مراد کپڑوں کا وہ حصہ ہے جس سے بدن کا نچلا حصہ ڈھانپا جاتا ہے۔

الْبَرَانِسُ: ...... یہ بُرْنُس کی جمع ہے اوراس سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے سر چھپایا جائے۔

الْخِفَافُ: ...... یہ خُفٌّ کی جمع ہے،اس سے مراد وہ چیز ہے جو پاؤں میں پہنی جاتی ہے اور نصف پنڈلی تک اس نے پاؤں کو ڈھانپا ہوتا ہے۔

الْوَرْسُ: ...... یہ عرب،حبشہ اور ہندوستان میں پائی جانے والی ایسی بُوٹی ہے جو رنگائی کے کام آتی ہے،اسے ہندوستانی زعفران بھی کہا جاتا ہے۔

لَا تُنْتَقِبِ الْمَرْأَةُ:...... عورت نقاب نہ اوڑھے یعنی اپنے چہرے کو نہ چھپائے۔/ واحد مؤنث غائب،فعل نہی معلوم، باب افتعال۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں اسلوبِ بیان ملاحظہ ہو کہ سوال تو یہ کیا گیا تھا کہ محرم کون سا لباس پہن سکتا ہے؟ تو جواب یہ دے دیا گیا ہے کہ کون کون سا نہیں پہن سکتا،اس کی وجہ یہ ہے کہ محرم کے لیے جو لباس پہننے جائز ہیں وہ بے شمار تھے اور جو ناجائز ہیں وہ شمار ہو سکتے تھے،اس لیے جو کم تھے انھیں ذکر کر کے اشارہ فرما دیا کہ ان کے علاوہ باقی تمام جائز ہیں۔ یہ افصح العرب ﷺ کی فصاحتِ لسانی ہے۔

احرام والے شخص کے لیے سر ڈھانپنا جائز نہیں ہے۔(ارشاد الساری للقسطلانی : ۳/ ۱۰۹) مگر علماء کے نزدیک چہرہ ڈھانپنا جائز ہے، بلکہ عثمان رضی اللہ عنہ کا اس پر عمل بھی ہے جسے امام مالک نے روایت کیا ہے۔(مؤطا : ۱/ ۳۲۷) لیکن امام احمد اسے سر کے حکم میں لیتے ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محرم ایسا نہیں کر سکتا،لیکن اگر وہ ایسا کرتا بھی ہے تو اس پر فدیہ نہیں ہے۔(کشف اللثام للسفارینی : ٤/ ١١٤- ١١٥)

محرم کے لیے کسی خیمے وغیرہ میں یا کپڑا تان کر اس سے سایہ حاصل کرنا جائز ہے، کیونکہ نبی ﷺ کے لیے بھی خیمہ لگایا گیا تھا۔(صحیح مسلم: ۱۲۱۸) ورس اور زعفران لگے کپڑے پہننا مرد وعورت دونوں کے لیے جائز نہیں ہے۔

(۲۱۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ

---

(۲۱۵) صحیح البخاری، کتاب اللّباس ، باب السراویل ، ح:٥٨٠٤۔ صحیح مسلم ، کتاب الحج ، باب مایباح للمحرم بحج أوعمرة ومالا یباح ، ح:١١٧٨ .

قَالَ :سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ : ((مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَاراً فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ لِلْمُحْرِمِ)) .

کو عرفات میں خطبہ دیتے سنا: جس شخص کو جوتے دستیاب نہ ہوں اسے موزے پہن لینے چاہئیں اور جو کوئی تہ بند نہ پائے تو وہ شلوار پہن لے۔

شرح الحدیث: ...... یہ رخصت صرف اسی صورت میں ہے کہ جب جوتے یا تہ بند میسر نہ ہوں۔

(٢١٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ : ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ، لا شَرِيكَ لَكَ)) .

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہ ہوتا تھا: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ، لَا شَرِيكَ لَكَ ''ہم تیرے سامنے حاضر ہیں، اے اللہ! ہم تیرے سامنے حاضر ہیں، ہم تیرے حضور حاضر ہیں، ہم تیرے حضور حاضر ہیں، تیرا کوئی بھی شریک نہیں ہے، یقیناً تمام تعریفات، سب نعمتیں اور ساری بادشاہت تیرے ہی لیے ہے، تیرا کوئی بھی شریک نہیں ہے۔''

قَالَ : وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَزِيدُ فِيهَا : لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ .

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس میں یہ اضافہ کیا کرتے تھے : لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ ''ہم تیری جناب میں حاضر ہیں، ہم تیری جناب میں حاضر ہیں، اور تیرے فضل سے اس سعادت سے بہرہ مند ہیں، ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور ساری رغبتیں اور نیک اعمال تیری ہی طرف ہیں۔

شرح المفردات: ...... **لَبَّيْكَ:** تیرا حکم بجالاتے ہوئے اور تیری اطاعت میں سرِ تسلیم خم کیے تیرے سامنے حاضر ہوں۔

سَعْدَيْكَ: ...... تیری ہی توفیق سے میں اس عظیم سعادت سے بہرہ مند ہوا ہوں۔

الرَّغْبَاءُ: ...... ساری رغبتیں، امیدیں اور تمنائیں۔

شرح الحدیث: ...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام طحاوی رحمہ اللہ اور امام قرطبی رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے کہ علماء کا اس

---

(٢١٦) صحيح البخاري، كتاب الحج، باب التلبية، ح:١٥٤٩ ـ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب التلبية وصفتها ووقتها، ح:١١٨٤ .

تلبیہ "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ." پر اجماع ہے۔ (فتح الباری: ۳/ ۴۱۰) اور سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اضافہ متفق علیہ نہیں ہے۔

(کشف اللّثام للسفارینی: ۴/ ۱۳۶)

(۲۱۷) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا حُرْمَةٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ بغیر محرم کے ایک دن اور ایک رات کی مسافت کا سفر کرے۔

وَفِي لَفْظِ الْبُخَارِيِّ لَا تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ.

بخاری کے الفاظ ہیں: عورت ایک دن کی مسافت کا سفر نہ کرے مگر محرم کے ساتھ (کر سکتی ہے)۔

شرح المفردات: ......ذِیْ مَحْرَمٍ: اس سے مراد وہ رشتہ دار شخص ہے جس سے نکاح کرنا حرام ہو۔

شرح الحدیث: ......ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری بیوی حج کے لیے جارہی ہے، جبکہ میں فلاں غزوے میں اپنا نام لکھوا چکا ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَهَا)) "جاؤ اور اس کے ساتھ حج کرو۔" (صحیح مسلم: ۱۳۴۱)

علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اس مسئلہ میں بوڑھی اور جوان عورت میں تفریق نہیں کی جائے گی، یعنی دونوں کے لیے ہی محرم کا ساتھ ضروری ہے۔ (الفروع لابن مفلح: ۳/ ۱۷۵)

بَابُ الْفِدْيَةِ......فدیہ کا بیان

(۲۱۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ: جَلَسْتُ إِلٰى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رضی اللہ عنہ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْفِدْيَةِ؟ فَقَالَ: نَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً. حُمِلْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى وَجْهِي. فَقَالَ: ((مَا كُنْتُ أُرَى الْوَجَعَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرٰى -أَوْ- مَا كُنْتُ أُرَى الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ مَا أَرٰى أَتَجِدُ

عبداللہ بن معقل بیان کرتے ہیں کہ میں سیّدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا تو میں نے ان سے فدیے کے بارے میں سوال کیا، تو انھوں نے فرمایا کہ یہ حکم میرے بارے میں خاص طور پہ نازل ہوا ہے لیکن تمھارے لیے عام ہے، مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا اور جوئیں میرے چہرے پہ گر رہی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اتنی تکلیف نہیں سمجھ رہا تھا جس میں مبتلا میں تجھے اب دیکھ رہا ہوں، یا (فرمایا) میں اتنی مشقت

(۲۱۷) صحیح البخاری، کتاب الکسوف، باب فی کم یقصر الصلاة، ح: ۱۰۸۸۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأة مع محرم الٰی حج وغیرہ، ح: ۱۳۳۹.

(۲۱۸) صحیح البخاری، کتاب المحصر، باب الاطعام فی الفدیة نصف صاع، ح: ۱۸۱۶۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب جواز حلق الرأس للمحرم۔۔۔، ح: ۱۲۰۱.

شَاةً؟)) فَقُلْتُ : لَا ، فَقَالَ : ((صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ لِكُلِّ مِسْكِينٍ نِصْفَ صَاعٍ)) .

نہیں سمجھ رہا تھا جس میں اب تجھے مبتلا دیکھ رہا ہوں۔ کیا تیرے پاس بکری ہے؟ میں نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تین دن کے روزے رکھ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا، ہر مسکین کے لیے آدھا صاع ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ : فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُطْعِمَ فَرَقاً بَيْنَ سِتَّةٍ أَوْ يُهْدِيَ شَاةً أَوْ يَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ .

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم فرمایا کہ وہ چھ لوگوں کو ایک ''فرق'' کھانا کھلائے، یا ایک بکری کی قربانی دے یا تین دن کے روزے رکھے۔

شرح المفردات: ......ما كنتُ أُرٰى: میں گمان نہیں کیا کرتا تھا، میں خیال نہیں کیا کرتا تھا۔/ واحد مذکر ومؤنث متکلم، فعل مضارع معلوم (استمراری)، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

الْوَجَعُ :...... تکلیف۔ **الجَهْدُ**:...... مشقت۔

الفَرَقُ: ...... یہ مدینے کا پیمانہ تھا، جو تین صاع پر مشتمل ہوتا تھا۔

شرح الحديث: ......اس میں یہ دلیل ہے کہ جب کوئی عام حکم کسی خاص سبب کے پیش نظر وارد ہوا ہو تو وہ اپنے عموم پر ہی ہوتا ہے، جیسا کہ فقہی قاعدہ ہے: ((اَلْعِبْرَةُ بِعُمُوْمِ اللَّفْظِ لَا بِخُصُوْصِ السَّبَبِ)) یعنی اس مسئلہ میں بیان عمومی حکم کا اعتبار کیا جائے گا، نہ کہ اس خصوصی سبب کا جس کی وجہ سے وہ صادر ہوا ہے۔

دوسرا اس حدیث سے یہ بات احاطۂ علم میں آتی ہے کہ قرآن میں مذکور اجمالی احکام کی تفصیل حدیث سے معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ قرآن میں مطلقاً فدیہ کا حکم ہے لیکن اس کی مقدار حدیث سے معلوم ہوئی۔ لہٰذا منکرینِ حدیث صرف قرآن ہی کو احکامِ اسلام سمجھنے کے لیے کافی کیسے قرار دے سکتے ہیں؟ حافظ ابن حجر ؒ اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں کہ اس حدیث میں ان لوگوں کے مؤقف کا رد ہے جنھوں نے گندم اور کھجور میں فرق کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ ؒ اور اہل کوفہ کا قول ہے کہ نصف صاع گندم کا ہونا چاہیے، لیکن اگر کھجور ہو تو وہ نصف صاع نہیں بلکہ ایک صاع دینا پڑے گی۔ ان کا یہ مؤقف قطعی درست نہیں ہے، کیونکہ یہ حدیث ہی اس کی تردید کر رہی ہے۔ (فتح الباري لابن حجر : ٤ / ٩١)

راوی الحدیث: ......عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو ولید تھی اور آپ ثقہ تابعی تھے۔ کوفہ سے تعلق تھا۔ عبدالرحمٰن بن معقل کے بھائی تھے۔ ۸۳ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

بَابُ حُرْمَةِ مَكَّةَ ...... مکہ کی حرمت کا بیان

(٢١٩) عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ خُوَيْلِدِ بْنِ عَمْرٍو

سیّدنا ابوشریح خویلد بن عمرو الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

(٢١٩) صحيح البخاري، كتاب الحج، باب لا يعضد شجر الحرم، ح:١٨٣٢۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب تحريم مكة وصيدها......، ح:١٣٥٤ .

الْخُزَاعِيِّ الْعَدَوِيِّ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ إِلَى مَكَّةَ ائْذَنْ لِي أَيُّهَا الأَمِيرُ أَنْ أُحَدِّثَكَ قَوْلاً قَامَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ . فَسَمِعَتْهُ أُذُنَايَ ، وَوَعَاهُ قَلْبِي ، وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ بِهِ أَنَّهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ . ثُمَّ قَالَ : ((إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ تَعَالَى وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ ، فَلا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْفِكَ بِهَا دَماً وَلا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرَةً ، فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ بِقِتَالِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُولُوا : إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذِنَ لِرَسُولِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ ، وَإِنَّمَا أُذِنَ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ ، وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ . فَلْيُبَلِّغْ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) . فَقِيلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ : مَا قَالَ :لَكَ ؟ قَالَ : أَنَا أَعْلَمُ بِذَالِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ ، إِنَّ الْحَرَمَ لا يُعِيذُ عَاصِياً وَلا فَارًّا بِدَمٍ وَلا فَارًّا بِخَرْبَةٍ .

انھوں نے (مدینے کے گونرر) عمرو بن سعید بن عاص جو کہ مکہ میں (سیّدنا ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے لیے) فوجیں بھیج رہے تھے، سے کہا: اے امیر! مجھے اجازت دیجیے کہ میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان بیان کروں جو آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن صبح کو فرمایا، میرے کانوں نے اسے سنا، میرے دل نے اسے یاد کر لیا اور میری آنکھوں نے اسے دیکھا جس وقت آپ نے وہ بات تکلم فرمائی: آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرام ٹھہرایا ہے اور لوگوں نے اسے حرام نہیں کیا، چنانچہ کسی آدمی کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو جائز نہیں ہے کہ وہ اس میں خون بہائے اور نہ ہی اس کے کسی درخت کو کاٹے، سو اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے قتال کی بنا پر (خون بہانا) جائز سمجھے تو (اسے) کہو کہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے رسول کو اجازت دی تھی لیکن تمہیں اس نے اجازت نہیں دی اور مجھے بھی دن کی (صرف) ایک گھڑی (کے لیے) اجازت دی گئی تھی اور پھر اس کی حرمت آج کے دن ویسے ہی لوٹ آئی جیسے کل تھی، تو جو شخص حاضر ہے اسے غیر حاضر کو بتا دینا چاہیے۔ ابوشریح سے پوچھا گیا کہ پھر عمرو بن سعید نے آپ کو کیا جواب دیا؟ انھوں نے کہا: (اس نے یہ جواب دیا کہ) اے ابوشریح! میں اس حدیث کو آپ سے زیادہ جانتا ہوں، بلاشبہ حرم نافرمان کو پناہ نہیں دیتا، نہ خون کر کے بھاگنے والے کو اور نہ ہی خیانت کر کے بھاگنے والے کو۔

شرح المفردات: ...... أَمْسِ: گزشتہ دن، سابقہ دن۔

فَارًّا: ...... فرار ہونے والا، بھاگنے والا۔/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

الْخَرَبَة: ...... اس کے متعدد معانی کیے گئے ہیں، مثلاً: خیانت، چوری، تہمت وغیرہ۔

شرح الحدیث: ...... حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ الساعة سے مراد فتح مکہ کا دن

ہے۔ (فتح الباری لابن حجر: ١٩٨/١) مسند احمد میں اس کے وقت کی تعیین کا بھی ذکر ہے کہ یہ گھڑی طلوعِ آفتاب سے لے کر عصر تک تھی۔ (مسند احمد: ١٧٩/٢) عمرو بن سعید بن عاص، یزید کی طرف سے مدینے کے گونرر تھے اور اپنے تئیں سیّدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو باغی سمجھتے تھے اور اسی تاویل سے انھوں نے مکہ پر فوج کشی کا جواز نکالا، حالانکہ ان کا یہ خیال بالکل غلط تھا۔

راوی الحدیث: ......ابوشریح رضی اللہ عنہ مشہور صحابی تھے۔ قبیلہ بنوخزاعہ سے تعلق تھا۔ فتح مکہ سے قبل مسلمان ہوئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس احادیث روایت کیں اور ٦٨ ہجری میں مدینہ طیبہ میں انتقال ہوا۔

(٢٢٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ : ((لا هِجْرَةَ بَعْدَ الفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ ، وَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوا)) ، وَقَالَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ : ((إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، لا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلا يَلْتَقِطُ لُقْطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا ، وَلا يُخْتَلٰى خَلاهُ)) . فَقَالَ الْعَبَّاسُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ ، فَإِنَّهُ لِقَيْنِهِمْ وَبُيُوتِهِمْ ، فَقَالَ : ((إِلَّا الْإِذْخِرَ)) .

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مکہ) فتح (ہونے) کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد اور (ہجرت کی) نیت رہے گی اور جب تم سے نکلنے کا مطالبہ کیا جائے تو تم (جہاد کے لیے) نکلو اور فتح مکہ کے دن فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو اسی دن حرام کر دیا تھا جس دن آسمان وزمین کو پیدا فرمایا، چنانچہ وہ اللہ کے حرام قرار دینے سے لے کر قیامت کے دن تک حرام ہی ہے، مجھ سے پہلے کسی کے لیے بھی اس میں قتال کرنا جائز نہیں تھا اور نہ ہی میرے لیے حلال ہے سوائے دن کی ایک گھڑی میں، سو وہ اللہ تعالیٰ کے حرام کرنے سے لے کر قیامت تک حرام ہی رہے گا۔ نہ اس کے درخت کے پتے کاٹے جائیں، نہ اس کے شکار کو مار بھگایا جائے، نہ اس کی گری پڑی چیز کو اٹھایا جائے مگر جو اسے پہچان لے اور نہ ہی اس کی سبز گھاس کاٹی جائے، عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! سوائے اذخر بوٹی کے؟ کہ وہ لوہاروں کے اور گھروں میں کام آتی ہے (یعنی اس کی رخصت دے دیجیے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوائے اذخر بوٹی کے۔

شرح المفردات: ......إِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ: جب تمھیں قتال فی سبیل اللہ کے لیے نکلنے کو کہا جائے۔/ جمع مذکر حاضر، فعل ماضی مجہول، باب استفعال۔

---

(٢٢٠) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب مايحل القتال بمكة، ح:١٨٣٤ـ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب تحريم مكة وصيدها۔۔۔، ح:١٣٥٣ .

لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ: ...... درخت کے پتے اور کانٹے دونوں ہی مراد ہیں۔/ **لَا يُعْضَدُ:** واحد مذکر غائب، فعل ماضی منفی مجہول، باب **نَصَرَ يَنْصُرُ**۔

لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ: ...... یعنی نہ تو شکار اس کی جگہ سے اُڑایا جائے اور نہ ہی اسے خوف زدہ کیا جائے۔/ **لَا يُنَفَّرُ:** واحد مذکر غائب، فعل ماضی منفی مجہول، باب تفعیل۔

لَا يُخْتَلٰى خَلَاهُ: ...... **الْخَلَا** سے مراد گھاس اور **إِخْتِلَاء** سے مراد اسے کاٹنا۔/ **لَا يُخْتَلٰى:** واحد مذکر غائب، فعل ماضی منفی مجہول، باب افتعال۔

الْإِذْخَر: ...... یہ بہت پیاری خوشبو والی بوٹی ہوتی ہے۔

لِقَيْنِهِمْ: ...... یعنی لوہار اس سے آگ جلاتے ہیں۔

شرح الحدیث: ......حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام خطابی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اسلام کے اوّلیں عہد میں اسلام قبول کرنے والوں پر ہجرت فرض تھی، کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور اس وجہ سے وہ اپنا دفاع نہیں کر پاتے تھے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے مکہ فتح فرما دیا اور لوگ فوج درفوج اسلام میں داخل ہونے لگے تو ہجرت الی المدینہ کا فرض ساقط ہو گیا، لیکن جہاد کا فرض بدستور باقی رہا۔ (فتح الباری لابن حجر: ٦/ ٣٨) لیکن اسے عموم پر محمول کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ جہاں کہیں بھی مسلمان کفر کے پنجۂ استبداد میں جکڑے ہوئے ہیں ان کے لیے ہجرت کا حکم بدستور باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گا، وہ اپنی جان اور دین کو بچانے کے لیے بلادِ کفر سے اسلامی ممالک کی طرف ہجرت کر سکتے ہیں۔

بَابُ مَا يَجُوْزُ قَتْلُهُ......ان جانوروں کا بیان جنھیں حرم میں مارنا جائز ہے

(٢٢١) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِي الْحَرَمِ: الْغُرَابُ وَالْحِدَأَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَأْرَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ جانور ایسے ہیں جو سب کے سب فاسق ہیں، وہ حرم میں بھی قتل کر دیے جائیں گے: کوّا، چیل، بچھو، چوہیا اور ہڑکایا ہوا کتا۔

وَلِمُسْلِمٍ: ((يُقْتَلُ خَمْسٌ فَوَاسِقَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ)).

مسلم میں ہے: پانچ فواسق جانور حل و حرم میں قتل کر دیے جائیں۔

شرح المفردات: ......**فَاسِقٌ:** یہاں فاسق سے مراد نقصان کرنے والا اور گزند پہنچانے والا ہے۔/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب **نَصَرَ يَنْصُرُ**۔

---

(٢٢١) صحیح البخاری، کتاب الاحصار وجزاء الصید، باب مایقتل المحرم من الدوآبّ، ح:١٧٣٢۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب مایندب للمحرم وغیرہ قتلہ من الدوآبّ، ح:١١٩٨

الْكَلْبُ الْعَقُوْرُ: ...... ہڑکایا ہوا، زہریلا، جس سے لوگوں کو خوف آئے، جو لوگوں کو کاٹتا پھرے۔/ **الْعَقُوْرُ**: صفت مشبہ، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحديث: ......ان جانوروں کو فواسق اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ یہ ایذا پہنچانے، خرابی پیدا کرنے اور نقصان کرنے میں دیگر جانوروں سے بڑھ کر ہیں۔

غراب کا لفظ غرب سے ہے، جس کا معنی وطن سے دور ہونا ہے۔ اسے غراب اس لیے کہا جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جب طوفان میں اس کی خبر لینا چاہی تو اسے گم پایا، کیونکہ یہ وطن چھوڑ کر جا چکا تھا۔ (ارشاد الساری للقسطلانی: ۳/ ۳۰۲) اور حدیث میں جو کوّا مراد ہے وہ الغراب الأبقع ہے، یعنی کوے کی وہ قسم جو دھبے دار ہوتا ہے۔ (حیاۃ الحیوان الکبریٰ للامیری: ۲/ ۶۳۱)

چیل کو بھی نقصان پہنچانے کی وجہ سے فاسق کہا گیا ہے۔ سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ میں گوشت لیے کھڑے تھے کہ اچانک ایک چیل جھپٹی اور آپ سے گوشت چھین کر لے گئی اور کھاتے ہوئے ایک ہڈی اس کے حلق میں پھنس گئی اور وہ مر گئی۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر: ۲۰/ ۳۵۰)

بچھو کی بابت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں بچھو نے ڈس لیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ، مَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهُ، اُقْتُلُوْهَا فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ.)) ”اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت فرمائے (کیونکہ) یہ نہ نمازی کو چھوڑتا ہے اور نہ ہی کسی اور کو، اسے حل و حرم میں مار دیا کرو۔“ (سنن ابن ماجه: ۱۲۴۶)

چوہیا کو فویسقہ کہا جاتا ہے، کیونکہ جانوروں میں اس سے زیادہ فسادی جانور کوئی نہیں ہے۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک چوہیا نے چراغ کی بتی پکڑی اور اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس چٹائی پر لا گرایا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، تو اس نے وہ چٹائی جلا دی۔ (سنن ابی داؤد: ۵۲۴۷)

ہڑکائے ہوئے کتے کے حکم کی توضیح کرتے ہوئے امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ کسی ایسے کتے کو مارنا جائز نہیں ہے جس سے کسی نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔ (المجموع شرح المهذب للنووی رحمہ اللہ: ۷/ ۲۸۵)

بَابُ دُخُوْلِ مَكَّةَ وَغَيْرِهِ ...... مکہ وغیرہ میں داخلے کا بیان

(۲۲۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: ابْنُ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پہ خود تھا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتارا تو ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۲۲۲) صحیح البخاری، کتاب الاحصار وجزاء الصید، باب دخول الحرم ومکة بغیر احرام، ح:۱۷۴۹۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب جواز دخول مکة بغیر احرام، ح:۱۳۵۷

خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ ، فَقَالَ : ((اُقْتُلُوهُ)) .

کے پاس آیا اور اس نے کہا: ابن خطل کعبے کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے (وہیں) قتل کر دو۔

شرح المفردات: ...... **الْمِغْفَرُ:** جنگ میں سر پہ پہنا جانے والا لوہے کا خود جو سر کو دشمن کے وار سے بچاتا ہے۔

أَسْتَار: ...... یہ **سِتْرٌ** کی جمع ہے، پردے

شرح الحديث: ......ابنِ خطل کو قتل کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ نبی کریم ﷺ کی ہجو میں اشعار لکھا کرتا تھا، پھر وہ اشعار اپنی دو لونڈیوں کو دیتا، جو انھیں گانے کے انداز میں پڑھا کرتی تھیں، اسی عملِ شنیع کے باعث آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم فرمایا۔ (تفسیر البغوی : ٤/ ٥٤٠) یہ حدیث گستاخ رسول کے واجب القتل ہونے پر دلیل ہے۔

(٢٢٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا الَّتِي بِالْبَطْحَاءِ وَخَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى .

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں ثنیہ علیا یعنی مقام کداء کی طرف سے داخل ہوتے، جو بطحاء میں ہے اور ثنیہ سفلیٰ یعنی نچلی وادی کی جانب سے نکلتے۔

شرح المفردات: ...... **كَدَاءٍ:** یہ مکہ کے بالائی علاقہ میں ایک جگہ کا نام ہے، جسے آج کل ریع الحجون کہا جاتا ہے۔

الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى: ...... دو پہاڑوں کا درمیانی راستہ یعنی وادی۔

شرح الحديث: ......امام سہیلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مکہ کے لیے بلندی کی طرف سے اس لیے داخل ہوئے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب ﴿فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيٓ إِلَيْهِمْ﴾ (ابراهيم : ١٤/ ٣٧) فرمایا تھا تو وہ بلند مقام پر کھڑے تھے، جیسا کہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

(الروض الأنف للسهيلي : ٤/ ١٦٢)

(٢٢٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ : دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْبَيْتَ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَأَغْلَقُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَلَمَّا فَتَحُوا كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ وَلَجَ ، فَلَقِيتُ بِلَالًا فَسَأَلْتُهُ : هَلْ صَلّٰى فِيهِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ، اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم بیت اللہ میں داخل ہوئے تو انھوں نے دروازہ بند کر لیا، پھر جب انھوں نے دروازہ کھولا تو سب سے پہلے داخل ہونے والا میں تھا، چنانچہ میں بلال رضی اللہ عنہ سے ملا تو ان سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس میں

(٢٢٣) صحيح البخاري ، كتاب الحج ، باب من أين يخرج من مكة ، ح:١٥٠٠ـ صحيح مسلم ، كتاب الحج ، باب استحباب دخول مكة من الثنية والخروج ـــ ، ح:١٢٥٧

(٢٢٤) صحيح البخاري ، كتاب الحج ، باب اغلاق البيت ، ح:١٥٩٨ـ صحيح مسلم ، كتاب الحج ، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره ، ح:١٣٢٩ .

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ . نماز ادا فرمائی تھی؟ انھوں نے کہا: ہاں، داہنے دوستونوں کے درمیان۔

شرح المفردات:...... وَلَجَ: داخل ہوا/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

الْعُمُودَيْنِ :...... عَمُودٌ کا تثنیہ، دوستون۔

شرح الحديث:......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیت اللہ کے اندر بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے اوراس صورت میں نمازی کا رُخ جس طرف بھی ہو درست ہے۔ البتہ امام بخاری رحمہ اللہ کے قائم کردہ ترجمۃ الباب بـاب اغـلاق البيت سے یہ بات احاطۂ علم میں آتی ہے کہ بیت اللہ میں نماز پڑھنے کی صورت میں اس کا دروازہ بند کرنا ضروری ہے، کیونکہ اگر نمازی کا رُخ دروازے ہی کی جانب ہو اور دروازہ بند نہ ہو تو اس کا رُخ غیر قبلہ کی جانب ہوگا۔

(٢٢٥) عَنْ عُمَرَ رضي الله عنه أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ ، وَقَالَ : إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ .

(۲۲۵) سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ حجر اسود کے پاس تشریف لائے اوراسے بوسہ دے کرفرمایا: یقیناً میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، تو نہ تو فائدہ دے سکتا ہے اور نہ ہی نقصان پہنچا سکتا ہے، اوراگر میں نے نبی ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

شرح الحديث:......امام ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہما نے یہ اس لیے فرمایا تاکہ لوگوں کو پتہ چل سکے کہ میں صرف رسول اللہ ﷺ کے عمل کی پیروی میں اسے بوسہ دے رہا ہوں، کیونکہ عہدِ جاہلیت میں لوگ بطورِ تعظیم بھی پتھروں کو چوما کرتے تھے، چنانچہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بتلانا چاہا کہ میں سنت سمجھ کر یہ کر رہا ہوں نہ کہ عہدِ جاہلیت کا جاہلی کام دہرا رہا ہوں۔ (كشف اللثام للسفاريني : ٤/ ٢٤٣)

(٢٢٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ : لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ مَكَّةَ ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ : إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ قَوْمٌ وَهَنَتْهُمْ حُمّٰى يَثْرِبَ ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ وَأَنْ يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَلَمْ يَمْنَعْهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اورآپ کے صحابہ کرام مکہ تشریف لائے تو مشرکین (آپس میں) کہنے لگے کہ تمھارے پاس وہ لوگ آئے ہیں جنھیں یثرب (مدینہ) کے بخار نے کمزور کر کے رکھ دیا ہے، تو نبی ﷺ نے انھیں (یعنی صحابہ کو) حکم فرمایا کہ طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل کریں اور دونوں رکنوں کے درمیان عام

(٢٢٥) صحيح البخاري، كتاب الحج، باب ما ذكر في الحجر الأسود، ح: ١٥٩٧ ـ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الأسود في الطواف، ح: ١٢٧٠ .

(٢٢٦) (صحيح البخاري، كتاب الحج، باب كيف كان بدء الرمل، ح:١٥٢٥ ـ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب الرمل في الطواف والعمرة، ح:١٢٦٦)

الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا ، إِلَّا الْإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ . چال میں چلیں، اور آپ ﷺ نے ان پر صرف آسانی کرنے کی غرض سے یہ حکم نہیں فرمایا کہ تمام چکروں میں رمل کرو۔

شرح المفردات: ......وَهَنَتْهُمْ: انھیں کمزور وناتواں اور بے ہمت کر دیا ہے۔/ وَهَنَ: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

يَثْرِبُ: ...... عہدِ اسلام سے قبل مدینہ منورہ کا نام یثرب تھا۔

الرَّمَلُ: ...... سینہ نکال کر اور کندھے ہلا ہلا کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے تیز چال چلنا۔ اس سے کفار کو اپنی طاقت اور قوت دکھلانا مقصود تھا۔

الرُّكْنَيْنِ: ...... ان سے مراد دونوں یمانی رکن ہیں۔

الإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ: ...... آسانی ونرمی، شفقت ومحبت۔/ إِبْقَاءٌ: مصدر، باب افعال۔

شرح الحديث: ......رمل کرنے کے حکم کی توجیہ حدیث میں ہی مذکور ہے کہ مشرکین نے یہ سمجھا کہ مسلمان مدینہ کی آب و ہوا موافق نہ آنے کی وجہ سے کمزور ہو چکے ہیں، تو نبی ﷺ نے مشرکین کو مسلمانوں کی طاقت کا اندازہ لگوانے کے لیے رمل کا حکم فرمایا، تا کہ ان کا یہ خیال زعمِ باطل ثابت ہو۔ بعد میں یہ عمل سُنّت کے طور پہ جاری رہا اور اب بھی اس سنت پہ عمل کیا جاتا ہے۔

(۲۲۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ يَقْدَمُ مَكَّةَ إِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ أَوَّلَ مَا يَطُوفُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ أَشْوَاطٍ .

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ مکہ تشریف لاتے تو پہلے طواف شروع کرتے وقت حجر اسود کو بوسہ دیتے اور پہلے تین چکروں میں رمل فرماتے۔

شرح المفردات: ......يَخُبُّ: یہ رمل کا مترادف ہے۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

شرح الحديث: ......اس حدیث میں خود رسول اللہ ﷺ کے اپنے عمل کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ بھی رمل فرمایا کرتے تھے۔ گویا رمل کا قولی و عملی ہر دو طرح سے حکم دیا گیا ہے۔

(۲۲۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : طَافَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى بَعِيرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ .

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں اونٹ پر (سوار ہو کر) طواف کیا اور آپ ﷺ چھڑی کے ساتھ حجر اسود کا استلام کرتے تھے۔

---

(۲۲۷) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب استلام الحجر الأسود حين يقدم مكة أول مايطوف ويرمل ثلاثاً، ح:١٦٠٣ ـ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب الرمل فی الطواف والعمرة، ح:١٢٦١ .

(۲۲۸) صحيح البخاری، كتاب الحج، استلام الركن بالمحجن، ح:١٥٣٠ ـ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب جوازالطواف على بعيروغيره واستلام الحجربمحجن ونحوه للراكب، ح:١٢٧٢ .

شرح المفردات: ......الْمِحْجَنُ: ایسی چھڑی جس کا سرا مڑا ہوا ہو۔

شرح الحدیث: ......امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے سوار ہو کر طواف اس لیے کیا تا کہ آپ ﷺ لوگوں کو حج کا طریق کار بتلا سکیں۔ اس سے استدلال کرتے ہوئے علماء کی ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ اگر کوئی امام لوگوں کو تعلیم دینے کی غرض سے کسی بلند جگہ پر بیٹھتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(الفروع لابن المفلح: ۳۶۹/۳)

(۲۲۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمْ أَرَ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَلِمُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو سوائے دونوں یمانی رکنوں کے بیت اللہ کے کسی حصے کا استلام کرتے نہیں دیکھا۔

شرح المفردات: ......الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ: ان سے مراد ایک رکنِ یمانی اور دوسرا رکنِ شرقی ہے جس میں حجرِ اسود نصب ہے۔

شرح الحدیث: ......ایک روایت میں سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: ((اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَدَعُ اَنْ يَسْتَلِمَ الْحَجَرَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَّ فِي كُلِّ طَوَافِهِ.)) ''نبی ﷺ اپنے ہر طواف میں حجرِ اسود اور رکنِ یمانی کا استلام نہیں چھوڑا کرتے تھے۔'' (مسند احمد: ۱۸/۲، سنن ابی داؤد: ۱۸۷۶)

بَابُ التَّمَتُّعِ ......حج تمتع کا بیان

حج کی تین اقسام ہیں:

(۱) حجِ افراد (۲) حجِ تمتع (۳) حجِ قران

حج افراد: ......میقات سے صرف حج ہی کا احرام باندھنا اور اکیلے حج ہی کی ادائیگی کرنا۔

حج تمتع: ......حج کے ایام میں پہلے عمرے کا احرام باندھنا، اس کی ادائیگی کر لینے کے بعد احرام کھول دینا۔ اور پھر یومِ ترویہ یعنی ۸ ذوالحجہ کو حرم ہی سے حج کا احرام باندھنا۔

حجِ قران: ......میقات سے حج وعمرہ کا اکٹھا احرام باندھنا، یا پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھنا اور پھر حج کو بھی اس میں شریک کر لینا۔ اس صورت میں عمرے کے افعال حج میں ہی شامل ہو جاتے ہیں، یعنی الگ سے ادا نہیں کرنا پڑتے۔

(۲۳۰) عَنْ أَبِي جَمْرَةَ نَصْرِ بْنِ عِمْرَانَ الضُّبَعِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ

ابوجمرہ نصر بن عمران ضبعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حجِ تمتع کی بابت پوچھا تو انھوں نے مجھے اس

(۲۲۹) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب الرمل فی الحج والعمرة، ح:۱۵۲۹۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين فی الطواف دون الركنين الآخرين، ح:۱۲۶۷.

(۲۳۰) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب فمن تمتع بالعمرة الى الحج، ح:۱۶۰۳۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب جوازالعمرة فی أشهر الحج، ح:۱۲۴۲.

الْمُتْعَةِ ؟ فَأَمَرَنِي بِهَا ، وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْهَدْيِ ؟ فَقَالَ : فِيهِ جَزُورٌ أَوْ بَقَرَةٌ أَوْ شَاةٌ أَوْ شِرْكٌ فِي دَمٍ ، قَالَ : وَكَانَ نَاسٌ كَرِهُوهَا ، فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ إِنْسَاناً يُنَادِي : حَجٌّ مَبْرُورٌ وَمُتْعَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ . فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ ، فَقَالَ : اللّٰهُ أَكْبَرُ سُنَّةُ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ .

(کے کرنے) کا حکم فرمایا، میں نے ان سے قربانی کے متعلق سوال کیا، تو انھوں نے فرمایا: اس میں اونٹ، گائے، بکری (کی قربانی) یا جانور میں حصہ ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ لوگ اسے ناپسند کرتے تھے، میں (ایک روز) سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے ایک انسان آواز لگا رہا ہے کہ حج بھی مبرور ہے اور عمرہ بھی مقبول ہے۔ چنانچہ میں سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے یہ بیان کیا تو انھوں نے فرمایا: اللہ اکبر! یہ تو ابو القاسم ﷺ کی سنت ہے۔

شرح المفردات: ......اَلْهَدْی: اس سے مراد وہ قربانی ہے جو دورانِ حج حرم میں دی جاتی ہے۔

اَلْجَزُوْرُ: ...... اس سے مراد جنس اونٹ ہوتا ہے، خواہ نر ہو یا مادہ۔

شِرْكٌ فِي دَمٍ: ...... اونٹ یا گائے کی قربانی کے حصوں میں اپنا حصہ ڈالنا۔

شرح الحدیث: ......بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے تمتع کی کراہیت منقول ہے، لیکن ان کا یہ مؤقف احادیثِ صحیحہ کے خلاف ہے، اس لیے مقبول نہیں ہے۔ جیسا کہ مذکورہ حدیث میں بھی بیان ہے کہ یہ نبی ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔ یہاں سے ایک اور بات عیاں ہوتی ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کا کوئی ایسا اجتہاد یا ایسا عمل جو صحیح حدیث کے خلاف ہو، جب اسے قبول کرنا درست نہیں ہے تو پھر ان سے کم مرتبہ کسی امام یا فقیہ کے قول کو حدیث وسنت پر کیونکر ترجیح دی جا سکتی ہے؟

راوی الحدیث: ......ابو جمرہ رحمہ اللہ ثقہ تابعی تھے اور آپ کے والد عمران کے صحابی ہونے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بصرہ سے تعلق تھا۔ پہلے آپ نیشا پور میں مقیم رہے، پھر مرو تشریف لے گئے اور پھر سرخس منتقل ہوئے۔ ۱۲۸ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۲۳۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ : تَمَتَّعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ وَأَهْدَى ، فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ، وَبَدَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ، ثُمَّ أَهَلَّ بِالْحَجِّ ، فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَهَلَّ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں عمرہ کرنے کے بعد حج کر کے تمتع کیا اور آپ ﷺ ذوالحلیفہ سے اپنے ساتھ قربانی لے گئے۔ آپ ﷺ نے پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور پھر حج کا تلبیہ پکارا۔ لوگوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرہ کرنے کے بعد حج کر کے تمتع کیا، بہت سے لوگ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے گئے تھے اور

---

(۲۳۱) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب من ساق البدن معه، ح:۱٦۰٦۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب وجوب الدم على المتمتع، ح:۱۲۲۷.

بِـالْـعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ ، فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ أَهْـدٰى فَسَـاقَ الْهَدْيَ مِنَ الْحُلَيْفَةِ ، وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يُهْدِ ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَكَّةَ قَـالَ لِـلنَّاسِ : ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ أَهْدٰى فَإِنَّهُ لَا يَـحِـلُّ مِـنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَـجَّـهُ ، وَمَـنْ لَـمْ يَـكُـنْ أَهْدٰى فَلْيَطُفْ بِـالْبَيْتِ وَبِـالـصَّـفَـا وَالْـمَـرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَـحْـلِـلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ وَلْيُهْدِ فَمَنْ لَمْ يَـجِـدْ هَـدْياً فَلْيَصُمْ ثَـلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ إِلٰى أَهْلِهِ)) فَطَافَ رَسُولُ الـلّٰهِ ﷺ حِيـنَ قَـدِمَ مَكَّةَ ، وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ أَوَّلَ شَيْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ مِنَ السَّبْعِ وَمَشٰـى أَرْبَـعَةً وَرَكَـعَ حِيـنَ قَضٰى طَوَافَهُ بِـالْبَيْتِ عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَـأَتَـى الـصَّـفَـا ، وَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ أَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ مِـنْـهُ حَتّٰـى قَـضٰـى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ ، وَأَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُـلِّ شَـيْءٍ حَـرُمَ مِـنْهُ ، وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ مَـنْ أَهْدٰى وَسَاقَ الْهَدْيَ مِنَ النَّاسِ .

کئی لوگ نہیں بھی لے کر گئے تھے، چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے تو فرمایا: جوشخص قربانی ساتھ لایا ہے اس کے لیے کوئی بھی ایسی چیز حلال نہیں ہوسکتی جواس پراس کی (یعنی احرام کی) وجہ سے حرام ہوگئی تھی، اور جوقربانی کا جانور ساتھ لے کرنہیں آیا وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور صفاومروہ کی سعی کرے اور بال کٹوا کرحلال ہوجائے، پھروہ حج کا احرام باندھے۔ سوجوشخص قربانی نہ پائے تو وہ دورانِ حج تین دِن کے روزے رکھے اور سات دِن کے تب جب وہ اپنے گھر واپس چلا جائے۔ آپ ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو سب سے پہلے طواف کیا اور حجرِ اسود کو بوسہ دیا، پھرتین چکروں میں رمل کیا اور چار چکر عام چال میں لگائے، پھر جب بیت اللہ کا طواف مکمل کیا تو مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی، چنانچہ سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہوکر صفا پہاڑ پر آئے اور صفاومروہ کے سات چکر لگائے، پھراحرام کے باعث جوبھی چیز آپ ﷺ پر حرام تھی وہ تب تک حلال نہیں ہوئی جب تک آپ ﷺ نے اپنا حج پورا نہ کرلیا اور نحر کے دِن قربانی کا جانور ذبح نہ کرلیا۔ جب آپ ﷺ لوٹے اور بیت اللہ کا طوافِ افاضہ کرلیا تو پھر ہر وہ چیز آپ ﷺ کے لیے حلال ہوگئی جو احرام کی وجہ سے حرام ہوئی تھی، اور جولوگ اپنے ساتھ قربانی لے کر گئے تھے، انھوں نے بھی اسی طرح کیا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔

شرح المفردات:...... **اَلْمَقَام**: اس سے مراد مقامِ ابراہیم ہے۔

شرح الحدیث:...... امام نووی رحمہ اللہ نے قاضی عیاض رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ اس حدیث میں مذکور لفظ تمتع لغوی طور پر مراد لیا گیا ہے، جبکہ اصل میں یہ تمتع نہیں بلکہ قران تھا، کیونکہ قران کو بھی تمتع کہہ لیا جاتا ہے، اور اس کا معنی یہ ہوگا کہ نبی کریم ﷺ نے پہلے حج کیا اور پھر عمرہ کرکے اسے بھی اس میں شامل کرلیا۔ (شرح مسلم للنووی: ۲۰۸/۸)

(٢٣٢) عَـنْ حَـفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَـالَـتْ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوا مِـنَ الْـعُـمْرَةِ وَلَـمْ تَحِلَّ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ ؟ فَـقَالَ : ((إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ)) .

نبی ﷺ کی زوجۂ مطہرہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ عمرہ کر کے حلال ہو گئے ہیں، حالانکہ آپ تو اپنے عمرہ (کے بعد) حلال نہیں ہوئے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے سر کی تلبید کی ہے اور اپنے قربانی کے جانور کو پٹا ڈال دیا ہے، لہٰذا میں تب تک حلال نہیں ہو سکتا جب تک قربانی کا جانور ذبح نہ کر لوں۔

شرح المفردات: ......**لَبَّدْتُ رَأْسِي:** تلبید سے مراد ہے کہ کسی لیس دار چیز کے ذریعے اپنے سر کے بال جما لینا تا کہ بال منتشر نہ ہوں۔ **لَبَّدْتُ:** واحد مذکر ومؤنث متکلم، فعل ماضی معلوم، باب تفعیل۔

شرح الحديث: ...... نبی ﷺ نے دراصل حجِ قران کا احرام باندھا تھا، اس لیے آپ ﷺ نے احرام نہیں کھولا اور فرمایا کہ اب میں حج کی ادائیگی کے بعد ہی احرام کھولوں گا۔

راوية الحديث:......ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا بعثت نبوی ﷺ سے پانچ سال قبل آپ کی ولادت ہوئی اور ۳ ہجری میں نبی ﷺ سے آپ کی شادی ہوئی۔ ساٹھ احادیث کی راویہ ہیں۔ آپ کی وفات کے بارے میں متعدد اقوال ہیں، جن میں سے راجح یہ ہے کہ ۵۰ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

(٢٣٣) عَـنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : أُنْـزِلَـتْ آيَةُ الْـمُتْـعَةِ فِـي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَـفَـعَـلْنَاهَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَنْزِلْ قُـرْآنٌ يُـحَـرِّمُهَا وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتّٰى مَاتَ ، قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شَاءَ .
قَالَ الْبُخَارِيُّ : يُقَالُ : إِنَّهُ عُمَرُ .

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قرآنِ کریم میں حج تمتع کی آیت نازل ہوئی تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ حج کیا، نہ تو قرآن (کا کوئی ایسا حکم) نازل ہوا جو اسے حرام قرار دیتا اور نہ ہی آپ ﷺ نے تا دمِ وفات اس سے منع فرمایا، ایک شخص نے اپنی ہی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔
امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ وہ شخص عمر رضی اللہ عنہ تھے۔

وَلِـمُسْـلِـمٍ : نَـزَلَتْ آيَةُ الْمُتْعَةِ- يَعْنِي مُتْعَةَ الْـحَجِّ- وَأَمَرَنَا بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، ثُمَّ لَمْ تَنْزِلْ آيَةٌ تَنْسَخُ آيَةَ مُتْعَةِ الْحَجِّ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا

مسلم میں یوں ہے کہ آیتِ متعہ یعنی حجِ تمتع کی آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کی ادائیگی کا حکم فرمایا، پھر کوئی ایسی آیت نازل نہیں ہوئی جو حجِ تمتع کی آیت کو منسوخ

(٢٣٢) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب التمتع والاقران والافراد بالحج، ح:١٤٩١۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب بيان أن القارن لايتحلل الا فى وقت تحلل الحاج المفرد، ح:١٢٢٩.

(٢٣٣) صحيح البخاری، كتاب التفسير، باب فمن تمتع بالعمرة الى الحج، ح:٤٢٤٦۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فى نسخ التحلل من الاحرام والأمر بالتمام، ح:١٢٢٦.

رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی مَاتَ . وَلَهُمَا بِمَعْنَاهُ . کرتی اور نہ ہی آپ ﷺ نے تادمِ وفات اس سے منع فرمایا۔ اور بخاری ومسلم میں اسی معنی کی روایت ہے۔

شرح المفردات: ......**اَلْمُتْعَةُ**: اس سے مراد حجِ تمتع ہے۔

شرح الحدیث: ......حدیث میں مذکور شخص سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ (فتح الباری لابن حجر: ۳/ ۴۳۲)

بَابُ الْهَدْيِ ......قربانی کا بیان

اَلْهَــدْيُ: ...... اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ میں سے کوئی بھی جانور جو قربانی کے لیے بیت اللہ الحرام میں لے جایا جائے اسے ھدی کہا جاتا ہے۔

(۲۳۴) عَـنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَـالَـتْ : فَتَـلْتُ قَلَائِـدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، ثُمَّ أَشْعَرَهَا وَقَـلَّـدَهَـا أَوْ قَـلَّـدْتُّهَـا ، ثُمَّ بَعَثَ بِهَا إِلَى الْبَيْـتِ ، وَأَقَـامَ بِـالْـمَـدِينَةِ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حِلاً .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے پٹے میں نے خود بٹے تھے، پھر آپ ﷺ نے ان کا اشعار کیا اور انھیں پٹا پہنایا، یا (فرمایا کہ) میں نے انھیں پٹا پہنایا، پھر آپ ﷺ نے انھیں بیت اللہ کی طرف روانہ کر دیا اور آپ مدینہ میں ہی ٹھہرے رہے، تو آپ ﷺ پر کوئی بھی ایسی چیز حرام نہیں ہوئی جو آپ کے لیے حلال تھی۔

شرح المفردات: ......**قَلَائِدَ**: یہ قِلَادَةٌ کی جمع ہے۔ وہ پٹے جانوروں کے گلے میں ڈالے جاتے ہیں۔

أَشْعَرَهَا: ...... إشعار کا مطلب یہ ہے کہ قربانی کے اونٹ کی کوہان کی دائیں جانب اتنا سا زخم لگا دینا کہ جس سے خون بہہ پڑے، یہ اس بات کی علامت ہوتی تھی کہ یہ قربانی کا جانور ہے، لہٰذا کوئی چور اور ڈاکو اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا۔ / اَشْعَرَ: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

شرح الحدیث: ......یعنی احرام سے پہلے صرف قربانی کا جانور بیت اللہ بھیجنے سے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اونٹ کا اشعار کیا جائے اور بکری کو پٹا پہنایا جائے۔ (الفروع لابن مفلح: ۳/ ۴۰۲)

(۲۳۵) عَـنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَـالَـتْ : أَهْدٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّةً غَنَماً .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ قربانی کے لیے (حرم کی جانب) بکری بھیجی۔

شرح المفردات: ......**غَنَماً**: بھیڑ اور بکری دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث سے بکری کی قربانی کا جواز ملتا ہے۔

---

(۲۳٤) صـحيـح البـخـاري، كتـاب الـحـج، باب من أشعروقلد بذي الحليفة ثم أحرم، ح:١٦٠٩۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب بعث الهدى الى الحرم لمن لايريد الذهاب بنفسه، ح:١٣٢١ .

(۲۳۵) صـحيـح البـخـاري، كتـاب الحج، باب تقليد الغنم، ح:١٦١٤۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب استحباب بعث الهدى الى الحرم لمن لايريد الذهاب بنفسه، ح:١٣٢١ .

(٢٣٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ رَأَى رَجُلاً يَسُوقُ بَدَنَةً فَقَالَ: ارْكَبْهَا، قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ: ارْكَبْهَا، فَرَأَيْتُهُ رَاكِبَهَا يُسَايِرُ النَّبِيَّ ﷺ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ قربانی (کے جانور) کے ساتھ (پیدل) چل رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ، اس نے کہا یہ تو قربانی کا جانور ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ۔ میں نے اسے دیکھا کہ وہ اس پر سوار نبی ﷺ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

وَفِي لَفْظٍ: قَالَ فِي الثَّانِيَةِ أَوِ الثَّالِثَةِ: ((ارْكَبْهَا وَيْلَكَ)) أَوْ ((وَيْحَكَ)).

ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ، تمھارے لیے ہلاکت ہو، یا (فرمایا:) تم پر افسوس ہے۔

شرح المفردات: ...... بَدَنَةٌ: اونٹ اور گائے پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

شرح الحدیث: ...... بعض نے اس حدیث کے ظاہری معنی کو لیتے ہوئے قربانی کے جانور یعنی اونٹ پر سوار ہونا واجب قرار دیا ہے، جبکہ جمہور علماء اسے کسی مصلحتِ دنیویہ پر محمول کرتے ہیں اور ان کے نزدیک واجب نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نہ تو خود سوار ہوئے ہیں اور نہ ہی باقی لوگوں کو سوار ہونے کا حکم فرمایا ہے۔

(شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد: ٣/٦٣)

(٢٣٧) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ أَتَصَدَّقَ بِلَحْمِهَا وَجُلُودِهَا وَأَجِلَّتِهَا وَأَنْ لَا أُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا شَيْئًا. وَقَالَ: نَحْنُ نُعْطِيهِ مِنْ عِنْدِنَا.

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں آپ ﷺ کی قربانی پر کھڑا رہوں اور اس کا گوشت، اس کی کھال اور اس کا جھول صدقہ کر دوں اور یہ (بھی حکم دیا) کہ میں قصاب کو اس سے کوئی چیز نہ دوں۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم اسے اپنی طرف سے دیا کرتے تھے۔

شرح المفردات: ...... أَجِلَّة: یہ جُلٌّ کی جمع ہے، اس سے مراد کپڑے یا رسیوں وغیرہ سے بنا ہوا وہ جھول ہے جو اونٹ کی پیٹھ پر رکھا جاتا ہے۔

جُلُودٌ: ...... جِلْدٌ کی جمع، مراد چمڑے، کھالیں۔

---

(٢٣٦) صحيح البخاري، كتاب الحج، باب تقليد النعل، ح:١٧٠٦، كتاب الوصايا، باب هل ينتفع الواقف بوقفه، ح: ٢٧٥٥ ـ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة......، ح:١٣٢٢ـ

(٢٣٧) صحيح البخاري، كتاب الحج، باب يتصدق بجلود الهدى---، ح:١٧١٧ـ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب الصدقة بلحوم الهدى وجلودها، ح:١٣١٧.

اَلْجَزَّار: ...... قصاب، جانور ذبح کرنے والا پیشہ ور شخص۔

شرح الحدیث: ......امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قربانی کے جانوروں کے چمڑے یا ان کی کسی بھی چیز کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، برابر ہے کہ وہ نفلی ہو یا واجب۔ البتہ نفلی میں اتنی سی رخصت ہے کہ ان کا چمڑا لباس وغیرہ کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ۹/ ٦٥)

(٢٣٨) عَـنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَتَـى عَـلٰى رَجُلٍ قَدْ أَنَاخَ بَدَنَتَهُ فَـنَـحَـرَهَا، فَقَالَ: ابْعَثْهَا قِيَاماً مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ.

زیاد بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ ایک آدمی کے پاس آئے جس نے اپنے اونٹ کو بٹھایا، پھر اس کی قربانی کی، تو آپ نے فرمایا: اسے سنتِ محمد ﷺ کے مطابق کھڑے ہوئے کو باندھ کر قربانی کرو۔

شرح المفردات: ......أَنَاخَ: عرب کے ہاں اُونٹ کو بٹھانے کے لیے نخّ کی آواز مخصوص تھی۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

شرح الحدیث: ......اونٹ کھڑا کر کے اس کا گھٹنا باندھ کر قربانی کرنا سنتِ رسول ﷺ اور عملِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہے، جیسا کہ ایک روایت میں یہ ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اونٹ کو کھڑا کر کے اس کا بایاں گھٹنا باندھ کر قربانی کیا کرتے تھے۔ (سنن ابی داؤد: ١٧٦٧)

راوی الحدیث: ......زیاد بن جبیر رحمہ اللہ ثقہ تابعی تھے اور آپ کے والد بھی جلیل القدر تابعی تھے۔ قبیلہ بنو ثقیف سے تعلق تھا۔

بَابُ الْغُسْلِ لِلْمُحْرِمِ ......محرم کے غسل کرنے کا بیان

(٢٣٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْـنَ عَبَّـاسٍ وَالْـمِسْـوَرَ بْنَ مَخْـرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اخْتَـلَفَا بِالْأَبْوَاءِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَغْسِلُ الْـمُـحْرِمُ رَأْسَهُ، وَقَالَ الْمِسْوَرُ: لَا يَغْسِلُ رَأْسَـهُ. قَالَ: فَأَرْسَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ إِلٰى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. فَـوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْـنَ الْـقَـرْنَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرُ بِثَوْبٍ، فَسَلَّمْتُ

عبداللہ بن حنین روایت کرتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سیّدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کا ابواء میں اختلاف ہو گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: محرم اپنے سر کو دھوئے گا، لیکن مسور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ اپنا سر نہیں دھوئے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے سیّدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تو میں نے انھیں کنویں پر لگی دو لکڑیوں کے درمیان غسل کرتے پایا اور وہ ایک کپڑے کے ساتھ پردہ کیے ہوئے تھے، میں نے

(٢٣٨) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب نحر الابل مقيدة، ح:١٧١٣۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب نحر البدن قياماً مقيدة، ح:١٣٢٠.

(٢٣٩) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب الاغتسال للمحرم، ح:١٨٤٠۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب جواز غسل المحرم بدنه ورأسه، ح:١٢٠٥.

عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقُلْتُ: أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ، أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْأَلُكَ: كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ؟ فَوَضَعَ أَبُو أَيُّوبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَأْطَأَهُ حَتّٰى بَدَا لِي رَأْسُهُ، ثُمَّ قَالَ لِإِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ: اُصْبُبْ فَصَبَّ عَلٰى رَأْسِهِ، ثُمَّ حَرَّكَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا رَأَيْتُهُ ﷺ يَغْتَسِلُ.

انھیں سلام کہا تو انھوں نے فرمایا: یہ صاحب کون ہیں؟ میں نے کہا: میں عبداللہ بن حنین ہوں، مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ پوچھنے کے لیے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حالت احرام میں اپنا سر مبارک کیسے دھویا کرتے تھے؟ سیّدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ پردے کے لیے لگے ہوئے کپڑے پر رکھا اور اسے نیچے جھکایا، یہاں تک کہ میرے سامنے ان کا سر واضح ہو گیا، پھر آپ نے اس شخص سے جو آپ پر پانی ڈال رہا تھا، کہا: پانی ڈال، اس نے آپ کے سر پہ پانی ڈالا، پھر آپ نے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اپنے سر کو حرکت دی اور دونوں ہاتھوں کو (پہلے) سر کے آگے لے کر آئے اور (پھر) پیچھے لے گئے، پھر فرمایا: میں نے آپ ﷺ کو اسی طرح غسل کرتے دیکھا۔

وَفِي رِوَايَةٍ: فَقَالَ الْمِسْوَرُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: لَا أُمَارِيكَ أَبَداً.

ایک روایت میں ہے کہ مسور رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: آج کے بعد میں کبھی بھی آپ سے جھگڑا نہیں کروں گا۔

شرح المفردات: ......**الأَبْوَاء:** مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام کا نام ہے۔

طَأْطَأَهُ: ...... اسے نیچے جھکایا/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب فعللہ۔

شرح الحديث: ......سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ سوال نہیں کیا کہ کیا نبی ﷺ نے بحالتِ احرام اپنے سر کو دھویا تھا؟ بلکہ انھوں نے سر دھونے کی کیفیت پوچھی، تاکہ ان کے سوال کے جواب کے ساتھ دھونے کے طریقِ کار کے علم کا بھی فائدہ حاصل ہو سکے۔ (فتح الباری لابن حجر: ٥٦/٤) اور حدیث سے محلِ استشہاد واضح ہے کہ محرم کے لیے اپنا سر اور اپنا بدن دھونا جائز ہے۔ (کشف اللّثام للسفارینی: ٣٥٢/٤)

راوی الحديث: ......اس حدیث میں تین اصحاب کا تذکرہ ہوا ہے۔ ایک تو حدیث کے راوی عبداللہ بن حنین ہیں۔ آپ ہاشمی تھے اور سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ثقہ تابعین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ یزید بن عبدالملک کو عہدۂ خلافت پر مقرر کرانے کے دنوں میں آپ کی وفات ہوئی۔ دوسرا نام معروف اور جلیل القدر صحابی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے، ان کا تعارف حدیث نمبر ١٦ کے تحت گزر چکا ہے۔ تیسرے سیّدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ہجرت سے دو سال بعد مکہ مکرمہ میں آپ کی ولادت ہوئی اور فتح مکہ کے سال ماہِ ذوالحجہ میں مدینہ تشریف لائے۔ اس وقت آپ کی عمر چھ برس تھی اور نبی ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر آٹھ برس تھی۔ ربیع الثانی ٦٤ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

بَابُ فَسْخِ الْحَجِّ إِلَى الْعُمْرَةِ

حج کی نیت توڑ کر عمرے کی نیت کرنے کا بیان

(٢٤٠) عَـنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما قَالَ : أَهَلَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ ، وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِنْهُمْ هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ ﷺ وَطَلْحَةَ ، وَقَدِمَ عَلِيٌّ رضي الله عنه مِنَ الْيَمَنِ ، فَقَالَ : أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَيَطُوفُوا ثُمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ ، فَقَالُوا : نَنْطَلِقُ إِلَى مِنًى وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ ؟ فَبَلَغَ ذَالِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : ((لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْلَا أَنَّ مَعِي الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ)) . وَحَاضَتْ عَائِشَةُ ، فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بِالْبَيْتِ ، فَلَمَّا طَهُرَتْ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ قَالَتْ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَنْطَلِقُونَ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَأَنْطَلِقُ بِحَجٍّ ، فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ : أَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ .

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ نے احرام باندھا اور نبی ﷺ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوا ان میں سے کسی کے ساتھ بھی قربانی نہیں تھی۔ علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے اور کہا: میں نے اسی کا احرام باندھا جس کا نبی ﷺ نے احرام باندھا، پھر نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ اسے عمرہ بنالیں، چنانچہ انھوں نے طواف کیا، پھر بال کاٹے اور حلال ہو گئے سوائے اس کے جس کے ساتھ قربانی تھی، تو انھوں نے کہا: کیا ہم منیٰ کی طرف چلیں۔ حالانکہ ہم میں سے کسی کا ذکر قطرے گرا رہا ہو؟ اس بات کا نبی ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے وہ کچھ پہلے سے معلوم ہوتا جو اب معلوم ہوا ہے تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں حلال ہو جاتا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئیں تو انھوں نے بیت اللہ کا طواف کرنے کے علاوہ تمام مناسک ادا کیے، پھر جب وہ پاک ہو گئیں اور بیت اللہ کا طواف کیا تو انھوں نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! لوگ حج اور عمرہ کر کے جا رہے ہیں اور میں صرف حج کر کے ہی جا رہی ہوں۔ آپ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو حکم فرمایا کہ وہ ان کے ساتھ تنعیم جائیں، چنانچہ انھوں نے حج کے بعد عمرہ ادا کیا۔

شرح المفردات: ...... يُقَصِّرُوا: قصر کا مطلب ہے بال چھوٹے چھوٹے کروانا، یہ حلق تو نہیں ہوتا لیکن اس کے قریب ہی ہوتا ہے۔/ جمع مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب تفعیل۔

ذَكَرٌ: ...... آدمی کی شرم گاہ، عضو تناسل۔

شرح الحديث: ...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقم فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ سے یہ بھی منقول ہے کہ حائضہ عورت

---

(٢٤٠) صحيح البخاري، كتاب الحج، باب تقضي الحائض المناسك كلّها الا الطواف بالبيت، ح:١٦٥١۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب بيان وجوه الاحرام۔۔۔، ح:١٢١٣ .

صفاومروہ کی سعی بھی نہیں کرسکتی۔ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ اس اضافے کو امام مالک رحمہ اللہ سے صرف یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔(فتح الباری لابن حجر: ۳/ ۵۰۴)

(۲۴۱) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَقُولُ: لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ، فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلْنَاهَا عُمْرَةً.

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے اور ہم کہہ رہے تھے: لَبَّيْكَ بِالْحَجِّ (یعنی حج کا تلبیہ کہہ رہے تھے) تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا تو ہم نے اسے عمرہ بنا دیا۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے حج کا احرام باندھنے کے بعد اسے عمرہ میں بدل دیا، امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب حجِ افراد اور قران کرنے والے کے لیے جب کہ وہ قربانی کا جانور نہ لایا ہو، اس کے استحباب کا ہے، لیکن اہلِ ظاہر کے ہاں مطلقاً واجب ہے۔(شرح عمدة الاحكام لابن دقيق العيد: ۳/ ۷۵)

(۲۴۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ الْحِلِّ؟ قَالَ: ((الْحِلُّ كُلُّهُ)).

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ چوتھی صبح کو آئے تو آپ ﷺ نے انھیں حکم دیا کہ وہ عمرہ بنا لیں، انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (عمرہ کر لینے سے) کون کون سی چیزیں حلال ہو جائیں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمام چیزیں حلال ہو جائیں گی۔

شرح المفردات: ......صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ: ذوالحجہ کے چوتھے دن کی صبح۔

شرح الحدیث: ......یعنی تمام وہ امور جو احرام کی وجہ سے محرم پر حرام ہوئے تھے، وہ سب حلال ہو گئے۔

(۲۴۳) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ وَأَنَا جَالِسٌ كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيرُ حِينَ دَفَعَ؟ قَالَ: كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ، فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ.

عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا اور میں (ان کے پاس) بیٹھا ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ جب (عرفات سے) لوٹتے تو (سواری کو) کس طرح چلاتے تھے؟ انھوں نے کہا: تیز چلاتے تھے اور جب (کھلی) جگہ پاتے تو دوڑاتے تھے۔

---

(۲٤۱) صحيح البخارى، كتاب الحج، باب من لبّى بالحج......، ح:۱۵۷۰۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فى المتعة بالحج والعمرة، ح:۱۲۱۸.

(۲٤۲) صحيح البخارى، كتاب الحج، باب التمتع والاقران والافراد......، ح: ۱۵٦٤۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب جوازالعمرة فى أشهرالحج، ح:۱۲٤۰.

(۲٤۳) صحيح البخارى، كتاب الحج، باب السيراذادفع من عرفة، ح:۱٦٦٦۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة، ح:۱۲۸٦.

شرح المفردات: ......العَنَقُ: تیز رفتار۔

فَجْوَۃَ: ......کشادہ اور کھلی جگہ۔

النَّصُّ: ...... خوب تیز دوڑانا، یہ العَنَقُ سے اوپر ہوتا ہے۔

شرح الحدیث: ......حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر رَش ہو تو بہت تیز چلنے سے قدرے آہستہ رفتار میں چلنا چاہیے۔ لیکن اگر ہجوم نہ ہو اور راستہ صاف ہو تو تیز چلنا بھی جائز ہے، لیکن وقار و اطمینان کے ساتھ، جیسا کہ آپ ﷺ کا عمل ہے اور آپ ﷺ کا یہ فرمان بھی کہ ((عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ)) ''سکون و وقار کو لازم پکڑو۔''

(صحیح البخاری: ٨٦٦)

راوی الحدیث: ......آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ جلیل القدر صحابی اور فقہائے سبعہ میں سے ایک تھے۔ خلافتِ عثمانیہ میں آپ کی ولادت ہوئی اور ۹۴ ہجری میں بہ حالتِ روزہ وفات پائی۔

(٢٤٤)عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَقَفَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَجَعَلُوا يَسْأَلُونَهُ فَقَالَ رَجُلٌ: لَمْ أَشْعُرْ فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ؟ قَالَ: ((اذْبَحْ وَلَا حَرَجَ))، وَجَاءَ آخَرُ فَقَالَ: لَمْ أَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ؟ قَالَ: ((ارْمِ وَلَا حَرَجَ))، فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ: ((افْعَلْ وَلَا حَرَجَ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع میں کھڑے ہوئے تو لوگ آپ ﷺ سے سوال کرنے لگے: ایک شخص نے کہا: مجھے پتہ نہیں چلا اور میں نے قربانی سے پہلے ہی سر منڈوا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اب قربانی کر لو، کوئی حرج نہیں۔ پھر دوسرا شخص آیا تو اس نے کہا: مجھے پتہ نہیں چلا اور میں نے رمی سے پہلے قربانی کر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اب رمی کر لو، کوئی حرج نہیں ہے۔ اس دن آپ ﷺ سے کسی بھی چیز کے آگے پیچھے ہو جانے کے بارے میں جو بھی سوال کیا گیا، آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے، اب کر لو۔

شرح المفردات: ......لَمْ أَشْعُرْ: مجھے پتہ نہ تھا، معلوم نہ تھا، شعور نہ تھا۔/ واحد مذکر و مؤنث متکلم، فعل مضارع منفی معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

لَا حَرَجَ: ...... کوئی حرج نہیں ہے، کوئی گناہ نہیں ہے۔

شرح الحدیث: ......ابن دقیق العید رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں کہ یوم النحر کے چار اعمال ہیں: رمی جمار، قربانی کرنا، سر منڈوانا یا بال چھوٹے کرنا اور پھر طوافِ افاضہ کرنا۔ یہی مشروع ترتیب ہے اور اس میں کوئی

---

(٢٤٤) صحیح البخاری، کتاب الحج، باب الفتیا علی الدابة عند الجمرة، ح: ١٧٣٦۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب من حلق قبل النحر أو نحر قبل الرمی، ح: ١٣٠٦.

اختلاف نہیں ہے۔(شرح عمدة الاحكام لابن دقيق العيد: ۳/ ۷۷)

افضل یہی ہے کہ ہر رُکن بالترتیب ادا کیا جائے، لیکن اگر لاعلمی میں ترتیب درست نہ رہے تو کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ ہی اسے دوبارہ کرنے کی ضرورت ہے، جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔

(٢٤٥) عنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ النَّخَعِيِّ أَنَّـهُ حَـجَّ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ، فَرَآهُ رَمَى الْجَمْرَةَ الْكُبْرٰى بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ فَجَعَلَ الْبَيْتَ عَـنْ يَسَـارِهِ وَمِـنًـى عَنْ يَمِينِهِ، ثُمَّ قَالَ : هٰذَا مَقَامُ الَّذِي أُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ ﷺ .

عبدالرحمٰن بن یزید نخعی روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو انھیں جمرۂ کبریٰ کی سات کنکریوں سے رمی کرتے دیکھا،انھوں نے بیت اللہ کو اپنے بائیں جانب کیا اور منیٰ کو اپنے دائیں جانب، پھر فرمایا: یہی ان کا بھی مقام تھا جن پر سورۃ البقرہ نازل کی گئی۔

شرح المفردات: ...... **حَصَيَات:** یہ حِصَاةٌ کی جمع ہے، کنکریاں، پتھریاں، سنگ ریزیاں۔

شـرح الـحـديث: ......بعض حجاج مزدلفہ ہی سے کنکریاں لے لیتے ہیں یا منٰی میں پہنچنے سے پہلے راستے میں سے اُٹھا لیتے ہیں، کنکریاں جہاں سے بھی لی جائیں جائز ہیں، البتہ منٰی سے لینا مکروہ سمجھا گیا ہے اور اسی طرح کنکریوں کو توڑنا بھی کراہت کا عمل بتلایا گیا ہے۔ کنکری نہ بہت بڑی ہونی چاہیے اور نہ بہت چھوٹی۔ اگر کنکری نجس ہے تو اسے دھونے سے نجاست زائل ہو جائے گی لیکن اگر نہ دھویا جائے تو بھی جائز ہے، نہ دھونے کو مکروہ سمجھا گیا ہے۔ کنکریوں کی تعداد سات ہونی چاہیے۔ پھر کنکریاں مارتے وقت یکے بعد دیگرے ایک ایک کنکری مارنی چاہیے، ساری اکٹھی مارنا جائز نہیں ہے۔(كشف اللثام للسفاريني: ٤/ ٤١٠)

اس امر پر سب کا اتفاق ہے کہ کنکریاں جہاں سے بھی ماری جائیں جائز ہے، یعنی خواہ اس کی طرف سیدھا رُخ کیا جائے، یا اسے اپنے دائیں اور بائیں کر لیا جائے یا اس کے اوپر اور نیچے ہو لیا جائے، سب جائز ہے، اختلاف اس کے افضل ہونے میں ہے۔(فتح الباری لابن حجر: ۳/ ۵۷۲)

راوی الـحـديث: ......عبدالرحمٰن بن فرید رحمہ اللہ ثقہ تابعی تھے اور کوفہ سے تعلق تھا۔ آپ کے سن وفات کے بارے میں دو قول منقول ہیں: یحییٰ بن بکیر کے مطابق آپ کی وفات ۷۳ہجری میں ہوئی اور فلاس کے نزدیک آپ کا سن وفات ۸۳ہجری ہے۔

(٢٤٦) عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰــهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُـولَ الـلّٰـهِ ﷺ قَـالَ : ((الـلّٰهُـمَّ ارْحَـمِ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما، صحابہ رضی اللہ عنہم نے

(٢٤٥) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب من رمى جمرة العقبة فجعل البيت عن يساره، ح:١٧٤٩- صحيح مسلم، كتاب الحج، باب رمى جمرة العقبة من بطن الوادى۔۔۔، ح:١٢٩٦ .

(٢٤٦) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب الحلق والتقصير عندالاحلال، ح:١٦٢٦ -صحيح مسلم، كتاب الحج، باب تفضيل الحلق على التقصير، ح:١٣٠١ .

الْـمُـحَـلِّـقِيـنَ))، قَالُوا : وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُــولَ الـلّٰـهِ ؟ قَـالَ : ((الـلّٰـهُـمَّ ارْحَـمِ الْـمُـحَـلِّـقِيـنَ))، قَـالُوا : وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : ((وَالْمُقَصِّرِينَ)) .

کہا: اے اللہ کے رسول! بال کٹوانے والوں پر (بھی رحمت کی دعا فرمایئے) آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! سر منڈوانے والوں پر رحم فرما، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اور بال کٹوانے والوں پر بھی، آپ ﷺ نے فرمایا: اور بال کٹوانے والوں پر بھی رحم فرما۔

شرح المفردات: ...... **اَلْمُحَلِّقِينَ**: سر منڈوانے والے۔/ جمع مذکر، اسم فاعل، باب تفعیل۔

اَلْمُقَصِّرِينَ: ...... بال کٹوانے والے۔/ جمع مذکر، اسم فاعل، باب تفعیل۔

شرح الحدیث: ...... نبی مکرم ﷺ نے سر منڈوانے والوں کے لیے تین مرتبہ دعائے رحمت فرمائی، جبکہ بال کٹوانے والوں کے لیے ایک ہی مرتبہ۔ آپ ﷺ کا حلق کو قصر پر فضیلت دینے کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی حلق کرانے والوں کا ذکر مقدم رکھا ہے، جیسا کہ فرمان ہے: ﴿مُحَلِّقِيْنَ رُؤُسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ﴾ (الفتح: ٤٨/ ٢٧) اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عرب لوگ جب کسی نیک کام کی ابتدا کرتے تو افضل صورت سے کرتے تھے۔

(ارشاد الساری للقسطلانی: ٣/ ٢٣٤)

علاوہ ازیں سر منڈوانے والے کی فضیلت کے بارے میں نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ((فَـإِذَا حَـلَقْتَ رَاْسَكَ تَـنَـاثَـرَتِ الذُّنُوبُ كَمَا يَتَنَاثَرُ الشَّعْرُ، بِكُلِّ شَعْرٍ ذَنْبٌ)) ''جب تو اپنا سر منڈوائے گا تو گناہ اس طرح جھڑ جائیں گے جس طرح (حلق کروانے سے) سر سے بال جھڑ جاتے ہیں، ہر بال کے بدلے ایک گناہ (جھڑتا ہے)۔'' (مثير العزم الساكن لابن الجوزي: ص : ١٢٧)

(٢٤٧) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَـالَـتْ : حَـجَجْنَا مَـعَ الـنَّبِيِّ ﷺ فَـأَفَـضْـنَـا يَـوْمَ النَّحْرِ، فَـحَاضَتْ صَفِيَّةُ . فَأَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْهَا مَا يُـرِيـدُ الرَّجُلُ مِنْ أَهْلِهِ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ الـلّٰهِ إِنَّهَا حَائِضٌ، قَالَ : ((أَحَابِسَتُنَا هِيَ؟)) قَـالُـوا : يَـا رَسُـولَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ، قَالَ : ((أُخْرُجُوا)) .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ حج کیا تو ہم قربانی کے دن لوٹے۔ صفیہ رضی اللہ عنہا حائضہ ہو گئیں۔ نبی ﷺ نے ان سے وہ کرنا چاہا جو آدمی اپنی گھر والی سے کرتا ہے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو حائضہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا وہ ہمیں روکنے والی ہے؟ تو آپ کو بتلایا گیا کہ اس نے یوم نحر ہی کو طوافِ افاضہ کرلیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: نکلو۔

وَفِي لَفْظٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:((عَقْرٰى حَلْقٰى ،

ایک روایت میں ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: عَقْرٰى حَلْقٰى ،

---

(٢٤٧) صحيح البخاري، كتاب الحج، باب الزيارة يوم النحر، ح:١٧٣٣- صحيح مسلم، كتاب الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، ح:٣٨٦ .

أَطَافَتْ يَوْمَ النَّحْرِ ؟)) قِيلَ : نَعَمْ ، قَالَ : ((فَانْفِرِي)) .

کیا اس نے نحر کے دن طواف کیا تھا؟ جواب دیا گیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو وہ نکل پڑے۔

شرح المفردات:...... أَفَضْنَا: یعنی جب ہم وقوفِ عرفہ کے بعد منیٰ کی طرف لوٹے۔/ تثنیہ وجمع مذکر ومؤنث متکلم، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

عَقْرٰی حَلْقٰی: ...... لفظی معنی کے لحاظ سے یہ کلمات بانجھ اور گنجا ہونے کی بددعا ہیں، لیکن اہلِ عرب انھیں صرف محاورۃً بولا کرتے تھے اور اس سے ان کا مقصود قطعی طور پر بددعا دینا نہیں ہوتا تھا، جیسا کہ اسی طرح کے دیگر کلمات مثلاً: ((تَرِبَتْ يَدَاكَ ، تَكِلَتْكَ أُمُّكَ)) اور ((رَغِمَ اَنْفُكَ)) بھی ان کے تکیہ کلام تھے۔

شرح الحديث:......طوافِ وداع کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے: امام احمد رحمہ اللہ، ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے ایک قول کے مطابق طوافِ وداع واجب ہے اور اس کے ترک پر (بطورِ فدیہ) قربانی دینا ہوگی، جبکہ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ نہ تو واجب ہے اور نہ ہی مسنون، بلکہ یہ مستحب ہے، اور اس کے ترک پر قربانی بھی نہیں پڑے گی، کیونکہ قربانی تو واجب اور مسنون عمل کے ترک پر پڑتی ہے۔ (الافصاح لابن هبيرة: ١/ ٢٧٦)

حائضہ اور نفاس والی عورت کے لیے طوافِ وداع کا حکم نہیں ہے، لیکن اگر وہ حدودِ حرم سے نکلنے سے پہلے پاک ہو جاتی ہے تو پھر اسے کرنا پڑے گا، پھر اگر وہ نہیں کرتی، خواہ کسی عذر کی وجہ سے ہی ہو، تو اسے (بطورِ فدیہ) جانور کی قربانی دینا ہوگی۔ (الاقناع للحجاوی: ٢/ ٣٠)

(٢٤٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ .

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کو یہ حکم دیا گیا کہ ان کا آخری کام بیت اللہ سے متعلق ہو (یعنی طوافِ وداع کریں) مگر حائضہ عورت سے اس کی تخفیف کی گئی ہے۔

شرح المفردات: ...... خُفِّفَ: تخفیف کا مطلب کہ اسے اس کا پابند نہیں کیا گیا۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مجہول، باب تفعیل۔

شرح الحديث:......اس حدیث میں بھی گزشتہ حدیث کے حکم ہی کا بیان ہے۔

(٢٤٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: اسْتَأْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَبِيتَ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ أَجْلِ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ (حاجیوں کو) پانی پلانے کی وجہ سے مکہ میں منیٰ کے مقام پر ہی

(٢٤٨) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب طواف الوداع، ح:١٧٥٥۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب وجوب طواف الوداع وسقوطه عن الحائض، ح:١٣٢٨ .

(٢٤٩) صحيح البخاری، كتاب الحج، باب هل يبيت أصحاب السقاية أو غيرهم بمكة ليالی منى، ح:١٧٤٥۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب وجوب المبيت بمنى ليالی أيام التشريق۔۔۔، ح:١٣١٥ .

سِقَايَتِهِ فَأَذِنَ لَهُ.

رات بسر کرلیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے انھیں اجازت مرحمت فرما دی۔

شرح المفردات: ...... سِقَايَتِهِ: یعنی حجاج کرام کو پانی پلانے کی خدمت کی بنا پر۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث کا مفہوم اس پر دلالت کرتا ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ کو دی جانے والی اجازت مذکورہ علت کے باعث تھی، چنانچہ اگر علت نہ پائی جائے تو پھر اجازت نہیں ہے۔(فتح الباری لابن حجر: ۵۷۹/۳)

(۲۵۰) وَعَنْهُ أَيْ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: جَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا إِقَامَةٌ، وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلَى إِثْرِ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا.

انھی سے یعنی سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے، بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جمع کے مقام پر مغرب اور عشاء کو جمع کر کے ادا فرمایا، ان دونوں میں سے ہر نماز کے لیے الگ اقامت کہی گئی اور آپ ﷺ نے نہ تو ان کے درمیان نفل نماز ادا فرمائی اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک کے بعد۔

شرح المفردات: ...... جَمْع: اس سے مراد مزدلفہ ہے۔

لَمْ يُسَبِّحْ: ...... آپ نے نفل نماز ادا نہیں کی۔/ واحد مذکر غائب، فعل نفی جحد معلوم، باب تفعیل۔

شرح الحدیث: ......حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ان دونوں نمازوں میں کوئی بھی نفلی نماز نہ پڑھنے پر اجماع نقل کیا ہے۔(فتح الباری لابن حجر: ۵۲۳/۳)

بَابُ الْمُحْرِمِ يَأْكُلُ مِنْ صَيْدِ الْحَلَالِ

اس کا بیان کہ محرم حلال شکار کھا سکتا ہے

(۲۵۱) عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجُوا مَعَهُ، فَصَرَفَ طَائِفَةً مِنْهُمْ، فِيهِمْ أَبُو قَتَادَةَ وَقَالَ: خُذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ حَتّٰى نَلْتَقِيَ. فَأَخَذُوا سَاحِلَ الْبَحْرِ، فَلَمَّا انْصَرَفُوا أَحْرَمُوا كُلُّهُمْ إِلَّا أَبَا قَتَادَةَ فَلَمْ يُحْرِمْ. فَبَيْنَمَا هُمْ يَسِيرُونَ إِذْ رَأَوْا حُمُرَ وَحْشٍ.

ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حج کرنے نکلے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ روانہ ہو پڑے، آپ ﷺ نے صحابہ کی ایک جماعت کو جن میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، یہ ہدایت فرمائی کہ تم سمندر کے کنارے کنارے جاؤ (اور دشمن کا پتہ لگاؤ) پھر ہم سے آ کر ملو۔ چنانچہ انھوں نے ساحلِ سمندر کی راہ لی، جب وہ واپس آنے لگے تو سب نے احرام باندھ لیا، سوائے ابوقتادہ کے، انھوں نے احرام نہ باندھا،

(۲۵۰) صحیح البخاری، کتاب الحج، باب من جمع بینھماولم یتطوع۔۔۔، ح: ۱۶۷۳۔صحیح مسلم، کتاب الحج، باب الافاضة من عرفات الی المزدلفة۔۔۔، ح:۱۲۸۷.

(۲۵۱) صحیح البخاری، کتاب الحج، باب لایشیرالمحرم الی الصید۔۔۔، ح: ۱۸۲۴۔صحیح مسلم، کتاب الحج، باب تحریم الصیدللمحرم، ح:۱۱۹۶.

فَحَمَلَ أَبُو قَتَادَةَ عَلَى الْحُمُرِ ، فَعَقَرَ مِنْهَا أَتَانًا . فَنَزَلْنَا فَأَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهَا ، ثُمَّ قُلْنَا : أَنَأْكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَنَحْنُ مُحْرِمُونَ ؟ فَحَمَلْنَا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا فَأَدْرَكْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ، فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَالِكَ ؟ فَقَالَ : ((مِنْكُمْ أَحَدٌ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا ؟)) قَالُوا : لَا ، قَالَ : ((فَكُلُوا مَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا)) .

اسی دوران کہ ہم چلے جا رہے تھے کہ اچانک لوگوں کی نظر جنگلی گدھوں پہ پڑی تو ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک گدھی پر حملہ کر دیا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں، پھر ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کر کے اس کا گوشت کھایا، ساتھ ہی خیال آیا ہم نے تو احرام کی حالت میں شکار کا گوشت کھالیا ہے، چنانچہ جو اس کا گوشت باقی بچ گیا تھا وہ ہم اپنے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور آپ سے اس بارے میں (حکم) پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی نے اس (کو شکار کرنے) کے لیے کہا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا کہ وہ اس پر حملہ کرے؟ لوگوں نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اس کا باقی گوشت بھی کھالو۔

وَفِي رِوَايَةٍ: قَالَ :((هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ ؟)) فَقُلْتُ : نَعَمْ ، فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَأَكَلَ مِنْهَا .

ایک روایت میں ہے: کیا تمھارے پاس اس کا کچھ حصہ ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، چنانچہ میں نے اس کا بازو آپ ﷺ کو پیش کیا تو آپ نے اسے کھالیا۔

شرح المفردات:...... حُمُرَ وَحْشٍ: یہ حِمَارٌ کی جمع ہے، جنگلی گدھے۔

الأَتَان:...... اس سے مراد گدھے کی مادہ ہے، یعنی گدھی۔

عَقَرَ:...... اس کی کونچیں یعنی ٹانگیں کاٹ دیں۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحديث: ...... جو شخص احرام میں نہ ہو اور نہ ہی کسی محرم نے اس کے ساتھ شکار کرنے میں تعاون یا اسے اس پر برانگیختہ کیا ہو، اس کا کیا ہوا شکار احرام والے لوگوں کے لیے بھی جائز ہے، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔

(۲۵۲) عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ رضي الله عنه أَنَّهُ أَهْدٰى إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حِمَاراً وَحْشِيًا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ ، فَلَمَّا رَأٰى مَا فِي وَجْهِي قَالَ : ((إِنَّا لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ)) .

سیدنا صعب بن جثامہ لیثی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں جنگلی گدھے کا تحفہ بھیجا اور آپ ﷺ (اس وقت) ابواء یا ودان کے مقام پر تھے تو آپ ﷺ نے انھیں وہ واپس لوٹا دیا۔ صعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے میرے چہرے پہ دکھ کے آثار دیکھے تو فرمایا: یقیناً ہم نے صرف اس وجہ سے واپس کیا ہے کہ ہم

---

(۲۵۲) صحيح البخاري، كتاب الحج، باب اذا أهدى المحرم حماراً وحشياً...، ح: ۱۸۲۵۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب تحريم الصيد للمحرم، ح:۱۱۹۳ .

احرام کی حالت میں ہیں۔

وَفِی لَفْظٍ لِمُسْلِمٍ : رِجْلَ حِمَارٍ ، وَفِی لَفْظٍ مسلم میں ہے: گدھے کی ٹانگ، ایک روایت میں ہے:
: شِقَّ حِمَارٍ ، وَفِی لَفْظٍ : عَجُزَ حِمَارٍ . گدھے کا پہلو، اور ایک میں ہے: گدھے کا سرین۔

شــرح الــحــديــث: ......حدیث کے آخر میں نبی ﷺ نے ہدیہ واپس کرنے کی توجیہ بھی بیان فرمادی کہ آپ ﷺ کا خیال تھا کہ شاید یہ شکار میری وجہ سے کیا گیا ہے اور چونکہ محرم کے لیے ایسا شکار کھانا بھی جائز نہیں ہے جو اس کی وجہ سے کیا گیا ہو، اس لیے آپ ﷺ نے قبول نہ فرمایا۔

راوی الــحــديــث: ......صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ مدنی صحابی تھے۔ نبی ﷺ سے سولہ احادیث روایت کیں۔ عہد صدیقی میں کوفہ میں وفات پائی۔

❀❀❀❀

كِتَابُ الْبُيُوْعِ
تجارت کے مسائل

بیع کا مطلب ہے باہم رضا مندی سے ایک چیز کے بدلے میں دوسری چیز لینا۔تجارت کومشروع قرار دیا گیا ہے، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:﴿أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰو﴾ (البقرہ: ۲۷۵) ''اللہ تعالیٰ نے تجارت کوحلال اورسود کو حرام قرار دیا ہے۔'' البتہ اسلام نے تجارت کی ان صورتوں کومنع قرار دیا ہے جس سے فریقین میں سے کسی ایک کونقصان ہوتا ہو یا کسی ناجائز اورحرام طریقے سے مال کمایا جائے۔رسول مکرم ﷺ نے دیگر جمیع شعبوں میں راہنمائی کی طرح تجارت کے بھی زریں اصول مہیا فرمائے ہیں۔ان اصولوں کوتوڑنا نہ صرف تجارت میں خسارے اور مال میں بے برکتی کا باعث ہے بلکہ غضبِ الٰہی مول لینے کا بھی سبب ہے۔اس لیے ان سے بچتے ہوئے تجارت کے جائز اورمشروع طریقوں کواپنانا چاہیے۔

(۲۵۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيعاً أَوْ يُخَيِّرُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ، فَتَبَايَعَا عَلٰى ذَالِكَ، فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ)).

سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:جب دو آدمی آپس میں خرید وفروخت کرتے ہیں توان دونوں میں سے ایک کو اس وقت تک (وہ سودا ختم کرنے کا) اختیار ہوتا ہے جب تک کہ وہ جدا نہ ہو جائیں اور (جب تک) اکٹھے رہیں یاان میں سے ایک شخص دوسرے کواختیار دے، پھر وہ اس (شرطِ) اختیار پر خرید و فروخت کریں تو بیع (یعنی وہ خرید وفروخت) پکی ہوجائے گی۔

شرح المفردات: ......اَلْخِيَارُ: خرید وفروخت کرتے وقت اس بات کا اختیار لینایا دینا کہ وہ اس سودے کو چاہے تو رکھ لے گا اور اگر چاہے گا تو واپس لوٹا دے گا۔

اَلْبُيُوعُ: ...... سودا،تجارت،خرید وفروخت۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں اختیار کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں: ایک تو یہ بائع اور مشتری دونوں جدا نہ ہوجائیں اور جب تک اکٹھے رہیں تب تک انھیں اختیار ہےاور دوسری یہ کہ وہ سودا کرتے ہوئے آپس میں یہ طے کر لیں

(۲۵۳) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اذاخیر أحدھماصاحبه بعدالبیع فقد وجب البیع، ح:۲۱۱۲۔ صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب ثبوت خیار المجلس للمتبایعین، ح:۱۵۳۱.

کہ فلاں مدت تک تمھیں یہ چیز واپس کرنے کا اختیار حاصل ہے، لہٰذا ان دونوں کے جدا ہونے یا اس مدت کے گزر جانے سے اختیار ساقط ہو جائے گا۔

(٢٥٤) وَمَا فِي مَعْنَاهُ مِنْ حَدِيثِ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا)) أَوْ قَالَ : ((حَتَّى يَتَفَرَّقَا ، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا ، وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا)) .

اسی معنی میں سیّدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، اور وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوخرید وفروخت کرنے والے تب تک (سودا ختم کرنے کا) اختیار رکھتے ہیں جب تک کہ وہ جدا نہ ہو جائیں، یا فرمایا: یہاں تک کہ وہ جدا ہو جائیں، چنانچہ اگر وہ سچ بولیں اور (اس کے خصائل وعیوب) واضح کردیں تو ان کی تجارت میں برکت ڈال دی جائے گی، لیکن اگر وہ دونوں (اس کی خامیاں اور عیوب) چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کی تجارت سے برکت ختم کردی جائے گی۔

شرح المفردات: ......**اَلْبَيِّعَانِ**: بیچنے والا اور خریدنے والا۔

مُحِقَتْ: ...... زائل کردی جائے گی، ختم کردی جائے گی، مٹادی جائے گی۔/ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی مجہول، باب **فَتَحَ يَفْتَحُ**۔

شرح الحدیث: ......حدیث کے دوسرے حصے میں نبی کریم ﷺ نے معاشی ترقی کا ایک سنہرا اصول بیان فرمایا ہے اور یہ واضح فرمایا ہے کہ بائع اور مشتری کے نفع ونقصان کا ذمہ خود انھی پر ہے، کیونکہ اگر وہ سچ بولیں گے اور خریدی یا بیچی جانے والی چیز کے تمام خصائل ونقائص سچ سچ بتا دیں گے اور کسی قسم کی پردہ داری نہیں رکھیں گے تو نہ صرف وہ جھوٹ اور حق فراموشی کے گناہ سے بچ جائیں گے بلکہ مال وزر میں برکت کا سامان بھی کریں گے، یعنی دینوی واخروی ہر دو لحاظ سے فائدہ حاصل کریں گے۔ لیکن اگر وہ کذب وکتمان سے کام لیں گے تو برکت ان کے قریب بھی نہیں پھٹکے گی اور سب کچھ ہونے کے باوجود بھی معاشی مسائل میں جکڑ کر رہ جائیں گے۔

راوی الحدیث: ......حکیم بن حزام بن خویلد بن اُسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب۔ آپ کی کنیت ابو خالد تھی۔ آپ ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔ فتح مکہ کے سال اپنے چار بیٹوں سمیت اسلام قبول کیا۔ جنگ بدر میں مشرکین کی طرف سے شریک ہوئے تھے۔ قبول اسلام کے بعد اللہ تعالیٰ کا اس بات پر شکر ادا فرمایا کرتے تھے کہ اس نے بدر میں قتل ہونے سے بچالیا۔ آپ کی ولادت واقعۂ فیل سے تیرہ برس قبل ہوئی۔ ٦٠ سال کی زندگی حالت کفر اور ساٹھ سال حالت اسلام میں گزار کر ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی۔

---

(٢٥٤) صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب البيعان بالخيار مالم يتفرّقا، ح:٢١١٠۔ صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب الصدق فى البيع والبيان، ح:١٥٣٢ .

بَابُ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ الْبُيُوْعِ

ان بیوع کا بیان جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے

(٢٥٥) عَـنْ أَبِـى سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْـمُنَابَذَةِ، وَهِيَ طَـرْحُ الـرَّجُلِ ثَوْبَهُ بِالْبَيْعِ إِلَى الرَّجُلِ قَبْلَ أَنْ يُـقَـلِّبَـهُ أَوْ يَـنْـظُـرَ إِلَيْـهِ وَنَهٰـى عَـنِ الْـمُـلَامَسَةِ، وَالْـمُـلَامَسَةُ لَمْسُ الثَّوْبِ وَلَا يُنْظَرُ إِلَيْهِ.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع منابذہ سے منع فرمایا اور (اس سے مراد) وہ بیع ہے کہ آدمی کا تجارت میں (دوسرے) آدمی کی طرف کپڑا پھینکنا، اس سے پہلے کہ وہ اسے بدلے یا اس کی طرف دیکھے اور آپ ﷺ نے بیع ملامسہ سے منع فرمایا، ملامسہ سے مراد کپڑے کو دیکھے بغیر چھو کر ہی (خرید وفروخت کرنا)۔

شرح المفردات: ......**اَلْمُنَابَذَة:** ایک دوسرے کی طرف پھینکنا۔/ مصدر، اسم مفاعلہ۔

اَلْمُلَامَسَة: ...... ایک دوسرے (سے کپڑا لے کر اس) کو چھونا۔/ مصدر، اسم مفاعلہ۔

شـرح الـحديـث: ......انسان کے دین، جان، مال اور عزت کی حفاظت کرنا اسلام کے بنیادی مقاصد میں سے ہے، اسی لیے شریعتِ اسلامیہ مالی حفاظت کے پیشِ نظر ہر حال میں انسان کو ضرر وغرر سے بچانے کا حکم دیتی ہے، مذکورہ حدیث میں بیان تجارت کی یہ دوصورتیں بھی سراسر نقصان اور دھوکا ہیں، اسی لیے انھیں ممنوع قرار دیا گیا۔

(٢٥٦) عَـنْ أَبِـى هُـرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ: ((لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِعْ بَـعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا تَنَاجَشُوا، وَلَا يَبِـعْ حَـاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تُصَرُّوا الْغَنَمَ، وَمَـنِ ابْتَـاعَهَـا فَهُـوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَـحْـلُبَهَـا، وَإِنْ رَضِيَهَـا أَمْسَكَهَـا وَإِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعاً مِنْ تَمْرٍ)).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سواروں (یعنی تجارتی قافلوں) سے مت مِلو، نہ ہی تم میں سے کوئی کسی کے سودے پر سودا کرے، نہ تم (دھوکا دینے کی غرض سے) بولی بڑھاؤ، نہ کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے خرید وفروخت کرے اور نہ ہی تم بکریوں کا دودھ (ان کے پستانوں میں) روکے رکھو اور جو شخص اسے خریدے تو اسے اس کا دودھ دوہنے کے بعد دو باتوں میں سے ایک کا اختیار حاصل ہے کہ اگر وہ اس سے خوش ہو تو اسے اپنائے رکھے لیکن اگر وہ اس سے ناخوش ہو تو اسے واپس لوٹا دے اور ساتھ ایک صاع کھجور کا دے۔

---

(٢٥٥) صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب بيع الملامسة، ح:٢١٤٤ـ صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب ابطال بيع الملامسة والمنابذة، ح:١٥١٢.

(٢٥٦) صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب النهى للبائع، ح:٢١٥٠ـ صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرجل علىٰ بيع أخيه۔۔۔، ح:١٥١٥، ١٥٢٤.

وَفِي لَفْظٍ : ((هُوَ بِالْخِيَارِ ثَلاثاً)) .

ایک روایت میں ہے :وہ تین دن تک (واپس کرنے کے) اختیار کا حق رکھتا ہے۔

شرح المفردات: ......لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ: سامانِ تجارت لے کر آنے والے قافلوں کو بازار میں پہنچنے سے پہلے منڈی یا شہر سے باہر ہی مل لینا تاکہ وہ انھیں ارزاں نرخوں پر دے دیں اور پھر وہ ان سے خرید کر منڈی میں مہنگے داموں بیچیں۔/ جمع مذکر حاضر، فعل نہی معلوم، باب تفعّل۔

لَا تَنَاجَشُوا: ...... آدمی کے خود خریدنے کی نیت نہ ہو لیکن وہ لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے اور چیز کا ریٹ بڑھانے کے لیے بولی لگاتا ہے، ایسے لوگ اشیاء فروخت کرنے والوں کے ساتھ ملے ہوتے ہیں، یا تو ان کے اپنے ہوتے ہیں یا کمیشن پر رکھے ہوتے ہیں۔/ جمع مذکر حاضر، فعل نہی معلوم، باب مفاعلہ

حَاضِرٌ لِبَادٍ: ...... ''حاضر'' سے مراد جس شہر یا منڈی وغیرہ میں سامانِ تجارت فروخت ہو رہا ہو، ''حاضر'' وہاں کا رہنے والا اور ''بادی'' سے مراد اپنا سامان بیچنے کے لیے دیہات سے آنے والا شخص۔

وَلَا تَصُرُّوا الْغَنَمَ: ...... التَصْرِيةُ سے مراد ہے دودھ کو بکری کے پستانوں میں روکے رکھنا یعنی اسے نکالا نہ جانا تاکہ جب وہ فروخت کی جائے تو خریدنے والے کو اس کے بھرے ہوئے پستان دیکھ کر ایسا لگے کہ یہ بکری بہت زیادہ دودھ دینے والی ہے۔/ لَا تَصُرُّوا: جمع مذکر حاضر، فعل نہی معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ.

شرح الحديث: ......بکری واپس کرنے کے ساتھ ایک صاع کھجور کا دینا ہی خاص نہیں کیا گیا بلکہ اگر یہ دستیاب نہ ہوں تو ایک روایت کے مطابق گندم بھی دی جا سکتی ہے۔(سنن ابی داؤد: ٣٤٤٦) علماء کا کہنا ہے کہ جب کھجور کی تخصیص نہیں ہے تو کھجور کی قیمت ادا کرنا بھی جائز ہے۔(منتھی الارادات للفتوحی: ٣٠٨/٢)

(٢٥٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ . وَكَانَ بَيْعاً يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ ، وَكَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُورَ إِلٰى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ، ثُمَّ تُنْتَجَ الَّتِي فِي بَطْنِهَا . قِيلَ إِنَّهُ كَانَ يَبِيعُ الشَّارِفَ وَهِيَ الْكَبِيرَةُ الْمُسِنَّةُ بِنِتَاجِ الْجَنِينِ الَّذِي فِي بَطْنِ نَاقَتِهِ .

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حبل الحبلہ کی تجارت سے منع فرمایا اور دورِ جاہلیت کے لوگ یہ تجارت کیا کرتے تھے ،(اس کی صورت یہ تھی) کہ آدمی اونٹنی کو اس وعدے پر خریدتا کہ ایک اونٹنی جنے اور پھر جو ابھی اس کے پیٹ میں ہے بڑی ہو کر وہ بچہ جنے (تو تب اس کی قیمت ادا کروں گا) کہا گیا کہ (اس سے مراد یہ ہے کہ) کوئی آدمی زیادہ عمر والی اونٹنی اس کے پیٹ میں موجود بچے کی پیدائش کی شرط پر فروخت کیا کرتا تھا۔

---

(٢٥٧) صحيح البخاری، کتاب البیوع، باب بیع الغرر وحبل الحبلة، ح:٢١٤٣۔ صحيح مسلم، کتاب البیوع، باب تحريم بيع حبل الحبلة، ح:٣٨٤٣ .

شرح المفردات: ...... حَبَلُ الْحَبَلَةِ: جو جانور بھی اپنی ماں کے پیٹ میں ہو، اس کی تجارت کرنا۔

الْجَزُورَ: ...... اونٹ، خواہ مذکر ہو یا مؤنث ۔

تُنْتَجُ: ...... جنم دی جائے گی۔/ واحد مؤنث غائب، فعل مضارع مجہول، باب سَمِعَ يَسْمَعُ۔

شرح الحدیث: ...... حبل الحبلة کی دو صورتیں ہیں اور دونوں ہی باطل ہیں: ایک یہ کہ اونٹنی کے حاملہ ہونے، پھر وضع حمل کرنے، پھر دوسرے پیٹ سے حاملہ ہونے تک کا سودا کیا جائے۔ یہ اس لیے باطل ہے کیونکہ یہ نامعلوم مدّت تک کی بیع ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ اونٹنی کے بچے کے بچے کا سودا کیا جائے۔ یہ اس لیے باطل ہے کیونکہ یہ معدوم چیز کی بیع ہے۔ (شرح عمدة الاحكام لابن دقيق العيد : ۱۲۵/۳)

(۲۵۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰـهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا، نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ .

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کی تب تک خرید وفروخت سے منع فرمایا ہے جب تک کہ ان کا پک جانا ظاہر نہ ہوجائے، آپ ﷺ نے بیچنے اور خریدنے والے (دونوں) کو (اس سے) منع فرمایا ہے۔

شرح المفردات: ...... يَبْدُو: ظاہر ہو جائے، یعنی واضح طور پہ پک جائیں۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

شرح الحدیث: ...... یہ ممانعت بائع اور مشتری کو کسی بھی قسم کے نقصان سے بچانے کے لیے ہے۔

(۲۵۹) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ، قِيلَ : وَمَا تُزْهِي ؟ قَالَ : ((حَتّٰى تَحْمَرَّ)) قَالَ : ((أَرَأَيْتَ إِنْ مَنَعَ اللّٰـهُ الثَّمَرَةَ بِمَ يَسْتَحِلُّ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيهِ؟)) .

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کی تب تک خرید وفروخت کرنے سے منع فرمایا ہے جب تک وہ خوب نکھر نہ جائیں۔ پوچھا گیا: نکھر جانے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک کہ وہ سرخ نہ ہوجائیں، فرمایا: تمھارا کیا خیال ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ پھل دینے سے روک لے تو پھر تم میں سے کوئی بھی اپنے بھائی کے مال کو کیونکر حلال سمجھ سکتا ہے؟

شرح المفردات: ...... تُزْهِيَ: نکھر جانے کا مطلب بھی یہی ہے کہ اچھی طرح پک جائیں۔/ واحد مؤنث غائب، فعل مضارع معلوم، باب افعال۔

---

(۲۵۸) صحيح البخاری، کتاب البیوع، باب بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها، ح: ۲۱۹۴۔ صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب النهی عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها، ح: ۱۵۳۴ .

(۲۵۹) صحيح البخاری، کتاب البیوع، باب اذا باع الثمار قبل ان يبدو صلاحها، ح: ۲۱۹۸۔ صحيح مسلم، كتاب المساقات، باب وضع الجوائح، ح: ۱۵۵۵ .

شرح الحدیث: ......ایک روایت میں نبی ﷺ کا یہ فرمان نقل ہے:((لَا يَبِيعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ، دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ)) ''اگر تو اپنے بھائی کو پھل بیچے اور اسے کوئی آفت آن پڑے، تو تیرے لیے حلال نہیں ہے کہ تو اس سے اس کی کچھ بھی قیمت لے، تُو اپنے بھائی کا مال ناحق کیسے پکڑ سکتا ہے؟

(صحيح مسلم : ١٥٥٤، سنن ابی داؤد: ٣٤٧٠، سنن النسائی: ٤٥٢٧، سنن ابن ماجه: ٢٢١٩)

(٢٦٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ وَأَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ، قَالَ: فَقُلْتُ لابْنِ عَبَّاسٍ: مَا قَوْلُهُ حَاضِرٌ لِبَادٍ؟ قَالَ: لا يَكُونُ لَهُ سِمْسَاراً.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ (تجارتی قافلوں کے) سواروں سے ملا جائے اور یہ کہ شہری دیہاتی کے لیے تجارت کرے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ ﷺ کے فرمان: شہری دیہاتی کے لیے (تجارت نہ کرے) کا کیا مطلب ہے ؟ تو انھوں نے فرمایا: وہ اس کا ایجنٹ اور دلال نہ بنے۔

شرح المفردات: ...... سِمْسَاراً: ایجنٹ اور دلال، جس کا بائع اور مشتری دونوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، لیکن وہ صرف اپنے کمیشن کے لیے ان کے درمیان دلالی کر کے سودا بِکا تا ہے۔

شرح الحدیث: ......شہر یا منڈی میں آنے سے پہلے ہی تجارتی قافلے کو باہر جا کر ملنا اور ان سے سودا کر لینا اس لیے منع کیا گیا ہے کہ اس سے عام خریداروں پر بوجھ بڑھ جاتا ہے، کیونکہ وہ اس قافلے سے خرید کے منڈی میں لا کر اس کی اصل قیمت سے بڑھا کر بیچتے ہیں، جس سے لوگوں پر مالی بوجھ پڑتا ہے۔ اور شہری کا دیہاتی کے لیے دلالی کرنا اس لیے ممنوع قرار دیا گیا کہ وہ جو درمیان میں اپنا کمیشن رکھتا ہے اس کی زد بھی لوگوں پر ہی پڑتی ہے، یعنی اتنی ہی اس کی قیمت گراں ہو جاتی ہے۔ اس لیے نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:((لا يبيع حاضر لباد، دعوا الناس يرزق الله بعضهم من بعض)) ''کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے تجارت نہیں کر سکتا، لوگوں کو چھوڑ دو، اللہ تعالیٰ ان کے ایک کو دوسرے کی وجہ سے رزق دیتا ہے۔'' (مسند احمد: ٣/٣٠٧، صحيح مسلم: ١٥٢٢، سنن ابی داؤد: ٣٤٤٢، سنن النسائی: ٤٤٩٥، جامع الترمذی: ١٢٢٣، سنن ابن ماجه: ٢١٧٦)

(٢٦١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ، أَنْ يَبِيعَ ثَمَرَ حَائِطِهِ إِنْ كَانَ نَخْلاً بِتَمْرٍ كَيْلًا، وَإِنْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیعِ مزابنہ سے منع فرمایا ہے اور (مزابنہ سے مراد) یہ ہے کہ آدمی اپنے باغ کا پھل بیچے، اگر وہ درخت پر کھڑی کھجور ہو تو اسے تیار

(٢٦٠) صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب هل يبيع حاضر لباد بغير أجر، ح: ٢١٥٨۔ صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادی، ح: ١٥٢١.

(٢٦١) صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب بيع الزرع بالطعام كيلاً، ح: ٢٢٠٥۔ صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر الافی العرايا، ح: ١٥٤٢.

كَـانَ كَـرْمـاً أَنْ يَبِيعَهُ بِزَبِيبٍ كَيْلاً ، أَوْ كَانَ زَرْعاً أَنْ يَبِيعَهُ بِكَيْلِ طَعَامٍ ، نَهٰى عَنْ ذَالِكَ كُلِّهِ .

کھجور کے بدلے وزن کر کے بیچے، اگر انگور ہو تو خشک کھجور کے بدلے وزن کر کے اور اگر کھیت ہو تو اسے اناج کے بدلے وزن کر کے بیچے، ان سب سے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔

شرح المفردات: ...... **اَلْمُزَابَنَة:** درخت پر لگی نامعلوم عدد، نامعلوم ماپ اور وزن نامعلوم والی چیز کی اسی جنس کی معلوم عدد، معلوم ماپ اور معلوم وزن والی چیز کے بدلے تجارت کرنا۔/ مصدر، باب مفاعلہ

شرح الحدیث: ......اس ممانعت کی توجیہ یہ ہے کہ خشک پھل یا اناج کا وزن کم ہوتا ہے، جبکہ درخت یا فصل پر موجود اسی جنس کی چیز کا وزن اس کی نسبت زیادہ ہوتا ہے، لہٰذا نقصان کے پیشِ نظر ان دونوں چیزوں کو مساوی کر کے بیچنا یا خریدنا ناجائز قرار دیا گیا۔

(٢٦٢) عَـنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما قَالَ : نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَـنِ الْـمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَعَـنِ الْـمُزَابَنَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلاحُهَا وَأَنْ لا تُبَاعَ إِلَّا بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا .

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مخابرہ اور محاقلہ سے منع کیا ہے (اسی طرح) مزابنہ اور پھلوں کی بیع سے (منع کیا ہے) یہاں تک کہ ان کا پک جانا ظاہر ہو جائے اور تجارت صرف درہم و دینار کے بدلے ہی کی جائے گی سوائے بیع عرایا کے۔

شرح المفردات: ......**اَلْمُحَاقَلَة:** بائع اور مشتری کا باہم گندم کی تجارت کرنا جبکہ وہ ابھی خوشوں میں ہی ہو۔/ مصدر، باب مفاعلہ۔

اَلْمُخَابَرَة: ...... مالک کا کسان کے لیے کھیتی کا کچھ حصہ بطورِ اجرت مقرر کر کے اسے کاشت کے لیے زمین دینا۔/ مصدر، باب مفاعلہ۔

اَلْمُحَاقَلَة: ...... خوشوں میں کھڑی گندم کو پکنے سے پہلے ہی کاٹی ہوئی تیار گندم کے بدلے بیع کرنا۔/ مصدر، باب مفاعلہ۔

اَلْعَرَایَا: ...... اس کی وضاحت آگے اس کے بیان کے تحت آئے گی۔

شرح الحدیث: ......مخابرہ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ زمین کا مالک کسان کو زمین سے حاصل ہونے والی فصل کے تہائی یا چوتھائی حصے اجرت پر اسے کاشت کے لیے زمین دیتا ہے اور یہ بھی طے ہوتا ہے کہ کاشت کاری پر اٹھنے والے تمام اخراجات بھی کسان ہی برداشت کرے گا، بخلاف مزارعت کے، کہ اس میں جملہ اخراجات مالک کے ذمہ ہوتے ہیں۔

(٢٦٣) عَـنْ أَبِـي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رضي الله عنه — ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(٢٦٢) صحيح البخاري، كتاب المساقاة، باب الرجل يكون له ممر أو شرب في حائط أو نخل، ح:٢٣٨١ .
(٢٦٣) صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب ثمن الكلب، ح:٢٢٣٧۔ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب۔۔۔، ح:١٥٦٧ .

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ .

نے کُتے کی قیمت، فاحشہ کی کمائی اور نجومی کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔

شرح المفردات:...... ثَمَنُ الْكَلْب: کتوں کی لڑائی یا دوڑ وغیرہ یا ان کی خرید وفروخت سے حاصل کی جانے والی قیمت۔

مَهْرَ الْبَغِيّ: ...... فاحشہ یا زانیہ جو دولت زنا کے ارتکاب سے کماتی ہے، اسی طرح رقاصہ ناچ گانے سے جو کمائی کرے وہ بھی اسی میں شامل ہے۔

حُلْوَانُ الْكَاهِنِ: ...... علم غیب کا اور مشکل کشائی کا دعوٰی کرنے والا نجومی اپنے دجل و کذب اور دھوکا وفراڈ کے ساتھ لوگوں سے جو مال بٹورتا ہے۔

شرح الحديث: ......ایسے کتے کی خرید وفروخت جائز ہے جو کھیتی وغیرہ کی نگرانی کے لیے ہو، جیسا کہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ((نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ ، اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ)) ''رسول اللہ نے کتے اور بلی کی قیمت (خرید وفروخت) سے منع فرمایا ہے، سوائے کھیتی کی نگہبانی کرنے والے کتے کے۔''

(سنن النسائی: ٤٦٦٨ اس کی سند جیّد ہے۔)

(٢٦٤) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((ثَمَنُ الْكَلْبِ خَبِيثٌ ، وَمَهْرُ الْبَغِيِّ خَبِيثٌ ، وَكَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِيثٌ)) .

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتے کی قیمت ناپاک ہے، فاحشہ کی اجرت ناپاک ہے اور حجام کی کمائی ناپاک ہے۔

شرح المفردات:......الْحَجَّام: اس سے مراد پچھنے لگانے والا، سینگی لگانے والا۔

شرح الحديث:......ابن دقیق العید رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ لفظ خبیث صراحتاً حرمت پر دلالت نہیں کرتا، اس پر یہ دلیلِ خارجی بھی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خود سینگی لگوائی اور سینگی لگانے والے کو اجرت دینے کا حکم بھی فرمایا ہے۔ (صحیح البخاری: ٢١٥٨، صحیح مسلم: ١٢٠٢) لہٰذا اگر یہ حرام ہوتی تو آپ ﷺ اسے اجرت نہ دیتے۔

(شرح عمدة الاحكام لابن دقيق العيد: ١٣٥/٣)

راوی الحديث: ......رافع رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ انصاری صحابی تھے۔ اُحد میں شریک ہوئے۔ اٹھہتر احادیث کے راوی ہیں۔ مدینہ طیبہ میں ۷۴ ہجری میں وفات پائی۔

بَابُ الْعَرَايَا وَ غَيْرِ ذٰلِكَ ......بیعِ عرایا وغیرہ کا بیان

(٢٦٥) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے

(٢٦٤) صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب۔۔۔، ح:٤٠٩٥

(٢٦٥) صحيح البخارى، كتاب البيوع، باب بيع المزابنة، ح:٢١٨٨۔ صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر الافى العرايا، ح:١٥٣٩ .

رَسُولَ اللّٰـهِ ﷺ رَخَّـصَ لِصَاحِبِ الْعَرِيَّةِ ، أَنْ يَبِيعَهَا بِخَرْصِهَا .
صاحبِ عریّہ کو رخصت دی ہے کہ وہ اسے اندازے کے ساتھ بیچ سکتا ہے۔

وَلِمُسْلِمٍ : بِخَرْصِهَا تَمْراً يَأْكُلُونَهَا رُطَباً .
مسلم میں ہے :اس کھجور کے ساتھ اس کا اندازہ لگا کر جسے وہ تازہ کھاتے ہیں۔

شرح المفردات: ......**الْعَرِيَّة**: کسی کو عاریتاً کھجور کا درخت یا کچھ فصل دے دینا۔**الخَرْصُ** : ...... اندازہ، تخمینہ۔

شرح الحدیث: ...... یہ بظاہر مزابنہ کی صورت بنتی ہے کہ اس میں بھی درخت یا فصل پر کھڑے پھل یا اناج کا خشک کے بدلے لین دین ہوتا ہے، جبکہ وہ ناجائز ہے اور یہ جائز۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ درحقیقت یہ مزابنہ سے مختلف ہے، کیونکہ عرایا کا معاملہ اس صورت میں ہوتا ہے کہ جب کوئی حاجت مند بار بار چکر لگائیں اور فصل ابھی تیار نہ ہوئی ہو تو انہیں اس تکلیف سے بچانے کے لیے ان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے ایک یا زائد درخت یا کچھ فصل انھیں پکنے سے پہلے ہی دے دی جائے، اس حسنِ عمل کی وجہ سے عرایا کو مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے یہ رخصت دی گئی ہے کہ صرف اس صورت میں باغ کا مالک اندازے کے ساتھ غیر متعین پھل یا اناج دے سکتا ہے۔

راوی الحدیث: ......زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو خارجہ اور ابو سعید منقول ہے۔ انصاری صحابی تھے اور مدینہ سے تعلق تھا۔ کاتب وحی بھی تھے۔ غزوہ اُحد وغیرہ میں شرکت کی۔ آپ نے نبی ﷺ سے بانوے احادیث روایت کیں۔ آپ کے سن وفات کی بابت آٹھ اقوال منقول ہیں۔ ان میں سے قریب الصحت ۵۱ ہجری کا قول ہے۔

(٢٦٦) عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ .
سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیعِ عرایا میں پانچ وسق سے کم میں رخصت دی ہے۔

شرح المفردات: ......**أَوْسُق**: یہ وسق کی جمع ہے، ایک وسق ساٹھ نبوی صاع کا ہوتا ہے اور پانچ وسق تین سو صاع ہوئے۔ اہل حجاز کے نزدیک ایک صاع چار مُد یعنی گیارہ سو بیس درہم کے وزن کے برابر ہوتا ہے جبکہ اہلِ عراق کے ہاں دو کلو چودہ چھٹانک چار تولہ کے برابر ہوتا ہے۔

شرح الحدیث: ......اس روایت میں نبی کریم ﷺ نے بصورتِ عرایا دینے کی حد مقرر فرمائی ہے کہ پانچ وسق سے زیادہ نہیں دیا جا سکتا، کیونکہ غیر متعین مقدار والی چیز بیچنا یا خریدنا اصلاً ناجائز ہی ہے، لیکن عرایا میں ایک خاص علت کے پیش نظر اسے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، تو اس رخصت سے ضرورت سے زیادہ فائدہ اٹھانا بھی جائز نہیں ہے، لہٰذا جو پھل یا فصل بصورتِ عرایا دی جائے وہ پانچ وسق ہو یا اس سے بھی کم ہو۔

---

(٢٦٦) صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب بيع الثمر علىٰ رؤوس النخل بالذهب والفضة، ح:٢١٩٠۔ صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر الافي العرايا، ح:١٥٤١ .

(٢٦٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ بَاعَ نَخْلاً قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ)) وَلِمُسْلِمٍ: ((وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْداً فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ إِلَّا أَنْ يُشْتَرَطَ الْمُبْتَاعُ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوشخص پیوند کی ہوئی کھجور خریدے تو اس کا پھل، بیچنے والے کا ہوگا، سوائے اس کے کہ خریدنے والا شرط لگا دے۔ اور مسلم میں ہے: جوشخص غلام بیچے تو اس کا مال اسی کے لیے ہوگا جس نے اسے بیچا، مگر یہ کہ خریدنے والا شرط لگا دے۔

شرح المفردات: ......أُبِّرَتْ: پیوند کی ہوئی، قلم لگائی ہوئی۔/ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی مجہول، باب تفعیل۔
الْمُبْتَاعُ: ...... اس سے مراد مشتری ہے یعنی خریدنے والا۔/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب افتعال۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر تابیر شدہ کھجور بیچی جائے تو اس کا پھل بیچنے والے ہی کا ہوگا اور خریدار کو اس کا پھل ملنے کی دو صورتیں ہیں: ایک تو ظاہر حدیث سے معلوم ہو رہی ہے کہ خریدار خود شرط لگا دے اور دوسری مفہومِ مخالف سے نکلتی ہے کہ وہ کھجور تابیر شدہ نہ ہو۔

غلام کا مال بھی بیچنے والے کے حصے ہی میں آئے گا، لیکن اگر اس میں بھی خریدار یہ شرط رکھ دیتا ہے کہ غلام کے ساتھ اس کا مال بھی میرا ہوگا، تو پھر وہی اس کا حقدار ٹھہرے گا۔

(٢٦٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ)). وَفِي لَفْظٍ: ((حَتّٰى يَقْبِضَهُ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوشخص کھانا (یعنی اناج یا غلہ وغیرہ) خریدے تو اُسے تب تک نہ بیچے جب تک کہ اسے پورا پورا حاصل نہ کر لے۔ ایک روایت میں ہے: یہاں تک کہ اسے قبضے میں لے لے۔

شرح المفردات: ......يَسْتَوْفِيَهُ: یعنی وہ اس کو مکمل طور پر اپنے قبضے میں لے لے۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب استفعال۔

شرح الحدیث: ......اس اناج یا غلے کا ناپ تول کیے بغیر یا اسے مکمل طور پر قبضے میں لیے بغیر آگے فروخت کر دینا جائز نہیں ہے۔

(٢٦٩) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلُهُ.

اور سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی کے مثل مروی ہے۔

---

(٢٦٧) صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب من باع نخلاً قد أبرت۔۔۔، ح:٢٢٠٤۔ صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب من باع نخلاً عليها ثمر، ح:١٥٤٣.

(٢٦٨) صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب الكيل على البائع والمعطى، ح:٢١٢٦۔ صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح:١٥٢٦.

(٢٦٩) صحيح مسلم، كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ح: ١٥٢٥.

(٢٧٠) عَـنْ جَـابِـرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷠ أَنَّهُ سَـمِـعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُولُ عَامَ الْفَتْحِ : ((إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْـخِـنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ))، فَقِيلَ : يَا رَسُولَ الـلّٰهِ! أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ ؟ فَإِنَّهُ يُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا الـنَّـاسُ . فَـقَالَ : ((لَا ، هُوَ حَرَامٌ)) . ثُمَّ قَـالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عِـنْدَ ذَالِكَ : ((قَاتَلَ الـلّٰــهُ الْيَهُـودَ إِنَّ الـلّٰــهَ لَـمَّـا حَـرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُومَهَا ، جَمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ)) .

سیّدنا جابر بن عبداللہ ﷠ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے سال فرماتے سنا: یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی تجارت کو حرام کیا ہے۔ پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! مردار کی چربی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیونکہ اس سے کشتیوں کو پالش کیا جاتا ہے، اس (کو ملنے) سے چمڑوں کو نرم کیا جاتا ہے اور لوگ اس کے ذریعے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، وہ حرام ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسی مقام پر فرمایا: اللہ تعالیٰ یہودیوں کو غارت کرے کہ جب اللہ نے ان پر مردار کی چربی کو حرام کیا تو انھوں نے اسے پگھلایا، پھر اسے بیچ کر اس کی قیمت کھانے لگے۔

شرح المفردات: ......اَلْأَصْنَام: صَنَمٌ کی جمع، بت، مورتیاں۔

يَسْتَصْبِحُ: ...... چراغوں میں ڈال کر جلاتے اور روشنی حاصل کرتے ہیں۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب استفعال۔

جَمَلُوهُ: ...... اسے پگھلا کر تیل بنالیا۔/ جمع مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

شرح الحديث: ......امام خطابی ﷫ فرماتے ہیں کہ چربی پگھلا کر فروخت کر کے اس کی قیمت استعمال کرنے میں یہود کو جو ملامت کی گئی ہے، اس کی وجہ اصلاً چربی کا حرام ہونا ہے۔ اس سے یہ دلیل ملتی ہے کہ حرام چیزوں کے ذرائع بھی حرام ہوتے ہیں، یعنی چاہے ان کی اصل صورت اور حالت تبدیل کر کے بھی استعمال کیا جائے تو وہ حرام ہی رہتی ہیں۔ (شرح عمدة الاحكام لابن دقيق العيد : ١٥٣/٣)

نیز اس حدیث سے یہ امر بھی احاطۂ علم میں آتا ہے کہ ہر وہ حیلہ حرام ہے جس میں کسی حرام چیز کا نام یا ہیئت تبدیل کر کے اسے حلال کرنے کی کوشش کی جائے۔ (الفتاویٰ المصرية الكبرىٰ : ١٢٤/٣)

بَابُ السَّلَمِ ...... بیع سلم کا بیان

(٢٧١) عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ﷠ قَالَ : ...

عبداللہ بن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(٢٧٠) صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ح:٢٢٣٦۔ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم بيع الخمر والميتة ---، ح:١٥٨١ .

(٢٧١) صحيح البخاری، كتاب السلم، باب السلم فی وزن معلوم، ح:٢٢٤٠۔ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب السلم، ح:١٦٤٠ .

قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ فِي الثِّمَارِ السَّنَةَ وَالسَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ ، فَقَالَ : ((مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ إِلٰى أَجَلٍ مَعْلُومٍ)) .

مدینہ تشریف لائے تو لوگ پھلوں میں بیع سلم کیا کرتے تھے، ایک سال، دوسال اور تین سال تک (کی مدت کے لیے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جوشخص بیع سلم کرے تو اسے چاہیے کہ وہ معلوم پیمانے اور معلوم وزن کے ساتھ اور معلوم وقت تک کرے۔

شرح المفردات: ...... السَّلَمُ: اس کو بیع سلف بھی کہتے ہیں اور سلف کا معنی ہے ادھار، مراد اس سے ایسی چیز کی بیع ہے جس کی قیمت فوری ادا کی جائے لیکن وہ چیز کسی مخصوص صفت کے ساتھ بیچنے والے کے ذمہ واجب الادا ہو جو خریدار کی طرف سے ایک معین مدت کے بعد وصول کی جائے۔

شرح الحدیث: ...... مذکورہ حدیث میں بیع سلم اس صورت میں جائز قرار دی گئی ہے کہ جب اس کی مقدار، ماپ اور وزن متعین ہو، لیکن اگر یہ غیر متعین ہوں تو پھر یہ ہرگز جائز نہ ہوگی۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْبَيْعِ ...... تجارت میں شروط کا بیان

(۲۷۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : جَاءَتْنِي بَرِيرَةُ فَقَالَتْ : كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلٰى تِسْعِ أَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ أُوقِيَّةٌ ، فَأَعِينِينِي . فَقُلْتُ : إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ وَوَلَاؤُكِ لِي ، فَعَلْتُ . فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلٰى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ ، فَأَبَوْا عَلَيْهَا . فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ ، فَقَالَتْ : إِنِّي عَرَضْتُ ذَالِكَ عَلٰى أَهْلِي فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْوَلَاءُ . فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ ﷺ ، فَقَالَ : ((خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الْوَلَاءَ ، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)) . فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ . ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ :

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس بریرہ آئی تو اس نے کہا: میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ کے عوض مکاتبت کر لی ہے، لہٰذا آپ میری مدد کیجیے۔ میں نے کہا: اگر تیرے مالک یہ پسند کریں تو میں ان پر ایک شرط عائد کروں گی اور وہ یہ ہے کہ اگر تیری ولاء مجھے ملے گی تو میں (تیری مدد) کرتی ہوں۔ بریرہ اپنے مالکوں کے پاس گئی اور انھیں یہ بتلایا تو انھوں نے اس سے انکار کر دیا۔ ان سے (جواب لے کر پھر) وہ (میرے پاس) آئی اور رسول اللہ ﷺ (میرے پاس ہی) بیٹھے ہوئے تھے، اس نے کہا: میں نے اپنے مالکوں کو یہ شرط پیش کی ہے تو انھوں نے انکار کر دیا ہے (وہ کہتے ہیں) کہ وِلاء کے مالک صرف وہی ہوں گے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کو بتلایا تو آپ نے فرمایا: اسے پکڑ اور ان سے ولاء کی شرط لگائے رکھ، کیونکہ ولاء تو اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کروائے ، چنانچہ

(۲۷۲) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب اذا اشترط شروطاً فی البیع لاتحلّ، ح: ۲۱٦۸۔ صحیح مسلم، کتاب العتق، باب انما الولاء لمن اعتق، ح:۱۵۰٤ .

((أَمَّا بَعْدُ: فَمَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطاً لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ ؟ كُلُّ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ ، وَإِنْ كَانَ مِأَةَ شَرْطٍ ، قَضَاءُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ ، وَإِنَّمَا الْوَلاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)) .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے ،اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی ،پھر فرمایا: امابعد! لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں عائد کرتے پھرتے ہیں جن کا کتاب اللہ میں ذکر ہی نہیں ہے؟ ہر وہ شرط جو کتاب اللہ سے ثابت نہ ہو وہ باطل ہے،اگر چہ وہ سو شرطیں ہی ہوں، اللہ کا فیصلہ ہی (قابلِ عمل ہونے کا) زیادہ حق رکھتا ہے اور اللہ کی (لگائی ہوئی) شرط ہی زیادہ پختہ ہے،ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرائے۔

شرح المفردات: ......أُوْقِيَةٌ: ایک اوقیہ رِطل کا بارھواں حصہ ہوتا ہے اور ایک رِطل ۶۴ تولہ ڈیڑھ ماشے کا ہوتا ہے۔

كَاتَبْتُ: ...... مکاتبت سے مراد یہ ہے کہ غلام اور آقا آپس میں ایک رقم یا کوئی بھی چیز طے کرلیں کہ اگر غلام اپنے آقا کو وہ ادا کردے گا تو وہ اسے آزاد کردے گا۔/ واحد مذکر ومؤنث متکلم،فعل ماضی معلوم، باب مفاعلہ۔

وَلَاءٌ: ...... ولاء سے مراد غلام کا وہ مال واسباب یا دیگر ساز وسامان جو اس نے بطور وراثت چھوڑنا ہو۔

شرح الحديث: ......کتاب اللہ سے مراد صرف قرآنِ کریم نہیں ہے بلکہ احادیثِ رسول بھی ہیں، کیونکہ حدیث قرآن ہی کی تفسیر ہے۔قرآن میں بیان شدہ بے شمار احکام ومسائل اجمالی ہیں جن کی تفصیل حدیث نے بیان کی ہے اور اگر حدیث کو قرآن کا لازمہ نہ سمجھا جائے تو احکامِ شریعت کے تقریباً جملہ اصول وفروع سے ناواقفیت لازم آئے گی۔

(۲۷۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ كَانَ يَسِيرُ عَلَى جَمَلٍ فَأَعْيَا فَأَرَادَ أَنْ يُسَيِّبَهُ ، فَلَحِقَنِي النَّبِيُّ ﷺ فَدَعَا لِي وَضَرَبَهُ ، فَسَارَ سَيْراً لَمْ يَسِرْ مِثْلَهُ ، ثُمَّ قَالَ : ((بِعْنِيهِ بِأُوْقِيَّةٍ)) . قُلْتُ : لا ، ثُمَّ قَالَ : ((بِعْنِيهِ)) . فَبِعْتُهُ بِأُوقِيَّةٍ ، وَاسْتَثْنَيْتُ حِمْلانَهُ إِلَى أَهْلِي . فَلَمَّا بَلَغْتُ: أَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ فَنَقَدَنِي ثَمَنَهُ ، ثُمَّ رَجَعْتُ ،

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک اونٹ پر سوار چلے جارہے تھے جو تھک چکا تھا۔ میں نے اسے آزاد چھوڑنا چاہا تو پیچھے سے مجھے نبی ﷺ آملے تو آپ نے میرے لیے دعا فرمائی اور اس کو ضرب لگائی تو وہ اس طرح چلنے لگا کہ اس سے پہلے وہ کبھی ایسے نہیں چلا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مجھے ایک اوقیہ کے عوض بیچ دو ،میں نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے پھر فرمایا: یہ مجھے بیچ دو، چنانچہ میں نے اسے ایک اوقیہ کے عِوض بیچ دیا اور اپنے گھر تک اس پر سواری کو

(۲۷۳) صحیح البخاری، کتاب الشروط، باب اذااشترط البائع ظهر الدابة۔۔۔، ح: ۲۷۱۸۔صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب بیع البعیر واستثناء رکوبه، ح:۷۱۵.

فَأَرْسَلَ فِي إِثْرِي فَقَالَ : ((أَتُرَانِي مَاكَسْتُكَ لِـآخُـذَ جَمَلَكَ؟ خُذْ جَمَلَكَ وَدَرَاهِمَكَ ، فَهُوَ لَكَ)) .

مستثنیٰ کر لیا۔ پھر جب میں گھر پہنچا تو میں وہ اونٹ آپ ﷺ کے پاس لایا تو آپ نے مجھے اس کی نقد قیمت ادا فرمائی۔ پھر میں واپس لوٹا تو آپ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا اور فرمایا: تو نے کیا سمجھا کہ میں تجھ سے اس لیے قیمت کم کروا رہا ہوں تا کہ تیرا اونٹ لے لوں؟ یہ اپنا اونٹ بھی پکڑ لو اور اپنے درہم بھی ، یہ تیرے ہی ہیں۔

شرح المفردات:......أَعْيَا: بہت تھک چکا تھا،تھک کر ہانپنے لگا۔/ واحد مذکر غائب،فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

يُسَيِّبُـــــه :...... اونٹ کے تھک جانے کی وجہ سے اس کو آزاد بے مہار چھوڑ دینا کہ وہ اپنی مرضی سے چلتا رہے۔/ واحد مذکر غائب،فعل مضارع معلوم، باب تفعیل۔

وَاسْتَثْنَيْتُ حِمْلَانَهُ:......یعنی میں نے یہ شرط عائد کردی کہ میں یہ اونٹ ابھی آپ کے حوالے نہیں کروں گا بلکہ اپنے گھر تک اسی پر سوار ہوکر جاؤں گا۔/اِسْتَثْنَيْتُ: واحد مذکر ومؤنث متکلم،فعل ماضی معلوم، باب استفعال۔

شرح الحديث: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی چیز فروخت کر دینے کے بعد اس کے کچھ دیر استعمال کی شرط لگائی جاسکتی ہے، بشرطیکہ خریدار بھی اس پر رضا مند ہو۔

(٢٧٤) عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ ﷺ قَـالَ : نَهٰى رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَبِيعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ ، وَلَا تَنَـاجَشُـوا وَلَا يَبِـعِ الـرَّجُـلُ عَلٰـى بَيْعِ أَخِيهِ ، وَلَا يَخْطُبْ عَلٰى خِطْبَتِهِ ، وَلَا تَسْأَلِ الْـمَـرْأَةُ طَـلَاقَ أُخْتِهَـا لِتَـكْفِ مَـا فِـي صَحْفَتِهَا)) .

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ شہری دیہاتی کے لیے خرید وفروخت کرے،تم قیمت بڑھانے کے لیے بولی نہ لگاؤ،نہ ہی کوئی شخص اپنے کسی (مسلمان) بھائی کے سودے پر سودا کرے اور نہ وہ اس کے شادی کے پیغام پر (اپنی) شادی کا پیغام بھیجے اور نہ ہی کوئی عورت اپنی (مسلمان) بہن کی طلاق کا مطالبہ کرے تا کہ جو اس کی پلیٹ میں ہے وہ خود حاصل کرلے۔

شرح المفردات:......خِطْبَة: شادی کا پیغام،منگنی۔

صَحْفَة:...... پلیٹ نما کوئی بھی برتن۔

شرح الحديث: ......اگر ایک شخص کسی کے ساتھ خرید وفروخت کا کوئی معاملہ کر رہا ہو تو دوسرے کو ان کے سودے میں دخل اندازی کرکے خریدار کو اپنے سودے کی طرف ہرگز نہیں بلانا چاہیے، اس کی ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ

---

(٢٧٤) صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب لايبيع علىٰ بيع أخيه---، ح:٢١٤٠۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب تحريم الخطبة علىٰ خطبة أخيه---، ح:١٤١٣ .

مشتری کسی بائع سے کوئی چیز خرید رہا ہوتو کوئی دوسرا بائع پہلے کے گاہک کو اپنی طرف راغب کرنے کے لیے جان بوجھ کر اپنی چیز کی کم قیمت کی آوازیں لگانا شروع ہو جائے تاکہ وہ اسے چھوڑ کر اس کے پاس چلا آئے۔ لیکن اگر خریدار کا پہلے بائع سے سودا نہ ہو پائے اور وہ اپنی مرضی سے اس سے نہیں خریدتا تو پھر اسے دوسرا بائع اپنے سودے کی طرف بلا سکتا ہے۔

بَابُ الرِّبَا وَالصَّرْفِ ......سود اور تبادلہ کا بیان

(٢٧٥) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِباً إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِباً إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ)) .

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونے کو چاندی کے بدلے بیچنا سود ہے مگر دست بدست ہو، (تو جائز ہے) گندم کا گندم کے بدلے بیچنا سود ہے مگر دست بدست ہو اور جَو کا جَو کے بدلے بیچنا سود ہے مگر دست بدست ہو۔

شرح المفردات: ......**هَاءَ وَهَاءَ**: اس کا مطلب ہے کہ اپنے قبضہ میں لینا، اِدھر سے ایک چیز دینا اور اُدھر سے دوسری پکڑنا، ایک ہاتھ دینا ایک ہاتھ لینا۔

شرح الحدیث: ......یعنی جب بھی کوئی چیز اپنی جنس کی چیز کے بدلے میں بیچی جائے تو اس میں دو امور کا پایا جانا ضروری ہے: ایک تو یہ کہ سودا نقداً ہو اور دوسرا یہ کہ دونوں چیزیں وزن میں برابر ہوں۔

(٢٧٦) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا تَبِيعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ ، وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ ، وَلَا تَبِيعُوا مِنْهَا غَائِباً بِنَاجِزٍ)) .

وَفِي لَفْظٍ : ((إِلَّا يَداً بِيَدٍ)) .

وَفِي لَفْظٍ : ((إِلَّا وَزْناً بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ)) .

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سونے کی سونے کے بدلے خرید وفروخت نہ کرو مگر (جب) دونوں ایک ہی مثل کے ہوں (تو کر لیا کرو) اور کسی کو دوسری پر نہ بڑھاؤ، اسی طرح تم چاندی کی چاندی کے بدلے بیع نہ کرو، جب دونوں برابر برابر ہوں اور کسی ایک شے کو دوسری پر نہ بڑھاؤ اور تم موجود چیزوں کی غیر موجود چیزوں کے بدلے خرید وفروخت نہ کرو۔

ایک روایت میں دست بدست کے الفاظ ہیں۔

اور ایک میں یہ بھی الفاظ ہیں: مگر دونوں وزن میں برابر ہوں، ایک ہی مثل کے ہوں اور برابر حالت و قیمت کے ہوں۔

---

(٢٧٥) صحيح البخاری ، كتاب البيوع ، باب مايذكر فى بيع الطعام ، ح:٢١٣٤ ـ صحيح مسلم ، كتاب المساقاة ، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقداً ، ح:١٥٨٦ .

(٢٧٦) صحيح البخاری ، كتاب البيوع ، باب بيع الفضة بالفضة ، ح:٢١٧٧ ـ صحيح مسلم ، كتاب المساقاة ، باب الربا ، ح:١٥٨٤ .

شرح المفردات: ......لَا تُشِفُّوا: یعنی ایک کے سودے کو ناقص کرنے کے لیے دوسرے کو بڑھا چڑھا کر اس پر فضیلت نہ دو۔/ جمع مذکر حاضر، فعل نہی معلوم، باب افعال۔

شرح الحدیث: ......گزشتہ حدیث کے ہم معنی ہے۔

(۲۷۷) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : جَاءَ بِلَالٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((مِنْ أَيْنَ لَكَ هٰذَا ؟)) قَالَ بِلَالٌ : كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌ رَدِيءٌ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِيَطْعَمَ النَّبِيُّ ﷺ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ ذَالِكَ : ((أَوَّهْ أَوَّهْ ، عَيْنُ الرِّبَا عَيْنُ الرِّبَا ، لَا تَفْعَلْ ، وَلٰكِنْ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ آخَرَ ثُمَّ اشْتَرِ بِهٖ)) .

سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس برنی کھجور لے کر آئے تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: یہ تم نے کہاں سے لی ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے پاس ناقص کھجوریں تھیں تو میں نے ان کے دو صاع بیچ کر ان کا ایک صاع خرید لیا تاکہ نبی ﷺ (اچھی کھجور) کھائیں۔ نبی ﷺ نے اسی وقت فرمایا: اُوہ! اُوہ! یہ تو سراسر سود ہے، یہ تو عین سود ہے، ایسا نہ کیا کرو، ہاں جب تم (اچھی کھجوریں) خریدنا چاہو تو (ان ناقص کھجوروں کو) کسی اور کو بیچو، پھر (ان پیسوں سے) تم انھیں (یعنی اچھی کھجوریں) خرید لیا کرو۔

شرح المفردات: ......بَرْنِيٌّ: مدینہ کی کھجوروں میں سے یہ بہترین قسم کی کھجور ہے۔

رَدِيءٌ:...... ناقص، فضول، ناکارہ، گھٹیا۔

أَوَّهْ أَوَّهْ:...... ایسا کلمہ جو کراہت و ناپسندیدگی کے اظہار کے لیے بولا جاتا ہے، جیسے ہم اپنی زبان میں ''اُوہ، اُوہ'' کہتے ہیں۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں کسی بھی چیز کی اعلیٰ قسم کو اس کی ادنیٰ قسم کے بدلے میں بطورِ تفاضل بیچنا یا خریدنا سود ہے اور سود قرار دیا گیا حرام ہے۔

(۲۷۸) عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ : سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الصَّرْفِ، فَكُلٌّ وَاحِدٍ يَقُولُ : هٰذَا خَيْرٌ مِنِّي ، وَكِلَاهُمَا يَقُولُ : نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

ابومنہال بیان کرتے ہیں کہ میں نے براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بیعِ صرف کے بارے میں پوچھا تو (ان دونوں میں سے) ہر ایک کہنے لگا کہ یہ مجھ سے بہتر ہیں (ان سے پوچھو) اور پھر دونوں ہی نے فرمایا: نبی ﷺ نے سونے کی،

(۲۷۷) صحيح البخاری، كتاب الوكالة، باب اذاباع الوكيل شيئًا فاسداً فبيعه مردودٌ ، ح:۲۳۱۲۔ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب بيع الطعام مثلاًبمثلٍ، ح:۱۵۹٤ .

(۲۷۸) صحيح البخاری، كتاب البيوع، باب بيع الورق بالذهب نسيئة، ح:۲۱۸۰۔ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب النهی عن بيع الورق بالذهب دَيناً، ح:۱۵۸۹ .

عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ دَيْناً.

چاندی کے بدلے بصورتِ قرض (یعنی ادھار) خرید وفروخت کرنے سے روکا ہے۔

شرح المفردات: ......**الصَّرْفُ**: ایک چیز کو دوسری چیز کے بدلے میں بیچنا یا خریدنا۔

شرح الحدیث: ......اس روایت میں جہاں بیع الصرف کی ایک نوع کا حکم بیان ہوا ہے وہاں اس میں تواضع کی مشروعیت اور اکابر کے حقوق کے اعتراف پر بھی دلیل ہے۔ لہٰذا اگر کسی عالم سے کوئی سائل مسئلہ پوچھے اور اس کے پاس ایک اور عالم بھی بیٹھا ہو تو وہ سائل کو اس کی طرف رجوع کرنے کا کہہ سکتا ہے کہ یہ مجھ سے بہتر بتا سکیں گے، ان سے پوچھیں۔ پھر اگر وہ دوسرا عالم پہلے کو جواب دینے کے لیے کہے یا پھر اسے اس مسئلہ کی بابت علم نہ ہو تو پہلا عالم خود جواب دے سکتا ہے۔ اسی طرح ایک یہ بھی سبق مل رہا ہے کہ مسئلہ بتانے سے پہلے دوسرے عالم سے مشورہ بھی کیا جا سکتا ہے، تاکہ پختہ طور پر جواب دیا جا سکے، جیسا کہ مذکورہ حدیث میں دونوں صحابیوں نے جب ایک ہی جواب دیا تو سائل کو کامل تشفی ہوگئی۔

(٢٧٩) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ، وَأَمَرَنَا أَنْ نَشْتَرِيَ الْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا، وَنَشْتَرِيَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا، قَالَ: فَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَدًا بِيَدٍ؟ فَقَالَ: هٰكَذَا سَمِعْتُ.

سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کے بدلے چاندی اور سونے کے بدلے سونے کو بیچنے سے منع فرمایا ہے، مگر اس صورت میں کہ وہ دونوں برابر ہوں (تو جائز ہے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اجازت دی تھی کہ ہم سونے کے بدلے چاندی خرید لیں جیسے بھی ہم چاہیں اور ہم چاندی کے بدلے سونا خرید لیں جس طرح بھی ہم چاہیں۔ ایک آدمی نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ دست بدست؟ تو انھوں نے جواب دیا: میں نے اسی طرح سنا ہے۔

شرح المفردات: ......**سَوَاءً بِسَوَاءٍ**: یعنی جنس میں دونوں برابر ہوں۔

شرح الحدیث: ......امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں یہ شرط ہے کہ جس مجلس میں سودا ہوا اسی مجلس میں یہ قبضے میں لی جائیں۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ١١/١٦)

راوی الحدیث: ......ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کا نام نفیع بن حارث بن کلدۃ ہے۔ پہلے بصرہ میں سکونت پذیر تھے، پھر کوفہ منتقل ہوگئے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ سو احادیث کے راوی ہیں۔ ٥٠ ہجری میں بصرہ میں وفات پائی۔

---

(٢٧٩) صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب بیع الذهب بالورق یداً بید، ح:٢١٨٢۔ صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب النهی عن بیع الورق بالذهب دیناً، ح:١٥٩٠.

بَابُ الرِّهْنِ وَغَيْرِهِ ...... گروی وغیرہ کا بیان

(٢٨٠) عَـنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُـولَ اللّٰـهِ ﷺ اشْتَرٰى مِنْ يَهُودِيٍّ طَعَاماً وَرَهَنَهُ دِرْعاً مِنْ حَدِيدٍ .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے کھانا (یعنی کھانے کی کوئی چیز ،جو وغیرہ) خریدا اوراس کے پاس اپنی لوہے کی زِرہ گروی رکھی ۔

شرح المفردات: ......**الرَّهْنُ**: رہن سے مراد کسی سے کوئی چیز خریدتے وقت رقم نہ ہونے کی صورت میں اس کے پاس اپنی کوئی چیز بطورِ ضمانت گروی رکھنا کہ جب مشتری اسے مطلوبہ رقم ادا کردے گا تو وہ اسے اس کی چیز واپس کردے گا۔

دِرْعٌ:...... زِرہ، جسے دورانِ جنگ میں مخالف کے وار سے بچنے کے لیے پہنا جاتا ہے۔

شرح الحديث: ......ابن بطال رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جمیع فقہاء سفر وحضر میں رہن کو جائز قرار دیتے ہیں، جبکہ امام مجاہد رحمہ اللہ اورضحاک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ رہن صرف سفر ہی میں مشروع ہے اور وہ بھی اس صورت میں کہ جب کاتب نہ مل سکے۔(عمدة القاری للعینی : ٦٨/٣) البتہ پہلا قول راجح ہے، کیونکہ یہ مذکورہ حدیث کے عین مطابق ہے۔

(٢٨١) عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ : ((مَـطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ ، فَإِذَا أُتْبِعَ أَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ)) .

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مالدار شخص کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، لہٰذا جب تم میں سے کسی کو کسی مالدار شخص کے حوالے کیا جائے تو اسے بات مان لینی چاہیے۔

شرح المفردات: ......**مَلِيٌّ**: ایسا شخص جو وافر مال ودولت کا حامل ہو اور قرض ادا کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔

شرح الحديث: ......کسی مالدار شخص کے حوالے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مقروض شخص اگر قرض خواہ کو کسی شخص کے پاس بھیجتا ہے یا اس کے ذِمہ لگا دیتا ہے کہ جو میں نے تمھارا قرض دینا ہے وہ فلاں شخص تمھیں دے دے گا، یا کہے کہ تم اس سے جا کر وصول کرلو، تو ایسی صورت میں قرض خواہ کو اس کی بات مان لینی چاہیے، یعنی بار بار قرضدار ہی سے مطالبہ نہیں کرتے رہنا چاہیے۔لیکن اگر قرض خواہ کو محسوس ہو کہ وہ اس سے فقط اپنا پیچھا چھڑانے کے لیے ایسا کر رہا ہے یا جس کے پاس وہ بھیج رہا ہو وہ اس قرض کی رقم ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو، تو اس صورت میں وہ اس کی بات ماننے سے انکار کرسکتا ہے۔

---

(٢٨٠) صحيح البخاری ، كتاب الاستقراض ، باب من اشترىٰ بالدين وليس عنده ثمنه ـ ـ ـ ، ح:٢٣٨٦ ـ صحيح مسلم ، كتاب المساقاة ، باب الرهن وجوازه فی السفر والحضر ، ح:١٦٠٣ .

(٢٨١) صحيح البخاری ، كتاب الحوالات ، باب الحوالة وهل يرجع فی الحوالة ، ح:٢٢٨٧ ـ صحيح مسلم ، كتاب المساقاة ، باب تحريم مطل الغنی ـ ـ ـ ، ح:١٥٦٤ .

(۲۸۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ۔أَوْ قَالَ۔ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ أَدْرَكَ مَالَهُ بِعَيْنِهِ عِنْدَ رَجُلٍ ۔أَوْ۔ إِنْسَانٍ قَدْ أَفْلَسَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ)).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ کوفرماتے سنا: جو کسی شخص یا (فرمایا کہ) کسی انسان کے پاس اپنا مال بعینہٖ پائے جو دیوالیہ ہوگیا ہوتو وہ غیر کی نسبت اپنے مال کا زیادہ حقدار ہے۔

شرح المفردات: ......**بِعَيْنِهِ**: یعنی وہی مال۔

شرح الحدیث: ......ایک شخص نے کسی سے کوئی چیز خریدی اوراس کی خریداری کے بعد وہ شخص دیوالیہ ہوگیا، تو اگر اس چیز کی قیمت بالکل ہی ادانہ ہوئی ہوتو وہ سودا فسخ سمجھا جائے گا اور بائع اس چیز کواپنے قبضے میں لینے کا حقدار ہے، دیگر قرض خواہوں کا اس میں کوئی حق نہیں ہوگا۔لیکن اگراس چیز کی کچھ نہ کچھ قیمت ادا ہوئی ہوتو پھر تمام قرض خواہ اس میں برابر کے حصہ دار ہیں۔

(۲۸۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما قَالَ: جَعَلَ ۔وَفِي لَفْظٍ۔ : قَضَى النَّبِيُّ ﷺ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُودُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ ، فَلَا شُفْعَةَ .

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مقرر کیا......اوربعض الفاظ میں ہے: نبی ﷺ نے ہراس مال میں جو تقسیم نہ کیا گیا ہو، شفعہ کا فیصلہ فرمایا ہے،لیکن جب حدود واقع ہوجائیں اور راستے بنا دیے جائیں تو پھر شفعہ نہیں ہے۔

شرح المفردات: ......**الشُّفْعَة**: کسی کی زمین یا جائیداد کے فروخت کیے جانے کے وقت اس کے ساتھ والی زمین یا جائیداد کے مالک کا پڑوسی ہونے کے ناطے سے اسے جبراً حاصل کرنے کا حق رکھنا۔

وَقَعَتِ الْحُدُودُ: ...... پڑوسی کی زمین سے جُدا کرلی جائے ،اس کی الگ حد بندی کردی جائے ۔/ **وَقَعَتْ**: واحد مؤنث غائب،فعل ماضی معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

صُرِّفَتِ الطُّرُقُ: ...... اس کے الگ راستے اورسڑکیں بنادی جائیں۔/ **صُرِّفَتْ**: واحدمؤنث غائب،فعل ماضی مجہول، باب تفعیل ۔

شرح الحدیث: ......شریعت نے پڑوسی کوشفعہ کا حق دیا ہے،جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے:((جَارُ الدَّارِ اَحَقُّ بِالدَّارِ مِنْ غَيْرِهِ))''گھر کا پڑوسی کسی اور کی نسبت خوداس گھر کا زیادہ حق رکھتا ہے۔'' (مسند احمد: ٤/ ٣٨٨) لیکن شفعہ کے لیے یہ شرط بھی لگا دی ہے کہ یہ اس وقت تک ہوسکتا ہے جب تک کہ وہ زمین تقسیم نہ ہوئی ہو،

(۲۸۲) صحيح البخاری، كتاب الاستقراض، باب اذا وجد ماله عند مفلس فی البيع والقرض والوديعة فهو أحق به، ح:٢٤٠٢۔ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب من أدرك ماباعه عندالمشتری۔۔۔، ح:١٥٥٩ .

(۲۸۳) صحيح البخاری، كتاب الشركة، باب اذا قسم الشركاء الدور۔۔۔، ح:٢٤٩٦ ۔صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب الشفعة، ح:١٦٠٨ .

جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔لیکن اگر وہ تقسیم ہو جائے، حد بندی کر دی جائے اور راستے الگ الگ ہو جائیں تو پھر شفعہ نہیں ہوسکتا۔

شفعہ کے لیے یہ بھی حکم ہے کہ یہ صرف غیر منقولہ جائیداد یعنی جاگیر، زمین اور گھر وغیرہ ہی میں ہوسکتا ہے، علاوہ ازیں درخت، کھیتی، جانور اور تلوار وغیرہ جیسی چیزوں میں شفعہ نہیں ہوتا۔ (الاقناع للحجاوی : ٢/ ٦١٠)

(٢٨٤) عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ : قَـدْ أَصَـابَ عُـمَـرُ أَرْضـاً بِـخَيْبَـرَ ، فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَـأْمِـرُهُ فِيهَا ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰـهِ! إِنِّـي أَصَبْـتُ أَرْضاً بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَـالاً قَـطُّ هُوَ أَنْفَسُ عِنْدِي مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُنِي بِـهٖ ؟ فَـقَـالَ : ((إِنْ شِـئْـتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَـصَدَّقْتَ بِهَا)) . قَالَ : فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ غَيْـرَ أَنَّـهُ لَا يُبَـاعُ أَصْـلُهَا وَلَا يُوهَبُ وَلَا يُـورَثُ . قَـالَ : فَتَـصَـدَّقَ عُمَرُ فِي الْفُقَرَاءِ وَفِـي الْقُرْبٰى وَفِي الرِّقَابِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَالضَّيْفِ ، لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَلِيَهَـا أَنْ يَـأْكُـلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ أَوْ يُطْعِمَ صَدِيقاً غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيهِ .

وَفِي لَفْظٍ : غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ .

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر میں زمین حاصل کی تو وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور اس کے بارے میں آپ ﷺ سے حکم دریافت کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے خیبر میں زمین حاصل کی ہے اور میں نے کبھی کوئی ایسا مال نہیں حاصل کیا جو میرے نزدیک اس سے بڑھ کر عمدہ ہو تو آپ ﷺ مجھے اس کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تُو چاہے تو اصل زمین خود رکھ لے اور اس کی فصل کو صدقہ کر دیا کر۔ راوی کہتے ہیں: عمر رضی اللہ عنہ نے فقراء، اقرباء اور غلاموں کی رہائی، فی سبیل اللہ، مسافروں اور مہمانوں میں صدقہ کر دیا، جو بھی اس کا والی (نگران) بنے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ اس سے عُرف (دستور) کے مطابق کھالے یا کسی دوست کو کھلا دے، البتہ وہ اس ذریعے سے مال نہ بناتا رہے۔

ایک روایت میں ہے: مال جمع نہ کرنے لگ جائے۔

شرح المفردات: ......**يَسْتَـأْمِرُهُ**: آپ ﷺ سے مشورہ مانگ رہے تھے۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب استفعال۔

أَنْفَسُ: ...... نفیس سے اسم تفضیل کا صیغہ، دیگر کی نسبت نفیس ترین، بہت ہی عمدہ۔/ واحد مذکر، اسم تفضیل، باب **كَرُمَ يَكْرُمُ**۔

غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ:...... یعنی مال نہ بنانے والا واحد مذکر، اسم فاعل، باب تفعل۔

غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ:...... یعنی مال جمع کرنے والا نہ ہو/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب تفعل۔

---

(٢٨٤) صحيح البخاري، كتاب الشروط، باب الشروط في الوقف، ح:٢٧٣٧۔ صحيح مسلم، كتاب الوصية، باب الوقف، ح:١٦٣٢ .

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں وقف کی ہوئی چیز کے متعلق چند احکام بیان ہوئے ہیں کہ وقف کرنے والا وقف کی ہوئی چیز پر اپنی ملکیت قائم رکھ سکتا ہے وقف املاک کا نگران اس سے حاصل ہونے والی آمدنی سے اپنے اخراجات چلاسکتا ہے، لیکن صرف بقدرِ ضرورت ہی، ضرورت سے زیادہ ہرگز نہیں۔ وقف کی ہوئی اس چیز کی آمدنی فی سبیل اللہ کاموں میں خرچ کی جائے گی۔ وقف کی ہوئی شے کا نگران اپنی ضرورت سے زیادہ مال حاصل نہیں کرسکتا۔

(۲۸۵) عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : حَمَلْتُ عَلٰی فَرَسٍ فِی سَبِيلِ اللّٰهِ فَأَضَاعَهُ الَّذِی كَانَ عِنْدَهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْتَرِيَهُ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَبِيعُهُ بِرُخْصٍ ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ : ((لَا تَشْتَرِهِ ، وَلَا تَعُدْ فِی صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ ، فَإِنَّ الْعَائِدَ فِی هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِی قَيْئِهِ)) .

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا وقف کیا تو جس کے پاس وہ گھوڑا تھا اس نے اسے ضائع کرکے رکھ دیا، میں نے اسے خریدنا چاہا اور میں نے یہ سمجھا کہ وہ اس گھوڑے کو ارزاں نرخ پر بیچ دے گا، چنانچہ میں نے نبی ﷺ سے (اس کے بارے میں مسئلہ) پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے مت خرید اور تُو اپنا صدقہ واپس نہ لے اگرچہ وہ تجھے ایک درہم کے بدلے ہی دے، کیونکہ اپنے عطیے کو واپس لینا یقیناً ایسے ہی ہے جیسے اپنی قے کو دوبارہ چاٹنا۔
ایک روایت میں ہے: یقیناً وہ شخص جو اپنے صدقے کو واپس لیتا ہے، اس کتے کے مانند ہے جو قے کرتا ہے، پھر اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے۔

شرح المفردات: ......بِرُخْصٍ : سستے داموں، ارزاں نرخ۔

شرح الحدیث: ......حدیث میں وارد ممانعت کے ظاہر سے عطیہ میں دی ہوئی چیز واپس لینے کی حرمت معلوم ہوتی ہے، لیکن جمہور علماء نے اسے تحریم کی بجائے تنزیہہ پر محمول کیا ہے۔ (ارشاد الساری للقسطلانی : ۳/ ۷۵) اور قتادہ فرماتے ہیں کہ میری رائے میں قے حرام ہے۔ (سنن ابی داؤد : ۳۵۳۸) جب قے حرام ہے تو اس کو چاٹنا بھی حرام ہوا اور قے کو چاٹنے کے ساتھ جس چیز کو تشبیہ دی گئی ہے وہ بھی حرام ٹھہری۔

(۲۸٦) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ : تَصَدَّقَ عَلَيَّ أَبِی بِبَعْضِ مَالِهِ ، فَقَالَتْ أُمِّی عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ : لَا أَرْضٰی حَتّٰی تُشْهِدَ

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے اپنے مال کا کچھ حصہ مجھے صدقہ کردیا تو میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے کہا: میں تب تک (اس بات پر) خوش نہیں ہوں گی

(۲۸۵) صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب هل یشتری صدقته ، ح:۱۴۹۰۔ صحیح مسلم، کتاب الهبات، باب کراهة شراء الانسان ماتصدق به...... ، ح:۱٦۲۰ .

(۲۸٦) صحیح البخاری، کتاب الهبة، باب الاشهادفی الهبة، ح:۲۷۸۷۔ صحیح مسلم، کتاب الهبات، باب کراهة تفضیل بعض الأولادفی الهبة، ح:۱٦۲۳ .

رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ . فَانْطَلَقَ أَبِي إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِيُشْهِدَ عَلٰى صَدَقَتِي فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((أَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ ؟)) قَالَ : لَا ، قَالَ : ((اتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ)) ، فَرَجَعَ أَبِي فَرَدَّ تِلْكَ الصَّدَقَةَ .

جب تک تو رسول اللہ ﷺ کو گواہ نہ بنالے ۔ چنانچہ میرے والد رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تا کہ وہ میرے صدقہ پر آپ ﷺ کو گواہ بنائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا تو نے اپنے سب بچوں کے ساتھ ایسا کیا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے معاملے میں عدل کیا کرو، سو میرے والد واپس آئے اور انھوں نے صدقہ واپس لے لیا۔

وَفِي لَفْظٍ : ((فَلَا تُشْهِدْنِي إِذاً ، فَإِنِّي لَا أَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ)) .

اور ایک روایت میں (نبی ﷺ کا یہ فرمان مذکور) ہے: تب تُو مجھے گواہ نہ بنا، کیونکہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔

وَفِي لَفْظٍ : ((فَأَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِي)) .

یہ بھی الفاظ ہیں: میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالے۔

شرح المفردات:...... **اعْدِلُوا:** یعنی سب کو برابر برابر دیا کرو۔/ جمع مذکر حاضر، فعل امر معلوم، باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔
جَوْرٌ:...... ظلم، زیادتی، ناانصافی۔

شرح الحدیث: ...... ائمہ کا اس بابت اختلاف ہے کہ آیا اولاد کو ہبہ کرنے میں برابری افضل اور مشروع ہے؟ یا وراثت کی طرح اس میں بھی مذکر کے لیے مؤنث سے دوگنا ہوگا؟ تین ائمہ کے نزدیک علی الاطلاق برابری سنّت ہے، خواہ وہ مذکر ہوں یا مؤنث، یا مذکر اور مؤنث دونوں ہی ہوں۔ لیکن امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اگر وہ تمام مذکر ہیں یا تمام مؤنث ہیں تو برابری ضروری ہے، اور اگر وہ مذکر و مؤنث دونوں ہوں تو پھر ﴿لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ﴾ کے مطابق مال تقسیم ہوگا۔ (كشف اللثام للسفاريني: ٥/ ٧٧)

پھر تمام ائمہ کا اولاد میں سے کسی ایک کو ہبہ کے لیے خاص کرنے یا ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے کے مکروہ ہونے پر اتفاق ہے، البتہ اس کی تحریم میں اختلاف ہے: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک حرام نہیں ہے، جبکہ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر وہ اپنے مال کا کچھ حصہ اپنے کسی بچے کو دیتا ہے تو جائز ہے، لیکن اگر وہ سارا مال دے دیتا ہے تو مکروہ ہے۔ (الافصاح لابن هبيرة: ٢/ ٥٧) امام سفارینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب بھی اس کی حرمت ہی کا ہے۔ (كشف اللثام للسفاريني: ٥/ ٧٨)

(٢٨٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَامَلَ أَهْلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَا يَخْرُجُ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اہل خیبر کے ساتھ کھجوروں یا کھیتی کی پیداوار میں آدھے حصے پر

(٢٨٧) صحيح البخاري، كتاب المزارعة، باب اذا لم يشترط السنين فى المزارعة، ح:٢٣٢٩۔ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب المساقاة والمعاملة بجزء من التمر والزرع، ح:١٥٥١ .

مِنْهَا مِنْ تَمْرٍ أَوْ زَرْعٍ . معاملہ فرمایا تھا۔

شرح المفردات: ......عَامَلَ: ایک دوسرے سے باہم معاملہ طے کیا۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب مفاعلہ۔

شرح الحدیث: ......اسے مساقات کہتے ہیں اور یہ مزارعت ہی کی طرح ہے، یعنی کھیتی یا باغ کا مالک کسی کے ساتھ طے کرلے کہ اس باغ یا کھیتی میں تم کاشت کاری کرو گے اور اس سے حاصل ہونے والے پھل کا اتنا حصہ تمھیں ملے گا۔

(۲۸۸) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : كُنَّا أَكْثَرَ الأَنْصَارِ حَقْلاً ، وَكُنَّا نُكْرِي الْأَرْضَ عَلَى أَنَّ لَنَا هٰذِهِ وَلَهُمْ هٰذِهِ ، فَرُبَّمَا أَخْرَجَتْ هٰذِهِ وَلَمْ تُخْرِجْ هٰذِهِ فَنَهَانَا عَنْ ذَالِكَ ، فَأَمَّا بِالْوَرِقِ فَلَمْ يَنْهَنَا .

سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ہمارے کھیت زیادہ تھے اور ہم اپنی زمین کرایہ (یعنی ٹھیکے) پر دیا کرتے تھے ، اس شرط پر کہ یہ حصہ ہمارا ہے اور یہ حصہ ان کا (یعنی کرایہ داروں کا) ہے، تو کبھی ایسے بھی ہو جاتا کہ ایک حصے سے فصل تیار ہو جاتی لیکن دوسرے سے کچھ نہ نکلتا (مراد ایک کو فائدہ ہو جاتا اور دوسرا گھاٹے میں رہتا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرما دیا۔ لیکن چاندی روپے پیسے کے بدلے میں (ایسا کرنے سے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہیں روکا۔

شرح المفردات: ...... حَقْلًا: کاشت کاری اور کھیتی باڑی والی زمین۔

نُكْرِي: ...... کرایہ پر دیتے، یعنی ٹھیکے پر دیتے ۔/ تثنیہ وجمع مذکر ومؤنث متکلم، فعل مضارع معلوم، باب افعال۔

شرح الحدیث: ......زمین کا ایک حصہ اپنے لیے خاص کر لینے میں مالک کو فائدہ اور مزارع کو نقصان ہوتا ہے، کیونکہ مالک اپنے لیے زمین کا وہ حصہ مختص کر لیتا ہے جو زیادہ زرخیز ہو یا پانی کے قریب ہو، تاکہ اس کی پیداوار زیادہ ہو اور اسے زیادہ منافع والا حصہ ملے، اس لیے اسے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اگر زمین کے حصے یکساں بھی ہوں تو پھر بھی جائز نہیں، کیونکہ دونوں میں سے کسی ایک کا نقصان بھگتنا اور دوسرے کا منافع حاصل کرنا سراسر مقاصدِ شریعت کے منافی ہے۔ شریعت برابر کی شراکت کے سودے میں نقصان ہونے پر کسی ایک کو چٹی ڈالنے سے منع کرتی ہے، لہٰذا نفع ونقصان میں دونوں برابر کے حصے دار ہونے چاہئیں۔ اور چاندی کے عوض ایسا معاملہ کرنے میں اس طرح کے دھوکے کا خدشہ نہیں ہوتا بلکہ مزارع کے لیے پہلے سے ایک متعین مزدوری طے کردی جاتی ہے، اس لیے اس سے منع نہیں کیا گیا۔

(۲۸۹) عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ : سَأَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ رضی اللہ عنہ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ ؟ فَقَالَ : لَا بَأْسَ بِهِ ، إِنَّمَا

حنظلہ بن قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے سونے اور چاندی کے بدلے میں زمین کرائے (ٹھیکے) پر دینے کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے کہا: کوئی

(۲۸۸) صحیح البخاری، کتاب المزارعة، باب الشروط فی المزارعة، ح:۲۳۲۷۔ صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب کراء الأرض بالذهب والورق، ح:۱۵۴۷ .

(۲۸۹) صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب کراء الأرض بالذهب والورق ، ح: ۱۵۴۷

كَانَ النَّاسُ يُؤَاجِرُونَ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمَا عَلَى الْمَاذِيَانَاتِ وَأَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ وَأَشْيَاءَ مِنَ الزَّرْعِ فَيَهْلِكُ هٰذَا وَيَسْلَمُ هٰذَا وَلَمْ يَكُنْ لِلنَّاسِ كِرَاءٌ إِلَّا هٰذَا، وَلِذَالِكَ زَجَرَ عَنْهُ، فَأَمَّا شَيْءٌ مَعْلُومٌ مَضْمُونٌ فَلَا بَأْسَ بِهٖ.

حرج نہیں ہے، دراصل رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگ جو کچھ نہروں کے کناروں اور نالوں کے سِروں پہ ہوتا، اس پر اور کھیتی کے کچھ حصے پر (زمین) اجرت پہ دے دیا کرتے تھے، پھر یوں ہوتا کہ کبھی یہ خراب ہوجاتی اور وہ سلامت رہتی تو کبھی وہ خراب ہوجاتی اور یہ سلامت رہتی، لیکن لوگوں کے پاس اس کے علاوہ ٹھیکے کا اور کوئی طریقہ نہیں تھا، اس کی (خرابیوں کی) وجہ سے آپ ﷺ نے اس سے جھڑک دیا تھا (یعنی منع فرما دیا تھا) لیکن وہ معاوضہ جو معلوم اور طے شدہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شرح المفردات: ...... **لَا بَأْسَ بِهٖ:** کوئی اندیشہ نہیں، کوئی حرج نہیں، کوئی گناہ نہیں۔

الْمَاذِيَانَات: ...... بڑی نہروں کے دونوں طرف کے کناروں پر اُگنے والی تھوڑی بہت فصل۔

أَقْبَالُ الْجَدَاوِل: ...... وہ چھوٹی چھوٹی نہریں جن سے کاشتکاری والی زمینوں کو پانی دیا جاتا ہے، جنھیں ہم اپنی زبان میں نالے کہتے ہیں، ان کے سِروں پر اگنے والی کچھ پیداوار۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کو زمین اس شرط پر ٹھیکے پہ دینا کہ تمھاری مزدوری یہی ہوگی کہ اس زمین کے اتنے حصے سے حاصل ہونے والا غلہ یا اناج تمھارا ہوگا، یہ قطعاً جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ مبہم سا سودا ہوتا ہے اور اس میں طرفین کے لیے ہی نقصان کا خدشہ ہوتا ہے۔ ہاں البتہ کسی کے ساتھ معاوضہ متعین کر کے اسے ٹھیکے پر دینا بالکل جائز ہے۔

راوی الحدیث: ......حنظلہ رحمہ اللہ انصار سے تعلق رکھتے تھے اور مدنی تابعی تھے۔ فقہاء تابعین میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ بہت کم احادیث روایت کی ہیں۔

(٢٩٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْعُمْرٰى لِمَنْ وُهِبَتْ لَهٗ.

وَفِي لَفْظٍ: ((مَنْ أُعْمِرَ عُمْرٰى لَهٗ وَلِعَقِبِهٖ، فَإِنَّهَا لِلَّذِي أُعْطِيَهَا، لَا تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي أَعْطَاهَا، أَنَّهٗ أَعْطٰى عَطَاءً وَقَعَتْ فِيهِ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمریٰ کا اسی شخص کے حق میں فیصلہ کیا جس کو وہ شے دی گئی ہو۔ ایک روایت میں ہے: جس کے لیے کوئی چیز عمری کر دی جائے تو وہ اس کے اور اس کے پیچھے آنے والوں (یعنی اس کی اولاد) کے لیے ہے، کیونکہ یہ اسی کے لیے ہوتی ہے جس کو دی جاتی ہے، جس نے یہ دی ہے، اس کی طرف واپس نہیں ہوتی، اس

(٢٩٠) صحيح مسلم، كتاب الهبات، باب العمرٰى، ح:١٦٢٥.

الْمَوَارِيثُ)) .

لیے کہ اس نے تو ایسی چیز عطا کر دی ہے جس میں وراثت کا حکم لگتا ہے۔

وَقَالَ جَابِرٌ : إِنَّمَا الْعُمْرَى الَّتِي أَجَازَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَقُولَ : هِيَ لَكَ وَلِعَقِبِكَ ، فَأَمَّا إِذَا قَالَ : هِيَ لَكَ مَا عِشْتَ ، فَإِنَّهَا تَرْجِعُ إِلٰى صَاحِبِهَا .

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمرٰی کو رسول اللہ ﷺ نے جاری ہو جانے والی قرار دیا ہے کہ وہ کہے: یہ تیرے اور تیری اولاد کے لیے ہے، اور اگر وہ یہ کہے کہ جب تک تُو زندہ رہے گا یہ تیری ہے، تو اس حالت میں (اس کی موت کے بعد) وہ چیز اپنے مالک کی طرف لوٹ آئے گی۔

شرح المفردات: ......**الْعُمْرٰی:** یہ عمر یعنی انسان کی زندگی سے مشتق ہے، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ دورِ جاہلیت میں لوگ اپنی زندگی ہی میں کسی شخص کو زمین، مکان یا کوئی چیز ہبہ کرتے اور کہتے کہ جب تک تیری زندگی ہے تب تک میں نے یہ تجھے ہبہ کر دی۔

شرح الحديث: ......عمرٰی کرنے والا اگر تو مطلقاً کسی چیز کو کسی کے لیے عمرٰی کر دے تو وہ نہ صرف زندگی بھر کے لیے اسی کی ہو جائے گی بلکہ اس کے مرنے کے بعد بھی وہ واپس نہیں ہوگی بلکہ اس کی اولاد کی ملکیت میں آ جائے گی، کیونکہ تب اس کا حکم وہی ہوگا جو مالِ وراثت کا ہوتا ہے، لیکن اگر وہ یہ شرط لگا دے کہ یہ چیز تب تک تیری ہے جب تک تو زندہ ہے، تو اس صورت میں اس شخص کے مرنے کے بعد وہ چیز واپس اسی کی ملکیت میں چلی جائے گی جس نے عمرٰی کی ہوگی۔

(۲۹۱) وَفِي لَفْظٍ لِمُسْلِمٍ : ((أَمْسِكُوا عَلَيْكُمْ أَمْوَالَكُمْ وَلَا تُفْسِدُوهَا ، فَإِنَّهُ مَنْ أَعْمَرَ عُمْرٰى فَهِيَ لِلَّذِي أُعْمِرَهَا حَيًّا وَمَيِّتًا وَلِعَقِبِهِ)) .

مسلم کے الفاظ میں ہے: اپنے مالوں کو اپنے پاس ہی رکھو اور اسے ضائع نہ کرو، سو یقیناً جس نے عمرٰی کیا تو وہ چیز اسی کی ہو جائے گی جس کے لیے عمرٰی کیا گیا، زندہ ہو (تو اس کی اپنی ہے) مر جائے تو اس کے ورثاء کے لیے ہے۔

شرح المفردات: ......**لِعَقِبِهِ:** پچھلوں سے مراد اس کی اولاد ہے۔

شرح الحديث: ......اس حدیث میں احتیاط کی ترغیب دی گئی ہے کہ محض جذبات میں اپنے اموال ہاتھ سے نہ گنواؤ، جی وقتی سے جوش میں آ کر کسی کو کوئی چیز عطیہ کر دی اور بعد میں پچھتاوا ہو، کیونکہ عمرٰی کے بارے میں حکم یہی ہے کہ جو چیز کسی کو عمرٰی کر دی گئی تو پھر وہ دوبارہ مالک کو واپس نہیں مل سکتی، بلکہ جسے وہ عمرٰی کر دی گئی ہے وہ اسی کی ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ اس کے مرنے کے بعد وہ اس کی اولاد کی ملکیت میں آ جاتی ہے۔

---

(۲۹۱) صحيح مسلم، كتاب الهبات، باب العمرىٰ، ح:۱۶۲۵ .

(٢٩٢) عَـنْ أَبِـی هُـرَيْرَةَ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ : ((لَا يَـمْنَعَنَّ جَارٌ جَارَهُ أَنْ يَـغْـرِزَ خَشَبَةً فِـی جِدَارِهِ))، ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُـرَيْـرَـةَ : مَـا لِـی أَرَاكُـمْ عَنْهَا مُعْرِضِينَ ؟ وَاللّٰهِ! لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ .

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں لکڑی گاڑنے سے ہرگز منع نہ کرے، پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کیا بات ہے کہ میں لوگوں کو اس (حکم نبوی ﷺ) سے اعراض کرتے دیکھ رہا ہوں؟ اللہ کی قسم! میں اسے ضرور تمھارے کندھوں کے درمیان گاڑ کے رہوں گا۔

شرح المفردات: ...... **لَأَرْمِيَنَّ بِهَا** : یعنی میں تو اسے تمھارے سامنے بیان کرتا ہی رہوں گا اور تمہیں اس کا عامل بنا کے چھوڑوں گا۔/ واحد مذکر ومؤنث متکلم، فعل مضارع مؤکد معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحديث: ......اس حدیث کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے: ایک جماعت کا مؤقف یہ ہے کہ اس میں پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کے مندوب ہونے کا ذکر ہے اور یہ حدیث اس کے وجوب پر دلالت نہیں کرتی۔ امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں، جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اگر اس دیوار کے مالک کو تکلیف نہ ہو تو یہ وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ (کشف اللّثام للسفارینی : ١٦٦/٥)

(٢٩٣) عَـنْ عَائِشَةَ ﷺ أَنَّ رَسُـولَ اللّٰـهِ ﷺ قَالَ : ((مَنْ ظَلَمَ قِيدَ شِبْرٍ مِنَ الْأَرْضِ طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ أَرْضِينَ)) .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ایک بالشت کے بقدر بھی زمین ہتھیالے تو اسے ستر زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔

شرح المفردات: ...... **طُوِّقَهُ**: اس کی گردن میں طوق ڈالا جائے گا۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مجہول، باب تفعیل۔

شرح الحديث: ......ابن دقیق العید رحمہ اللہ اس کی شرح میں رقم فرماتے ہیں کہ بالشت کا ذکر بطور مبالغہ بیان کیا گیا ہے، گویا جب اتنی سی زمین ہتھیانا حرام ہے تو اس سے زیادہ ہتھیانا تو بالاولیٰ حرام ہوگی۔ (شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد : ٢٢٦/٣)

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسا ظلم کرنے والے کے گلے میں سات زمینوں کا طوق پہنا دیا جائے گا اور پھر اللہ تعالیٰ اس کی گردن کو اس طرح لمبا کر دے گا جس طرح کافر کی جلد کو موٹا کر دیا جائے گا۔

(عمدة القاری للعینی : ٢٩٨/٢١)

---

(٢٩٢) صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب لا یمنع جار جاره ان یغرز خشبته فی جداره، ح:٢٤٦٣۔ صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب غرز الخشب فی جدار الجار، ح:١٦٠٩ .

(٢٩٣) صحیح البخاری، کتاب المظالم، باب اثم من ظلم شیئًا من الأرض، ح: ٢٤٥٣۔صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب تحریم الظلم وغصب الأرض، ح:١٦١٢ .

بَابُ اللُّقَطَةِ ......گری پڑی چیز اٹھانے کا بیان

(۲۹٤) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُقَطَةِ الذَّهَبِ أَوِالْوَرِقِ ؟ فَقَالَ : ((اعْرِفْ وِكَاءَ هَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً ، فَإِنْ لَمْ تُعْرَفْ فَاسْتَنْفِقْهَا وَلْتَكُنْ وَدِيعَةً عِنْدَكَ ، فَإِنْ جَاءَ طَالِبُهَا يَوْماً مِنَ الدَّهْرِ ، فَأَدِّهَا إِلَيْهِ)) ، وَسَأَلَهُ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ ؟ فَقَالَ : ((مَا لَكَ وَلَهَا ؟ دَعْهَا فَإِنَّ مَعَهَا حِذَاءَهَا وَسِقَاءَهَا تَرِدُ الْمَاءَ وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ حَتّٰى يَجِدَهَا رَبُّهَا)) ، وَسَأَلَهُ عَنِ الشَّاةِ ؟ فَقَالَ : ((خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ)) .

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے گرے پڑے سونے اور چاندی کے اُٹھانے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا بندھن اور اس کا غلاف پہچان رکھ، پھر ایک سال تک اس کا اعلان کر، لیکن اگر نہ پہچانا جائے (یعنی کوئی پہچان کے لے کر نہ جائے) تو اسے اپنے استعمال میں لے آئے اور وہ تیرے پاس بطورِ امانت ہوگی، سو اگر زندگی میں کبھی بھی اس کا مالک آ جائے تو تُو اسے وہ ادا کر۔ پھر اس نے نبی ﷺ سے گمشدہ اونٹ کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے اس سے کیا غرض؟ اسے چھوڑ دے، کیونکہ اس کا موزہ اور پانی کی مشک اس کے ساتھ ہی ہوتی ہے، وہ پانی ڈھونڈ لیتا ہے اور درخت (کے پتے) کھا لیتا ہے، یہاں تک کہ اسے اس کا مالک پالے۔ اس نے آپ ﷺ سے (گم شدہ) بکری کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے پکڑ لے، کیونکہ وہ یا تو تیرے حصے میں آئے گی یا تیرا کوئی اور بھائی اسے پکڑ لے گا، یا پھر بھیڑیا کھا جائے گا۔

شرح المفردات: ......**اللُّقَطَةُ:** وہ چیز جو اپنے مالک سے گر جائے اور اسے کوئی اور شخص اٹھا لے۔

وِكَاءُ هَا: ...... وہ تسمہ اور بندھن جس سے کسی چیز کا منہ باندھا جاتا ہے۔

عِفَاصُهَا: ...... جس غلاف یا کپڑے میں وہ چیز بند ہو۔

سِقَاءُ هَا: ...... اس سے مراد اس کا پیٹ ہے، جو بہت سا کھانا اور پانی جمع کر لیتا ہے۔

شرح الحدیث: ......فقہاء کا اس امر میں اختلاف ہے کہ کیا اس چیز کے مالک کے آنے پر وہ چیز واپس کرنا واجب ہے؟ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر اس چیز کا مالک اس کی علامات بتلا دیتا ہے اور وہ چیز اُٹھانے والے کو غالب گمان ہو کہ یہ سچ بول رہا ہے تو اسے وہ چیز لوٹا دینی چاہیے۔ اصحاب الرائے کا کہنا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اسے لوٹا دے اور اس پر ایک ضمانتی بنا لے۔ امام احمد رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ کا مؤقف یہ ہے کہ جب اس چیز کا مالک تمام علامات

---

(۲۹٤) صحيح البخاري، كتاب العلم، باب الغضب فى الموعظة والتعليم ـ ـ ـ ، ح: ۹۱ ـ صحيح مسلم، كتاب اللّقطة، الباب الأوّل، ح: ۱۷۲۲ .

اور صفات بتلا دے تو اس شخص کو (یعنی جس نے وہ چیز اُٹھائی ہو) وہ چیز اس کے مالک کے حوالے کر دینی چاہیے، خواہ اسے اس کے سچ کا ظن غالب ہو یا نہ ہو۔ (شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد: ٣/ ٢٤١، ٢٤٢)

راوی الحدیث: ......زید بن خالد رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی۔ مدینہ کے رہنے والے تھے اور جہینہ قبیلے سے تعلق تھا، اسی نسبت سے جہنی کہلاتے تھے۔ مشہور صحابیٔ رسول تھے۔ اکیاسی احادیث کے راوی ہیں۔ ۷۸ ہجری میں وفات پائی۔

بَابُ الْوَصَايَا وَ غَيْرِ ذٰلِكَ ......وصیتوں وغیرہ کا بیان

(۲۹۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوصِي فِيهِ يَبِيتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوبَةٌ عِنْدَهُ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بھی مسلمان بندے کے لائق نہیں ہے کہ وہ دو راتیں اس حال میں گزار دے کہ اس کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس میں اس نے وصیت کرنی ہو، مگر (اس صورت میں کہ) اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود نہ ہو۔

زَادَ مُسْلِمٌ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنهما: مَا مَرَّتْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ذَالِكَ إِلَّا وَعِنْدِي وَصِيَّتِي.

مسلم میں یہ اضافہ ہے کہ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا تب سے میری ایک رات بھی ایسی نہیں بسر ہوئی کہ میرے پاس میری وصیت موجود نہ ہو۔

شرح المفردات: ......اَلْوَصِيَّةُ: کسی کو مال دینے کا یا اپنی موت کے بعد کوئی چیز کسی کو خیرات کرنے کا خاص عہد و پیمان۔

شــرح الـحـديـث: ......اس حدیث میں وصیت کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ اہلِ ظاہر نے اس حدیث کے ظاہری مفہوم سے یہ حجت پکڑی ہے کہ یہ واجب ہے۔ (عمدة القاری للعینی: ١٤/ ٢٨) امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وصیت کو حق قرار دیا ہے، خواہ مال کثیر ہو یا قلیل۔ (تفسیر الطبری: ٢/ ١٢١) ابومجلز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ کیا ہر شخص پر وصیت کرنا لازم ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ ہر اس شخص پر جو مال چھوڑ کر جائے۔ (المغنی لابن قدامة: ٦/ ٥٥) ائمہ اربعہ اور نخعی وثوری رحمہم اللہ کا موقف یہ ہے کہ وصیت واجب نہیں ہے، خواہ وصیت کرنے والا خوش حال ہو یا تنگدست۔ (المحلی لابن حزم: ٩/ ٣١٢) ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسلاف میں سے ہم کسی بھی ایسے اہل علم کو نہیں جانتے جو اس کے وجوب کا قائل ہو۔ (عارضة الأحوذی لابن العربی: ٨/ ٢٧٤)

---

(٢٩٥) صحيح البخاري، كتاب الوصايا، باب قول النبي ﷺ: وصية الرجل مكتوبة عنده، ح:٢٧٣٨۔ صحيح مسلم، كتاب الوصيّة، الباب الأول، ح:١٦٢٧.

(٢٩٦) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضي الله عنه قَالَ : جَاءَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعُودُنِي عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِي ، فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرٰى ، وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي ؟ قَالَ : ((لَا)) ، قُلْتُ : فَالشَّطْرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : ((لَا)) ، قُلْتُ : فَالثُّلُثُ؟ قَالَ : ((الثُّلُثُ ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ)) . قَالَ : قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي ؟ قَالَ : ((إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلاً تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّبِكَ آخَرُونَ ، اللّٰهُمَّ! أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ ، لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ)) ، يَرْثِي لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ .

سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے سال جب مجھے بہت سخت تکلیف ہوئی تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں تکلیف میں مبتلا ہوں جو آپ ﷺ بھی دیکھ رہے ہیں، میں صاحبِ مال ہوں اور ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث بھی نہیں ہے، تو کیا میں اپنے مال کا دو تہائی حصہ صدقہ کردوں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آدھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: ایک تہائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (ہاں) ایک تہائی (صدقہ کردو) لیکن ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ تو اپنے ورثاء کو تونگری کی حالت میں چھوڑ کر جائے، یقیناً یہ اس سے بہتر ہے کہ تُو انہیں غربت کی حالت میں چھوڑ کر جائے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں، اور بلاشبہ تو جو بھی مال اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے خرچ کرے گا تجھے اس کے اجر سے نوازا جائے گا، یہاں تک کہ جو تُو اپنی بیوی کے منہ میں بھی ڈالے گا (اس کا بھی تجھے اجر ملے گا) سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً تُو ایسے عمل کرنے سے کہ جن کے ذریعے تو اللہ کی رضا حاصل کرے ہرگز پیچھے نہیں رہ سکتا، بلکہ تو اپنے درجات اور بلندیٔ مقام میں اضافہ ہی کرے گا اور شاید کہ تجھے اس لیے بھی پیچھے (یعنی زندہ) رکھا جائے کہ کچھ لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں اور دوسروں کو (یعنی کافروں کو) تیری وجہ سے نقصان پہنچے، اے اللہ! میرے صحابہ کی ہجرت پوری فرما اور انھیں ان کی ایڑھیوں کے

---

(٢٩٦) صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب رثاء النبي ﷺ سعدبن خولة، ح: ١٢٩٥۔ صحيح مسلم، كتاب الوصيّة، باب الوصية بالثلث، ح:١٦٢٨ .

بل مت پھیرنا (یعنی اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور مذہب قبول نہ کر بیٹھیں) لیکن بے چارہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ۔ (راوی کہتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر افسوس کا اظہار اس لیے فرمایا کیونکہ وہ مکہ میں ہی وفات پا گئے تھے۔

شرح المفردات: ......يَعُودُنِي: میری خیریت دریافت کرنے اور حال چال پوچھنے کے لیے آئے۔ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

عالَةً:...... غریب، فقیر، مفلس۔

يَتَكَفَّفُونَ:...... لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کریں۔/ جمع مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب تفعل۔

شرح الحديث: ......اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ ایسے شخص کے لیے ایک تہائی مال کی وصیت کرنا کہ جو وارث نہ ہو، جائز ہے۔(الانصاف للمرداوی: ۱۳۶/۲۱)

راوی الحدیث: ......سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت ابواسحاق تھی۔ عشرہ مبشرہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے اور ان سب سے آخر میں آپ کی وفات ہوئی۔ سترہ برس کی عمر میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ جب میں نے اسلام قبول کیا تب نماز بھی فرض نہیں ہوئی تھی۔ جنگِ بدر اور دیگر غزوات میں شرکت فرمائی۔ مستجاب الدعوات تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سوستر احادیث روایت کیں۔ ۵۵ ہجری میں مدینہ میں وفات پائی۔

(۲۹۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَوْ أَنَّ النَّاسَ غَضُّوا مِنَ الثُّلُثِ إِلَى الرُّبُعِ ؟ فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ)).

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اگر لوگ ایک تہائی (کی وصیت) سے ایک چوتھائی تک نیچے (یعنی کم) کر لیں (تو کیا حرج ہے)؟ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک تہائی (کی وصیت کرو) بلکہ تہائی بھی زیادہ ہے۔

شرح المفردات: ......غَضُّوا: اس سے مراد اَنْقَصُوْا ہے، یعنی کم کر لیں، تھوڑا کر لیں، گھٹا لیں۔/ جمع مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحديث: ......سیّدنا ابوبکر اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہما کی بابت مروی ہے کہ انھوں نے پانچویں حصے کی وصیت کی۔

(مصنف عبد الرزاق: ١٦٣٦٤)

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بزرگ شخص آیا اور اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں اور میرے پاس بہت سا مال ہے، تو کیا میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے جواب دیا کہ نہیں، پھر

---

(۲۹۷) صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب الوصیة بالثلث، ح:۲۷۴۳۔ صحیح مسلم، کتاب الوصیّة، باب الوصیة بالثلث، ح:۱۶۲۹.

آپ رضی اللہ عنہ مسلسل کم کرواتے رہے، یہاں تک کہ دسویں حصے تک پہنچ گئے۔ (سنن سعید بن منصور: ١/ ١٣٠)
اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ چوتھائی مال کی وصیت کی جائے۔
(المغنی لابن قدامة: ٦/ ٥٧)

بَابُ الْفَرَائِضِ ......فرائض کا بیان

(٢٩٨) عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ)).

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: فرائض کو ان کے حقداروں کے سپرد کرو، پھر جو بچ جائے تو وہ اس شخص کے لیے ہے جو زیادہ قریبی ہو اور آدمی ہو (یعنی مرد جنس ہو)۔

وَفِـي رِوَايَةٍ: ((اقْسِـمُـوا الْـمَالَ بَيْنَ أَهْلِ الْـفَـرَائِـضِ عَـلٰى كِتَابِ اللّٰهِ، فَمَا تَرَكَتْ فَلِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ)).

اور ایک روایت میں ہے: قرآن کریم کے فیصلے کے مطابق مال کو اصحاب الفروض (وارثوں) میں تقسیم کرو، پھر جو بچ جائے تو وہ اس مرد کے لیے ہوگا جو زیادہ قریبی ہو۔

شرح المفردات: ......اَلْفَرَائِض: وہ مقرر اور فرض حصہ جو وارث کو ملتا ہے۔
أَوْلٰى رَجُلٍ: ...... نسب میں سب سے قریبی مرد۔

شرح الحدیث: ...... یہ حدیث اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ وراثت کی تقسیم ان ورثاء سے شروع کی جائے جو اہلِ فروض ہیں، اس کے بعد اگر مال بچ جائے تو وہ عصبہ کو دیا جائے۔ (شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد: ٤/ ١٥)

(٢٩٩) عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنهما قَالَ: قُلْتُ يَـا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتَنْزِلُ غَداً فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ؟ قَـالَ: ((وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ؟)) ثُـمَّ قَـالَ: ((لَا يَـرِثُ الْـكَافِرُ الْمُسْلِمَ وَلَا الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ)).

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کل کلاں مکّہ میں اپنے گھر تشریف لے جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا ہے؟ پھر فرمایا: کوئی کافر، مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا اور نہ کوئی مسلمان، کافر کا وارث بن سکتا ہے۔

شرح المفردات: ......اَلرِّبَاع: جائے سکونت، رہائشی مکان۔

شرح الحدیث: ......کافر کو مسلمان کی اور مسلمان کو کافر کی وراثت نہ ملنے کا مانع ان کے درمیان موالات کا

---

(٢٩٨) صحيح البخاري، كتاب الفرائض، باب ميراث ابن الابن اذالم يكن ابن، ح: ٦٧٣٢ ـ صحيح مسلم، كتاب الفرائض، باب الحقوا الفرائض بأهلها......، ح: ١٦١٥.

(٢٩٩) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب أين ركز النبي ﷺ الراية يوم الفتح، ح: ٤٢٨٢ ـ صحيح مسلم، كتاب الفرائض، الباب الأول، ح: ١٣٥١.

انقطاع ہے۔(کشف اللثام للسفارینی : ٥ / ٢١٠) اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ باب باندھا ہے: ((لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ ، وَإِنْ أَسْلَمَ قَبْلَ أَنْ يَقْسِمَ الْمِيْرَاثُ ، فَلَا مِيْرَاثُ ، لَهُ .)) ''کوئی مسلمان کسی کافر کا وارث نہیں بن سکتا اور نہ ہی کوئی کافر کسی مسلمان کا وارث بن سکتا ہے، اگرچہ وہ وراثت کی تقسیم سے پہلے اسلام بھی لے آیا ہو، تب بھی اسے میراث نہیں ملے گی۔'' (صحیح البخاری : ٦ / ٢٤٨٤)

راوی الحدیث: ......اسامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیارے زید رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے، یعنی آپ حبیب ابن حبیب تھے۔ آپ نے اپنی انگوٹھی پر بھی ''حِبُّ رَسُولِ اللّٰہ'' کنداں کروایا ہوا تھا۔ ۵۴ ہجری میں وفات پائی۔

(٣٠٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰـهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ .

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ولاء کی خرید وفروخت اور اسے ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

شرح الحدیث: ......اسی معنی میں سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع روایت مروی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: ((اَلْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَبِ ، وَلَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ .)) ''ولاء بھی خاندانی رشتہ داری کی طرح ہی ایک چیز ہے، اسے نہ تو خریدا یا بیچا جا سکتا ہے اور نہ ہی ہبہ کیا جا سکتا ہے۔'' (مسند الشافعی : ص : ٣٣٨، صحیح ابن حبان : ٤٩٥٠، المعجم الأوسط للطبرانی : ١٣١٨، المستدرك للحاكم: ٧٩٩٠، السنن الكبرىٰ للبیهقی : ١٠/ ٢٩٢)

(٣٠١) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ : كَانَتْ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ : خُيِّرَتْ عَلٰى زَوْجِهَا حِينَ عَتَقَتْ ، وَأُهْدِيَ لَهَا لَحْمٌ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالْبُرْمَةُ عَلَى النَّارِ فَدَعَا بِطَعَامٍ فَأُتِيَ بِخُبْزٍ وَأُدْمٍ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ : أَلَمْ أَرَ الْبُرْمَةَ عَلَى النَّارِ فِيهَا لَحْمٌ ؟ قَالُوا : بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ذَالِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ فَكَرِهْنَا أَنْ نُطْعِمَكَ مِنْهُ فَقَالَ : ((هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ مِنْهَا لَنَا هَدِيَّةٌ))، وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهَا : ((إِنَّمَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تین سنتیں وارد ہوئیں: (ایک) جس وقت وہ آزاد ہوئیں تو انھیں اپنے خاوند پر اختیار دیا گیا (یعنی خواہ اسی کے عقدِ نکاح میں رہے، خواہ اسے چھوڑ دے) اور (دوسری) انھیں صدقہ میں گوشت دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آگ پر ہنڈیا رکھی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے کھانا منگوایا تو آپ کو روٹی اور گھر کا سالن پیش کر دیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے آگ پر ہنڈیا پڑی نہیں دیکھی جس میں گوشت تھا؟ گھر والوں نے کہا: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! لیکن یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ رضی اللہ عنہا کو بطورِ صدقہ

(٣٠٠) صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب اثم من تبرأمن موالیه، ح: ٦٧٥٦۔ صحیح مسلم، کتاب العتق، باب النهی عن بیع الولاء، ح: ١٥٠٦ .

(٣٠١) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الحرة تحت العبد، ح:٥٠٩٧۔ صحیح مسلم، کتاب العتق، باب انماالولاء لمن اعتق، ح:١٥٠٤ .

الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)).

صدقہ دیا گیا ہے تو ہم نے ناپسند سمجھا کہ ہم آپ کو اس سے کھلائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور اس کی طرف سے ہمارے لیے تحفہ ہے۔ اور (تیسری یہ کہ) نبی ﷺ نے اسی (یعنی بریرہ رضی اللہ عنہا) کے سلسلے میں فرمایا تھا کہ ولاء صرف اسی کی ہوگی جس نے آزاد کیا ہے۔

شرح المفردات: ...... اَلْبُرْمَةُ: پتھر کی ہنڈیا۔
خُبْزٌ وَأُدْمٌ: ...... روٹی اور سالن۔

شرح الحدیث: ...... معلوم ہوا کہ اگر کسی غریب آدمی کو کوئی چیز کسی نے بطورِ صدقہ دی ہو اور وہ اسے کسی کو بطورِ تحفہ پیش کر دے تو وہ دوسرے شخص کے لیے صدقہ کے حکم میں نہیں رہتی بلکہ وہ اس کے لیے تحفہ ہی ہوگی۔ اور ولاء وراثت کے مانند ہوتی ہے اور اس کا مالک وہی ہوتا ہے جو اس غلام یا لونڈی کو آزاد کرتا ہے۔

❀❀❀❀

كِتَابُ النِّكَاحِ
نکاح کے مسائل

نکاح کا مطلب ہے شادی کرنا۔ اسلام نے انسان کے فطری امور کا لحاظ رکھتے ہوئے اسے اپنی خواہشات کی جائز طریقے سے تکمیل کرنے کے لیے نکاح کا حکم دیا ہے۔ اس کی برکت سے بندہ بہت سے حرام امور کے ارتکاب سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ نبی مکرم ﷺ نے نوجوانوں کو خاص طور پر اس کا حکم فرمایا تا کہ ان کا ایمان اور کردار دونوں ہی گندگی سے محفوظ رہیں اور جن نوجوانوں کے پاس مالی استطاعت نہ ہو یا کسی اور مجبوری سے وہ شادی نہ کر سکتے ہوں تو انھیں روزے رکھنے کا حکم فرمایا ہے کیونکہ روزہ شہوت کو ختم کرنے کا بہترین علاج ہے۔ نکاح کے تین ارکان ہیں: زوجین، ایجاب اور قبول۔ شرائطِ نکاح دو ہیں: ولی کی اجازت اور دو عادل گواہوں کی موجودگی۔ نکاح کے لیے کیسی عورت کا انتخاب کرنا چاہیے؟ اس کے بارے میں نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ عورت سے چار بنیادوں پر شادی کی جاتی ہے: مال و دولت، حسب و نسب، حسن و جمال اور دین۔ البتہ تمھیں دین کو ترجیح دینی چاہیے۔ (صحيح البخاری: ١٤٦٦)
شادی نہ کرنا اور رہبانیت کی زندگی گزارنا خلافِ سنت عمل ہے۔ نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ((اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ فَمَنْ لَّمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ)) ''نکاح میری سنت ہے، سنو جس شخص نے میری سنت پر عمل نہیں کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔'' (صحيح الجامع الصغير: ٦٨٠٧)

(٣٠٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ! مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ)).

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو بھی اسبابِ جماع کی استطاعت رکھتا ہو اسے نکاح کر لینا چاہیے، کیونکہ یہ نظر کے جھکاؤ کے لیے زیادہ مؤثر اور شرمگاہ کی حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے اور جو استطاعت نہ رکھے تو اس پر روزے رکھنا لازم ہے، کیونکہ یہ اس کے لیے شہوت ختم کرنے کا باعث ہیں۔

---

(٣٠٢) صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب من لم يستطع الباءة فليصم، ح: ٥٠٦٦۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه......، ح: ١٤٠٠.

شرح المفردات: ...... مَعْشَرَ الشَّبَابِ: اس سے مراد وہ افراد ہیں جو جوانی کی عمر میں ہوں۔

الْبَاءَ ةُ: ...... شادی کرنے کی استطاعت وقدرت

وِجَاءٌ: ...... اس کا معنی خصی ہونا ہے، چونکہ روزہ انسان کی شہوت کو توڑ دیتا ہے اس لیے اسے خصی ہونے سے تشبیہ دی گئی ہے۔

شرح الحدیث: ...... لفظ الباءة سے دو معنی مراد لیے گئے ہیں: ایک تو یہ کہ وہ جسمانی طور پر جماع کی قدرت رکھتا ہو اور اس سے مانع کسی قسم کا اسے کوئی عارضہ لاحق نہ ہو اور دوسرا معنی یہ کیا گیا ہے کہ اس سے مراد امورِ شادی کے اخراجات وغیرہ ہیں، اس معنی کے قائلین کا کہنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے استطاعت نہ رکھنے والے کے لیے جو روزوں کا حکم فرمایا ہے وہ اسی معنی کو متقاضی ہے، کیونکہ اگر ((مَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ)) سے جماع کی قدرت کا نہ ہونا مراد لیا جائے تو پھر روزوں کا حکم چہ معنی دارد؟ کیونکہ روزے تو ہوتے ہی شہوت توڑنے کے لیے ہیں اور جب شہوت پہلے سے ہی نہ ہو تو پھر روزوں کے حکم کی علت سمجھ میں نہیں آتی۔ ہماری رائے میں دونوں ہی معنی اپنی اپنی جگہ پر درست اور صحیح ہیں، کیونکہ دوسرا معنی مراد لینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو امورِ شادی کے اخراجات کی استطاعت نہیں رکھتا وہ جماع کی قدرت بھی نہیں رکھتا۔ واللہ اعلم

(۳۰۳) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ نَفَراً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ سَأَلُوا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ عَمَلِهِ فِي السِّرِّ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا آكُلُ اللَّحْمَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا أَنَامُ عَلَى فِرَاشٍ. فَبَلَغَ ذَالِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ قَالُوا كَذَا؟ لٰكِنِّي أُصَلِّي وَأَنَامُ وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے بعض افراد نے نبی ﷺ کی ازواج مطہرات سے آپ ﷺ کے مخفی عمل کے بارے میں پوچھا (جب انھیں بتلایا گیا) تو ان میں سے ایک نے کہا: میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا، اور دوسرے نے کہا: میں گوشت نہیں کھاؤں گا اور تیسرے نے کہا: میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ نبی ﷺ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ ﷺ نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی، پھر فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس طرح کہتے پھر رہے ہیں؟ جبکہ میں تو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں اور میں نے عورتوں سے شادیاں بھی کر رکھی ہیں، سو جو شخص بھی میرے طریقے سے بے رغبتی اختیار کرے گا، وہ مجھ سے نہیں۔

---

(۳۰۳) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، ح: ۵۰۶۳۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه الیه۔۔۔، ح: ۱۴۰۱۔

شرح المفردات:......فِی السِّرِّ: وہ اعمال جو عام لوگوں سے مخفی ہیں یعنی گھر میں ادا کی جانے والی عبادات وغیرہ
رَغِبَ: ...... جس نے بے رغبتی اور کج روی اختیار کی، یعنی میری سنت کے مخالف کام کیا۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب سَمِعَ یَسْمَعُ۔

شرح الحدیث:......ایک روایت میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے: ((لا صرورة فی الاسلام)) یعنی اسلام میں باوجود استطاعت شادی نہ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔''

(مسندأحمد: ١/ ٣١٢، سنن ابی ابو داؤد: ١٧٢٩، المستدرك للحاكم: ١٦٤٤)

٢(٣٠٤) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ التَّبَتُّلَ وَلَوْ أَذِنَ لَهُ لَا خْتَصَيْنَا.

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ (کے شادی نہ کرنے کی اجازت مانگنے) کو قبول نہیں کیا اور اگر آپ ﷺ اسے اجازت دے دیتے تو ہم خصّی ہو جاتے۔

شرح المفردات:......التَّبَتُّل: عبادتِ الٰہی میں مشغول رہنے کی وجہ سے شادی نہ کرنا۔/ مصدر، باب تفعّل۔

شرح الحدیث: ......ایک روایت میں یہ بیان ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے خصی ہونے کی اجازت مرحمت فرما دیجیے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَبْدَلَنَا بِالرَّهْبَانِيَّةِ الْحَنِيْفِيَّةِ السَّمْحَةِ.)) (المعجم الكبير للطبرانی: ٥٥١٩) ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہمیں رہبانیت کے بدلے میں پسندیدہ دین اور سہولت آمیز شریعت عطا کی ہے۔''

(٣٠٥) عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! انْكِحْ أُخْتِي ابْنَةَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: أَوَتُحِبِّينَ ذَالِكِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ أُخْتِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ ذَالِكَ لَا يَحِلُّ لِي))، قَالَتْ: إِنَّا نُحَدَّثُ أَنَّك تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: ((بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ؟)) قَالَتْ: قُلْتُ: نَعَمْ،

سیدہ ام حبیبہ بنت سفیان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ (میں نے کہا:) اے اللہ کے رسول! میری بہن سے نکاح کر لیجیے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسے پسند کرو گی؟ تو میں نے کہا: میں آپ کی اکیلی بیوی تھوڑی ہوں بلکہ (مجھے تو) زیادہ پسندیدہ یہ بات ہے کہ خیر و بھلائی میں میرے ساتھ جو شریک ہو وہ میری بہن ہو، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً یہ میرے لیے حلال نہیں ہے۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: ہمیں تو پتہ چلا ہے کہ آپ ابوسلمہ کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ تو

---

(٣٠٤) صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب مايكره فی التبتل والخصاء، ح: ٥٠٧٣۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه---، ح: ١٤٠٢.

(٣٠٥) صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب قوله تعالىٰ: وأمهاتكم اللاتی---، ح: ٥١٠١۔ صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب تحريم الربيبة واخت المرأة، ح: ١٤٤٩.

قَالَ : ((إِنَّهَا لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي إِنَّهَا لَابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ ، أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)) .

آپ ﷺ نے فرمایا: اُمِ سلمہ کی بیٹی سے؟ میں نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ میری ربیبہ (سوتیلی بیٹی) نہ بھی ہوتی تو بھی میرے لیے حلال نہ ہوتی کیونکہ وہ رضاعت کے رشتے سے میری بھتیجی لگتی ہے، مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا ہے، چنانچہ تم اپنی بیٹیوں اور بہنوں کو مجھ پر (نکاح کے لیے) پیش نہ کرو۔

قَالَ عُرْوَةُ : وَثُوَيْبَةُ مَوْلَاةٌ لِأَبِي لَهَبٍ أَعْتَقَهَا فَأَرْضَعَتُ النَّبِيَّ ﷺ ، فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ رَآهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيبَةٍ فَقَالَ لَهُ : مَاذَا لَقِيتَ ؟ قَالَ أَبُو لَهَبٍ : لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ خَيْراً غَيْرَ أَنِّي سُقِيتُ فِي هٰذِهِ بِعَتَاقَتِي ثُوَيْبَةَ .

عروہ بیان کرتے ہیں کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھی، جسے ابولہب نے آزاد کردیا تھا، اس نے نبی ﷺ کو دودھ پلایا تھا، پھر جب ابولہب فوت ہوگیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی قریبی رشتے دار نے اسے خواب میں بہت بری حالت میں دیکھا، تو اس نے پوچھا: تو نے کیا حاصل کیا ہے؟ ابولہب نے کہا: مجھے تمھارے بعد اس کے سوا کوئی بھلائی نہیں ملی کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے مجھے پانی پلایا گیا۔

شرح المفردات: ......**لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ:** اس سے مراد بِمُنْفَرِدَةٍ ہے یعنی میں آپ ﷺ کی اکیلی بیوی تو نہیں ہوں، میرے علاوہ اور بھی تو ہیں۔/ واحد مؤنث، اسم فاعل، باب افعال۔

الرَّبِيبَةُ: ...... ربیبة سے مراد بنت زوجہ (سوتیلی بیٹی) ہے، یعنی بیوی کی اپنے پہلے خاوند سے اولاد دوسرے خاوند کی ربیبہ کہلاتی ہے۔

الحِيبَةُ: ...... حالت۔

شرح الحديث: ......اس حدیث میں تین امور کا بیان ہے: ایک یہ کہ دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے، دوسرا یہ کہ سوتیلی بیٹی سے بھی نکاح جائز نہیں ہے اور تیسرا یہ کہ رضاعی رشتے بھی نسبی رشتوں ہی کی طرح ہوتے ہیں اور نسبی رشتوں میں جن جن سے نکاح کرنا حرام ہے، رضاعت کے رشتوں میں بھی ان ان سے نکاح کرنا حرام ہے۔ جیسا کہ مذکورہ حدیث میں بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ام سلمہ کی بیٹی کو اپنی بھتیجی کہا ہے۔

راوية الحديث: ......ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجۃ الرسول اور ام المومنین ہیں۔ ام حبیبہ کنیت اور نام رملہ ہے۔ والد کا نام صخر بن حرب بن امیہ تھا۔ آپ کا پہلا خاوند عبیداللہ بن جحش حبشہ میں نصرانی ہوکر مرا، پھر رسول اللہ ﷺ نے آپ سے شادی کرلی۔ آپ حنظلہ بن ابی سفیان کی سگی بہن تھیں، جو جنگ بدر میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ آپ نے نبی ﷺ سے ۶۵ احادیث روایت کیں۔ آپ کے سن وفات کی بابت اختلاف ہے، ۶۰ ہجری کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے۔

(۳۰۶) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((لا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَعَمَّتِهَا وَلا بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَخَالَتِهَا)) .

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (نکاح میں) ایک عورت کے ساتھ اس کی پھوپھی کو اکٹھا نہ کیا جائے اور نہ ہی کسی عورت کے ساتھ اس کی خالہ کو جمع کیا جائے۔

شرح المفردات: ...... **لا یُجْمَع** : اس کا مطلب ہے کہ ایک ہی آدمی دو ایسی عورتوں کو ایک ہی وقت میں اپنے عقدِ نکاح میں نہ رکھے جن کا آپس میں پھوپھی بھتیجی یا خالہ بھانجی کا رشتہ ہو۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع مجہول، باب فَتَحَ یَفْتَحُ۔

شرح الحدیث: ......ابن دقیق العید رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں کہ پھوپھی و بھتیجی کو ایک ساتھ اور خالہ و بھانجی کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنے کی تحریم کا مؤقف جمہور امت کا ہے۔ (شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد : ٤/ ٣٢)

(۳۰۷) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّ أَحَقَّ الشُّرُوطِ أَنْ تُوفُوا بِهِ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوجَ)) .

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً (نکاح کی) شروط میں سے سب سے زیادہ اس بات کی حقدار کہ تم اسے پورا کرو، وہ (یہ شرط ہے) جس کے ذریعے تم شرمگاہوں کو حلال کرتے ہو (مراد حق مہر کی ادائیگی)

شرح المفردات: ...... **مَا اسْتَحْلَلْتُمْ** : جس چیز کے باعث عورت سے مجامعت کرنا تمھارے لیے حلال ہوتا ہے۔/ جمع مذکر حاضر، فعل ماضی معلوم، باب استفعال۔

شرح الحدیث: ......ان شروط سے مراد جائز شرطیں ہیں، نہ کہ وہ شروط جن سے منع کیا گیا ہے۔

(فتح الباری لابن حجر : ٩/ ٢١٨)

راوی الحدیث: ......عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحماد تھی۔ کتاب اللہ اور مسائل وراثت کے بہت بڑے عالم اور فصیح شاعر تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت بہت خوبصورت آواز میں کیا کرتے تھے۔ نبی ﷺ سے پچپن احادیث روایت کی ہیں۔ ۵۸ ہجری میں مصر میں فوت ہوئے اور مقطم میں سپردِ خاک کیے گئے۔

(۳۰۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ .

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا۔

---

(٣٠٦) صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب لاتنكح المرأة علىٰ عمتها، ح: ٥١٠٩۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب تحريم الجمع بين المرأة وعمتها۔۔۔، ح:١٤٠٨ .

(٣٠٧) صحيح البخاري، كتاب الشروط، باب الشروط فى المهر عندعقدة النكاح، ح:٥١٥١۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب الوفاء بالشروط فى النكاح، ح:١٤١٨ .

(٣٠٨) صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب الشغار، ح:٥١١٢۔ صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب تحريم نكاح الشغار وبطلانه، ح:١٤١٥ .

وَالشِّغَارُ : أَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلٰى أَنْ يُزَوِّجَهُ ابْنَتَهُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا الصَّدَاقُ .

اور شغار سے مراد یہ ہے کہ ایک آدمی اپنی بیٹی کی شادی (کسی اور سے) اس شرط پر کرے کہ وہ بھی اس سے اپنی بیٹی کی شادی کرے گا، اور ان دونوں کے درمیان کوئی حق مہر مقرر نہ ہو۔

شرح المفردات: ......**اَلشِّغَارُ**: اسے ہم اپنی زبان میں بٹے کی شادی کہتے ہیں، لیکن اس کی صورت تھوڑی مختلف ہوتی ہے، وہ یہ کہ شغار میں حق مہر مقرر نہیں ہوتا جبکہ ہمارے ہاں پائی جانے والی صورت میں حق مہر ادا کیا جاتا ہے۔

شرح الحدیث: ......جس نکاح میں بنیادی شرط (حق مہر کی ادائیگی) ہی معدوم ہو، وہ حلال اور جائز کیسے ہوسکتا ہے؟ علاوہ ازیں اس سے اور بھی بہت سی خاندانی و معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ دونوں میں سے ایک گھر میں ناچاقی کے انتقام میں دوسرے گھر کو بلاوجہ رُسوا کیا جاتا ہے، جس سے فتنہ و فساد جنم لیتا ہے اور بہت سے رشتے ٹوٹنے کا سبب صرف یہ نکاحِ شغار بنتا ہے۔

(۳۰۹) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ .

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے خیبر کے دن نکاحِ متعہ سے اور گھریلو گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔

شرح المفردات: ......**نِكَاحُ الْمُتْعَةِ**: آدمی کا عورت سے محدود مدت کے لیے شادی کرنا۔

شرح الحدیث: ......امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ تمام روایات اس بات پر متفق ہیں کہ متعہ کی اباحت کا زمانہ کوئی زیادہ لمبا نہیں ہے، بعد ازاں حرام کر دیا گیا تھا۔ پھر سلف و خلف کا اس کی تحریم پر اجماع ہو گیا۔ (المفهم للقرطبی : ٤/ ٩٣)

(۳۱۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ)) . قَالُوْا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَكَيْفَ إِذْنُهَا ؟ قَالَ : ((أَنْ تَسْكُتَ)) .

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیوہ کی (دوبارہ) شادی تب تک نہیں کی جاسکتی جب تک اس سے واضح طور پر پوچھ نہ لیا جائے اور کنواری کی شادی تب تک نہیں کی جائے گی جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کی اجازت کی کیا کیفیت ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہی کہ وہ خاموش ہو جائے۔

شرح المفردات: ......**اَلْبِكْرُ**: کنواری، غیر شادی شدہ۔

---

(۳۰۹) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب نهی رسول الله ﷺ عن نکاح المتعة، ح:٥١١٥۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب نکاح المتعة وبیان انه ابیح ثم نسخ۔۔۔، ح:١٤٠٧ .

(۳۱۰) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لاینکح الأب وغیره البکر والثیّب۔۔۔، ح:٥١٣٦۔صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استئذان الثیّب فی النکاح۔۔۔، ح:١٤١٩ .

الأَيِّمُ: ...... وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو اور وہ کنواری بھی نہ ہو، یعنی بیوہ یا مطلّقہ۔

تُسْتَأْمَرُ: ...... اس کی شادی کے بارے میں اس سے واضح الفاظ میں اجازت طلب کی جائے گی۔/ واحد مؤنث غائب، فعل مضارع مجہول، باب استفعال۔

شرح الحدیث: ......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ((فَإِنْ بَكَتْ أَوْ سَكَتَتْ)) ''اگر وہ رو پڑے یا خاموشی اختیار کر لے تو یہی اس کی اجازت سمجھی جائے گی۔'' (سنن ابی داؤد: ٢٠٩٤) چنانچہ لڑکی کی رضامندی کا ہونا شروطِ نکاح میں سے ہے، اور اگر وہ کسی طرح سے ناپسندیدگی کا اظہار کرتی ہے تو اس کی جبراً شادی نہیں کی جا سکتی۔

(٣١١) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ : جَاءَتْ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ : كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ فَطَلَّقَنِي ، فَبَتَّ طَلَاقِي ، فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ . فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ : ((أَتُرِيْدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلٰى رِفَاعَةَ ؟ لَا حَتّٰى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ)) ، قَالَتْ : وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَهُ وَخَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ بِالْبَابِ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَنَادٰى أَبَا بَكْرٍ : أَلَا تَسْمَعُ إِلٰى هٰذِهِ مَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رفاعہ القرظی کی بیوی نبی ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: میں رفاعہ القرظی کے نکاح میں تھی تو اس نے مجھے طلاق دے دی، اور اس نے مجھے طلاقِ بتّہ دی تو میں نے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی کر لی، پھر (اس نے کپڑے کا ایک کونہ پکڑ کر کہا کہ) اس کے پاس تو کپڑے کے اس کونے کے مثل ہے، تو رسول اللہ ﷺ مسکرانے لگے اور فرمایا کہ تو رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہے؟ لیکن یہ تب تک جائز نہیں ہے جب تک تو اس کا مزہ نہ چکھ لے اور وہ تیرا مزہ نہ چکھ لے۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور خالد سعید بن عاص رضی اللہ عنہ دروازے پر کھڑے اجازت ملنے کا انتظار کر رہے تھے، انھوں نے اس (عورت) کی گفتگو سن کر کہا: اے ابوبکر! کیا آپ اس کی باتیں نہیں سن رہے؟ کہ یہ کس قدر بے باکی سے رسول اللہ ﷺ کے پاس گفتگو کر رہی ہے (یعنی اسے منع کیجیے)۔

شرح المفردات: ......**فَبَتَّ طَلَاقِي:** یعنی اس نے مجھے طلاقِ بتّہ دے دی، طلاقِ بتّہ سے مراد وہ طلاق ہے جس کے بعد آدمی کو رجوع کا حق حاصل نہیں رہتا۔/ **بَتَّ:** واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

هُدْبَةُ الثَّوْبِ: ...... کپڑے کا کنارہ۔

عُسَيْلَتَهُ: ...... یہ جماع سے کنایہ ہے، جسے شہد کی لذت اور مٹھاس سے تشبیہ دی گئی ہے۔

---

(٣١١) صحيح البخاری، کتاب الشهادات، باب شهادة المختبی، ح:٢٦٣٩۔ صحيح مسلم، کتاب النكاح، باب لاتحل المطلّقة ثلاثاً......، ح:١٤٣٣.

شرح الحديث: ......دوسرے خاوند کے ساتھ شادی کرنے کے بعد اگر دوسرا خاوند اپنی مرضی سے طلاق دے تو پھر ہی وہ پہلے خاوند کے لیے دوبارہ حلال ہوسکتی ہے، کیونکہ اگر دوسرے خاوند کے ساتھ یہ شرط رکھ کر شادی کی جائے کہ وہ اسے ضرور طلاق دے گا، تو پھر یہ مروجہ حلالہ ہو جائے گا جو کہ حرام ہے، اور اس کے بارے میں حدیث کے یہ الفاظ ہیں:((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ .)) ''رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے اس پر لعنت فرمائی ہے۔'' (جامع الترمذی : ۱۱۲۰)

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:((لَا أُوْتـى بِمُحَلِّلٍ وَلَا مُحَلَّلٍ لَهُ ، إِلَّا رَجَمْتُهُمَا .)) ''میرے پاس جو بھی حلالہ کرنے اور کروانے والا لایا جائے گا، میں ان دونوں کو رجم کروں گا۔''

(مصنف ابن ابی شیبه : ۱۷۰۸۰، مصنف عبد الرزاق : ۱۰۷۷۷)

(۳۱۲) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : مِنَ السُّنَّةِ إِذَا تَزَوَّجَ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ أَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعاً ثُمَّ قَسَمَ ، وَإِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ أَقَامَ عِنْدَهَا ثَلاثاً ثُمَّ قَسَمَ .

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ جب کوئی شخص پہلی بیوی کی موجودگی میں کنواری سے شادی کرے تو وہ اس کے پاس سات (راتیں) قیام کرے، پھر باری تقسیم کردے اور جب کوئی شخص کسی شوہر دیدہ عورت (یعنی مطلقہ یا بیوہ) سے شادی کرے تو وہ اس کے ہاں تین (راتیں) قیام کرے، پھر باری تقسیم کردے۔

قَالَ :أَبُو قِلابَةَ : وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ إِنَّ أَنَساً رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ .

ابوقلابہ کہتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث یقیناً نبی ﷺ سے مرفوعاً بیان کی ہے۔

شرح المفردات: ......ثُمَّ قَسَمَ: ان میں ایک ایک دن کی باری مقرر کرلے۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحديث: ...... یہاں عدل بین الازواج کا ایک دستور بیان کیا جارہا ہے کہ اگر آدمی کی پہلے سے ایک بیوی موجود ہو اور اس کی موجودگی میں وہ کسی کنواری لڑکی سے دوسری شادی کرلے تو اسے شادی کی پہلی سات راتیں اس نئی دلہن کے پاس گزارنی چاہئیں اور اس کے بعد وہ اپنی دونوں بیویوں کے درمیان باری مقرر کردے کہ ایک رات ایک بیوی کے پاس گزارے گا اور ایک رات دوسری کے ہاں بسر کرے گا، لیکن اگر اس نے کسی بیوہ یا مطلقہ سے شادی کی تو اس کا حکم کنواری سے مختلف ہے، وہ یہ کہ اس کے پاس وہ شادی کی صرف پہلی تین راتیں گزارے گا اور پھر اپنی دونوں بیویوں کے درمیان باری مقرر کردے گا۔ اس قلیل مدت کی وجہ یہ ہے کہ بیوہ اور مطلقہ پہلے بھی اس مقام سے

---

(۳۱۲) صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب اذاتزوج الثيب على البكر، ح:٥٢١٤۔ صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب قدر ماتستحقه البكر والثّيب۔۔۔، ح:١٤٦١ .

گزر چکی ہوتی ہے، لہٰذا اسے اس قدر توجہ اور خیال کی ضرورت نہیں ہوتی جس قدر کنواری کو ہوتی ہے۔

(٣١٣) عَـنْ ابْـنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَـالَ : قَـالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَـأْتِـيَ أَهْـلَهُ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ! جَنِّبْنَا الشَّيْـطَـانَ وَجَـنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا)) ، فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَالِكَ لَمْ يَضُرَّهُ الشَّيْطَانُ أَبَداً .

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ان میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) کوئی اپنی اہلیہ کے پاس آنا چاہے تو یہ دعا پڑھے: بِسْـمِ الـلّٰهِ اللّٰهُمَّ! جَـنِّبْـنَـا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ،اے اللہ ! ہمیں شیطان سے بچا اور شیطان کو اس سے باز رکھ جو تو نے ہمیں عطا کرنا ہے''۔ پھر اگر ان دونوں کے مقدر میں اولاد ہوئی تو شیطان اسے کبھی بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

شرح الحدیث: ......حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بات احاطۂ علم میں آتی ہے کہ شیطان انسان کے ساتھ ہر وقت چمٹا رہتا ہے اور وہ انسان سے تب ہی الگ ہوتا ہے جب ذکرِ الٰہی کیا جائے۔ (فتح البـاری لابن حجر: ٢٢٩/٩)

(٣١٤) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَـالَ : ((إِيَّـاكُـمْ وَالدُّخُولَ عَلَى الـنِّسَـاءِ)) . فَـقَـالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ : يَا رَسُـولَ الـلّٰـهِ! أَرَأَيْـتَ الْـحَـمْوَ ؟ قَـالَ : ((الْحَمْوُ الْمَوْتُ)) .

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (غیر محرم) عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک انصاری شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! دیور کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دیور (کا جانا) تو ہلاکت) ہے۔

ولِـمُسْـلِمٍ : عَنْ أَبِي الطَّاهِرِ عنِ ابْنِ وَهْبٍ قَـالَ : سَـمِـعْتُ اللَّيْثَ يقولُ : الْحَمْوُ أَخُو الزَّوْجِ ومَاأَشْبَهَهُ مِنْ أَقَارِبِ الزَّوْجِ ابْنِ عَمٍّ ونَحْوِهِ.

مسلم میں ہے : ابوطاہر، ابن وہب سے روایت کرتے ہیں ، انھوں نے کہا کہ میں نے لیث کو فرماتے سُنا کہ دیور سے مراد خاوند کا بھائی اور جو بھی خاوند کے قریبی رشتہ داروں میں سے بھائی کے مشابہ ہو، یعنی چچا کا بیٹا وغیرہ۔

شرح المفردات: ......**اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ:** یعنی خاوند کے بھائی یا اس کے قریبی رشتہ دار مردوں میں سے کسی کے ساتھ عورت کا خلوت اختیار کرنا فتنے کے ظہور کا موجب ہے، جسے موت اور ہلاکت سے تشبیہ دی گئی ہے۔

---

(٣١٣) صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب التسمیة علیٰ کل حال وعندالوقاع، ح:١٤١۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب یستحب أن یقول عندالجماع، ح:١٤٣٤ .

(٣١٤) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لایخلونّ رجل بامرأة۔۔۔، ح:٥٢٣٢۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الخلوة بالأجنبية والدخول علیها، ح:٢١٧٢ .

شرح الحدیث: ......امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اہلِ لغت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ الحمو کی تعریف میں خاوند کے تمام اقرباء آتے ہیں، جیسے خاوند کا باپ، اس کا چچا، اس کا بھائی، اس کا بھتیجا اور اس کے چچا کا بیٹا وغیرہ۔

(شرح مسلم للنووی: ١٤/ ١٥٤)

بَابُ الصِّدَاقِ ......حق مہر کا بیان

(٣١٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد فرمایا اور ان کی آزادی ہی کو ان کا مہر مقرر فرما دیا۔

شرح الحدیث: ......سیّدنا علی رضی اللہ عنہ اس کے جواز کی طرف گئے ہیں، بلکہ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔ یہی مذہب سعید بن مسیّب، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، حسن بصری، زہری اور اسحاق کا ہے۔ (زاد المعاد لابن القیم: ٥/ ١٥٦) یحییٰ بن اکثم اور مُزنی نے امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے اسے نبی ﷺ کے ساتھ خاص کیا ہے، اور وجۂ خصوصیت یہ بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے انھیں مطلقاً آزاد کیا اور پھر بغیر مہر، ولی اور گواہوں کے ان سے شادی کر لی، (فتح الباری لابن حجر: ٩/ ١٣٠) لیکن صحیح و درست مؤقف وہی ہے جس پر حدیث دلالت کر رہی ہے اور جو ظاہر حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔

(٣١٦) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنِّي وَهَبْتُ نَفْسِي لَكَ، فَقَامَتْ طَوِيلاً، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! زَوِّجْنِيهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ. فَقَالَ: ((هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا؟)) فَقَالَ: مَا عِنْدِي إِلَّا إِزَارِي هٰذَا. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِزَارَكَ إِنْ أَعْطَيْتَهَا جَلَسْتَ وَلا إِزَارَ لَكَ، فَالْتَمِسْ شَيْئاً))، قَالَ: مَا أَجِدُ. قَالَ: ((الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَماً مِنْ حَدِيدٍ))،

سیّدنا سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک عورت آئی تو اس نے کہا: میں اپنے آپ کو آپ ﷺ کے لیے ہبہ کرتی ہوں، پھر وہ دیر کھڑی رہی تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو اس سے میری شادی کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے کہ تو اس کو حق مہر دے سکے؟ اس نے کہا: میرے پاس سوائے اس تہبند کے اور کچھ نہیں ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو نے اپنا تہبند اسے دے دیا تو تو یونہی بیٹھا رہے گا اور تیرے پاس تہبند بھی نہیں بچے گا، کوئی اور چیز تلاش کر۔ اس نے کہا: میرے پاس (اور

---

(٣١٥) صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب من جعل عتق الأمة صداقها، ح: ٥٠٨٦۔صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب فضيلة اعتاقه أمة ثم يتزوجها، ح:١٣٦٥.

(٣١٦) صحيح البخاری، كتاب الوكالة، باب وكالة المرأة الامام فی النكاح، ح: ٢٣١٠۔صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب الصداق وجوازكونه تعليم القرآن۔۔۔، ح:١٤٢٥.

فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئاً، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((هَلْ مَعَكَ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ ؟)) قَالَ : نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)) .

کوئی چیز) نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تلاش تو کر، خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔ اس نے تلاش کیا لیکن کوئی چیز نہ ملی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے کچھ قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تجھے قرآن یاد ہے، میں نے اس کے بدلے میں تیری اس سے شادی کی۔

شرح المفردات: ......**فَقَامَتْ طَوِيلاً** : خاصی دیر کھڑی رہی۔/ **قَامَتْ**: واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب **نَصَرَ يَنْصُرُ**۔

شرح الحديث: ......ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اَعْطٰى فِي صِدَاقٍ مِلْءَ كَفَّيْهِ سَوِيْقًا اَوْ تَمْرًا ، فَقَدِ اسْتَحَلَّ .)) ''جو اپنی دو ہتھیلیوں بھر ستو یا کھجور مہر میں دے دے، تو اس نے اس (عورت) کو حلال کر لیا۔'' (سنن ابی داؤد: ۲۱۱۰۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔) یعنی حق مہر ضرور ادا کرنا چاہیے خواہ وہ بقدرِ استطاعت کوئی چھوٹی سی چیز ہی ہو۔

(۳۱۷) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَعَلَيْهِ رَدْعُ زَعْفَرَانٍ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((مَهْيَمْ ؟)) فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، فَقَالَ : ((مَا أَصْدَقْتَهَا ؟)) قَالَ : وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ ، قَالَ : ((فَبَارَكَ اللّٰهُ لَكَ ، أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)) .

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما پر زعفران کے رنگ کا نشان دیکھا تو نبی ﷺ نے فرمایا: کیا بات ہے بھئی؟ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے ایک عورت سے شادی کر لی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس کا حق مہر کیا مقرر کیا ہے؟ انھوں نے کہا: نواۃ کے وزن کے برابر سونا، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تیرے لیے برکت فرمائے۔ ولیمہ کر، اگرچہ ایک بکری ہی ہو۔

شرح المفردات: ......**رَدْعُ زَعْفَرَانٍ**: زعفران کی زردی کے اثرات اور نشانات۔

مَهْيَمْ: ...... کیا ہوا ہے؟ کیا معاملہ ہے؟ کیا بات ہے؟

نَوَاةٍ: ...... یہ پانچ درہم کی مقدار کا ہوتا ہے۔

أَوْلِمْ: ...... ولیمے کی دعوت کر، دولہے کی طرف سے شادی کے کھانے کو ولیمہ کہتے ہیں۔/ واحد مذکر حاضر، فعل امر معلوم، باب افعال۔

---

(۳۱۷) صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب کیف یدعی للمتزوج، ح:۵۱۵۵۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب الصداق وجواز کونه تعلیم القرآن...، ح:۱۴۲۷.

شرح الحدیث: ......اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ولیمہ سنت مؤکدہ ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس کے کرنے کا حکم بھی فرمایا ہے اور خود بھی کیا ہے۔ ابنِ دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں امر کا صیغہ جمہور کے نزدیک استحباب پر محمول ہے۔ (شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد: ٤/ ٥١)

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ ((اَلْوَلِيْمَةُ حَقٌّ وَسُنَّةٌ ، فَمَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ ، فَقَدْ عَصٰى .)) ''ولیمہ حق اور سنت ہے، سو جسے (ولیمہ کی) دعوت دی جائے اور وہ قبول نہ کرے، تو اس نے نافرمانی کا کام کیا۔'' (معجم الأوسط للطبراني: ٣٩٤٨)

❀❀❀❀

كِتَابُ الطَّلَاقِ
طلاق کے مسائل

طلاق کا مطلب ہے چھوڑ دینا۔ اس میں چونکہ خاوند اپنی بیوی کو اپنے عقدِ نکاح سے آزاد کرتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے، اس لیے اسے طلاق کہتے ہیں۔ زوجین کے مابین کسی وجہ سے اختلاف و ناچاقی ہو جانے اور اُنس ومحبت قائم نہ رہنے کی بنا پر طلاق جیسی دلخراش صورت رونما ہوتی ہے۔ طلاق کا حق صرف مرد کو دیا گیا ہے، عورت اگر علیحدہ ہونا چاہے تو اس کے لیے خلع کے ذریعے یہ رخصت موجود ہے۔ عہد جاہلیت میں لوگوں نے طلاق کو اپنی بیوی کو اذیت دینے کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔ ایک ہی بار کئی طلاقیں دے دیتے اور جب عدت کے دن پورے ہونے کے قریب ہوتے تو رجوع کرلیا کرتے۔ پھر دورانِ عدت بھی اس کے ساتھ غیر انسانی سلوک کیا جاتا۔ نبی کریم ﷺ نے آ کر ان تمام ظالمانہ صورتوں کو ختم کیا اور دیگر جمیع امور کی طرح طلاق کے بھی ایسے اصول وضع فرمائے کہ جن سے عورت مظلومیت کی زندگی سے نکل کر عزت و وقار کی زندگی جینے لگی۔

(۳۱۸) عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما ، أَنَّهُ طَـلَّـقَ امْـرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ ، فَذَكَرَ ذَالِكَ عُـمَرُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَتَـغَيَّظَ مِنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ : ((لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُـطَـلِّـقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا ، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ كَمَا أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ)) .

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے اپنی بیوی کو بحالتِ حیض طلاق دے دی ۔عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کے پاس ذکر کی تو رسول اللہ ﷺ ان سے بہت غصے ہوئے ، پھر فرمایا: اسے چاہیے کہ وہ اس سے رجوع کرے، پھر اسے تب تک روکے رکھنا چاہیے جب تک کہ وہ پاک نہ ہوجائے ۔ پھر وہ حائضہ ہوکر پاک ہو۔ اب اگر وہ اسے طلاق ہی دینا چاہے تو اس کو چھونے سے پہلے طلاق دینی چاہیے، یہی وہ عدت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا۔

وَفِي لَفْظٍ : ((حَتّٰى تَحِيضَ حَيْضَةً مُسْتَقْبَلَةً سِوٰى حَيْضَتِهَا الَّتِي طَلَّقَهَا فِيهَا)) .

ایک روایت میں ہے: یہاں تک کہ اسے اگلا حیض آئے ، اس حیض کے علاوہ جس میں اس نے اسے طلاق دی ہو۔

وَفِـي لَفْظٍ : فَحُسِبَتْ مِنْ طَلَاقِهَا وَرَاجَعَهَا

یہ بھی الفاظ ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے رجوع کرلیا، جس

(۳۱۸) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورۃ الطلاق، ح:۴۹۰۸۔ صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب تحریم طلاق الحائض بغیر رضاھا۔۔۔، ح:۱۴۷۱۔

عَبْدُ اللّٰهِ كَمَا أَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ . طرح کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم فرمایا۔

شـرح الـمفردات: ...... **فَتَغَيَّظَ مِنْهُ:** ان کے چہرے پر غصے کے اثرات ظاہر ہو گئے۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب تفعل۔

قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا: ...... یعنی اس سے مجامعت سے پہلے۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

حَيْضَةً مُسْتَقْبَلَةً: ...... آئندہ ماہ آنے والا حیض، اگلا حیض۔/ مُسْتَقْبَلَةٌ: واحد مؤنث، اسم مفعول، باب استفعال۔

شـرح الـحديث: ......اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت کو بحالتِ حیض طلاق دینا خلافِ شرع امر ہے، لیکن پھر بھی اگر کوئی ایسا کر لیتا ہے تو اس کی طلاق واقع ہو جائے گی، جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے کہ نبی ﷺ نے سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو رجوع کا حکم دیا، تو اگر طلاق واقع نہ ہوئی ہوتی تو رجوع کس بات سے؟ پھر ایک ہی مرتبہ تین طلاقیں نہیں دینی چاہئیں بلکہ ہر طہر میں ایک طلاق دینی چاہیے، اور اگر کوئی تین طلاقیں ایک ہی وقت میں دے دیتا ہے تو وہ ایک ہی شمار ہو گی، تین نہیں۔ اس کی تفصیل مفصل کتب میں دیکھی جا سکتی ہے۔

(٣١٩) عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ أَنَّ أَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ . وَفِي رِوَايَةٍ : طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا وَكِيلَهُ بِشَعِيرٍ فَسَخِطَتْهُ ، فَقَالَ : وَاللّٰهِ! مَا لَكِ عَلَيْنَا مِنْ شَيْءٍ ، فَجَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَتْ ذَالِكَ لَهُ فَقَالَ : ((لَيْسَ لَكِ عَلَيْهِ نَفَقَةٌ)) ، وَفِي لَفْظٍ : ((وَلَا سُكْنٰى)) ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَعْتَدَّ فِي بَيْتِ أُمِّ شَرِيكٍ ثُمَّ قَالَ : ((تِلْكَ امْرَأَةٌ يَغْشَاهَا أَصْحَابِي ، اعْتَدِّي عِنْدَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ ، فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمٰى تَضَعِينَ ثِيَابَكِ ، فَإِذَا حَلَلْتِ فَآذِنِينِي)) . قَالَتْ : فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ : أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ وَأَبَا جَهْمٍ خَطَبَانِي ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((أَمَّا أَبُو جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ . وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوكٌ

فاطمہ بنت قیس روایت کرتی ہیں کہ ابوعمرو بن حفص رضی اللہ عنہ نے انھیں طلاق بتّہ دے دی اور وہ خود موجود نہیں تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے اسے تیسری طلاق دی، پھر اپنے وکیل کو جَو دے کر ان کی طرف بھیجا، تو وہ اس سے ناراض ہونے لگیں، اس نے کہا: اللہ کی قسم! تیرے لیے ہمارے ذِمہ کوئی چیز عائد نہیں ہوتی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ ﷺ سے یہ ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر تیرے لیے کوئی نفقہ عائد نہیں ہوتا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: اور نہ ہی رہائش کا ذمہ ہے۔ آپ ﷺ نے اسے حکم فرمایا کہ وہ اُمِ شریک کے گھر اپنی عدّت گزارے، پھر فرمایا: یہ ایسی عورت ہے کہ اس کے پاس میرے صحابہ کا آنا جانا لگا رہتا ہے، تو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہاں عدّت گزار، کیونکہ وہ نابینا شخص ہیں۔ تیرے سر سے کپڑا اُتر سکتا ہے، پھر جب تو حلال ہو جائے (یعنی جب تیری عدت ختم ہو) تو مجھے بتلانا۔ کہتی ہیں کہ جب میں حلال ہو گئی تو میں نے آپ ﷺ سے

(٣١٩) صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب المطلقة ثلاثاً لانفقة لها، ح: ١٤٨٠ .

لا مَـالَ لَـهُ ، انْـكِـحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ))، فَـكَـرِهَتْـهُ ، ثُمَّ قَالَ : ((انْكِحِي أُسَامَةَ بْنَ زَيْـدٍ فَـنَـكَـحَتْـهُ . فَجَعَلَ اللّـهُ فِيـهِ خَيْراً وَاغْتُبِطْتُ بِهِ)).

ذکر کیا کہ معاویہ بن ابی سفیان اور ابوجہم رضی اللہ عنہما نے مجھے شادی کا پیغام بھیجا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ابوجہم ہے وہ تو اپنے کندھے سے لاٹھی نیچے رکھتا ہی نہیں ہے اور جو معاویہ ہے وہ غریب ہے اس کے پاس کوئی مال نہیں ہے، تو اسامہ بن زید سے نکاح کرلے۔ میں نے اسے ناپسند کیا تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لے، میں نے ان سے نکاح کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے اس میں خیر فرما دی اور مجھ پر رشک کیا جانے لگا۔

شرح المفردات: ...... **تَعْتَدُّ**: اپنی عدّت کے ایام گزارے۔/ واحد مؤنث غائب، فعل مضارع معلوم، باب افتعال۔

يَغْشَاهَا أَصْحَابِي: ...... ان کی اچھی طبیعت اور میرے صحابہ سے محبت رکھنے کی وجہ سے صحابہ ان کے پاس آتے جاتے رہتے ہیں۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب سَمِعَ يَسْمَعُ.

آذِنِينِي: ...... مجھے اطلاع کر دینا، مجھے بتا دینا۔/ واحد مؤنث حاضر، فعل امر معلوم، باب افعال۔

صُعْلُوكٌ: ...... فقیر، مفلس، غریب۔

اغْتُبِطْتُ بِهِ: ...... اس کی وجہ سے مجھ پر رشک کیا جانے لگا/ واحد مؤنث متکلم، فعل ماضی مجہول، باب افتعال۔

شرح الحدیث: ...... جب تین طلاقیں پوری ہو جاتی ہیں تو اسے طلاقِ بتہ کہا جاتا ہے، اس کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا۔ اس کے بعد خاوند کے ذمہ عورت کے خرچے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ نہ ہی اس کی رہائش کی، ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے عورت کو کچھ دینا چاہے تو وہ مستحب ہے۔ لیکن اگر عورت حاملہ ہو تو پھر خاوند نان ونفقہ کی ادائیگی کا ذِمہ دار ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عورت کی کسی اچھے، نیک اور شریف شخص سے شادی کی طرف راہنمائی کی جاسکتی ہے، اور عورت کو بھی چاہیے کہ وہ دینداری ہی کو ترجیح دے، کیونکہ یہ خیر و برکت کا باعث ثابت ہوتی ہے۔

راوی الحدیث: ...... اس حدیث میں دو نام بیان ہوئے ہیں، ایک تو راویہ ہیں اور دوسرے ان کے خاوند ابوعمرو بن حفص۔ راویہ ضحاک بن قیس کی بہن ہیں۔ صحابیہ اور مہاجرہ ہیں۔ نبی ﷺ سے چونتیس احادیث روایت کیں۔ اور ابوعمرو کا نام عبدالحمید تھا، لیکن آپ اپنی کنیت ہی سے مشہور تھے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف روانہ ہوئے اور وہیں وفات پائی۔

بَابُ الْعِدَّةِ ...... عدت کا بیان

الْعِدَّةُ: ...... اس سے مراد وہ مدت ہے جس میں عورت اپنے خاوند کی وفات یا پہلے خاوند کی طلاق کے بعد دوسرا نکاح کرنے کے لیے انتظار کرتی ہے اور اس دوران اس کا شادی کرنا ممنوع ہوتا ہے۔

(۳۲۰) عَـنْ سُبَيْـعَةَ الْأَسْـلَمِيَّةِ أَنَّهَا كَانَتْ تَـحْـتَ سَـعْدِ بْنِ خَوْلَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْـنِ لُـؤَيٍّ، وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْراً، فَتُوُفِّيَ عَـنْهَـا فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ. فَلَمْ تَـنْشَـبْ أَنْ وَضَـعَـتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ، فَـلَـمَّـا تَـعَـلَّـتْ مِـنْ نِـفَـاسِهَـا تَجَمَّلَتْ لِـلْـخُطَّابِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَـعْكَكٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الدَّارِ فَقَالَ لَهَا: مَـا لِـي أَرَاكِ مُتَـجَـمِّـلَةً؟ لَـعَلَّكِ تُرَجِّينَ لِـلـنِّكَاحِ، وَاللّٰهِ! مَا أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتّٰى يَمُرَّ عَـلَيْكَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ. قَالَتْ سُبَيْعَةُ: فَـلَـمَّـا قَـالَ لِي ذَالِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِينَ أَمْسَيْتُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْتُهُ عَـنْ ذَالِكَ؟ فَـأَفْتَانِي بِأَنِّي قَدْ حَلَلْتُ حِينَ وَضَـعْـتُ حَمْلِي وَأَمَرَنِي بِالتَّزْوِيجِ إِنْ بَدَا لِي.

سبیعہ اسلمیہ روایت کرتی ہیں کہ وہ سیّدنا سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، ان کا تعلق بنو عامر بن لوئ قبیلے سے تھا اور غزوہ بدر میں شریک ہونے والوں میں بھی ان کا نام تھا، وہ حجۃ الوداع میں جامِ شہادت نوش کر گئے اور وہ (یعنی سبیعہ اس وقت) حاملہ تھیں۔ وہ اپنے خاوند کی وفات کے بعد وضع حمل کے بعد، جُونہی اپنے نفاس سے پاک ہوئیں تو وہ نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لیے تیار ہوگئیں، بنو عبدالدار کے ایک شخص ابوسنابل بن بعکک ان کے پاس آئے اور انھوں نے اس سے کہا: کیا بات ہے کہ میں تجھے بنی سنوری دیکھ رہا ہوں؟ شاید کہ تو شادی کی امیدوار ہے، اللہ کی قسم! تو تب تک شادی نہیں کر سکتی جب تک تجھ پر چار مہینے اور دس دن نہ گزر جائیں۔ سبیعہ کہتی ہیں کہ جب انھوں نے مجھ سے یہ کہا تو میں نے شام ہوتے ہی اپنے کپڑے اکٹھے کیے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اس کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے مجھے فتویٰ دیا کہ میں تو اسی وقت حلال ہوگئی ہوں جس وقت میں نے وضع حمل کیا اور آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اگر کوئی سبب بنتا ہے تو شادی کر لے۔

وقالَ ابنُ شِهابٍ: وَلاأَرٰى بَأْساً أَنْ تَتَزَوَّجَ حِيْـنَ وَضَعَتْ، وَإِنْ كَانَتْ فِي دَمِهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَايَقْرَبُهَا زَوْجُهَا حَتَّى تَطْهُرَ.

ابن شہاب کہتے ہیں: میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا کہ وہ جب بھی وضع حمل کرے تو شادی کر لے، اگرچہ وہ خون ہی کی حالت میں ہو، لیکن (اس صورت میں) اس کا خاوند اس کے قریب نہیں آ سکتا جب تک کہ وہ پاک نہیں ہو جاتی۔

شرح المفردات: ...... **فَلَمْ تَنْشَبْ**: وہ ٹھہری نہیں، یعنی انتظار نہیں کیا۔/ واحد مؤنث غائب، فعل منفی جحد معلوم، باب سَمِعَ يَسْمَعُ۔

تَعَلَّتْ: ...... نفاس کے خون سے پاک ہوئی، یعنی جب انھیں نفاس کا خون آنا بند ہوگیا۔/ واحد مؤنث غائب، فعل

---

(۳۲۰) صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب قول الله: وأولات الأحمال أجلهن أن يضعن حملهن، ح: ٥٣١٨۔ صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها زوجها۔۔۔، ح: ١٤٨٤.

ماضی معلوم، باب تفعل۔

تَجَمَّلَت: ...... تزئین وآرائش سے آراستہ وپیراستہ ہونا/ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب تفعل۔

شرح الحدیث: ...... امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جمہور صحابہ اور ان کے بعد کے علماء اور ائمہ اربعہ کا یہی مؤقف ہے کہ (اگر کوئی عورت حاملہ ہو اور دورانِ حمل ہی اس کا خاوند فوت ہو جائے، تو) اس کی عدت وضع حمل ہے، اگرچہ اس کا خاوند ابھی جائے غسل ہی میں پڑا ہو، اگر وہ اسی وقت وضع حمل کر دیتی ہے تو حلال ہو جائے گی۔ (زاد المعاد لابن القیم: ٥/٥٩٧) جبکہ سیّدنا علی، ابن عباس اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک جماعت کا مؤقف یہ ہے کہ اس کی عدت أبعد الأجلین ہوگی، یعنی دونوں مدتوں میں سے جو زیادہ ہوگی وہی عدت کی مدت شمار کی جائے گی۔ البتہ پہلا قول راجح ہے اور یہی معنیٔ حدیث کے موافق ہے۔

راویۃ الحدیث: ......سبیعہ رضی اللہ عنہا صحابیۂ رسول اور گیارہ احادیث کی راویہ ہیں۔ بہت سے مدنی اور کوفی تابعین نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

(٣٢١) عَـنْ زَيْـنَـبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: تُـوُفِّـيَ حَـمِيـمٌ لِأُمِّ حَبِيْبَةَ فَـدَعَتْ بِصُفْرَةٍ فَـمَسَـحَـتْ بِـذِرَاعَيْهَا فَقَالَتْ: إِنَّمَا أَصْنَعُ هٰـذَا لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَـحِـلُّ لِامْـرَأَةٍ تُـؤْمِنُ بِاللّٰـهِ وَالْيَوْمِ الْآخِـرِ أَنْ تُـحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلٰى زَوْجٍ، أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً)).

زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدہ امِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کا بہت قریبی رشتہ دار وفات پا گیا تو انھوں نے زرد رنگ کی خوشبو منگوائی اور اپنے بازوؤں پر لگالی اور کہا: میں نے یہ صرف اس لیے کیا ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو عورت اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے، اس کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی میّت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے سوائے اپنے خاوند کے (کہ اس کا سوگ چار مہینے اور دس دن ہے)

شرح المفردات: ......**حَمِيمٌ:** قریبی رشتہ دار، یہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے۔

صُفْرَة: ...... زردی مثل کوئی خوشبو وغیرہ۔

أَنْ تُحِدَّ: ...... وہ خود کو زیب وزینت سے روکے رکھے/ واحد مؤنث غائب، فعل مضارع معلوم، باب افعال۔

شرح الحدیث: ......حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس حدیث سے خاوند کے علاوہ کسی اور رشتہ دار کی میت پر تین دن یا اس سے کم سوگ کے جواز اور تین دن سے زیادہ کی تحریم پر استدلال کیا ہے۔ (فتح الباری لابن حجر: ٩/٣٨٧)

راویۃ الحدیث: ......زینب رضی اللہ عنہا ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالأسد بن ہلال کی صاحبزادی تھیں۔ نبی ﷺ کی ربیبہ

---

(٣٢١) صحيح البخاری، کتاب الجنائز، باب إحداد المرأة علىٰ غير زوجها، ح: ١٢٨١۔صحيح مسلم، کتاب الطلاق، باب وجوب الاحداد فی عدة الوفات۔۔۔، ح:١٤٨٦.

(سوتیلی بیٹی) اور رضاعی بھتیجی تھیں۔ اس لیے کہ نبی ﷺ اور آپ کے والد ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ پہلے آپ کا نام برہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے بدل کر زینب رکھ دیا۔ ۷۳ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۳۲۲) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تُحِدُّ امْرَأَةٌ عَلَى الْمَيِّتِ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْراً، وَلَا تَلْبَسُ ثَوْباً مَصْبُوغاً إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ، وَلَا تَكْتَحِلُ، وَلَا تَمَسُّ طِيباً إِلَّا إِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ)).

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت کسی میّت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہیں کرسکتی مگر خاوند (کی وفات) پر چار مہینے اور دس دن (کا سوگ کرے گی) نہ وہ رنگدار کپڑا پہنے گی سوائے سادہ کپڑوں کے، نہ وہ سرمہ لگائے گی اور نہ ہی خوشبو لگائے گی، مگر جب وہ پاک ہوجائے گی تو عُود یا عطر کی تھوڑی سی مقدار (لگا سکتی ہے)

شرح المفردات: ......**ثَوْباً مَصْبُوغاً:** ایسا کپڑا جسے زیبائش وآرائش کے لیے رنگ دیا گیا ہو۔/ مصبوغ: واحد مذکر، اسم مفعول، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

العَصبُ: ...... یہ سفید وسیاہ رنگ کا یمنی کپڑا تھا۔

النُبْذَةُ: ...... تھوڑی سی چیز، تھوڑا سا حصہ۔

القُسْطُ: ...... یہ عود یا اسی جیسی کوئی خوشبو ہے جو نفاس والی عورتیں لگاتی ہیں۔

الأَظْفَارُ: ...... یہ بھی خوشبو ہی کی ایک قسم ہے جو ناخن کے مشابہ ہوتی ہے، عطر اسود بھی کہا جاتا ہے۔

شرح الحديث: ...... بیوہ کے لیے مذکورہ امور کی ممانعت اس کے مکمل طور پر سوگ منانے کی غرض سے ہے اور یہ بعد از عدت ہی اس کے لیے حلال ہوں گے۔ البتہ اتنی سی رخصت دی گئی ہے کہ وہ پاک ہونے کے بعد حیض کی بدبو رفع کرنے کے لیے وہ مذکورہ قسم کی خوشبو کا استعمال کرسکتی ہے۔

(۳۲۳) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنَهَا أَفَنَكْحُلُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثاً)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ،

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری بیٹی کا خاوند فوت ہوگیا ہے اور اس کی آنکھیں خراب ہوگئیں ہیں، کیا ہم اسے سرمہ لگا دیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، دو یا تین مرتبہ، پھر فرمایا: اس کی عدت تو چار مہینے اور دس دن ہے، دورِ جاہلیت میں تو تم (ایک سال سوگ مناتی تھی اور) سال ختم

---

(۳۲۲) صحيح البخاری، كتاب الحيض، باب الطيب للمرأة عندغسلها من المحيض، ح: ۳۱۳۔ صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب وجوب الاحدادفى عدة الوفات۔۔۔، ح: ۹۳۸.

(۳۲۳) صحيح البخاری، كتاب الطلاق، باب تحدالمتوفى عنهازوجهاأربعة أشهر وعشراً، ح: ۵۳۳۶۔ صحيح مسلم، كتاب الطلاق، باب وجوب الاحدادفى عدة الوفاة ......، ح: ۱۴۸۸.

وَقَـدْ كَـانَـتِ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ)) .

ہونے پر اونٹ کی مینگنی پھینکتی تھی۔

فَـقَالَتْ زَيْنَبُ : كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَـا دَخَـلَتْ حِفْشاً وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا وَلَمْ تَمَسَّ طِيْباً وَلَا شَيْئاً حَتّٰى تَمُرَّ بِهَا سَنَةٌ ثُـمَّ تُـؤْتٰـى بِـدَابَّةٍ حِـمَـارٍ أَوْ طَيْرٍ أَوْ شَـاةٍ فَتَفْتَضَّ بِهٖ ، فَقَلَّمَا تَفْتَضُ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ . ثُـمَّ تَـخْـرُجُ فَتُـعْـطٰـى بَعْرَةً فَتَرْمِي بِهَا ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَ تْ مِنْ طِيْبٍ أَوْ غَيْرِهٖ .

سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ (دورِ جاہلیت میں) جب عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو وہ چھوٹے سے کمرے میں داخل ہو جاتی، گندے کپڑے پہن لیا کرتی، نہ خوشبو لگاتی اور نہ ہی کسی اور چیز کو چھوتی، یہاں تک کہ اسی حالت میں سال گزر جاتا۔ پھر کوئی جانور لایا جاتا، گدھا، پرندہ یا بکری، تو وہ اس سے اپنا جسم رگڑتی، پھر جس چیز سے وہ اپنا جسم رگڑتی اکثر وہ مر ہی جاتی تھی، پھر وہ باہر نکلتی تو اسے اونٹ کی مینگنی دی جاتی، وہ اسے پھینکتی تو پھر اسے اختیار ہوتا کہ چاہے وہ خوشبو لگائے یا کوئی اور کام کرے۔

شرح المفردات:......**اَلْحَوْل**: سال۔

الحِفْشُ:...... چھوٹا سا مکان یا کمرہ، جس کی چھت بہت نیچی ہو، بدویوں کا خیمہ وغیرہ۔

تَفْتَضُّ:...... وہ اپنا جسم اس سے رگڑتی، ملتی۔/ واحد مؤنث غائب، فعل مضارع معلوم، باب افتعال۔

بَعْرَةً:...... چوپاؤں اور کھر والے جانوروں کی مینگنی، لید، گوبر۔

شـرح الـحديث:......اسلام آسانی و نرمی کا دین ہے، دیگر ادیان کی طرح سختی و درشتی کا ہرگز قائل نہیں ہے۔ جیسا کہ مذکورہ حدیث میں ذکر ہے کہ عہدِ جاہلیت میں عورت خاوند کی وفات پر ایک سال تک سوگ مناتی تھی اور وہ بھی اذیت ناک اور غیر انسانی پابندیوں میں جکڑی ہوئی، لیکن اسلام نے ان جاہلانہ رسوم و رواج کا قلع قمع کر کے باعزت طور پر عدّت گزارنے کا حکم لاگو کیا، اور اس میں بھی غیر ضروری رخصتیں تلاش کرنا کمالِ اتباع کے منافی ہے۔

بَابُ اللِّعَانِ ......لعان کا بیان

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کسی غیر مرد کے ساتھ قابلِ اعتراض حالت میں دیکھتا ہے تو اس کا جو اسلامی نقطۂ نظر سے فیصلہ کیا جاتا ہے وہ لعان کہلاتا ہے، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ عورت اگر خاوند کے الزام کا انکار کر دے تو مرد و عورت ہر ایک سے چار چار قسمیں لی جائیں گی اور پانچویں مرتبہ وہ ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ مزید وضاحت آئندہ حدیث میں آئے گی۔

(٣٢٤) عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما أَنَّ فُلَانَ بْـنَ فُلَانٍ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ أَنْ لَوْ وَجَدَ أَحَدُنَا امْرَأَتَهٗ عَلٰى فَاحِشَةٍ كَيْفَ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ فلاں بن فلاں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر ہم میں سے کوئی اپنی بیوی کو بے حیائی

يَصْنَعُ ؟ إِنْ تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ ، وَإِنْ سَكَتَ سَكَتَ عَلٰى مِثْلِ ذَالِكَ . قَالَ : فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يُجِبْهُ . فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَالِكَ أَتَاهُ فَقَالَ : إِنَّ الَّذِي سَأَلْتُكَ عَنْهُ قَدِ ابْتُلِيتُ بِهِ . فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتِ فِي سُورَةِ النُّورِ : ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ...﴾ فَتَلَاهُنَّ عَلَيْهِ وَوَعَظَهُ وَذَكَّرَهُ ، وَأَخْبَرَهُ أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الْآخِرَةِ ، فَقَالَ : لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا كَذَبْتُ عَلَيْهَا . ثُمَّ دَعَاهَا فَوَعَظَهَا وَأَخْبَرَهَا أَنَّ عَذَابَ الدُّنْيَا أَهْوَنُ مِنْ عَذَابِ الآخِرَةِ . فَقَالَتْ : لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ . إِنَّهُ لَكَاذِبٌ . فَبَدَأَ بِالرَّجُلِ فَشَهِدَ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ، وَالْخَامِسَةَ أَنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ . ثُمَّ ثَنّٰى بِالْمَرْأَةِ ، فَشَهِدَتْ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ ، وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ . ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا ، ثُمَّ قَالَ : ((إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ؟)) ثَلَاثاً .

کا ارتکاب کرتے ہوئے پائے تو وہ کیا کرے ؟ اگر تو وہ بولے گا تو بہت ہی بڑی بات کہے گا (یعنی خود اپنی رسوائی کرے گا) اور اگر وہ خاموش رہے گا تو (اس کی بیوی کو حوصلہ ملے اور اس کے) اس جیسے (کئی کرتوتوں) پر خاموش رہنا پڑے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ خاموش رہے اور اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ پھر جب وہ اس کے بعد آپ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ جس کے بارے میں میں نے آپ ﷺ سے پوچھا تھا اس میں میں خود مبتلا ہو گیا ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیات نازل فرمادیں: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ﴾ ’’اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں۔‘‘ آپ ﷺ نے اسے یہ آیات پڑھ کر سنائیں، اسے وعظ ونصیحت کی اور اسے بتلایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کی نسبت بہت ہلکا ہے (یعنی اگر تم جھوٹا الزام لگا رہے ہو تو اب بھی توبہ کرلو)۔ اس نے کہا: نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے! میں اس کے خلاف جھوٹ نہیں بول رہا۔ پھر آپ ﷺ نے اس (کی بیوی) کو بلایا، اسے وعظ فرمایا اور بتلایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کی نسبت بہت ہلکا ہے۔ اس نے کہا: نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! یقیناً یہ جھوٹا ہے۔ پھر آدمی نے پہل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے نام کی چار حلفیہ شہادتیں دیں کہ یقیناً وہ سچا ہے اور پانچویں (مرتبہ یوں کہا کہ) بلاشبہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہو۔ پھر دوسری باری عورت کی تھی تو اس نے اللہ کے نام کی چار حلفیہ شہادتیں دیں کہ یقیناً وہ جھوٹا ہے (پانچویں مرتبہ کہا کہ) اگر وہ سچا ہے تو اللہ تعالیٰ کا اس پر (یعنی

---

(٣٢٤) صحيح البخاری، كتاب الطلاق، باب قول الامام للمتلاعنين أن أحدكما كاذب...، ح:٥٣١٢۔ صحيح مسلم، كتاب اللعان، ألباب الأول، ح:١٤٩٣۔

عورت پر) غضب ہو۔ پھر آپ ﷺ نے ان دونوں میں تفریق ڈال دی، پھر فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں سے کوئی ایک تو جھوٹا ہے ہی، تو کیا تم میں سے (جو بھی جھوٹا ہے) وہ توبہ کرنا چاہتا ہے؟ آپ ﷺ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔

وَفِـي لَفْظٍ : ((لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا)) قَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَالِيْ ؟ قَالَ : ((لَا مَالَ لَكَ ، إنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِـنْ فَـرْجِهَـا ، وَإنْ كُنْتَ كَذَبْتَ فَهُوَ أَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا)) .

یہ بھی الفاظ ہیں: (کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اب) تیرے لیے اس پر کوئی راستہ نہیں ہے (یعنی اب یہ تیری بیوی نہیں رہی)، اس نے کہا: میرا مال؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا کوئی مال نہیں ہے، اگر تو نے اس کے خلاف سچ بولا ہے تو وہ اس کا عِوض ہے جو تو نے اس کی شرمگاہ کو حلال کیا ہے اور اگر تو نے اس کے خلاف جھوٹ بولا ہے تو وہ تیرے لیے اس سے بھی کہیں زیادہ دور ہے (یعنی پھر تو اپنے مال کا حقدار ہو ہی نہیں سکتا)

شرح المفردات: ...... فَاحِشَة: بے حیائی، یہاں اس سے مراد عورت کا کسی سے ناجائز تعلقات استوار کرنا ہے۔

أَهْـــوَنُ: ...... زیادہ ہلکا، یعنی یہاں تہمت اور بہتان کی سزا بھگت لینا قیامت کے دن موصول ہونے والے عذاب سے بہت کم تر ہے۔/ واحد مذکر، اسم تفضیل، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

بِـمَا اسْتَحْلَلْتَ: ...... جو مال دے کر تُو نے اپنے لیے اس سے ہم بستری کرنے کو جائز کیا ہے، مراد حق مہر ہے۔/ واحد مذکر حاضر، فعل ماضی معلوم، باب استفعال۔

شرح الحديث: ...... آیتِ لعان کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ آیت ہلال بن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی یا عویمر عجلانی کے بارے میں، جمہور علماء کے نزدیک یہ آیت ہلال بن امیہ کے لیے نازل ہوئی کیونکہ ہلال بن امیہ کا لعان اسلام میں سب سے پہلے ہوا، جبکہ بعض علماء کا قول ہے کہ شاید دونوں کے حق میں نازل ہوئی ہو، وہ اس طرح کہ دونوں ہی اس مسئلہ کو پوچھ چکے ہوں، پھر یہ آیت نازل ہوئی ہو۔ (شرح سنن أبي داؤد لأبي عمار السعيدي : ٢/ ٧٢٣)

(٣٢٥) عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰــهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلاً رَمَـى امْـرَأَتَـهُ وَانْتَفٰى مِنْ وَلَدِهَا فِي زَمَـنِ رَسُـولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَـأَمَـرَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَتَلَاعَـنَـا كَمَا قَالَ اللّٰه تَعَالٰى ، ثُمَّ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی نے اپنی بیوی پر الزام لگا دیا اور اس کے بچے (کو اپنا بچہ ماننے) سے انکار کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں حکم فرمایا تو انھوں نے لعان کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان

(٣٢٥) صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب يلحق الولد بالملاعنة، ح: ٥٣١٥ـ صحيح مسلم، كتاب اللعان، الباب الأول، ح: ١٤٩٤ .

قَضٰى بِالْوَلَدِ لِلْمَرْأَةِ وَفَرَّقَ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ

ہے، پھر آپ ﷺ نے بچہ عورت کو دینے کا فیصلہ فرمایا اور ان دونوں لعان کرنے والوں کے درمیان جدائی ڈال دی۔

شرح المفردات:......وَانْتَفٰی مِنْ وَلَدِهَا: انکار کردیا کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے۔/ اِنْتَفٰی: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افتعال۔

شرح الحديث:......لعان کے بعد وہ بچہ عورت کے حوالے کر دیا جائے گا کیونکہ وہ اس کی ماں ہوتی ہے، جبکہ آدمی کے والد ہونے میں شک واقع ہو گیا ہوتا ہے، اس لیے وہ بچہ اسے نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی وہ بچہ اس کا وارث بنے گا، اور دوسری بات یہ ہے کہ لعان کے بعد نکاح بھی ختم ہو جاتا ہے اور آدمی دوبارہ اس عورت سے نکاح بھی نہیں کر سکتا۔

(٣٢٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلَاماً أَسْوَدَ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ لَكَ إِبِلٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَمَا أَلْوَانُهَا ؟)) قَالَ: حُمْرٌ. قَالَ: ((فَهَلْ يَكُونُ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ ؟)) قَالَ: إِنَّ فِيهَا لَوُرْقاً. قَالَ: ((فَأَنّٰى أَتَاهَا ذٰلِكَ ؟)) قَالَ: عَسٰى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ. قَالَ: ((وَهٰذَا عَسٰى أَنْ يَكُونَ نَزَعَهُ عِرْقٌ)).

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو فزارہ کا ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا، اس نے کہا: میری بیوی نے کالے رنگ کا بچہ جنا ہے (یعنی وہ میرا نہیں لگتا) نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ان کا کیا رنگ ہے؟ اس نے کہا: سُرخ، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا ان میں سیاہی مائل رنگت کا بھی کوئی ہے؟ اس نے کہا: (جی ہاں) ان میں سیاہی مائل بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو وہ کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا: ممکن ہے اس کو کسی رگ نے کھینچ لیا ہو، آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کو بھی ممکن ہے کسی رگ نے کھینچ لیا ہو۔

شرح المفردات:......أَوْرَقَ: جو صاف رنگ کا نہ ہو بلکہ اس میں سیاہ رنگ بھی شامل ہو۔

نَزَعَهُ عِرْقٌ: ...... یعنی نسب سے کسی کا اس پر اثر پڑ گیا ہوگا۔/ نَزَعَ: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحديث:......اس حدیث میں اس معاملے کی شدت کا احساس دلاتے ہوئے تحقیق کی ترغیب اور سوءِ ظن سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے، تاکہ محض شک یا ظن کی بنیاد پر کوئی بھی شخص اپنی بیوی پر بہتان نہ لگائے بلکہ پہلے اسے تحقیقی طور پر ثابت کرے۔

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محض رنگ کے اختلاف سے بچے کا انکار کر دینا صحیح نہیں ہے۔ (المفهم للقرطبي:

---

(٣٢٦) صحيح البخاري، كتاب الطلاق، باب اذاعرّض بنفي الولد، ح:٥٣٠٥۔ صحيح مسلم، كتاب اللعان، الباب الأول، ح: ١٥٠٠.

٣٠٧/٤) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ شافعیہ کے نزدیک اگر عورت کے زانیہ ہونے پر واضح طور پر کوئی قرینہ نہ ہو تو پھر انکار جائز نہیں لیکن اگر بچے کا رنگ اس شخص کے رنگ کے ساتھ ملتا ہو جس کے ساتھ تہمت لگائی گئی ہے، تو پھر علی الصحیح انکار جائز ہے۔ جبکہ حنابلہ کے ہاں مطلقاً قرینہ کے پائے جانے سے انکار جائز ہے۔

(فتح الباری لابن حجر: ٩/ ٤٤٤)

(٣٢٧) عَـنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَـالَـتْ : اخْتَصَمَ سَـعْـدُ بْـنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِي غُلَامٍ ، فَقَالَ سَعْدٌ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هٰذَا ابْنُ أَخِـي عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ أُنْـظُرْ إِلٰى شَبَهِهٖ . وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ : هٰذَا أَخِـي يَـا رَسُولَ اللّٰهِ! وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِي مِـنْ وَلِيـدَتِـهٖ ، فَـنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى شَبَهِـهٖ فَـرَأَى شَبَهًـا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ فَقَالَ : ((هُوَ لَكَ يَـا عَبْـدُ بْـنَ زَمْـعَةَ ، الْـوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِـلْـعَـاهِـرِ الْـحَـجَرُ ، وَاحْتَجِبِيْ مِنْـهُ يَا سَوْدَةُ .)) ، فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہما ایک بچّے کے بارے میں جھگڑ پڑے، سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ لڑکا میرے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کا بیٹا ہے، اس نے مجھے بتا رکھا تھا کہ یہ اس کا بیٹا ہے، اس کی مشابہت کو ہی دیکھ لیجیے۔ عبد بن زمعہ رضی اللہ عنہ بولے: اے اللہ کے رسول! یہ میرا بھائی ہے، یہ میرے باپ کے بستر پہ اس کی لونڈی کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی شباہت کو دیکھا تو اسے واضح طور پہ عتبہ رضی اللہ عنہ کے مشابہ پایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیرا ہی ہے (پھر فرمایا:) اے عبد! لڑکا اسی کا ہوتا ہے جس کے بستر پہ پیدا ہوا اور زانی کے لیے پتھر ہے اور اے سودہ بنت زمعہ! تو اس سے پردہ کیا کر، پھر اس نے سودہ رضی اللہ عنہا کو کبھی نہیں دیکھا۔

شرح المفردات: ...... وَلِيدَتُهٗ: اس کی لونڈی۔

لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ: ...... زانی کے لیے پتھر ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ اسے سنگسار کیا جائے گا۔/ **اَلْعَاهِرُ:** واحد مذکر، اسم فاعل، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

شرح الحدیث: ...... نبی ﷺ نے بچے کی عتبہ کے ساتھ واضح مشابہت دیکھنے کے باوجود بھی شریعت کے قاعدہ الولد للفراش کے تحت بچہ عبد بن زمعہ کے حوالے کر دیا اور ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ کرنے کا حکم فرمایا، حالانکہ اس اعتبار سے وہ اس کی بہن لگتی تھیں۔

الحجر کا ایک معنی پتھر کیا گیا ہے، یعنی اسے رجم کیا جائے گا اور دوسرا معنی محرومی کیا گیا ہے، یعنی وہ بچے سے محروم رہے گا، بچہ اسے نہیں ملے گا۔

---

(٣٢٧) صحيح البخاري، كتاب الفرائض، باب الولد للفراش حرة كانت أو أمة، ح: ٦٧٤٩۔ صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب الولد للفراش وتوقي الشبهات، ح: ١٤٥٧ .

(٣٢٨) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ : إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُوراً تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ ، فَقَالَ : ((أَلَمْ تَرَىْ أَنَّ مُجَزِّزاً نَظَرَ آنِفاً إِلَى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، فَقَالَ : إِنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْأَقْدَامِ لَمِنْ بَعْضٍ)) .

وَفِي لَفْظٍ : كَانَ مُجَزِّزٌ قَائِفاً .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خوش ہوتے ہوئے میرے پاس تشریف لائے ،آپ ﷺ کے چہرے کے آثار رونق افزا تھے،آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی ابھی مجزز نے زید بن حارثہ اوراسامہ بن زید کو دیکھا تو اس نے کہا: یقیناً (ان میں سے) ایک کے پاؤں دوسرے کے پاؤں سے ہیں۔

یہ بھی الفاظ ہیں کہ مجزز قیافہ شناس تھا۔

شرح المفردات: ......**تَبْرُقُ أَسَارِيرُ وَجْهِهِ:** آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا،کھل رہا تھا۔/ **تَبْرُقُ**: واحد مؤنث غائب،فعل مضارع معلوم، باب **نَصَرَ يَنْصُرُ**۔

مُجَزِّز :...... یہ اس شخص کا نام تھا۔ **قَائِفاً**:...... قیافہ شناس سے مراد وہ آدمی جو آثار اور شبیہات کی بنا پر نسب پہچان لیتا ہے۔/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب **نَصَرَ يَنْصُرُ**۔

شرح الحديث: ......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قیافہ شناس کی بات تسلیم کی جاسکتی ہے،لیکن اگر وہ کسی حقیقی اور یقینی امر کے خلاف ہو تو پھر اسے قبول نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ قیافہ شناس کی بات کوئی استنادی حیثیت نہیں رکھتی۔

(٣٢٩) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضي الله عنه قَالَ : ذُكِرَ الْعَزْلُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ . فَقَالَ : ((وَلِمَ يَفْعَلُ ذَالِكَ أَحَدُكُمْ ؟)) وَلَمْ يَقُلْ : فَلَا يَفْعَلْ ذَالِكَ أَحَدُكُمْ ، ((فَإِنَّهُ لَيْسَتْ نَفْسٌ مَخْلُوقَةٌ إِلَّا اللّٰهُ خَالِقُهَا)) .

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عزل کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو (ایسا کرتا ہے، وہ) کس لیے کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ایسا نہ کرے، کیونکہ جو بھی جان پیدا کی گئی ہے، اسے اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرنے والا ہے۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ : كُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ ، لَوْ كَانَ شَيْئاً يُنْهٰى عَنْهُ ، لَنَهَانَا عَنْهُ الْقُرْآنُ .

اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قرآن کے نازل ہوتے ہوئے بھی ہم عزل کیا کرتے تھے، اگر کسی چیز سے روکا جانا ہوتا تو قرآن ہمیں اس سے روک دیتا۔

شرح المفردات: ......**العَزْلُ**: مجامعت کے دوران بوقتِ انزال آدمی کا اپنی شرمگاہ کو عورت کی شرمگاہ سے باہر نکال لینا۔

شرح الحديث: ......ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میری ایک لونڈی ہے، میں

(٣٢٨) صحيح البخاري، كتاب الفرائض، باب القائف، ح:٦٧٧٠۔ صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب العمل بالحاق القائف الولد، ح:١٤٥٩ .

(٣٢٩) صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب قوله تعالىٰ:هوالله الخالق البارىء المصوّر، ح:٦٨٦٠، كتاب النكاح ، باب العزل، ح:٤٨٠٨۔صحيح مسلم، كتاب النكاح، باب حكم العزل، ح:٢٦٠٨

اس سے عزل کرتا ہوں، کیونکہ میں اس کا حاملہ ہونا پسند نہیں کرتا اور چاہتا وہی کچھ ہوں جو دوسرے لوگ چاہتے ہیں، لیکن یہود کہتے ہیں کہ عزل کرنا زندہ درگور کرنے کی چھوٹی قسم ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ((كَذَبَتْ يَهُوْدُ، لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّخْلُقَهٗ ، مَا اسْتَطَعْتَ اَنْ تَصْرِفَهٗ)) ''یہود جھوٹ کہتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ اسے پیدا کرنا چاہے تو تم اسے روکنے کی چنداں استطاعت نہیں رکھتے۔'' (سنن ابی داؤد: ۲۱۷۱)

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت مروی ہے: ((كُنَّا نَعْزِلُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَبَلَغَ ذَالِكَ نَبِيَّ اللّٰهِ ، فَلَمْ يَنْهَنَا .)) ''ہم عہدِ رسالت میں عزل کیا کرتے تھے، تو نبی ﷺ کو اس بات کا پتہ چل گیا، لیکن آپ ﷺ نے ہمیں منع نہیں فرمایا۔'' (صحیح مسلم: ۱۴۴۰)

(۳۳۰) عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ أَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ : ((لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعٰى لِغَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُهٗ إِلَّا كَفَرَ ، وَمَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهٗ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ ، وَمَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْكُفْرِ أَوْ قَالَ : عَدُوَّ اللّٰهِ وَلَيْسَ كَذَالِكَ إِلَّا حَارَ عَلَيْهِ)) .

ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس شخص نے بھی علم رکھنے کے باوجود اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کی تو اس نے کفر کیا، جو کوئی ایسی چیز کا دعویٰ کرے جو اس کی نہ ہو تو وہ ہم میں سے نہیں اور اسے آگ میں اپنا ٹھکانہ تیار کر لینا چاہیے اور جو شخص کسی آدمی کو کافر کہہ کر بلائے ، یا کہے: اے اللہ کے دشمن! حالانکہ ایسا نہ ہو تو وہ (یعنی اس کا یہ کہنا) اسی پر لوٹ آتا ہے۔

شرح المفردات:......وَلْيَتَبَوَّأْ: اپنی منزل، ٹھکانہ اور مقام پکڑ لے۔/ واحد مذکر غائب، فعل امر معلوم، باب تفعل۔

شرح الحدیث: ......سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ((مَنِ ادَّعٰى اَبًا فِي الْاِسْلَامِ غَيْرَ اَبِيْهِ ، وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ غَيْرُ اَبِيْهِ ، فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ .)) ''جس شخص نے بحالتِ اسلام اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کی، حالانکہ وہ جانتا بھی ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے، تو اس پر جنت حرام ہے۔'' (صحیح البخاری: ۴۰۷۱)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس شخص سے اس کے مسلمان ہونے کی پہچان ہوتی ہو اور اس کے کافر ہونے کے بارے میں اس کے (یعنی کافر کہنے والے کے) زعم میں کوئی شبہ تک نہ ہو، تو وہ (کہنے والا) خود ہی کافر ہو جائے گا۔

(فتح الباری لابن حجر: ۱۰/۴۶۶)

راوی الحدیث: ......ابوذر رضی اللہ عنہ کا نام جندب بن جنادہ تھا۔ نام کے بجائے ابوذر غفاری کنیت سے زیادہ معروف تھے۔ آپ کا شمار اشراف میں ہوتا تھا۔ نبی ﷺ سے ایک سو اسّی احادیث روایت کیں۔ ۳۲ ہجری میں وفات پائی۔

---

(۳۳۰) صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ماینھی من السباب واللعن، ح: ۶۰۴۵۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من رغب عن أبیه وھو یعلم، ح: ۶۱.

كِتَابُ الرَّضَاعِ
رضاعت کے مسائل

رضــع کا مطلب ہے ماں کا دودھ پینا۔ رضاعت کے مسائل کا تعلق بھی احکام نکاح ہی سے ہے۔ شریعت نے نکاح کے لیے جس طرح نسبی رشتوں کو حرام قرار دیا ہے، یعنی ماں، بیٹی، بہن، بھانجی، بھتیجی، پھوپھی اور خالہ وغیرہ، اسی طرح وہ رشتے بھی حرام ہیں جو رضاعت کی رو سے ہوں، یعنی لڑکے اور لڑکی نے اگر ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہے تو وہ آپس میں حرام ہوں گے کیونکہ اس سے وہ رضاعی بہن بھائی بن جاتے ہیں۔ پھر جو جو رشتے نسب کی بنا پر حرام ہوتے ہیں وہ تمام رضاعت کی رُو سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔ عرب کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے نومولود کو دیہاتوں کی عورتوں سے دودھ پلوایا کرتے تھے۔ دیہاتوں میں چونکہ آب وہوا کھلی اور ماحول صحت مندانہ ہوتا ہے، نیز وہاں کی زبان دانی بھی اپنی اصلیت پر قائم ہوتی ہے اس لیے ان سے دودھ پلوانے کا مقصد بھی یہی ہوا کرتا تھا کہ ان کا بچہ ان تمام فوائد سے مستفید ہو جائے۔ اس لیے اس طرح کے مسائل وقوع پذیر ہوتے رہتے تھے کہ لاعلمی میں ایسے لڑکے ولڑکی کی شادی کر دی جاتی تھی جنھوں نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہوتا تھا، معلوم ہونے پر انھیں اپنا عقد توڑنا پڑتا۔ اسی لیے اسلام نے رضاعت کے متعلق مستقل احکام بیان فرما دیے۔

(۳۳۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي بِنْتِ حَمْزَةَ: ((لَا تَحِلُّ لِيْ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ وَهِيَ ابْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے بارے میں فرمایا کہ وہ میرے لیے حلال نہیں ہے، جو رشتہ نسب سے حرام ہو وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتا ہے، اور وہ رضاعت کی رُو سے میری بھتیجی ہے۔

شرح الحدیث: ......اس مسئلے کی توضیح حدیث نمبر ۳۰۵ کے تحت گزر چکی ہے۔

(۳۳۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً رضاعت اسے بھی حرام کر دیتی ہے جو ولادت کی رُو سے

(۳۳۱) صحيح البخاري، كتاب الشهادات، باب الشهادة على الأنساب والرضاع المستفيض، ح:٢٦٤٥۔ صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب تحريم ابنة الأخ في الرضاعة، ح: ١٤٤٧.

(۳۳۲) صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب وأمهاتكم اللاتي أرضعنكم، ح: ٥٠٩٩۔ صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب يحرم من الرضاعة مايحرم من الولادة، ح: ١٤٤٤.

يَحْرُمُ مِنَ الْوِلادَةِ)). حرام ہوتا ہے۔

شرح الحديث:......امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس تحریم کا سبب وہ چیز ہے جو مرد و عورت کے اجزا میں سے ایک جزو ہے، یعنی دودھ۔ جب رضیع (یعنی دودھ پینے والے) کو اس دودھ سے غذا دی جاتی ہے تو وہ شخص بھی ان دونوں کا ایک جزو بن جاتا ہے اور ان سب کے درمیان حرمت واقع ہو جاتی ہے۔ (المفهم للقرطبی : ٤/ ١٧٧)

(٣٣٣) وَعَنْهَا قَالَتْ إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ بَعْدَمَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ ؟ فَقُلْتُ : وَاللّٰهِ! لا آذَنُ لَهُ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ النَّبِيَّ ﷺ فَإِنَّ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي ، وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْت : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَتُهُ . فَقَالَ : ((ائْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِينُكِ)) .

انہی سے مروی ہے، فرماتی ہیں کہ ابوالقعیس کے بھائی افلح نے پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد میرے گھر آنے کی اجازت مانگی، تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اسے اجازت نہیں دوں گی، یہاں تک کہ میں نبی ﷺ سے اس کی اجازت طلب کرلوں، کیونکہ ابوالقیس کے بھائی نے تو میری رضاعت نہیں کی، وہ تو ابوالقعیس کی بیوی نے مجھے دودھ پلایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یقیناً آدمی نے مجھے دودھ نہیں پلایا، بلکہ مجھے تو اس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، اسے اجازت دے دے کیونکہ وہ تیرا چچا ہے۔

قَالَ عُرْوَةُ : فَبِذَالِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ : حَرِّمُوا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ .

عروہ کہتے ہیں: اسی وجہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں: جو رشتہ نسب سے حرام ہوا سے رضاعت سے بھی حرام سمجھو۔

وَفِي لَفْظٍ : اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ أَفْلَحُ فَلَمْ آذَنْ لَهُ . فَقَالَ : أَتَحْتَجِبِينَ مِنِّي وَأَنَا عَمُّكِ ؟ فَقُلْتُ : كَيْفَ ذَالِكَ ؟ قَالَ : أَرْضَعَتْكِ امْرَأَةُ أَخِي بِلَبَنِ أَخِي ، قَالَتْ : فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : ((صَدَقَ أَفْلَحُ ائْذَنِي لَهُ تَرِبَتْ يَمِينُكِ)) .

ایک روایت میں ہے: افلح نے مجھ سے اجازت طلب کی تو میں نے اسے اجازت نہیں دی، تو اس نے کہا: کیا تو مجھ سے پردہ کرتی ہے۔ حالانکہ میں تیرا چچا ہوں؟ میں نے کہا: وہ کیسے؟ اس نے کہا: تجھے میرے بھائی کی بیوی نے میرے بھائی کے دودھ کے باعث ہی تو دودھ پلایا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: افلح نے سچ کہا ہے، اسے اجازت دے دے، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

شرح المفردات: ......**تَرِبَتْ يَمِينُكِ:** تیرے ہاتھ خاک آلود ہونے کا مطلب ہے کہ تو مفلس وغریب ہو

---

(٣٣٣) صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب قول النبي ﷺ تربت يمينك، ح: ٦١٥٦ـ صحيح مسلم، كتاب الرضاع، باب تحريم الرضاعة من ماء الفحل، ح:١٤٤٥ .

جائے ،عرب لوگ کسی کو ان الفاظ میں بددعا دیا کرتے تھے، حالانکہ ان کی مراد واقعتاً ایسا ہو جانا نہیں ہوتا تھا بلکہ صرف غصے کا اظہار کرنے کے لیے یہ کلمات بولے جاتے تھے، حقیقت میں بدُ عا مقصود نہیں ہوتی تھی۔/ تَــرِبَـــتْ : واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب سَمِعَ يَسْمَعُ۔

شرح الحدیث:...... اس حدیث میں بھی رضاعت کے رشتے کو نسب کے رشتے کے مثل قرار دیا ہے، یعنی مرضعہ کے خاوند کے بھائی کو چچا قرار دیا گیا ہے۔ گویا جس طرح نسبی چچا سے رشتہ حرام ہے، اسی طرح رضاعی چچا سے بھی رشتہ حرام ہے، اسی لیے آپ ﷺ نے اس سے پردہ نہ کرنے کا حکم فرمایا۔

(٣٣٤) وَعَـنْهَا رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَـالَـتْ دَخَـلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِي رَجُلٌ فَقَالَ : ((يَا عَــائِشَةُ! مَـنْ هٰـذَا؟)) قُـلْــتُ : أَخِـي مِنَ الـرَّضَــاعَةِ . فَقَالَ : ((يَا عَائِشَةُ اُنْظُرْنَ مَنْ إِخْــوَانُــكُــنَّ ، فَإِنَّـمَـا الـرَّضَـاعَةُ مِـنَ الْمَجَاعَةِ)) .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ کون ہے؟ میں نے کہا: میرا رضاعی بھائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! ذرا دیکھ لیا کرو کہ کون تمھارا بھائی ہے، کیونکہ رضاعت وہی معتبر ہے جو بھوک کے وقت میں ہو۔

شرح المفردات:...... اَلْمَجَاعَة : وہ حالت جس میں بچے کو بھوک لگی ہو۔

شرح الحدیث:...... حرمت والی رضاعت تبھی ثابت ہوگی جب بچے کو اتنا دودھ پلایا جائے کہ جو اس کی بھوک ختم کر دے، جیسا کہ ایک روایت میں ہے: ((لَا تُـحَـرِّمُ الْـمَـصَّةُ وَ لَا الْمَصَّتَانِ)) ''ایک یا دو گھونٹوں سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔'' (صحیح مسلم : ١٤٥٠، سنن ابی داؤد: ٢٠٦٣، سنن النسائی : ٣٣١٠، جامع الترمذی : ١١٥٠، سنن ابن ماجہ : ١٩٤١، مسند احمد : ٦/ ٣١)

(٣٣٥) عَـنْ عُـقْبَةَ بْـنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّـهُ تَـزَوَّجَ أُمَّ يَحْيٰى بِنْتَ أَبِي إِهَابٍ ، فَجَاءَ تْ أَمَةٌ سَـوْدَاءُ فَـقَــالَــتْ : قَــدْ أَرْضَعْتُكُمَـا ، فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((فَأَعْرَضَ عَـنِّـي)) ، قَــالَ : فَتَنَحَّيْتُ ، فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لَــهُ . قَـالَ : ((كَيْفَ ؟ وَقَـدْ زَعَمَتْ أَنْ قَدْ

سیّدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے اُمِ یحییٰ بنت ابی اِہاب سے شادی کر لی تو ایک حبشیہ لونڈی آئی اور اس نے کہا: میں نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔ چنانچہ میں نے یہ بات نبی ﷺ کے پاس ذکر کی، آپ ﷺ نے مجھ سے منہ پھیر لیا، کہتے ہیں کہ میں نے دوسری طرف (یعنی آپ ﷺ کے چہرے کی جانب) آ کر آپ ﷺ سے

---

(٣٣٤) صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب الشهادة علی الأنساب والرضاع۔۔۔، ح:٢٦٤٧۔ صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب انماالرضاعة من المجاعة، ح: ١٤٥٥ .

(٣٣٥) صحیح البخاری، کتاب الشهادات، باب شهادة الاماء والعبید، ح: ٢٦٥٩ .

أَرْضَعَتْكُمَا)) .

پھراس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر کیسے (تمھارا نکاح باقی رہ سکتا ہے)؟ جبکہ اس نے بتلا دیا ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے۔

شرح المفردات: ......فَتَنَحَّيْتُ: میں ایک جگہ سے اُٹھ کر دوسری جگہ پہ جا کر بیٹھ گیا۔/ واحد مذکر ومؤنث متکلم، ماضی معلوم، باب تفعل۔

شرح الحديث: ......ایک حبشیہ لونڈی نے آ کر جب سیّدنا عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ اوران کی بیوی اُمِ یحیٰی کو بتلایا کہ میں نے تو تم دونوں کو دودھ پلایا ہے اورتم دونوں آپس میں شادی کیے ہوئے ہو، عقبہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے بھی یہ فیصلہ فرمایا کہ جب اس لونڈی نے اس کی وضاحت کردی ہے کہ اس نے تم دونوں کو دودھ پلایا ہے تو پھرتم اُمِ یحیٰی کو بیوی کے طور پہ کس طرح رکھ سکتے ہو؟ حالانکہ درحقیقت تم آپس میں رضاعی بہن بھائی ہواورتمھارا میاں بیوی کا رشتہ ختم ہوگیا ہے۔

چنانچہ اس حدیث سے اس بات کی بخوبی وضاحت ہوجاتی ہے کہ جو رشتے نسب سے حرام ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہیں اوراگر لاعلمی میں انسان رضاعت کی رُو سے کسی محرم سے شادی کرلیتا ہے تو پتہ چلنے پراسے اپنا نکاح ختم کرنا ہو گا، چاہے زندگی کے کسی بھی حصے میں اس بات کا پتہ چلے۔

ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں رضاعت کے حکم میں اکیلی مرضعہ کی گواہی قبول کرنے پر دلیل ہے۔(شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد: ٤ / ٨١)

راوی الحدیث: ......عقبہ بن حارث بن عامر بن عدی بن نوفل بن عبدِ مناف۔آپ کے والد جنگِ بدر میں مشرکین کی طرف سے شریک ہوئے تھے اورخبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کی شہادت اسی کے ہاتھوں ہوئی تھی۔آپ نے صرف سات احادیث روایت کی ہیں۔

(٣٣٦) عَـنِ الْبَـرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضي الله عنه قَالَ : خَـرَجَ رَسُـولُ اللّٰهِ ﷺ يَـعْـنِي مِنْ مَكَّةَ ، فَتَبِعَتْهُمُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِي : يَا عَمِّ ، فَتَنَاوَلَهَا عَـلِـيٌّ فَـأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ : دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ فَاحْتَمَلْتُهَا ، فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَجَـعْـفَـرُ وَزَيْـدٌ ، فَقَالَ عَلِيٌّ : أَنَا أَحَقُّ بِهَا وَهِـيَ ابْـنَـةُ عَمِّي ، وَقَالَ جَعْفَرُ : ابْنَةُ عَمِّي

براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے روانہ ہوئے تو ان کے پیچھے حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی آواز دیتی ہوئی آئی: اے چچاجان! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا اور ہاتھ پکڑ کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس لائے اور کہا: اپنے چچا کی بیٹی کو پکڑ، تو میں نے اسے اٹھالیا۔سیّدنا علی، جعفر اور زید رضی اللہ عنہم اس کے بارے میں جھگڑا کرنے لگے۔علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس (کی پرورش) کا زیادہ حق رکھتا ہوں کیونکہ یہ میرے چچا کی بیٹی

(٣٣٦) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب عمرة القضاء، ح: ٤٢٥١ .

وَخَالَتُهَا تَحْتِي ، وَقَالَ زَيْدٌ : ابْنَةُ أَخِي . فَقَضٰى بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِخَالَتِهَا وَقَالَ : ((الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ)) . وَقَالَ لِعَلِيٍّ : ((أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ)) ، وَقَالَ لِجَعْفَرٍ : ((أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي)) وَقَالَ: لِزَيْدٍ : ((أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا)) .

ہے، جعفر رضی اللہ عنہ بولے: (ایک تو یہ) میرے چچا کی بیٹی ہے اور (دوسرا) اس کی خالہ بھی میرے نکاح میں ہے اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میری بھتیجی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا فیصلہ اس کی خالہ کے حق میں کر دیا اور فرمایا: خالہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے، آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں، جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میری صورت اور میرا اخلاق (تیرے ساتھ) مشابہت رکھتے ہیں اور زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تو ہمارا بھائی اور ہمارا دوست ہے۔

شرح المفردات:...... **خَلْقِي**: ظاہری صفات، شکل وصورت۔

خُلُقِي:...... باطنی صفات، اخلاق وعادات۔

مَوْلَانَا:...... ہمارا آزاد کردہ غلام۔

شرح الحدیث:......اس حدیث سے یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ خالہ ماں ہی کے مقام ومرتبہ کی حامل ہوتی ہے، اور اگر کسی بچے کی والدہ زندہ نہ ہو تو اس کی پرورش کی زیادہ حقدار اس کی خالہ ہوگی۔

❀❀❀❀

كِتَابُ الْقِصَاصِ
قصاص کے مسائل

اسلام کی نظر میں تمام لوگ برابر اور ایک حیثیت رکھتے ہیں۔ کسی امیر کو غریب پر اور کسی طاقتور کو کمزور پر من حیث الانسان کوئی فضیلت اور مرتبت حاصل نہیں ہے۔ اس لیے تمام لوگوں کو ان کے حقوق دینے اور ان کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کے لیے اسلام نے ایسے اصول وقوانین وضع فرمائے ہیں کہ جن کے نفاذ سے ہر شخص مامون رہ سکتا ہے۔ قصاص کا حکم بھی انھی اصولوں میں سے ایک درخشندہ اصول ہے۔ اسلام نے نہ صرف انسانی جان بلکہ ایک ایک عضو میں قصاص رکھا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کر دے تو بدلے میں اسے بھی قتل کیا جائے، اگر کوئی کسی کی آنکھ پھوڑ دے، ناک، کان، ہاتھ، پاؤں کاٹ دے، یہاں تک کہ اگر دانت بھی توڑ دے تو بدلے میں اس کا بھی وہی عضو کاٹا یا توڑا جائے گا۔ اگر آج بھی قصاص کے حکم کا نفاذ ہو جائے تو معاشرہ کشت وخون اور ظلم وزیادتی سے پاک ہو جائے گا۔ جب ہر کسی کو یہ معلوم ہوگا کہ اگر میں نے کسی کی جان لی یا ظلم وزیادتی کی تو بدلے میں مجھے بھی وہی کچھ بھگتنا پڑے گا تو پھر کوئی بھی بدامنی پھیلانے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ مگر افسوس کہ ہمارے نام نہاد مسلم حکمران خود ہی اسلامی احکام سے پہلوتہی کرنے میں پیش پیش ہیں اور غیر اسلامی قانون کو اس اسلامی ملک کا آئین بنا کر اور تمام فیصلے اسی کے مطابق کر کے دن رات اللہ ورسول سے بغاوت کیے جا رہے ہیں۔

(٣٣٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ، إِلَّا بِإِحْدٰى ثَلَاثٍ: الثَّيِّبُ الزَّانِي وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ)).

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی مسلمان آدمی، جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں، اس کا خون حلال نہیں ہے، سوائے ان تین لوگوں میں سے کسی ایک کے: شادی شدہ زانی، جان کے بدلے جان اور جماعت سے الگ ہوتے ہوئے اپنے دین کو چھوڑ دینے والا۔

شرح المفردات: ...... **الثَّيِّبُ الزَّانِي:** وہ شادی شدہ شخص جو زنا کا ارتکاب کرے۔ / **الزَّانِيْ:** واحد مذکر،

(٣٣٧) صحيح البخاري، كتاب الديات، باب قوله تعالىٰ: ان النفس بالنفس...، ح: ٦٨٧٨ ـ صحيح مسلم، كتاب القسامة، باب مايباح به دم المسلم، ح: ١٦٧٦ ـ

اسم فاعل، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ.

التارك: چھوڑنے والا/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

اَلْمُفَارِقُ: جماعت سے الگ ہونے والا/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب مفاعلہ۔

وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ: ...... اس شخص کوقتل کرنا جس نے کسی کو بنا کسی جرم کے ناحق اور ظلماً قتل کردیا ہو۔

وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ: ...... مرتد، دین سے پھر جانے والا۔

شرح الحديث:......اگر کوئی شخص شادی شدہ ہوکر زنا کرے، یا کسی کوقتل کردے یا دینِ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور مذہب قبول کرلے تو وہ بالاتفاق واجب القتل ہے اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے۔ (کشف اللّثام للسفارینی : ٦/ ٦٥)

(٣٣٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((أَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ)).

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزِ قیامت لوگوں کے درمیان جوسب سے پہلا فیصلہ کیا جائے گا وہ خون کے بارے میں ہوگا۔

شرح المفردات:......الدِّمَاءِ: دَمٌ کی جمع ہے، مراد مقتول کا خون ہے۔

شرح الحديث:......اسلام دینِ امن ہے اور شریعتِ اسلامیہ نے بلاوجہ کسی کی جان لینے کو نہ صرف حرام قرار دیا ہے، بلکہ قابلِ مواخذہ اور موجب قصاص جرم قرار دیا ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے ناحق قتل کو سات ہلاک کر دینے والے امور میں ذکر فرمایا ہے۔

(صحيح البخاری: ٢٦١٥، صحیح مسلم: ٨٩، سنن ابی داؤد: ٢٨٧٤،سنن النسائی: ٣٦٧١)

اسی طرح نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ((لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ)) ''دنیا کا تباہ ہوجانا کسی مسلمان شخص کے قتل سے بہت ہلکی بات ہے۔'' (سنن نسائی: ٣٩٨٧، جامع الترمذی: ١٣٩٥)

ایک روایت میں معاملے کی سنگینی سے باخبر کرتے ہوئے نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ((لَوْ اَنْ اَهْلَ سَمَاوَاتِهِ وَاَهْلَ اَرْضِهِ اشْتَرَكُوْا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ ، لَاَدْخَلَهُمُ اللّٰهُ النَّارَ)) ''اگر زمین و آسمان میں رہنے والے (سب کے سب) ایک مومن کے قتل میں شریک ہوجائیں، تو اللہ تعالیٰ ان (سب) کو (جہنم کی) آگ میں ڈال دے گا۔''

(الترغيب والترهيب للمنذری: ٣/ ٢٠١)

(٣٣٩) عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : انْطَلَقَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ بْنُ

سیّدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سہیل اور محیصہ بن مسعود خیبر کی طرف گئے اوران دنوں (مسلمانوں

(٣٣٨) صحيح البخاری، كتاب الديات، ألباب الأول، ح:٦٨٦٤۔ صحيح مسلم، كتاب القسامة، باب المجازاة بالدماء......، ح:١٦٧٨.

(٣٣٩) صحيح البخاری، كتاب الجزية، باب الموادعة والمصالحة مع المشركين، ح:٣١٧٣۔ صحيح مسلم، كتاب القسامة، باب القسامة، ح:١٦٦٩.

مَسْعُودٍ إِلَى خَيْبَرَ ، وَهِيَ يَوْمَئِذٍ صُلْحٌ ، فَتَفَرَّقَا ، فَأَتَى مُحَيِّصَةُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهِ قَتِيلاً ، فَدَفَنَهُ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِينَةَ ، فَانْطَلَقَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ وَحُوَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ، فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((كَبِّرْ كَبِّرْ)) وَهُوَ أَحْدَثُ الْقَوْمِ فَسَكَتَ ، فَتَكَلَّمَا ، فَقَالَ : ((أَتَحْلِفُونَ وَتَسْتَحِقُّونَ قَاتِلَكُمْ أَوْ صَاحِبَكُمْ ؟)) قَالُوا : وَكَيْفَ نَحْلِفُ وَلَمْ نَشْهَدْ وَلَمْ نَرَ ؟ قَالَ : ((فَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ يَمِيناً)) ، قَالُوا : كَيْفَ بِأَيْمَانِ قَوْمٍ كُفَّارٍ ؟ فَعَقَلَهُ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ .

اور یہودیوں کے درمیان) صلح تھی،تو وہ (اپنے کام کی غرض سے) ایک دوسرے سے جُدا ہوگئے، پھر (ایک دن) محیصہ، عبداللہ بن سہل کے پاس آئے تو وہ اپنے خون میں لتھڑے قتل کیے پڑے تھے، سو انھوں نے انھیں دفن کیا، پھر وہ مدینہ آئے تو عبدالرحمان اور (ان کے ساتھ) مسعود کے دونوں بیٹے محیصہ اورحویصہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو عبدالرحمان بات کرنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: بڑے کو (بات کرنے دو) وہ لوگوں میں سے کم عمر (نوجوان) تھا، چنانچہ وہ خاموش ہو گیا، پھر دونوں نے بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیاتم قسم اٹھاؤ گے اور اپنے قاتل یا اپنے ساتھی کے خون کا حق مانگو گے؟ انھوں نے کہا: ہم کیسے قسم اٹھائیں گے؟ کہ نہ تو ہم وہاں حاضر تھے اور نہ ہم نے کچھ دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو یہودی پچاس قسمیں اٹھا کر تم سے بری ہو جائیں گے، انھوں نے کہا: ہم کافر لوگوں کی قسموں کا اعتبار کیسے کر سکتے ہیں؟ تو نبی ﷺ نے اپنے پاس سے اس کی دیت ادا فرمائی۔

وَفِي حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ : فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((يُقْسِمُ خَمْسُونَ مِنْكُمْ عَلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَيُدْفَعُ بِرُمَّتِهِ)) ، قَالُوْا : أَمْرٌ لَمْ نَشْهَدْهُ كَيْفَ نَحْلِفُ ؟ قَالَ : ((فَتُبْرِئُكُمْ يَهُوْدُ بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ ؟)) ، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَوْمٌ كُفَّارٌ .

حماد بن زید کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے پچاس آدمی ان میں سے کسی شخص کے خلاف قسم اٹھا دیں تو وہ سارے کا سارا (یارسیوں سے باندھ کر) تمھارے حوالے کر دیا جائے گا۔ انھوں نے کہا: اس معاملے میں ہم وہاں حاضر ہی نہیں تھے تو ہم کیسے قسم اٹھالیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر یہودی پچاس قسمیں اٹھا کر تم سے بری ہو جائیں گے، انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ تو کافر لوگ ہیں۔

وَفِي حَدِيْثِ سَعِيدِ بْنِ عُبَيْدٍ : فَكَرِهَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُبْطِلَ دَمَهُ ، فَوَدَاهُ بِمِائَةٍ مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ .

سعید بن عبید کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ناپسند فرمایا کہ اس کے خُون کو رائیگاں قرار دیں، چنانچہ صدقہ کے اونٹوں میں سے سو اونٹ اس کی دِیّت ادا فرما دی۔

شرح المفردات:...... **يَتَشَحَّطُ**: خون میں لت پت، لتھڑا ہوا۔/ واحد مذکر غائب، مضارع معلوم، باب تفعّل۔

قَتِيْلًا: ...... یہ بمعنی مقتول ہے۔/صفت مشبہ بمعنی مفعول، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

كَبِّرْ كَبِّرْ: ...... بڑے کو بات کرنے دو۔/ واحد مذکر، امر معلوم، باب تفعیل۔

أَحْدَثُ الْقَوْمِ: ...... نوجوان،نوعمر۔/أحدثُ: واحد مذکر، اسم تفضیل، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

فَيُدْفَعُ بِرُمَّتِهٖ: ...... پرانی رسّی جو بہت مضبوط ہوتی ہے اوراس سے مجرم کو باندھا جاتا ہے،یعنی وہ رسیوں سے باندھ کر قیدی بنا کر دیا جائے گا۔/ يُدْفَعُ: واحد مذکر غائب،مضارع مجہول، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

شـــرح الـحديـث: ......اس حدیث میں ''قسامۃ'' کا بیان ہوا ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ جب کسی کا کوئی فرد قتل ہوجائے اور نہ تو اس کے قاتلوں کا حتمی معلوم ہو، نہ کوئی گواہی ہو اور نہ ہی کوئی اور دلیل،لیکن مقتول کے ورثاء کو کسی واضح وجوہات کی بنا پر کسی پہ شک ہو تو اس صورت میں قسامہ کا معاملہ طے پاتا ہے۔اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مقتول کے ورثاء اپنا دعوی درست ثابت کرنے کے لیے پچاس قسمیں اٹھاتے ہیں، اگر وہ پچاس قسمیں اٹھادیں تو وہ قصاص یا دِیت کے حقدار ٹھہریں گے،لیکن اگر وہ نہیں اٹھاتے تو پھر جن لوگوں کو ملزم ٹھہرایا گیا ہوتا ہے ان سے اپنی براءت ثابت کرنے کے لیے پچاس قسمیں اٹھانے کا مطالبہ کیا جائے گا، اگر وہ پچاس قسمیں اٹھا لیتے ہیں تو بری قرار پائیں گے،لیکن اگر وہ بھی نہیں اٹھاتے اور معاملہ یونہی اٹک جاتا ہے اور کوئی فیصلہ نہیں ہو پاتا تو پھر بیت المال سے اس مقتول کے ورثاء کو اس کی دِیت ادا کر کے معاملہ نمٹا دیا جائے گا۔

راوی الحدیث: ......اس حدیث میں متعدد اصحاب کا ذکر ہے۔اوّلاً راویٔ حدیث سہل بن ابی حثمہ کا نام ہے، ان کا تعارف صلاۃ الخوف کی حدیث کے تحت ذکر ہو چکا ہے۔ دوسرے عبداللہ بن سہل ہیں، یہ انصاری صحابی ہیں۔ان کی کنیت ابو لیلیٰ ہے۔تیسرے محیصہ ہیں۔ یہ بھی انصاری صحابی ہیں۔اہل مدینہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ابوسعید ان کی کنیت ہے۔ بہت سے غزوات میں شریک ہوئے۔ ہجرت سے قبل ہی انھوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ چوتھے صحابی حویصہ ہیں۔ یہ محیصہ رضی اللہ عنہما کے بڑے بھائی ہیں لیکن انھوں نے محیصہ رضی اللہ عنہما کے بعد اسلام قبول کیا تھا اور اپنے بھائی کے ہاتھ پر ہی مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔ان کی کنیت بھی ابوسعید ہی تھی۔ پانچویں عبدالرحمٰن بن سہل بن عمرو بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ عبداللہ بن سہل رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ بنو حارثہ سے تعلق ہے۔ اُحد اور اس سے بعد کے غزوات میں شرکت فرمائی۔ بہت علم وفہم کے مالک تھے۔ جب عتبہ بن غزوان کی وفات ہوئی تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں بصرہ کا گورنر مقرر فرمایا تھا۔اگلا نام حماد بن زید کا ہے۔ یہ بصرہ کے عالم تھے۔ابن مہدی فرماتے ہیں: ان کے زمانے میں چار ہی ائمہ تھے: امام ثوری، امام مالک، امام اوزاعی اور حماد بن زید رحمہم اللہ۔آخر میں سعید بن عبید کا ذکر ہے۔کوفہ سے ان کا تعلق ہے۔امام احمد اور نسائی وغیرہ نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔

(٣٤٠) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه أَنَّ جَارِيَةً   سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک لڑکی کا سر

(٣٤٠) صحيح البخاري، كتاب الديات، باب سؤال القاتل حتى يقر، ح:٦٨٧٦۔ صحيح مسلم، كتاب القسامة، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر وغيره---، ح:١٦٧٢۔

وُجِدَ رَأْسُهَا مَرْضُوضاً بَيْنَ حَجَرَيْنِ، فَقِيلَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِكِ، فُلانٌ فُلانٌ؟ حَتّٰى ذُكِرَ يَهُودِيٌّ، فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا، فَأُخِذَ الْيَهُودِيُّ، فَاعْتَرَفَ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُرَضَّ رَأْسُهٗ بَيْنَ حَجَرَيْنِ.

دو پتھروں سے کُچلا ہوا پایا گیا تو اس سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ فلاں نے، فلاں نے؟ یہاں تک کہ ایک یہودی کا نام لیا گیا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کر دیا (کہ ہاں اسی نے کیا ہے) چنانچہ اس یہودی کو پکڑ لیا گیا، اس نے اعتراف کر لیا تو نبی ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس کا سر بھی دو پتھروں کے درمیان کُچل دیا جائے۔

وَلِمُسْلِمٍ وَالنَّسَائِيِّ: عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ: أَنَّ يَهُودِيّاً قَتَلَ جَارِيَةً عَلٰى أَوْضَاحٍ، فَأَقَادَهٗ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

مسلم اور نسائی میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ ایک یہودی نے زیورات (ہتھیانے) کی خاطر ایک لڑکی کو قتل کر دیا تو اس کے بدلے میں رسول اللہ ﷺ نے اس (یہودی) کو بھی مار ڈالا۔

شرح المفردات: ...... **مَرْضُوضاً:** کُچل دیا گیا، کوٹ دیا گیا/ واحد مذکر، اسم مفعول، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

أَوْضَاح: ...... یہ وَضَحٌ کی جمع ہے اور اس سے مراد چاندی کے زیورات کی ایک قسم ہے۔

أَقَادَهٗ: ...... مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کرنا/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

شرح الحدیث: ...... جمہور فقہاء اور کبار تابعین رحمہم اللہ نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ قاتل کو قصاص میں اسی طرح قتل کیا جائے گا جیسے اس نے مقتول کو قتل کیا ہو۔ (كشف اللثام للسفاريني: ١٢٣/٦)

(٣٤١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى رَسُولِهٖ ﷺ مَكَّةَ، قَتَلَتْ هُذَيْلٌ رَجُلاً مِنْ بَنِي لَيْثٍ بِقَتِيلٍ كَانَ لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهٗ وَالْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ، وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَإِنَّهَا سَاعَتِي هٰذِهٖ حَرَامٌ، لَا يُعْضَدُ

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو فتح مکہ سے سرفراز فرمایا تو ہُذیل نے بنو لیث کے ایک آدمی کو دورِ جاہلیت میں قتل کیے گئے کسی شخص کے بدلے میں قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہاتھیوں کو شکست دی اور اس پر اپنے رسول اور مومنین کو فتح نصیب فرمائی، یقیناً یہ نہ تو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لیے حلال ہوگا۔ یقیناً میرے لیے دن کے کچھ وقت کے لیے حلال کیا گیا تھا لیکن اس وقت پھر حرام ہے، نہ تو اس کا درخت کاٹا جائے، نہ

(٣٤١) صحيح البخاري، كتاب العلم، باب كتابة العلم، ح:١١٢ ـ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب تحريم مكة وصيدها وخلاها......، ح:١٣٥٥.

شَجَرُهَا وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَوْكُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ ، وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ : إِمَّا أَنْ يَقْتُلَ وَإِمَّا أَنْ يُودِيَ))، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ : أَبُو شَاهٍ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُكْتُبُوا لِي ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((أُكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ))، ثُمَّ قَامَ الْعَبَّاسُ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ ، فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِلَّا الْإِذْخِرَ)).

اس کی سرسبز گھاس کاٹی جائے ، نہ اس کے کانٹے توڑے جائیں اور نہ ہی اس کی گری ہوئی چیز اٹھائی جائے مگر اعلان کرنے والے کے لیے (اٹھانا جائز ہے) اور جس کا کوئی شخص قتل کر دیا جائے تو اسے دو کاموں میں سے ایک (جو اس کے لیے) بہتر (ہو، اس) کا اختیار حاصل ہے (ایک) یہ کہ وہ (قاتل کو) قتل کر دے اور (دوسرا) یہ کہ وہ دِیّت لے لے۔ اہل یمن سے ابوشاہ نامی ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے (یہ حکم) لکھ کر دے دیجیے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوشاہ کو لکھ دو۔ پھر سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو انھوں نے کہا: سوائے اذخر کے (یعنی ممنوعہ اشیاء میں سے اذخر بوٹی کو مستثنیٰ فرما دیجیے)، کیونکہ اسے ہم اپنے گھروں اور قبروں میں لگاتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذخر کاٹنے کی اجازت ہے۔

شرح المفردات: ...... **لَا يُعْضَدُ:** نہ کاٹا جائے، نہ توڑا جائے۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع منفی مجہول، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا: ...... تروتازہ گھاس نہ اکھاڑی جائے۔/ **لا يُخْتَلٰى:** واحد مذکر غائب، فعل مضارع منفی مجہول، باب افتعال۔

لِمُنْشِدٍ: ...... اس شخص کے لیے جو گمشدہ چیز ملنے پر اس کا اعلان کر سکتا ہو۔/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب افعال۔

الْإِذْخَر: ...... یہ ایک بوٹی ہوتی ہے جس کی خوشبو بہت پیاری ہوتی ہے۔

شرح الحدیث: ...... اس حدیث میں مقتول کے ورثاء کو دو امور میں سے ایک کے اختیار کا حق دیا گیا ہے، یعنی اگر وہ چاہیں تو قصاص میں قاتل کو قتل کر دیں اور اگر وہ چاہیں تو فدیہ بھی لے سکتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص معاف کرنے اور دِیت وصول کرنے کے بعد بھی قاتل کو قتل کر ڈالے تو وہ اس سے بھی بڑا مجرم ہے جس نے پہلے قتل کیا تھا، حتیٰ کہ بعض علماء کا تو یہ کہنا ہے کہ نہ صرف اس پر قتل کی حد لاگو ہوگی، بلکہ اس کے ورثاء کو بھی قصاص و دیت وغیرہ میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ (السياسة الشرعية : ص : ١٢٢)

(٣٤٢) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے لوگوں

---

(٣٤٢) صحيح البخاري، كتاب الاعتصام، باب ماجاء في اجتهاد القضاء بما أنزل الله تعالىٰ، ح:٧٣١٧۔ صحيح مسلم، كتاب القسامة، باب دية الجنين، ح:١٦٨٩ .

اسْتَشَارَ النَّاسَ فِي إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ، فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى فِيهِ بِغُرَّةٍ، عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ، فَقَالَ: لَتَأْتِيَنَّ بِمَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ، فَشَهِدَ مَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ.

سے عورت کے قبل از وقت بچہ گرادینے کے بارے میں مشورہ کیا تو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی ﷺ کے پاس موجود تھا کہ آپ ﷺ نے اس میں غلام یا لونڈی آزاد کرنے کا فیصلہ کیا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کسی ایسے شخص کو لے کر آؤ جو تمھارے ساتھ گواہی دے۔ تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ گواہی دی۔

شرح المفردات: ...... **إِمْلَاصٌ** : بچے کو اس کی ولادت کے وقت سے پہلے ہی مردہ حالت میں گرادینا۔/ مصدر، باب افعال

غُرَّةٌ: ...... غلام یا لونڈی۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث سے دو باتیں اخذ ہوتی ہیں: ایک تو یہ کہ کسی عورت کو مارنے یا دھکا وغیرہ دینے کے ذریعے اس کا حمل گرانے پر ایک غلام یا لونڈی بطورِ دیت آزاد کرنے کا حکم ہے، اور دوسرا یہ کہ حدیث کے معاملہ میں انتہائی احتیاط برتنا چاہیے، جیسا کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ پر باوجود اعتماد و یقین کے ان سے اپنی بات پر گواہ لانے کا مطالبہ کیا۔

(٣٤٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ، فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ، فَقَتَلَتْهَا وَمَا فِي بَطْنِهَا، فَاخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ دِيَةَ جَنِينِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ، وَقَضَى بِدِيَةِ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا، وَوَرَّثَهَا وَلَدَهَا وَمَنْ مَعَهُمْ، فَقَامَ حَمَلُ بْنُ النَّابِغَةِ الْهُذَلِيُّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ أَغْرَمُ مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذَالِكَ يُطَلُّ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّمَا هُوَ مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ))، مِنْ أَجْلِ سَجْعِهِ الَّذِي سَجَعَ.

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتیں لڑ پڑیں تو ایک نے دوسری کو پتھر مار کر اسے اور اس کے پیٹ میں موجود بچے کو مار ڈالا۔ وہ اپنا یہ جھگڑا لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ اس کے جنین (پیٹ کے بچے) کی دیت غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے اور (مقتولہ) عورت کی دیّت (قاتلہ) کے قرابت داروں کے ذِمے ہے اور آپ ﷺ نے اس کی اولاد اور اس کے ساتھ دیگر رشتہ داروں کو اس کا وارث بنایا۔ حمل بن نابغہ ہذلی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بھلا میں اس کی دِیت کیسے ادا کروں کہ جس نے کھایا نہ پیا، بولا نہ چلّایا؟ اس جیسا تو رائیگاں ہوتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تو جیسے کاہنوں کا بھائی ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے مسجع کلام

(٣٤٣) صحيح البخاري، كتاب الطب، باب الكهانة، ح:٥٧٥٨۔ صحيح مسلم، كتاب القسامة، باب دية الجنين، ح:١٦٨١.

کرنے کی وجہ سے یہ فرمایا۔

شرح المفردات: ......**العَاقِلَة**: قاتل کے وہ قریبی رشتہ دار جو قتل خطا کی دِیت ادا کرتے ہیں۔

ولَا استَهَلَّ: ...... چیخا چلایا نہیں، رویا نہیں۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی منفی معلوم، باب استفعال۔

يُطَلُّ: ...... ضائع ہے، لغو ہے، فضول ہے۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع مجہول، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

السَّجْع: ...... ایسے ملتے جلتے فقرات والی کلام کرنا جس کا اختتام ایک جیسے حروف اور مماثل حرکات وسکنات پہ ہو۔

شرح الحدیث: ......اس مسئلہ میں جنین کا حکم بیان ہوا ہے، یعنی وہ بچہ جو ابھی اپنی ماں کے پیٹ میں ہی ہو اور ماں کے پیٹ پہ کوئی چوٹ وغیرہ لگنے یا کسی حادثہ کا شکار ہونے کے باعث وہ بچہ قبل از پیدائش ہی فوت ہوجائے تو اس کی دِیت ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا ہے۔

(٣٤٤) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَجُلاً عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ فَوَقَعَتْ ثَنِيَّتُهُ، فَاخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((يَعَضُّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ، لَا دِيَةَ لَكَ)).

سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کسی شخص کا ہاتھ چباڈالا، اس نے جب اپنا ہاتھ اس کے مُنہ سے کھینچا تو اس کے سامنے کا دانت ٹوٹ گیا، وہ دونوں اپنا جھگڑا نبی ﷺ کے پاس لے کر آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ایک نے اپنے بھائی (کے ہاتھ) کو اس طرح چبایا ہے جس طرح سانڈ چباتا ہے، (پھر آپ ﷺ نے اس شخص کو جس کا دانت ٹوٹا تھا، فرمایا:) تجھے کوئی دیّت نہیں ملے گی۔

شرح المفردات: ......**الْفَحْلُ**: طاقتور نر جانور، جسے ہم سانڈ کہتے ہیں۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی کے لڑائی یا حملہ کرنے کی صورت میں اگر دفاع میں اپنی جان بچاتے ہوئے مخالف کا کوئی جانی نقصان بھی ہوجاتا ہے تو اس کا نہ کوئی قصاص ہے اور نہ ہی دِیت، بلکہ متاثرہ شخص اپنے دفاع کا حق رکھتا ہے۔

(٣٤٥) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ: حَدَّثَنَا جُنْدُبٌ رضی اللہ عنہ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ وَمَا نَسِينَا مِنْهُ حَدِيثاً وَمَا نَخْشٰى أَنْ يَكُونَ جُنْدُبٌ

حسن بن ابوحسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں اس مسجد میں سیّدنا جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ہم ان سے (سُنی ہوئی) کوئی حدیث نہیں بھولے اور ہمیں اس بات کا بھی خدشہ نہیں ہے کہ جندب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹی بات

---

(٣٤٤) صحيح البخاري، كتاب الديات، باب اذاعض رجلاًفوقعت ثناياه، ح: ٦٨٩٢۔صحيح مسلم، كتاب القسامة، باب الصائل على نفس الانسان أوعضوه۔۔۔، ح:١٦٧٣ .

(٣٤٥) صحيح البخاري، كتاب الأنبياء، باب ماذكرعن بنى اسرائيل، ح:٣٤٦٣۔صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب تحريم قتل الانسان نفسه، ح:١١٣۔

كَـذَبَ عَـلـى رَسُولِ اللّٰـهِ ﷺ قَـالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهٖ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَأَخَذَ سِكِّيناً فَحَزَّ بِهَا يَـدَهُ فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتّٰى مَاتَ . قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَـلَّ : عَبْدِي بَادَرَنِي بِنَفْسِهٖ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)) .

منسوب کی ہوگی وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص تھا، وہ (ایک جنگ میں) زخمی ہوگیا تو وہ چیخنے لگا، اس نے چھری پکڑی اوراس سے اپناہاتھ کاٹ دیا،اس کا خون نہ تھم سکا، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔اللہ عزوجل نے فرمایا: میرے بندے نے مجھ سے پہلے خوداپنی جان کا فیصلہ کرلیا ہے (اس لیے) میں نے اس پر جنت حرام کردی ہے۔

شرح المفردات:......**سِكِّينٌ**: چھری، کاٹنے کا آلہ۔

فَحَزَّ يَدَهٗ: ...... اس نے اپناہاتھ کاٹ دیا،الگ کردیا/ **حَزَّ**: واحد مذکرغائب،فعل ماضی معلوم، باب **نَصَرَ يَنْصُرُ**۔ **يَدَهٗ** مرکب اضافی۔

فَمَا رَقَأَ الدَّمُ: ...... اس کا خون تھمانہیں، یعنی مسلسل بہتا رہا/ **رَقَأ**: واحد مذکر غائب،فعل ماضی منفی معلوم، باب **فَتَحَ يَفْتَحُ**۔

شرح الحديث: ......سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَـنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَـلٍ ، فَـقَتَـلَ نَـفْسَـهٗ ، فَهُـوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ ، فَـحَدِيْدَتُهٗ فِيْ يَدِهٖ يَتَوَجَّأُ بِهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا .)) ’’جس نے خودکو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کرلیا،تو وہ جہنم کی آگ میں رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسی ہی میں رہے گا، اور جس نے کسی لوہے کے ہتھیار سے خودکوقتل کرلیا،تو (روزِ قیامت) وہ لوہے کا ہتھیاراس کے ہاتھ میں ہوگا اوراسے جہنم کی آگ میں (اپنے پیٹ میں) گھونپتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسی ہی میں رہے گا۔‘‘ (صحیح البخاری: ٥٤٤٢، صحیح مسلم: ١٠٩)

راوی الحدیث: ......سیّدنا جندب رضی اللہ عنہ کا تعارف حدیث نمبر۱۴۴ کے تحت گزر چکا ہے۔اور یہ جوحسن ہیں ان کا مکمل نام ابوسعید حسن بن ابوالحسن بن یسار ہے۔ یہ سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ بصرہ سے ان کا تعلق تھا۔

❀❀❀❀

كِتَابُ الْحُدُوْدِ
حدود کے مسائل

حدود، حد کی جمع ہے اور اس کا لغوی مطلب روکنا اور منع کرنا ہے۔ اصطلاحاً اس سے مراد وہ سزائیں ہیں جو خاص گناہوں کے ارتکاب پر واقع ہوتی ہیں۔ جن گناہوں کے ارتکاب پر **حد** لاگو ہوتی ہے وہ یہ ہیں: قتل، چوری، زنا، تہمت اور بغاوت وارتداد۔ قصاص کی طرح حدود کے نفاذ سے بھی قیام امن ہی مقصود ہے۔ ہر وہ شخص جو ان جرائم کا ارادہ کرے گا جب اسے یہ یقینی علم ہوگا کہ فلاں جرم کرنے پر فلاں حد لاگو ہوگی تو وہ ازخود معاشرے میں انارکی پھیلانے سے باز رہے گا۔ غور کیجیے کہ جن جرائم کو اسلام نے قابلِ حد قرار دیا ہے وہ تمام انسان کے بنیادی حقوق سے متعلق ہیں، یعنی انسان کے دین کی حفاظت کے لیے ارتداد پر حد، اس کی جان کی حفاظت کے لیے قتل پر حد، مال کی حفاظت کے لیے چوری پر حد اور عزت کی حفاظت کے لیے زنا اور تہمت پر حد کا حکم صادر فرمایا گیا ہے۔ اسلام کا ہر حکم بے پناہ حکمتوں سے بھرا ہوتا ہے، اگر کسی حکم میں ہمیں بظاہر کوئی حکمت نظر نہیں بھی آتی تو اللہ تعالیٰ نے ضرور اس میں پنہاں رکھی ہے جسے وہی جانتا ہے۔

(٣٤٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ : قَدِمَ نَاسٌ مِنْ عُكْلٍ أَوْ عُرَيْنَةَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ بِلِقَاحٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا ، فَانْطَلَقُوْا ، فَلَمَّا صَحُّوْا قَتَلُوْا رَاعِيَ النَّبِيِّ ﷺ وَاسْتَاقُوْا النَّعَمَ ، فَجَاءَ الْخَبَرُ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ . فَلَمَّا ارْتَفَعَ النَّهَارُ جِيءَ بِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ ، فَقُطِّعَتْ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ ، وَسُمِّرَتْ أَعْيُنُهُمْ ، وَتُرِكُوا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُونَ فَلَا

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عکل یا عرینہ قبیلے کے چند لوگ (مدینہ) آئے تو انہیں (آب وہوا کے لحاظ سے) مدینہ موافق نہ آیا، نبی ﷺ نے انھیں دودھ والی اونٹنیوں کے بارے میں حکم دیا کہ وہ ان کا پیشاب اور دودھ پئیں تو وہ (اونٹنیوں کے باڑے میں) چلے گئے، پھر جب وہ تندرست ہو گئے تو انھوں نے نبی ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ دوڑا لے گئے۔ دن کے پہلے ہی وقت میں یہ خبر آئی تو آپ ﷺ نے ان کے پیچھے (کچھ صحابہ کو) بھیجا، جب دن کافی چڑھ چکا تو انہیں پکڑ لایا گیا، آپ ﷺ نے ان کے متعلق حکم دیا کہ ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹ

(٣٤٦) صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب ابوال الابل والدواب والغنم ومرابضها، ح:٢٣٣ ـ صحيح مسلم، كتاب القسامة، باب حكم المحاربين والمرتدّين، ح:١٦٧١ ـ

يُسْقَوْنَ . قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ : فَهٰؤُلَاءِ سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَكَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ . أَخْرَجَهُ الْجَمَاعَةُ .

دیے جائیں۔ ان کی آنکھوں میں گرم سلائیں پھیری جائیں اورانہیں جلتی زمین میں چھوڑ دیا جائے، یہ پانی مانگیں توانہیں پانی نہ پلایاجائے۔ ابوقلابہ کہتے ہیں: انھوں نے (ان جرائم کا ارتکاب کیا تھا) چوری کی تھی (چرواہوں کا) قتل کیا تھی، اپنے ایمان کے بعد کفر کا ارتکاب کیا اوراللہ اوراس کے رسول سے جنگ کی تھی۔

اجْتَوَيْتَ الْبِلَادَ إِذَا كَرِهْتَهَا وإِنْ كَانَتْ مُوَافِقَةً . واسْتَوْبَأْتَهَا إِذَا لَمْ تُوَافِقْكَ .

اجتـويـت البـلاد اس مقام پہ بولتے ہیں کہ جب تو اس شہر کو ناپسند کرے، اگرچہ وہ طبع کے موافق ہی ہو اور استوبأتها تب بولا جاتا ہے جب وہ طبع کے موافق نہ ہو۔

شرح المفردات:...... **عُكْل**: یہ عدنان کا ایک قبیلہ تھا۔

عُرَيْنة:...... یہ قحطان کا قبیلہ تھا۔

فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ: ...... یعنی انھیں مدینہ کی آب وہوا موافق نہ آسکی اوراس کے باعث ان کے پیٹ خراب ہوگئے تھے۔/ **اجْتَوُوا**: جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم، باب افتعال۔

لِقَاح:...... دودھ دینے والی اونٹنیاں۔

سُمِّرَتْ أَعْيُنُهُمْ: ...... آگ میں جھلسائی ہوئی لوہے کی سلائیں ان کی آنکھوں میں پھیری جائیں۔/ **سُمِرَتْ**: واحد مؤنث غائب، فعل ماضی مجہول، باب تفعیل۔

من خِلافٍ:...... مخالف سمت سے یعنی دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دیا جائے۔

الْحَرَّة:...... سیاہ پتھروں والی گرم زمین

شرح الحديث:...... نبی مکرم ﷺ کا اس سزا کی تعیین کرنا قرآن کریم کی اس آیت کی روشنی میں تھا: ﴿إِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُّقَتَّلُوْٓا أَوْ يُصَلَّبُوْٓا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝﴾ ''جولوگ اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد بپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کی سزا صرف یہی ہے کہ انھیں بری طرح قتل کر دیا جائے، یا سولی چڑھا دیا جائے، یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیے جائیں، یا انھیں جلا وطن کر دیا جائے، یہ تو ان کی دنیوی رسوائی ہے، (علاوہ ازیں) آخرت میں بھی ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔'' (المائدة: ٥/ ٣٣)

پھر حدیث کے آخر میں سیّدنا قلابہ رحمہ اللہ اس قدر سخت سزا کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک نہیں بلکہ چار

طرح کے جرم کیے تھے اور چاروں ہی اپنی نوعیت کے شدید ترین گناہ تھے۔ اس لیے گناہوں کے لحاظ سے انھیں سزا بھی اتنی ہی سخت دی گئی۔

(٣٤٧) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْـنِ مَسْـعُودٍ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْـجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُـمَـا قَالَا : إِنَّ رَجُـلًا مِنَ الأَعْرَابِ أَتٰى رَسُولَ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُولَ الـلّٰـهِ! أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ الـلّٰهِ ، فَقَالَ الْخَصْمُ الْآخَرُ ، وَهُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ : نَـعَمْ ، فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِي . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((قُلْ)) ، فَقَالَ : إِنَّ ابْنِي كَـانَ عَسِيفاً عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ ، وَإِنِّي أُخْبِـرْتُ أَنَّ عَـلَـى ابْنِي الرَّجْمَ ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِأَةِ شَاةٍ وَوَلِيدَةٍ ، فَسَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَـأَخْبَـرُونِـي : أَنَّـمَـا عَـلَـى ابْنِي جَلْدُ مِاةٍ وَتَـغْرِيْبُ عَامٍ وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمَ . فَـقَـالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((وَالَّـذِيْ نَفْسِي بِيَدِهٖ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ ، الْوَلِيدَةُ وَالْـغَـنَمُ رَدٌّ عَلَيْكَ ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِأَةٍ وَتَـغْـرِيْبُ عَامٍ ، وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ! لِرَجُلٍ مِنْ أَسْـلَـمَ عَـلَـى امْـرَأَةِ هٰـذَا ، فَإِنْ اعْتَرَفَتْ فَـارْجُـمْهَـا)) ، فَغَدَا عَلَيْهَا ، فَاعْتَرَفَتْ ، فَأَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَرُجِمَتْ .

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے (حکم اور قانون کے) مطابق فیصلہ فرمائیے، جھگڑا کرنے والے دوسرے شخص نے، جو اس سے زیادہ سمجھ دار تھا، کہا: جی ہاں، آپ کتاب اللہ ہی سے ہمارا فیصلہ فرمائیے اور مجھے (بات کرنے کی) اجازت دیجیے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: کہو، اس نے کہا: میرا بیٹا اس کے ہاں نوکر تھا، اس نے اس کی بیوی سے زنا کرلیا، مجھے بتلایا گیا کہ تیرے بیٹے پہ حدِ رجم عائد ہوتی ہے تو میں نے اس کی طرف سے فدیے میں سو بکریاں اور ایک لونڈی دے دی، پھر میں نے اہلِ علم سے پوچھا تو انھوں نے مجھے بتلایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا عائد ہوتی ہے اور اس کی بیوی پر حدِ رجم نافذ ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں ضرور تمھارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا، تیری بکریاں اور تیری لونڈی تیرا مال ہے وہ تجھے واپس ملے گا اور تیرے بیٹے کو سو کوڑوں اور ایک سال جلاوطنی کی سزا ملے گی۔ اے انیس! اس عورت کے پاس جا، اگر وہ اعترافِ گناہ کرلے تو اسے رجم کر دینا۔ چنانچہ وہ اس عورت کے پاس گئے (اور اس سے اقبالِ جرم کروایا) تو اس نے اعتراف کرلیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس (کے رجم) کا حکم فرمایا تو اسے رجم کر دیا گیا۔

---

(٣٤٧) صحيح البخاری، كتاب الشروط، باب الشروط التی لاتحل فی الحدود، ح: ٢٧٢٥۔صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب من اعترف علىٰ نفسه بالزنا، ح:١٦٩٧ .

شرح المفردات: ...... **أَفْقَهُ**: دوسرے کی نسبت، زیادہ سمجھدار۔/ واحد مذکر، اسم تفضیل، باب کَرُمَ یَکْرُمُ۔

العَسِيفُ: ...... نوکر، مزدور۔

تَغْرِيبُ عَامٍ: ...... ایک سال کی جلاوطنی، ملک بدری، دیس نکالا۔/ تغریب: مصدر، باب تفعیل۔

شـرح الـحـديث: ......اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی غیر شادی شدہ شخص زنا کرے تو اسے سو کوڑے لگانے کے ساتھ ایک سال کی جلا وطنی کی سزا ہوگی، اور اگر وہ شادی شدہ ہو تو اسے رجم کر دیا جائے گا، جیسا کہ مذکورہ حدیث ہی میں بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آدمی کو کوڑے لگائے اور جلا وطن کیا، جبکہ عورت جو کہ شادی شدہ تھی، اسے رجم کروایا۔

امام احمد، شافعی، ثوری، اوزاعی، ابن ابی لیلیٰ اور اسحاق رحمہم اللہ وغیرہ نے اس سے یہ دلیل پکڑی ہے کہ غیر شادی شدہ زانی کی سزا سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے۔ ابو عمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کنوارا یا کنواری جب زنا کرے تو اسے کوڑے لگانے کی بابت مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے، البتہ جلا وطن کرنے میں اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آدمی کو تو جلا وطن کیا جائے گا مگر عورت اور غلام کو نہیں کیا جائے گا۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ آدمی کو جلا وطن کیا جائے گا، مگر عورت کو نہیں۔ امام ثوری، شافعی اور حسن بن حي رحمہم اللہ کا قول ہے کہ خواہ مرد ہو یا عورت، ہر ایک کو جلا وطن کیا جائے گا، البتہ امام شافعی رحمہ اللہ کا غلام کے بارے میں یہ قول ہے کہ اسے نصف سال کی جلا وطنی کی جائے گی۔ (كشف اللثام للسفاريني: ٦ / ٢٢٣)

راوی الحدیث: ......سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعارف حدیث نمبر ۲ اور سیّدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا تعارف حدیث نمبر ۲۹۴ کے تحت گزر چکا ہے۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود تابعی تھے اور فقہائے سبعہ میں سے ایک تھے۔ مدینہ سے ان کا تعلق تھا۔ اپنے والد گرامی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے احادیث روایت کی ہیں۔ تمام اصحاب علم کا ان کی ثقاہت، امانت، جلالت اور علم و فہم پر اتفاق ہے۔ ۹۸ ہجری میں وفات پائی۔

(٣٤٨) عَـنْ عُبَيْـدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَا : سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَـمْ تُـحْـصَـنْ ؟ قَـالَ : ((إِنْ زَنَـتْ فَـاجْـلِدُوْهَا ، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ، ثُمَّ

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود، ابو ہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ سے لونڈی کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جب وہ زنا کرلے اور وہ شادی شدہ نہ ہو (تو اس کی سزا کیا ہے ؟) آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ، اگر

(٣٤٨) صحيح البخاري، كتاب الحدود، باب اذا زنت الأمة، ح:٦٨٣٨ـ صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب رجم اليهود وأهل الذمة في الزنا، ح:١٧٠٣ .

إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا ، ثُمَّ بِيعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ)) .

پھر زنا کرے تو اسے کوڑے لگاؤ اور اگر پھر بھی زنا کرے تو اسے پھر کوڑے لگاؤ، پھر اسے بیچ ڈالو اگر چہ ایک رسّی کے عوض ہو۔

قَالَ ابنُ شِهَابٍ : وَلَاأَدْرِيْ أَبَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ .

ابن شہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ کے بعد (بیچنے کا حکم دیا) یا چوتھی مرتبہ کے بعد؟

شرح المفردات:......الضَّفِيرُ: بٹی ہوئی رسّی۔

شرح الحديث:......اگر کوئی غلام یا لونڈی زنا کے مرتکب ہوتے ہیں تو ان کی سزا آزاد شخص کی سزا سے آدھی ہوگی، یعنی انھیں سو کی بجائے پچاس کوڑے لگائے جائیں گے۔ اس کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے: ﴿فَإِنْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ﴾ ''سو اگر وہ کسی بے حیائی کا ارتکاب کریں تو ان کی سزا آزاد عورتوں کی سزا سے آدھی ہوگی۔'' (النساء: ٤ / ٢٥)

اسی سے امام شافعی رحمہ اللہ دلیل پکڑتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کوڑوں کی طرح جلا وطنی کی مدت میں بھی تخفیف ہوگی اور ایک سال کی بجائے نصف سال جلا وطنی کی سزا ہوگی۔

(٣٤٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ : أَتَى رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي زَنَيْتُ ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ ، فَتَنَحّٰى تِلْقَاءَ وَجْهِهِ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ، حَتّٰى ثَنّٰى ذَالِكَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ . فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : ((أَبِكَ جُنُونٌ ؟)) قَالَ : لَا . قَالَ : ((فَهَلْ أُحْصِنْتَ ؟)) قَالَ : نَعَمْ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ : ((اذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ)) .

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسلمان شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس وقت آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، اس نے آپ ﷺ کو بہ آواز کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کرلیا ہے، آپ ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا، وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر آپ ﷺ کے چہرے کی جانب آ بیٹھا اور بولا: اے اللہ کے رسول! میں زنا کر بیٹھا ہوں، آپ ﷺ نے پھر اس سے منہ پھیر لیا، یہاں تک کہ اس نے آپ ﷺ کے سامنے چار مرتبہ اسی بات کا اعادہ کیا، پھر جب اس نے اپنے آپ پر چار گواہیاں دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: کیا تُو پاگل ہے؟ اس نے کہا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تُو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور رجم کردو۔

---

(٣٤٩) صحيح البخاری، كتاب المحاربين، باب لا يرجم المجنون والمجنونة، ح:٦٨١٥۔ صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب من اعترف علىٰ نفسه بالزنا، ح:١٦٩١۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ : فَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ : كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى ، فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ ، فَأَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ .

ابن شہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بتلایا، انھوں نے سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کوفرماتے سنا: میں ان لوگوں میں موجود تھا جنھوں نے اسے رجم کیا، ہم اسے نماز گاہ میں رجم کر رہے تھے کہ جب پتھروں نے اسے بے حال کر دیا تو وہ بھاگ اٹھا۔ ہم نے اسے سیاہ پتھروں والی زمین میں جا پکڑا اور اسے (وہیں) رجم کر دیا۔

الرَّجُلُ هُوَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ ، وَرَوٰى قِصَّتَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَأَبُو سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ وَبُرَيْدَةُ بْنُ الْحُصَيْبِ الْأَسْلَمِيُّ .

وہ آدمی ماعز بن مالک تھا۔ سیّدنا جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عباس، ابوسعید خدری اور بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہم نے اس کا قصہ روایت کیا ہے۔

شرح المفردات: ...... **فَتَنَحّٰى**: اپنی جگہ سے اٹھ کر دوسری جگہ پہ جا بیٹھا۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب تفعل۔

ثَنّٰی: ...... ایک ہی بات کو بار بار دہرانا۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب تفعیل۔

جُنُونٌ: ...... پاگل پن، دیوانہ پن

فَهَلْ أُحْصِنْتَ؟: ...... اس کا لفظی معنی ہے: کیا تو پاک دامن ہے؟ یعنی کیا تو شادی شدہ ہے؟/ واحد مذکر حاضر، فعل ماضی مجہول، باب افعال۔

أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ: ...... اس کو حد لگاتے ہوئے جب پتھر پڑ رہے تھے تو شدتِ تکلیف اور جلدی جان نہ نکلنے کی وجہ سے وہ بے حال اور انتہائی بے جان ہو گیا۔/ أذلقت: واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

شرح الحدیث: ...... سیّدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ اگر ماعز (جس شخص کا اس حدیث میں ذکر ہے) تین مرتبہ اعتراف کرنے کے بعد گھر آ جاتا تو بھی اسے رجم نہ کیا جاتا، کیونکہ اسے چوتھی مرتبہ اعتراف کرنے پر رجم کیا گیا۔ (مسند احمد: ٥/ ٣٤٧، شرح معانی الآثار: ٣/ ١٤٣)

(٣٥٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَالَ : إِنَّ الْيَهُودَ جَاءُوْا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوْا لَهُ : أَنَّ امْرَأَةً مِنْهُمْ وَرَجُلاً زَنَيَا . فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَا تَجِدُوْنَ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انھوں نے آپ سے ذکر کیا کہ ان کے ایک مرد اور عورت نے زنا کر لیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم رجم کے بارے میں تورات میں کیا

---

(٣٥٠) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله تعالٰی: قل فأتوا بالتوراة...... الخ، ح: ٤٥٥٦۔ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب رجم الیهود أهل الذمة فی الزنا، ح: ١٦٩٩ .

فِي التَّوْرَاةِ فِيْ شَأْنِ الرَّجْمِ ؟)) فَقَالُوْا : نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ : كَذَبْتُمْ ، فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ ، فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوهَا ، فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلٰى آيَةِ الرَّجْمِ ، فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا . فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ : ارْفَعْ يَدَكَ . فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالَ : صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ ، فَأَمَرَ بِهِمَا النَّبِيُّ ﷺ فَرُجِمَا . قَالَ : فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَجْنَأُ عَلَى الْمَرْأَةِ يَقِيهَا الْحِجَارَةَ .

(حکم) پاتے ہو؟ تو انھوں نے کہا: یہی کہ ہم انھیں ذلیل و رسوا کریں اور انہیں کوڑے لگائے جائیں ۔عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے (جب یہ سنا تو) کہا: تم جھوٹ بولتے ہو،اس میں رجم کی آیت موجود ہے ۔چنانچہ وہ تورات لے کر آئے اور اسے کھولا (اور پڑھنے لگے) تو ان میں سے ایک شخص نے رجم کی آیت پر اپنا ہاتھ رکھ لیا اور اس سے پہلے اور بعد کی آیات پڑھ کر سنا دیں، تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: اپنا ہاتھ اٹھا،اس نے جب اپنا ہاتھ اٹھایا تو اسی مقام پر رجم کی آیت تھی ،تو وہ کہنے لگا: اے محمد !اس نے سچ کہا ہے ،چنانچہ نبی ﷺ نے ان دونوں کو رجم کرنے کا حکم فرمایا تو انہیں رجم کر دیا گیا۔ (سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما) کہتے ہیں کہ میں اس (یہودی) آدمی کو دیکھ رہا تھا کہ وہ عورت کو پتھروں سے بچانے کے لیے اس پر جُھکا ہوا تھا۔

الرَّجُلُ الَّذِي وَضَعَ يَدَهُ عَلٰى آيَةِ الرَّجْمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صُورِيَا .

وہ آدمی جس نے آیتِ رجم پر ہاتھ رکھا تھا وہ عبداللہ بن صوریا تھا۔

شرح المفردات:...... **نَفْضَحُهُمْ**: فضح کا مطلب ذلیل و رُسوا کرنا، بدنام کرنا، عیب کشائی کرنا۔/ **نَفْضَحُ**: تثنیہ وجمع مذکر ومؤنث متکلم،فعل مضارع معلوم، باب **فَتَحَ يَفْتَحُ**۔

يَجْنَأُ عَلَى الْمَرْأَةِ: ...... عورت پر جھک رہا تھا، اوندھا ہو رہا تھا۔/ **يَجْنَأُ**: واحد مذکر غائب،فعل مضارع معلوم، باب **فَتَحَ يَفْتَحُ**۔

شرح الحديث:......اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ اگر اسلامی حکومت میں بسنے والے ذِمی لوگوں میں سے کوئی شخص جرم کرتا ہے تو اس پر بھی حد نافذ کی جائے گی۔

(٣٥١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((لَوْ أَنَّ رَجُلاً -أَوْ قَالَ- : امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنِكَ فَحَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ ، مَا كَانَ عَلَيْكَ جُنَاحٌ)) .

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص تیرے پاس (یعنی تیرے گھر) بغیر تیری اجازت کے جھانکے اور تو اُسے کنکری مارے اور وہ کنکری اس کی آنکھ پھوڑ دے تو تیرا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

---

(٣٥١) صحيح البخاری، كتاب الديات، باب من اطلع فی بيت قوم---، ح:٦٩٠٢ ـصحيح مسلم، كتاب الآداب، باب تحريم النظر فی بيت غيره، ح:٢١٥٨

شرح المفردات: ...... **جُنَاحٌ:** نہ کوئی گناہ ہے اور نہ قصاص۔

شرح الحدیث: ......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ اگر وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیتے ہیں تو ان پر نہ تو کوئی قصاص ہوگا اور نہ دِیت۔ (مسند احمد : ۲/ ۳۸۵) لیکن ایک روایت میں یہ بھی حکم بیان ہے کہ اگر اس گھر کے دروازے پر کوئی پردہ وغیرہ نہ ہو اور وہ دروازہ بند بھی نہ ہو، تو پھر اگر کوئی گھر میں جھانکتا ہے تو اس میں جھانکنے والے کی غلطی نہیں ہو گی، بلکہ اس کے قصوروار اس گھر والے ہیں۔ (مسند احمد : ۵/ ۱۵۳)

بَابُ حَدِّ السَّرِقَةِ...... چوری کی سزا کا بیان

(۳۵۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَطَعَ فِی مِجَنٍّ قِیمَتُهُ ۔وَفِی لَفْظٍ۔ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ .

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک ڈھال (کی چوری) میں جس کی قیمت تین درہم تھی (چور کا ہاتھ) کاٹا تھا۔

شرح المفردات: ...... **الْمِجَنّ:** ڈھال، جس کی آڑ لے کر دورانِ جنگ مخالف کی تلوار کے وار سے بچا جاتا ہے۔

شرح الحدیث: ......یعنی جس چیز کی مالیت تین درہم ہوگی، اس کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم لاگو ہوگا۔

(۳۵۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ : ((تُقْطَعُ الْيَدُ فِی رُبْعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا)) .

عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ایک چوتھائی دینار یا اس سے اوپر (کی چوری) میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔

شرح المفردات: ...... **فَصَاعِداً:** یعنی جو چیز اس سے زائد قیمت کی ہو۔

شرح الحدیث: ......امام مجد الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس وقت چوتھائی دینار تین درہم بنتا تھا، کیونکہ ایک دینار بارہ درہم کا ہوتا تھا۔ (المنتقی من الأحکام: ۳/ ٦٦)

(۳۵٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ قُرَيْشاً أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِی سَرَقَتْ ، فَقَالُوْا : مَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ؟ فَقَالُوا : وَمَنْ يَجْتَرِءُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ قریش کو اس مخزومیہ عورت کے معاملے نے بہت پریشانی میں ڈال دیا۔ جس نے چوری کی تھی۔ چنانچہ وہ کہنے لگے کہ اس (کی معافی کے) بارے میں رسول اللہ سے کون بات کرے گا ؟ لوگوں نے کہا: آپ ﷺ

---

(۳۵۲) صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب قوله تعالیٰ:والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما، ح:٦٧٩٥۔صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح:١٦٨٦

(۳۵۳) صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب قوله تعالیٰ: والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما، ح:٦٧٩١۔صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حد السرقة ونصابها، ح:١٦٨٤

(۳۵٤) صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب کراهة الشفاعة فی الحداذارفع الی السلطان، ح:٣٤٧٥۔صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب قطع السارق الشريف، ح:١٦٨٨

رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ فَقَالَ : ((أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ ؟)) ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ فَقَالَ : ((إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ مَنْ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ ، وَأَيْمُ اللّٰهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا)) .

سے بات کرنے کی رسول اللہ ﷺ کے محبوب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے علاوہ کون جرأت کرسکتا ہے ، چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے بات کی تو آپ نے فرمایا: کیا تُو اللہ تعالی کی (قائم کردہ) حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کررہا ہے؟ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے ،خطبہ دیا اور فرمایا:تم سے پہلے لوگ صرف اسی وجہ سے ہلاک ہوگئے کہ جب کوئی بااثر شخص چوری کرتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے لیکن جب ان میں کوئی کمزور شخص چوری کرتا تو وہ اس پر حد قائم کرتے، اور ہاں اللہ کی قسم !اگر فاطمہ بنتِ محمد (ﷺ) بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔

وَفِي لَفْظٍ : كَانَتِ امْرَأَةٌ تَسْتَعِيرُ الْمَتَاعَ وَتَجْحَدُهُ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقَطْعِ يَدِهَا .

ایک روایت میں ہے کہ وہ عورت ادھار سامان لیا کرتی تھی اور پھر مکر جایا کرتی تھی، تو نبی ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا۔

شرح المفردات: ......**اَهَمَّهُمْ**: پریشانی میں ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ اس عورت کے چوری کرنے کی وجہ سے وہ پریشان اس لیے ہوگئے تھے کہ اگر ہمارے قبیلے کی عورت چور ثابت ہوگئی اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تو ہماری ناک کٹ جائے گی اور بہت رسوائی ہوگی۔

يَجْتَرِءُ: جرأت کرے گا، ہمت کرے گا، حوصلہ کرے گا۔ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب افتعال۔

حِبٌّ: ...... یہ بمعنی حبیب اور محبوب ہے۔/ واحد مذکر صفت مشبہ، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

الشَّرِيفُ: ...... بااثر، رُتبہ وحیثیت کا مالک، اثر ورسوخ کا حامل۔ واحد مذکر صفت مشبہ، باب كَرُمَ يَكْرُمُ۔

الضَّعِيفُ: ...... کمزور، ناتواں، غریب، کم درجہ، کم حیثیت والا۔/ واحد مذکر صفت مشبہ، باب كَرُمَ يَكْرُمُ۔

تَجْحَدُ: ...... مکر جاتی تھی اور مال دبالیا کرتی تھی۔/ واحد مؤنث غائب، فعل مضارع معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

شرح الحديث: ...... جنابِ رسالت مآب ﷺ نے قیامِ عدل کی کیا ہی خوب صورت مثال قائم فرما دی کہ حدوداللہ کے نفاذ کے لیے اپنی صاحبزادی سے بھی رعایت نہ برتنے کا فرما کر لوگوں کو بتلا دیا کہ حدود اللہ کے نفاذ میں جب سیدہ خاتونِ جنت کو بھی استثناء حاصل نہیں ہے تو پھر دیگر لوگوں کو میں کیسے معافی دے سکتا ہوں؟ اپنے اس عالی شان فرمان کے ذریعے آپ نے یہ تعلیم دی کہ بلاتفریق و امتیاز نفاذِ حکم شریعت ہی سے عدل کا قیام ممکن ہے اور عدل کے قیام سے ہی امن کا قیام مشروط ہے۔

بَابُ حَدِّ الْخَمْرِ ......شراب کی حد (سزا) کا بیان

(۳۵۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَجَلَدَهُ بِجَرِيْدَةٍ نَحْوَ أَرْبَعِيْنَ قَالَ : وَفَعَلَهُ أَبُوْبَكْرٍ ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ اسْتَشَارَ النَّاسَ ، فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوفٍ : أَخَفُّ الْحُدُوْدِ ثَمَانُونَ ، فَأَمَرَبِهِ عُمَرُ رضی اللہ عنہ .

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی تو آپ ﷺ نے اسے چھڑی کے ساتھ چالیس کوڑے لگائے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی (اپنے عہد خلافت میں) ایسا ہی کیا، لیکن جب سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ (کا دور) آیا تو انھوں نے (اس بارے میں) لوگوں سے مشورہ لیا تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: حدود میں سے خفیف ترین حد اسّی کوڑے ہیں، چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اِسی کا حکم دے دیا۔

شرح المفردات: ......جَرِيدَة: کھجور کے درخت کی چھڑی۔

أَخَفُّ: ...... سب سے ہلکی اور کم تر سزا/ واحد مذکر، اسم تفضیل، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحديث: ......سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو شراب نوشی کے جرم میں چالیس کوڑے لگائے، اور پھر فرمایا: نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چالیس کوڑے لگائے ہیں، جبکہ عمر رضی اللہ عنہ نے اَسّی لگائے، البتہ یہ تمام سنت ہیں۔

(صحیح مسلم: ۱۷۰۷)

(۳۵٦) عَنْ أَبِي بُرْدَةَ هَانِيءَ بْنِ نِيَارٍ الْبَلَوِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ : ((لا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشَرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ)) .

سیّدنا ابوبردہ ہانی بن نیار بلوی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: حدود اللہ میں سے کسی حد کے سوا (کسی بھی جرم) میں دس کوڑوں سے زیادہ کوڑے نہیں لگائے جائیں گے۔

شرح المفردات: ......أَسْوَاط: یہ سَوْطٌ کی جمع ہے اور اس سے مراد چمڑے کا کوڑا ہوتا ہے۔

شرح الحديث: ......یعنی صرف حدود اللہ میں دس سے زیادہ کوڑے لگانے کی اجازت ہے، تعزیزات میں دس یا دس سے کم ہی لگانے کا حکم ہے۔

راوی الحدیث: ......ابو بردہ اوسی حارثی مدنی، شرف صحابیات سے سرفراز تھے۔ براء بن عازب کے ماموں تھے ان کا نام ہانی بن نیار تھا۔ بعض نے ان کا نام عبدالرحمٰن لکھا ہے جو درست نہیں، بدر کے علاوہ دیگر غزوات میں شریک

(۳۵۵) صحيح البخاری، كتاب الحدود، باب ماجاء فی ضرب شارب الخمر، ح: ٦٧٧٣۔ صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب حدالخمر ، ح: ١٧٠٦ واللفظ له .

(۳۵٦) صحيح البخاری، كتاب المحاربين، باب كم التعذير والأدب، ح:٦٨٤٨۔ صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب قدرأسواط التعذير ، ح:١٧٠٨

ہوئے۔ انصار کے حلیف قبیلہ بنو بلی سے تھے۔ یہ قبیلہ ربیع الاوّل سنہ ۹ ہجری میں مدینہ منورہ آیا، اسلام قبول کیا اور تین روز تک مدینہ منورہ رہے۔ وفد کے رئیس نے اس دوران مہمان نوازی کے عمل پر اجر پانے کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کسی مال دار یا فقیر کے ساتھ جو بھی اچھا سلوک کرے گا وہ صدقہ شمار ہوگا۔ ضیافت تین دن تک ہوتی ہے۔ پھر گم شدہ اونٹ اور بکری کے متعلق سوال کیا تو جواب میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ بھیڑ بکری تیری ہے یا تیرے بھائی کی یا بھیڑیے کی ہوئی۔ جب کہ اونٹ کو اپنی حالت میں رہنے دو، یہاں تک کہ اس کا مالک اسے پالے۔ ۴۱، ۴۲ یا ۴۵ ہجری میں وفات پائی۔ (اسد الغابہ، ت: ۳٤۰٥، زاد المعاد: ۳/ ۲٦، ۲۸)

❀❀❀❀

كِتَابُ الْاَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ
قسموں اور نذروں کے مسائل

أَيْمَان ، یمین (یعنی قسم) کی اور نُذُور ، نذر کی جمع ہے۔قسم اٹھانے کا مقصد کسی بات یا کام کا یقین دلانا ہوتا ہے جبکہ نذر سے مقصود کسی کام کو خود پہ لازم کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہنا ہوتا ہے۔قسم کی تین اقسام ہیں: پہلی معقد، یعنی وہ قسم جو حقیقی اور سچی ہو، اسے پورا کرنا ضروری ہوتا ہے اور اگر پوری نہ کی جائے تو کفارہ لازم آتا ہے۔ دوسری قسم ''غموس'' ہے یعنی جھوٹی قسم، یہ اس قدر سخت گناہ ہے کہ اسے اکبر الکبائر میں شمار کیا گیا ہے اور تیسری قسم ''لغو'' ہے، یعنی جو بغیر ارادے کے عادتاً قسم اٹھائی جائے، حقیقت یا جھوٹ کا اس میں کوئی دخل نہ ہو، اس پر نہ کفارہ ہوتا ہے اور نہ گناہ۔

نذر کے بارے میں یہ حکم ہے کہ نیک اور اطاعت کے کاموں میں ہی ماننی چاہیے اور اگر کوئی برے اور نافرمانی کے کام میں نذر مانتا ہے تو اسے یہ حکم ہے کہ وہ اسے پورا نہ کرے۔

(٣٥٧) عَـنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((يَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ! لا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَهَا عَـنْ مَسْـأَلَةٍ وُكِّـلْتَ إِلَيْهَا ، وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْـرِ مَسْـأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا ، وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَـمِيْـنٍ فَـرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْراً مِنْهَا ، فَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ وَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ)) .

عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن بن سمرہ! امارت کا سوال مت کر، کیونکہ اگر یہ مانگنے پر تجھے دی جائے گی تو تُو اسی کے سپرد کر دیا جائے گا اور اگر بغیر مانگے تجھے سونپ دی گئی تو تیری اس پر مدد کی جائے گی اور جب تو نے (کسی کام کی) قسم اٹھائی ہو اور پھر تُو اس سے کوئی بہتر (کام) دیکھے تو اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور وہ کام اختیار کر لے جو بہتر ہو۔

شرح المفردات: ......**الإِمَارَةَ:** امارت، عہدہ، منصب، سربراہی، وزارت۔

وُكِّـلْـتَ: ...... تجھے اسی کا کر کے رکھ دیا جائے گا، یعنی اللہ کی مدد شامل حال نہ ہو گی۔/ واحد مذکر حاضر، فعل ماضی مجہول، باب تفعیل۔

شـرح الـحـديث: ......اس حدیث میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر کسی ادنیٰ کام پہ قسم اٹھانا پڑ جائے اور بعد میں اس سے کوئی بہتر امر نظر آئے تو صرف قسم کی بنا پر اس خیر و بھلائی کے کام کو چھوڑ نہیں دینا چاہیے، بلکہ اس پہ فوری عمل کرنا

(٣٥٧) صحيح البخاري، كتاب الأحكام، باب من لم يسأل الامارة أعانه الله، ح: ٦٦٢٢۔صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب النهى عن طلب الامارة والحرص عليها، ح:١٦٥٢

چاہیے، رہا قسم کا معاملہ تو اس کا کفارہ دے دے۔

عبدالرحمان بن سمرہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی طرف سے کی جانے والی دوسری نصیحت میں عہدہ وامارت کی حرص و خواہش سے ترہیب دلائی گئی ہے کہ خود اس کا طالب بننے پر یہ وبال بنادی جاتی ہے، ہاں اگر بغیر خواہش ومطالبہ کے مل جائے تو یہ نصرتِ الٰہی کی موجب بھی بن جاتی ہے۔

راوی الحدیث: ......ان کی کنیت ابوسعید ہے۔ والد کا نام سمرہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی اور والدہ کا نام اروىٰ بنت ابو الفارعہ ہے۔ فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔ قبل از اسلام ان کا نام عبدا لکعبہ تھا۔ نبی ﷺ نے تبدیل فرما کر عبدالرحمٰن رکھا۔ چودہ حدیثوں کے راوی ہیں۔ ۵۰ ہجری میں وفات پائی۔

(۳۵۸) عَنْ أَبِيْ مُوسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنِّي وَاللّٰهِ! إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْراً مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا)) .

سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر اللہ کی مشیت ہو تو یقیناً میں قسم نہیں اٹھاتا (لیکن اگر اٹھا بھی لوں اور) پھر اس کے علاوہ کوئی اور بہتر کام دیکھوں تو میں اسی کو اختیار کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے اور اپنی قسم توڑ دیتا ہوں۔

شرح المفردات: ......**تَحَلَّلْتُهَا**: قسم توڑ دیتا ہوں اور اس کا کفارہ دے دیتا ہوں۔/ واحد مذکر ومؤنث متکلم، فعل ماضی معلوم، باب تفعل۔

شرح الحدیث: ...... یہ حدیث بھی گزشتہ حدیث ہی کے حکم میں ہے۔

(۳۵۹) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ)) .

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ تمھیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ تم اپنے آباء واجداد کی قسمیں اٹھاؤ۔

شرح الحدیث: ...... صحیحین میں سیّدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے کہ قریش اپنے آباء واجداد کی بہت قسمیں اٹھایا کرتے تھے تو نبی ﷺ نے اس سے منع فرما دیا۔ (صحیح البخاری: ۳٦٢٤، صحیح مسلم: ١٦٤٦)

ایک روایت میں نبی مکرم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی مذکور ہے: ((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ ـ اَوْ ـ فَقَدْ اَشْرَكَ .)) ''جس نے اللہ کے سوا (کسی کی بھی) قسم اٹھائی تو اس نے کفر کیا۔ یا (فرمایا:) اس نے شرک کیا۔''

(جامع الترمذی: ١٥٣٥، سنن ابی داؤد: ٣٢٥١، مسند احمد: ٢/ ٦٩)

---

(۳۵۸) صحيح البخاری، كتاب الكفارات، باب الكفارة قبل الحنث وبعده، ح: ٣١٣٣۔ صحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب ندب من حلف يميناً فرأى غيرها خيراً منها، ح:١٦٤٩

(۳۵۹) صحيح البخاری، كتاب الأدب، باب من لم يرا كفار من قال ذالك متأولاً أو جاهلاً، ح:٦١٠٨۔ صحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب النهى عن الحلف بغير الله، ح:١٦٤٦

(۳۶۰) وَلِمُسْلِمٍ : ((فَمَنْ كَانَ حَالِفاً فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ)) .

مسلم میں ہے: جس نے قسم اٹھانی بھی ہوتو اسے اللہ کی قسم اٹھانی چاہیے یا اسے خاموش ہی رہنا چاہیے۔

وَفِي رِوَايَةٍ : قَالَ عُمَرُ ﷛ : فَوَاللّٰهِ! مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْهَا ذَاكِراً وَلَا آثِراً .

ایک روایت میں ہے کہ سیّدنا عمر ﷛ نے فرمایا: اللہ کی قسم! جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے منع کرتے سنا ہے، تب سے میں نے نہ تو خود اور نہ ہی کسی کی بات بیان کرتے ہوئے، آباء واجداد کی قسم اٹھائی۔

شرح المفردات: ...... **ذَاكِراً:** اس فرمان کے یاد ہونے کے باوجود، جان بوجھ کر، عمداً وقصداً۔/ واحد مذکر، اسم فاعل، نَصَرَ يَنْصُرُ۔

آثِراً: ...... اپنے علاوہ کسی اور کی بات بیان کرتے ہوئے کہ فلاں نے یہ قسم اٹھائی ہے۔/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ وَ نَصَرَ يَنْصُرُ.

شرح الحديث: ...... شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ ﷫ فرماتے ہیں: قسم کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ معلّق کرنا فائدہ بخش ہوتا ہے، کیونکہ اس سے حنث (قسم ٹوٹنا) لازم نہیں آ تا۔ چنانچہ اگر کوئی شخص قسم اٹھا کر کہے کہ اِن شاءاللہ میں اس گھر میں نہیں رہوں گا، پھر وہ اس میں رہائش بھی رکھ لے، تو اس پر حنث کا حکم لاگو نہیں ہوا (کیونکہ اس نے اسے اللہ کی مشیت کے ساتھ معلّق کیا تھا تو اگر اللہ کی مشیت ہوتی تو وہ نہ رہتا) ائمہ اربعہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

(فتاویٰ المصرية الكبرىٰ : ٤/ ٥٧٧)

(۳۶۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷛ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ : لَأَطُوفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَبْعِينَ امْرَأَةً، تَلِدُ كُلُّ امْرَأَةٍ مِنْهُنَّ غُلَاماً يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَقِيلَ لَهُ : قُلْ : إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَلَمْ يَقُلْ، فَطَافَ بِهِنَّ فَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ نِصْفَ إِنْسَانٍ)) . قَالَ : فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((لَوْ قَالَ : إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ،

ابو ہریرہ ﷛ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سلیمان بن داوٗد ﷣ نے (ایک مرتبہ) فرمایا: آج رات میں ضرور بالضرور اپنی ستر بیویوں کے پاس جاؤں گا، ان میں سے ہر عورت ایک بچہ جنے گی جو راہِ خدا میں قتال کرے گا، ان سے کہا گیا کہ اِنْ شَاءَ اللّٰہ کہہ لیجیے، لیکن انھوں نے نہیں کہا۔ چنانچہ وہ ان عورتوں کے پاس گئے لیکن ان میں سے کسی نے بھی کچھ نہ جنا سوائے ایک عورت کے (کہ اس نے بھی صرف) آدھا بچہ (جنم دیا) راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(۳٦۰) صحيح البخاری، كتاب الأيمان والنذور، باب لا تحلفوا بآبائكم ح:٦٦٤٧، ٦٦٤٦ ـ صحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب النهى عن الحلف بغير الله تعالىٰ، ح: ١٦٤٦

(۳٦۱) صحيح البخاری، كتاب الكفارات، باب الاستثناء فی الأيمان، ح:٣٤٢٤ ـ صحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب الاستثناء، ح:١٦٥٤

لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ دَرَكاً لِحَاجَتِهِ)) .

نے فرمایا: اگر انھوں نے ان شاء اللّٰہ کہا ہوتا تو قسم بھی نہ ٹوٹتی اور مقصد بھی پورا ہو جاتا۔

قَوْلُهُ : ((فَقِيلَ لَهُ : قُلْ : إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) يَعْنِيْ قَالَ لَهُ المَلَكُ .

آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ ان سے کہا گیا کہ ان شاء اللہ کہہ لیجیے، تو آپ ﷺ کی اس سے مراد یہ تھی کہ فرشتے نے ان سے یہ کہا تھا۔

شرح المفردات: ...... **لَأَطُوفَنَّ**: اس سے مراد یہ ہے کہ میں ان سے جماع کروں گا۔/ واحد مذکر ومؤنث متکلم، فعل مضارع مؤکد معلوم، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

دَرَكاً لِحَاجَتِهِ: ...... اپنے مقصد، اپنی مراد اور اپنے مطلب اور غرض کو پالیتے۔

شرح الحديث: ......اس حدیث میں دو امور بیان ہوئے ہیں، ایک تو یہ کہ ان شاء اللہ کہنے سے مراد و مقصود کا حصول ممکن ہو جاتا ہے اور دوسرا یہ کہ اگر قسم اٹھاتے ہوئے ان شاء اللہ کہہ لیا جائے تو پھر اس کام کے برعکس ہونے پر بھی انسان حانث نہیں ہوگا، یعنی اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی اور نہ ہی اسے کفارہ پڑے گا۔

(٣٦٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ)) . وَنَزَلَتْ : ﴿ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَناً قَلِيْلاً ﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ .

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جھوٹی قسم اٹھائے کہ جس کے ذریعے وہ کسی مسلمان شخص کا مال ہتھیا لے اور وہ اس (قسم) میں جھوٹ بول رہا ہو، تو وہ اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں ملے گا کہ وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اس پر سخت غصّے میں ہوگا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی: یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد و پیمان اور اپنی قسموں کو تھوڑی سی قیمت کے بدلے بیچ دیتے ہیں......آخر آیت تک

شرح المفردات: ......**يَمِينُ صَبْرٍ**: اس سے مراد وہ جھوٹی قسم ہے جو انسان کو کسی کے حکم کی وجہ سے یا کسی کے زبردستی کرنے کی وجہ سے مجبوراً اٹھانی پڑے۔

شرح الحديث: ...... نبی مکرم ﷺ نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے یمین غموس (جھوٹی قسم) کو بھی اس میں شمار کیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یمینِ غموس کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ((اَلَّذِیْ يُقْتَطَعُ بِهَا مَالُ امْرِیٍٔ مُسْلِمٍ)) ''جس کے ذریعے کسی مسلمان شخص کا مال ہڑپ کیا جائے۔''

(صحيح البخاری : ٦٥٢٢، جامع الترمذی : ٣٠٢١، سنن النسائی : ٤٠١١)

---

(٣٦٢) صحيح البخاری، كتاب الأيمان والنذور، باب قوله تعالىٰ: ان الّذين يشترون بعهدالله وأيمانهم......، ح: ٦٦٧٦۔ صحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب وعيد من اقتطع حق مسلم بيمين ح:١٣٨

ایک روایت میں ((لَقِیَ اللّٰہَ وَھُوَ اَجْذَمُ)) کے الفاظ ہیں، یعنی وہ اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں ملے گا کہ وہ کوڑھی ہوگا۔ (سنن ابی داؤد: ۳۲۴۴)

(۳٦۳) عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ قَیْسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: کَانَ بَیْنِی وَبَیْنَ رَجُلٍ خُصُومَۃٌ فِی بِئْرٍ فَاخْتَصَمْنَا إِلٰی رَسُولِ اللّٰہِ ﷺ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: ((شَاھِدَاكَ أَوْ یَمِینُہُ))، قُلْتُ: إِذاً یَحْلِفُ وَلَا یُبَالِی، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِینِ صَبْرٍ یَقْتَطِعُ بِھَا مَالَ امْرِءٍ مُسْلِمٍ ھُوَ فِیھَا فَاجِرٌ لَقِیَ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ وَھُوَ عَلَیْہِ غَضْبَانُ)).

سیّدنا اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرا اور ایک شخص کا کنویں کے بارے میں جھگڑا چل رہا تھا، ہم اپنا جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تُو دو گواہ لا، یا وہ قسم اٹھائے گا، میں نے کہا: وہ تو قسم اٹھالے گا؛ اسے کوئی پروا نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی کا مال ہتھیانے کے لیے جھوٹی قسم اٹھائے کہ جس کے ذریعے وہ کسی مسلمان شخص کا مال ہتھیا لے اور وہ اس (قسم) میں جھوٹ بول رہا ہو، تو وہ اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں ملے گا کہ وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اس پر سخت غصّے میں ہوگا۔

شرح المفردات: ...... **لَا یُبَالِی**: وہ پروا نہیں کرتا، یعنی وہ قسم اٹھانے کو تو معمولی سا کام سمجھتا ہے۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع منفی معلوم، باب مفاعلہ۔

غَضْبَانُ: ...... بہت زیادہ غصے ہونا۔/ اسم مبالغہ، باب سَمِعَ یَسْمَعُ۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں یمینِ صبر یعنی ایسی جھوٹی قسم جس کے ذریعے کسی کا حق غصب کیا جائے، کسی کا مال ہتھیایا جائے یا کسی کے زیرِ ملکیت کسی بھی چیز پہ قبضہ کرنے والے کا اخروی انجام بیان کیا گیا ہے۔

راوی الحدیث: ......اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد تھی۔ والد کا نام قیس بن معدیکرب بن معاویہ تھا۔ ۱۰ ہجری میں کندہ کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ اپنے قبیلے میں اثر ورسوخ کے حامل اور سردار تھے، اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اپنی قوم میں لائقِ احترام رہے۔ جنگِ یرموک، قادسیہ جنگوں و دیگر میں شریک ہوئے۔ نو احادیث کے راوی ہیں۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے چالیس روز بعد خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

(۳٦٤) عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ أَنَّہُ بَایَعَ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ:

سیّدنا ثابت بن ضحاک انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جھوٹ بولتے ہوئے اور

(۳٦۳) صحیح البخاری، کتاب الشھادات، باب الیمین علی المدعی علیہ...... ح: ۲٦٦۹ ۔صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب وعیدمن اقتطع حق مسلم بیمین، ح:۱۳۸

(۳٦٤) صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب ماینھی عن السباب واللّعن، ح: ٦۰٤۷، ٦۱۰۵ ۔صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب غلظ تحریم قتل الانسان نفسہ، ح:۱۱۰

((مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِینٍ بِمِلَّةٍ غَیْرِ الْإِسْلَامِ کَـاذِبـاً مُتَـعَـمِّـداً فَهُوَ کَمَا قَالَ ، وَمَنْ قَتَلَ نَـفْسَهٗ بِشَیْءٍ عُذِّبَ بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ، وَلَیْسَ عَلٰی رَجُلٍ نَذْرٌ فِیمَا لَا یَمْلِكُ)) .

جان بوجھ کر اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کی قسم اٹھائے تو وہ ویسا ہی ہوگا جیسے اس نے کہا، اور جو شخص اپنے آپ کو کسی چیز سے قتل کر لے تو اسے روزِ قیامت اسی چیز کے ساتھ عذاب سے دوچار کیا جائے گا اور کسی آدمی پر اس چیز میں نذر ماننا (جائز) نہیں ہے جس کا وہ مالک نہ ہو۔

وَفِی رِوَایَةٍ : ((وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ کَقَتْلِهٖ)) .

ایک روایت میں ہے: مومن کو لعنت کرنا اسے قتل کر دینے کے مترادف ہے۔

وَفِـی رِوَایَةٍ : ((مَـنِ ادَّعٰـی دَعْوٰی کَـاذِبَةً لِیَتَـکَثَّـرَ بِهَــا لَـمْ یَـزِدْهُ اللّٰـهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا قِلَّةً)) .

ایک اور روایت میں ہے: جو شخص کوئی جھوٹا دعویٰ کرے تاکہ وہ اس کے ذریعے (اپنے مال میں) اضافہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے قِلّت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتا۔

شرح المفردات: ......**تَحْتَ الشَّجَرَةِ:** اس سے مراد بیعتِ رضوان ہے کہ جب حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ ﷺ نے سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ابوسفیان اور دیگر عمائدینِ مکہ کی جانب پیغام دے کر بھیجا تو قریش نے انھیں قید کر لیا لیکن مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ انھوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے تو ان کا بدلہ لینے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے درخت کے نیچے جو بیعت لی تھی، اسی کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں۔

لِیَتَکَثَّرَ: ...... تاکہ وہ اپنے مال میں اضافہ کر سکے، اس کے ذریعے فخر کر سکے اور اِترا سکے۔/ واحد مذکر غائب، فعل امر معلوم، باب تفعل۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں چار امور بیان ہوئے ہیں:

پہلے امر کی تشریح میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ملاحظہ ہو: ((مَنْ حَلَفَ قَالَ: اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِنَ الْاِسْلَامِ ، فَـاِنْ کَانَ کَاذِبًا ، فَهُوَ کَمَا قَالَ ، وَاِنْ کَانَ صَادِقًا ، فَلَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الْاِسْلَامِ سَالِمًا)) ''جس نے قسم اٹھا کر کہا کہ میرا اسلام سے کوئی تعلق نہیں تو اگر اس نے جھوٹ بولا ہے تو وہ ویسے ہی ہوگا جیسے اس نے کہا، اور اگر اس نے سچ کہا ہے تو پھر وہ اسلام کی طرف صحیح سالم ہرگز نہیں لوٹے گا۔'' (مسند احمد: ۵/ ۳۵۵، سنن ابی داؤد: ۳۲۵۸، سنن النسائی: ۳۷۷۲، سنن ابن ماجه: ۲۱۰۰، مستدرك للحاكم: ۷۸۱۸)

دوسرے امر کے بارے میں نبی مکرم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہے کہ جس شخص نے خود کو پہاڑ سے گرا کر ہلاک کر لیا، وہ جہنم کی آگ میں بھی خود کو پہاڑ ہی سے گراتا رہے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسی میں رہے گا، جس نے زہر پی کر خود کو مار ڈالا تو جہنم کی آگ میں وہی زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور وہ اسے پیتا رہے گا، وہ بھی اس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہے گا، اور جس نے کسی آہنی آلے سے خود کو قتل کر ڈالا تو نارِ جہنم میں وہ اسی آلے کو گھونپتا رہے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے

لیے اسی میں رہے گا۔ (صحیح البخاری: ٥٤٤٢، صحیح مسلم: ١٠٩)

تیسرے امر کی بابت نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ((مَنِ الدَّعٰی مَا لَیْسَ لَہٗ ، فَلَیْسَ مِنَّا ، وَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ)) ''جو شخص کسی ایسی چیز (کی ملکیت) کا دعویٰ کرے جو اس کی ہو ہی نہ، وہ ہم میں سے نہیں اور اسے اپنا ٹھکانہ (جہنم کی) آگ میں بنا لینا چاہیے۔'' (صحیح البخاری: ٣٣١٧، صحیح مسلم: ٦١، مسند احمد: ١٦٦/٥) تو گویا جب غیر مملوکہ چیز کا دعویٰ کرنا ہی حرام ہے، تو اس کی نذر ماننا کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟

چوتھے امر کے متعلق رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: ((اِنَّ الطَّعَّانِیْنَ وَاللَّعَّانِیْنَ لَا یَکُوْنُوْنَ شُھَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ)) ''لعن وطعن کرنے والے نہ تو روزِ قیامت گواہ بن سکیں گے اور نہ ہی کسی کے سفارشی۔'' (صحیح مسلم: ٢٥٩٨) یعنی اللہ تعالیٰ کے وہ مقرب و برگزیدہ بندے جنھیں روزِ قیامت شہادت و شفاعت کے اعزاز سے نوازا جائے گا، ان میں لعن وطعن کرنے والے شامل نہیں ہوں گے۔

راوی الحدیث: ......ثابت بن ضحاک بن خلیفہ بن ثعلبہ بن عدی بن کعب۔ آپ کی کنیت ابو زید تھی۔ آپ کی والدہ کا نام اسماء بنت مرشدہ تھا۔ سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے عہد میں آپ کی وفات ہوئی۔

بَابُ النَّذْرِ ......نذر کا بیان

(٣٦٥) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! إِنِّی کُنْتُ نَذَرْتُ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ أَنْ أَعْتَکِفَ لَیْلَۃً -وَفِی رِوَایَۃٍ- یَوْماً فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؟ قَالَ : ((فَأَوْفِ بِنَذْرِكَ)) .

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے دورِ جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا۔ ایک روایت میں ہے: ایک دن کا (تو کیا میں اپنی نذر پوری کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنی نذر کو پورا کرو۔

شرح المفردات: ......اَلْجَاھِلِیَّۃ: اس سے مراد قبولِ اسلام سے پہلے کا دور ہے۔

شرح الحدیث: ......اس کے بارے میں کتاب الصوم میں نذر کے روزوں کی حدیث کے تحت بحث ہو چکی ہے۔

(٣٦٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّہٗ نَھٰی عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ : ((إِنَّ النَّذْرَ لَا یَأْتِی بِخَیْرٍ ، وَإِنَّمَا یُسْتَخْرَجُ بِہٖ مِنَ الْبَخِیْلِ)) .

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے نذر سے منع کیا اور فرمایا: یقیناً یہ کوئی بھلائی لے کر نہیں آتی بلکہ یہ تو صرف بخیل سے مال نکلوانے کا ذریعہ ہے۔

---

(٣٦٥) صحیح البخاری، کتاب الاعتکاف، باب الاعتکاف لیلاً، ح:٢٠٣٢۔ صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب نذر الکافر ومایفعل اذا أسلم، ح: ١٦٥٦

(٣٦٦) صحیح البخاری، کتاب الأیمان، باب الوفاء بالنذر، ح:٦٦٠٨۔صحیح مسلم، کتاب النذر، باب النھی عن النذر وأنہ لایرد شیأ، ح:١٦٣٩

شرح الحدیث:......اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ جب کسی نیک اور اطاعت کے کام کی نذر مانی جائے، تو وہ منعقد ہو جاتی ہے اور اسے پورا کرنا ضروری ہے، لیکن اگر معصیت و گناہ کے کام کی نذر مانی جائے تو اسے پورا کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ معصیت کی نذر پوری نہ کرنے کا کفارہ پڑے گا یا نہیں؟ تین ائمہ کا کہنا ہے کہ نہیں پڑے گا، جبکہ امام احمد رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ اسے کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔ (الافصاح لابن هبيرة : ٢/ ٣٣٩)

(٣٦٧) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضي الله عنه قَالَ : نَذَرَتْ أُخْتِي أَنْ تَمْشِيَ إِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ الْحَرَامِ حَافِيَةً ، فَأَمَرَتْنِي أَنْ أَسْتَفْتِيَ لَهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَفْتَيْتُهُ ، فَقَالَ : ((لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ)).

سیّدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری بہن نے نذر مانی کہ وہ بیت اللہ الحرام کی طرف ننگے پاؤں چل کر جائے گی، تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں اس کے لیے نبی ﷺ سے فتویٰ طلب کروں، چنانچہ میں نے آپ ﷺ سے فتویٰ مانگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چلنا بھی چاہیے اور سوار بھی ہو جانا چاہیے۔

شرح المفردات:...... **حَافِيَةً**: برہنہ پا، ننگے پاؤں، بغیر جوتا پہنے/ واحد مؤنث، اسم فاعل، باب **سَمِعَ يَسْمَعُ**۔

شرح الحدیث: ......یعنی جہاں وہ پیدل چلنے سے عاجز آ جائے تو وہاں سوار ہو جائے۔ البتہ اس پر کفارہ لازم آئے گا، اور یہی صحیح ترین مذہب ہے۔ (المغني لابن قدامة : ١٠/ ٧٤، المحرر للمجد بن تيمية : ٢/ ٢٠١، الفروع لابن مفلح : ٦/ ٣٦٦)

(٣٦٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّهُ قَالَ : اسْتَفْتٰى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلٰى أُمِّهِ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((فَاقْضِهِ عَنْهَا)).

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی والدہ کی اس نذر کے بارے میں فتویٰ مانگا جو وہ پوری کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نذر کو اس کی طرف سے تو پورا کر۔

شرح الحدیث:...... یہ حدیث بھی اسی حدیث کی طرح ہے کہ جس میں بیان ہے کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور پوچھا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے اور اس کے ذِمے نذر کا روزہ تھا، تو کیا اس کی طرف سے میں روزہ رکھ لوں؟ آپ ﷺ نے نذر کو قرض پر قیاس کرتے ہوئے فرمایا: کیا خیال ہے کہ اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تو اسے ادا کرتی؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر اپنی ماں کی طرف سے روزہ بھی رکھ لے۔ (تقدّم تخريجه)

---

(٣٦٧) صحيح البخاری، کتاب العمرة، باب من نذر المشي الى الكعبة، ح: ١٨٦٦ - صحيح مسلم، كتاب النذر، باب من نذر أن يمشي الى الكعبة، ح: ١٦٤٤

(٣٦٨) صحيح البخاری، کتاب الحيل، باب فی الزكاة وأن لايفرق بين مجتمع ---، ح: ٦٩٥٩ - صحيح مسلم، كتاب النذر، باب الأمر بقضاء النذر، ح: ١٦٣٨

(٣٦٩) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُولِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)).

سیّدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! یقیناً میری توبہ (کے کاموں میں) سے (ایک یہ بھی) ہے کہ میں اپنے مال سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف صدقہ نکالوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنا کچھ مال اپنے پاس بچا کر رکھ کیونکہ وہ تیرے لیے بہتر ہوگا۔

شرح المفردات: ......**مِنْ تَوْبَتِي:** جنگ تبوک میں شرکت نہ کرنے کی وجہ سے اللہ کی طرف سے سرزنش کے بعد قبولیت توبہ کی طرف اشارہ ہے۔

أَنْخَلِعُ: ...... میں الگ کردوں، نکالوں ۔/ واحد مذکر ومؤنث متکلم فعل مضارع معلوم، باب انفعال۔

شرح الحدیث: ......اسی طرح کا واقعہ سیّدنا ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ ان سے بھی اللہ اور اس کے رسول کے حق میں خیانت کا ارتکاب ہوگیا تھا۔ فرمایا تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ((يُجْزِئُ عَنْكَ الثُّلُثُ)) ''اپنے مال کا ایک تہائی حصہ صدقہ کر دینا ہی تجھے کافی ہے۔'' (مسند احمد: ٣/ ٤٥٢، سنن ابی داؤد: ٣٣١٩)

راوی الحدیث: ......ان کی کنیت ابوعبداللہ یا ابوعبدالرحمٰن تھی۔ یہ ان تین صحابہ میں سے ایک ہیں جن کی جنگ تبوک میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے نبی ﷺ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بائیکاٹ کر دینے کے بعد توبہ قبول کی گئی تھی اور ان تینوں کے بارے میں سورۃ التوبۃ کی آیت ١١٨ نازل ہوئی تھی۔ انصاری صحابی تھے۔ مدینہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور شاعر بھی تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تھے تو ان کے اور طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخاۃ قائم فرمائی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہ میں سے تین لوگ بڑے پائے کے شاعر ہوئے ہیں: ایک حسان بن ثابت، دوسرے عبداللہ بن رواحہ اور تیسرے کعب بن مالک رضی اللہ عنہم۔ اسّی (٨٠) احادیث روایت کی ہیں۔ آخر عمر میں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تھی۔ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ٥٠ ہجری میں مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔

بَابُ الْقَضَاءِ...... فیصلے کا بیان

(٣٧٠) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہمارے اس امر (یعنی اسلام) میں کوئی ایسی نئی بات ایجاد کرے جس کا اس سے تعلق نہ ہو تو وہ رَد کر دی جائے گی۔

وَفِي لَفْظٍ: ((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس

(٣٦٩) صحيح البخاري، كتاب الوصايا، باب اذا تصدق أووقف بعض ماله ...... ، ح: ٢٧٥٧ـ صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك، ح: ٢٧٦٩

(٣٧٠) صحيح البخاري، كتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود، ح: ٢٦٩٧ـ صحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة...، ح: ١٧١٨

أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ)). کے بارے میں ہمارا حکم نہ ہو تو وہ ناقابلِ قبول ہے۔

شرح المفردات: ...... أَمْرُنَا: ہمارے دین اسلام اور شریعت کے جملہ امور واحکام اور قوانین ومعاملات۔

فَهُوَ رَدٌّ: ...... یعنی مَرْدُوْدٌ ، وہ رَد کردی گئی ہے، ٹھکرائی ہوئی ہے، قبول نہ کی جانے والی چیز۔

شرح الحدیث: ......حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اصولِ اسلام میں سے ایک اصلِ عظیم کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ قبولیتِ اعمال کی میزان روایت ((اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)) کے مثل ہے۔ کیونکہ اعمال کے نصابِ قبولیت تک پہنچنے کے لیے یہی دو امر ضروری ہیں: ایک خلوصِ نیت اور دوسرا مطابقِ حکمِ شریعت، اور اگر یہ دونوں یا ان میں سے ایک بھی معدوم ہو تو وہ عمل ناقابلِ قبول اور مردود ہوگا۔ (كشف اللّثام للسفاريني: ٦/٤٤٣، ٤٤٤)

(٣٧١) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: دَخَلَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ امْرَأَةُ أَبِي سُفْيَانَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ لَا يُعْطِينِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يَكْفِينِي وَيَكْفِي بَنِيَّ إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْ مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمِهِ ، فَهَلْ عَلَيَّ فِي ذَالِكَ مِنْ جُنَاحٍ ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خُذِي مِنْ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ مَا يَكْفِيكِ وَيَكْفِي بَنِيكِ)).

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی ہند بنتِ عتبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! ابوسفیان انتہائی کنجوس آدمی ہیں، وہ مجھے اتنا خرچہ بھی نہیں دیتے کہ جو مجھے اور میرے بیٹے کو کفایت کر سکے، سوائے اس کے جو انھیں بتائے بغیر ہی میں ان کے مال سے لے لوں، تو کیا مجھ پر اس میں کوئی گناہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے مال سے عُرف کے مطابق اتنا لے لیا کرو، جو تمھیں اور تمھارے بیٹوں کو کفایت کر سکے۔

شرح المفردات: ......شَحِيحٌ: بہت زیادہ کنجوسی کرنے والا، مال کا حریص اور لالچی۔/ واحد مذکر، صفت مشبہ، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

النَّفَقَة: ...... گھریلو امور میں ہونے والا خرچہ۔

مَا يَكْفِيكِ: ...... مناسب اور ضرورت کے مطابق یعنی ضرورت سے زیادہ نہ لیا جائے۔/ يَكْفِيْ: واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحدیث: ......المعروف سے مراد یہ ہے کہ عادتاً عام طور پر جو گزر بسر کے لیے کافی ہو، یعنی ضرورت سے زیادہ نہ ہو۔ تو معلوم ہوا کہ اگر خاوند مال دار ہونے کے باوجود اس قدر کنجوسی کرے کہ گھر کے جائز اور مناسب اخراجات کے لیے بھی خرچہ نہ دے تو پھر عورت کو یہ اجازت دی گئی ہے کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر ہی اس کے مال

---

(٣٧١) صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب من أجرى أمر الأمصار...، ح:٢٢١١ ـ صحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب قضية هند، ح:١٧١٤

سے ضرورت کے مطابق خرچہ لے سکتی ہے، گویا اسے چوری کے زمرے میں شمار نہیں کیا جائے گا، لیکن ضرورت سے زیادہ لینا یا غیر ضروری کاموں کے لیے لینا قطعی طور پر جائز نہیں ہے۔

(٣٧٢) عَـنْ أُمِّ سَـلَـمَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُـولَ اللّٰهِ ﷺ سَـمِـعَ جَلَبَةَ خَصْمٍ بِبَابِ حُجْرَتِهِ فَـخَـرَجَ إِلَيْهِـمْ فَـقَـالَ : ((أَلَا إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّـمَـا يَـأْتِينِي الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَـكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ أَنَّهُ صَادِقٌ فَـأَقْضِي لَهُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ، فَـإِنَّـمَـا هِـيَ قِـطْـعَةٌ مِـنْ نَـارٍ فَـلْيَـحْمِلْهَا أَوْيَذَرْهَا)).

سیدہ اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرہ مبارک کے دروازے پر کسی کے جھگڑے کی آوازیں سنیں تو آپ ان کی طرف نکلے اور فرمایا: سنو! میں تمھاری ہی طرح کا بشر ہوں اور میرے پاس جھگڑے کا کیس آتا ہے تو بسا اوقات ایک شخص دوسرے شخص سے زیادہ اچھے انداز میں گفتگو کرتا ہے تو میں اسے سچا سمجھتے ہوئے اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں، چنانچہ میں جس شخص کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے اسے کسی مسلمان کا حق دے دیتا ہوں تو وہ صرف اور صرف آگ کا ایک ٹکڑا ہے، چاہے تو وہ اسے قبول کرلے یا اسے چھوڑ دے۔

شرح المفردات:...... **الجَلَبَة**: لڑنے جھگڑنے کی بہت سی ملی جلی آوازیں۔

أَبْلَغَ: دوسرے شخص کی نسبت زیادہ عمدہ انداز میں گفتگو کرنے والا/ واحد مذکر، اسم تفضیل، باب کَرُمَ یَکْرُمُ۔

شرح الحدیث:......اس حدیث سے یہ اصول مستنبط ہوتا ہے کہ اسلام ظاہر پہ حکم لگاتا ہے، باطنی صورتِ حال سے چونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی واقف نہیں ہوتا، اس لیے اس کی ٹوہ لگانا یا محض ظن اور قیاس آرائیوں سے فرض کر کے ان پر حکم لگانا قطعاً جائز نہیں ہے۔ لہٰذا فریقین کے دلائل کو سننے کے بعد غیر جانبدارانہ طور پر عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے، پھر اگر کسی ظالم کی چرب زبانی کی وجہ سے اس کے حق میں اور مظلوم کے خلاف فیصلہ ہوجائے تو ظالم کو خود ہی چاہیے کہ وہ کسی کا حق نہ لے ورنہ عنداللہ ماخوذ ہوگا اور اسے روزِ آخرت اس کا بدلہ چکانا پڑے گا۔

(٣٧٣) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ رضی اللہ عنہما قَـالَ : كَتَـبَ أَبِـي أَوْ كَتَبْتُ لَهُ إِلَى ابْنِهِ عَبْدِ الـلّٰـهِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ وَهُوَ قَاضٍ بِسِجِسْتَانَ : أَنْ لَا تَـحْـكُـمُ بَيْـنَ اثْنَيْنِ وَأَنْتَ غَضْبَانُ،

سیّدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے لکھا، یا (کہا کہ) میں نے انھیں ان کے صاحبزادے عبداللہ بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہما جو سجستان میں قاضی تھے، کی طرف (حکم نامہ بھیجنے کے لیے) لکھ کر دیا کہ تُو غصّے کی حالت میں دو گروہوں کے درمیان فیصلہ نہ کرنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ

---

(٣٧٢) صحيح البخاري، كتاب المظالم، باب اثم من خاصم في باطل وهو يعلمه، ح:٢٤٥٨۔صحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب الحكم بالظاهر واللحن بالحجة، ح:١٧١٣

(٣٧٣) صحيح البخاري، كتاب الأحكام، باب هل يقضي الحاكم أو يفتي وهو غضبان، ح:٧١٥٨۔صحيح مسلم، كتاب الأقضية، باب كراهة قضاء القاضي وهو غضبان، ح:١٧١٧

فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَايَحْكُمُ أَحَدٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ))

کوفرماتے سنا: کوئی بھی شخص دو گروہوں کے درمیان انتہائی غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔

وَفِي رِوَايَةٍ: ((لَا يَقْضِيَنَّ حَاكِمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ)).

اورایک روایت میں ہے: کوئی حاکم دوفریقوں کے درمیان تب ہرگز فیصلہ نہ کرے، جب وہ بہت غصّے میں ہو۔

شرح المفردات: ......قَاضٍ: جسٹس، جج۔/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

شرح الحدیث: ......حاکم کے لیے غصے کی حالت میں فیصلہ کرنا حرام ہے، کیونکہ غصے سے قوتِ فیصلہ کمزور پڑ جاتی ہے اور شدتِ جذبات میں غلط فیصلہ ہونے کا بہت امکان ہوتا ہے۔ بلکہ بعض علماء کا تو یہ کہنا ہے کہ سخت بھوک اور پیاس، شدید نیند، سستی اور بہت زیادہ تھکاوٹ کی حالت میں بھی فیصلے سے گریز کرنا چاہیے، کیونکہ یہ ایسے اسباب ہیں کہ جن سے انسان کی طبیعت بوجھل، ذہن پریشان اور دِل بے سکونی کا شکار ہوتا ہے، جس بنا پر اصابتِ حق کی صلاحیت ماند پڑ جاتی ہے اور صحیح فیصلہ نہیں ہو پاتا، چنانچہ ان کے ختم ہونے پر ہی فیصلہ کیا جانا چاہیے۔

(شرح منتهى الارادات للبهوتى: ٦/ ٤٩٠)

راوی الحدیث: ......عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو بحر اور ابو حاتم ذکر کی گئی ہے۔ اپنے والد اور سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں۔ ۱۶ھ میں ولادت اور ۹۶ھ میں وفات ہوئی۔

(٣٧٤) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) ثَلَاثًا، قُلْنَا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)) وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ وَقَالَ: ((أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ))، فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ.

سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمھیں کبائر سے بھی بڑے گناہوں کی خبر نہ دوں؟ (آپ ﷺ نے) تین مرتبہ (یہ فرمایا) ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا، آپ ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے تو (ٹیک چھوڑ کر) بیٹھ گئے اور فرمایا: سنو! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی، آپ ﷺ مسلسل اس بات کا تکرار کرتے رہے، یہاں تک کہ ہم کہنے لگے کہ کاش! آپ خاموش ہو جائیں۔

شرح المفردات: ......أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ: کبیرہ گناہوں سے بھی کہیں زیادہ بڑے گناہ۔/ أَكْبَرُ: واحد مذکر، اسم تفضیل، باب كَرُمَ يَكْرُمُ۔

---

(٣٧٤) صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب عقوق الوالدين من الكبائر، ح:٢٦٥٤ ـ صحيح مسلم، كتاب الأيمان، باب بيان الكبائر وأكبرها، ح:٧٨

شــرح الـحديث:......معاملہ کی شدت کا احساس دلانے اوراس کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے آپ ﷺ نے فہیمانہ اسلوب اختیار کیا اور ایک حالت سے تبدیل ہو کر دوسری حالت میں ہو گئے۔یعنی پہلے آپ ﷺ نے شرک اور والدین کی نافرمانی کا ذکر ٹیک لگائی حالت میں ہی کیا،لیکن جب جھوٹی گواہی کا تذکرہ فرمانے لگے تو سیدھے ہو کر بیٹھ گئے،تاکہ مخاطبین پر اس کی اہمیت واضح ہو سکے اور وہ خوب توجہ ویکسوئی سے سن سکیں۔

نبی مکرم ﷺ نے ایک دن صبح کی نماز پڑھانے کے بعد تین مرتبہ یہ فرمایا:((عُـدِلَــتْ شَهَــادَةُ الـزُّوْرِ الْإِشْـرَاكِ بِـاللّٰهِ)) ''یعنی جھوٹی گواہی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر قرار دیا گیا ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:﴿فَـاجْتَـنِبُـوْا الـرِّجْـسَ مِنَ الْاَوْثَـانِ وَاجْتَـنِبُـوْا قَـوْلَ الـزُّوْرِ﴾ (الحج: ۲۲/۳۰) (سنن ابی داؤد: ۳۵۹۹، سنن ابن ماجة: ۲۳۷۲)

(۳۷۵) عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَادَّعٰى نَـاسٌ دِمَـاءَ رِجَالٍ وَأَمْوَالَهُمْ وَلٰكِنَّ الْيَمِينَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ)).

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو ان کے دعووں پر ہی دیا جاتا ہوتا تو لوگ دوسرے لوگوں کے خونوں اور ان کے مالوں پہ دعویٰ کرنے لگتے،لیکن جس کے خلاف دعویٰ کیا گیا ہو اس کے ذمے قسم دینا ہے۔

شرح المفردات:......**دِمَاءٌ**: خون سے مراد قتل ہے۔

الْمُدَّعٰی عَلَيه: جس کے خلاف کسی نے دعویٰ کیا ہو۔/ واحد مذکر، اسم مفعول، باب افتعال۔

شرح الحديث: ......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:((اَلْبَيِّـنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ، وَالْيَمِيْنُ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ.)) ''دعویٰ کرنے والے کے ذمے دلیل (گواہ پیش کرنا) دینا ہے اور جو (اس دعوے کا) انکار کرے، اس کے ذمے قسم اٹھانا ہے۔'' (السنن الكبرىٰ للبيهقي: ۱۰/۲۵۲)

❀❀❀❀

(۳۷۵) صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله تعالىٰ:ان الذين يشترون بعهد الله۔۔۔، ح:۴۵۵۲۔صحیح مسلم، کتاب الأقضية، باب اليمين على المدعىٰ عليه، ح:۱۷۱۱

كِتَابُ الْأَطْعِمَةِ
ماکولات کے مسائل

شریعت اسلامیہ کا ماکولات ومشروبات، لباس اور رہائش کے متعلق اصل حکم حلت کا ہے، یعنی یہ سب کے سب حلال ہیں سوائے ان کے جن کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ یہ چیزیں انسانی زندگی کا لازمی جزو ہیں، جان بچانے اور اللہ تعالیٰ کی احسن انداز میں عبادت واطاعت بجالانے کے لیے انھیں مشروع قرار دیا گیا ہے۔ البتہ ان چیزوں کے بھی اللہ تعالیٰ نے کچھ اصول اور آداب بیان کیے ہیں کہ جن کا پاس ولحاظ رکھنے سے انسان بظاہر اپنا پیٹ بھر رہا ہوتا ہے لیکن ضمناً وہ اللہ کا حکم ماننے اور حسنِ نیت کی وجہ سے اجر وثواب بھی حاصل کر رہا ہوتا ہے۔

(٣٧٦) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ : ۔وَأَهْوَى النُّعْمَانُ بِإِصْبَعَيْهِ إِلٰى أُذُنَيْهِ۔ ((إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَالْحَرَامَ بَيِّنٌ ، وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ ، لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ ، كَالرَّاعِي يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى ، يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى ، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ)) .

سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا اور نعمان نے اپنے دونوں (ہاتھوں کی) انگلیوں کو اپنے کانوں کی طرف بڑھایا۔ یقیناً حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں جن (کے حلال یا حرام ہونے) کا اکثر لوگوں کو علم ہی نہیں ہے، سو جو ان مشتبہات سے بچ گیا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو محفوظ رکھنے کا سامان پیدا کرلیا اور جو مشتبہات میں پڑ گیا تو وہ حرام میں پڑ گیا (اس کی مثال اس) چرواہے کے مانند ہے جو (اپنے جانوروں کو) ممنوعہ چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے، قریب ہے کہ وہ اس میں چرنے لگیں، آگاہ رہو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے، خبردار! اللہ تعالیٰ کی چراگاہ اس کے حرام کردہ امور ہیں، سنو! بلاشبہ جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہوتا ہے کہ جب وہ درست ہو تو سارا جسم ہی سلامت رہتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم ہی متاثر ہو جاتا ہے، یاد رکھو!

(٣٧٦) صحيح البخاري، كتاب الايمان، باب فضل من استبرألدينه، ح:٥٢ ـ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب أخذ الحلال وترك الشبهات، ح: ١٥٩٩

وہ (ٹکڑا) دل ہے۔

شـرح الـمـفـردات: ...... بَیِّنٌ: ظاہر اور واضح ،یعنی وہ امور جن کے حلال وحرام ہونے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے واضح فرامین موجود ہوں یا امتِ مسلمہ کا بالاتفاق ان پر اجماع ہو۔

مُشْتَبِهَاتٌ: ...... یہ مُشْتَبِهٌ کی جمع ہے اور اس سے مراد وہ امور ہیں جن کے حلال یا حرام ہونے میں صاف وضاحت نہ ہو۔/ جمع مؤنث، اسم فاعل، باب افتعال۔

اِسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ: ...... اس نے اپنے دینی معاملات میں نقص وارد ہونے سے اور عزت وآبرو پر قدغن لگنے سے خود کو بچالیا۔/ اِسْتَبْرَأَ: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب استفعال۔

الْحِمٰى: ...... وہ علاقہ جسے بادشاہ یا اس کا نائب مجاہدین کے گھوڑوں کی چراگاہ کے طور پر مختص کردے اور کسی غیر کو اس میں داخلے کی اجازت نہ ہو۔

مُضْغَةً: ...... گوشت کا لوتھڑا۔

شـرح الـحديث: ...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مشتبہات سے مراد وہ امور ہیں جن کی بابت دلائل کے تعارض اور علماء کے اختلاف کی وجہ سے یہ واضح نہ ہو کہ وہ حلال ہیں یا حرام۔ (فتح الباری لابن حجر: ١/ ١٢٧)

تمام امور واشیاء کا حکم تین قسموں پر مشتمل ہے:

حلال: ......مثلاً پاکیزہ کھانے کھانا، شادی کرنا اور جائز وغیر ممنوع تجارت کرنا وغیرہ۔

حرام: ...... جیسے شراب پینا، محرم سے شادی کرنا اور چوری وڈاکا وغیرہ۔

مشتبہ: ......مثال کے طور پر گھوڑے، خچر اور گوہ کا گوشت کھانے کے حلال وحرام ہونے کے بارے میں اختلاف وغیرہ (جامع العلوم والحکم لابن رجب: ص ٦٧)

چنانچہ جن امور کے بارے میں قطعی طور پر حلال یا حرام کا حکم وارد ہوا ہے، تو ان پر بلا تردّد اور بلا حیل وحجت عمل واجب ہے، رہی تیسری قسم تو اس کے بارے میں اگر تو ادلّہ صحیحہ کی روشنی میں اس کا کوئی ایک رُخ متعین ہوتا ہو تو پھر اس پر عمل ضروری ہے، لیکن اگر وہ مشتبہ ہی رہے تو پھر اس سے بچنا ضروری ہے۔ **واللّٰہ أعلم بالصواب**

(٣٧٧) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: أَنْفَجْنَا أَرْنَباً بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغَبُوا، وَأَدْرَكْتُهَا فَأَخَذْتُهَا، فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ، فَذَبَحَهَا وَبَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے 'مرالظہران' کے مقام پر ایک خرگوش کا پیچھا کیا، لوگ دوڑے تو وہ تھک گئے اور میں اس تک پہنچ گیا اور اسے پکڑ لیا تو میں اسے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا، انھوں نے اسے ذبح کیا اور رسول اللہ ﷺ کو

---

(٣٧٧) صحيح البخاري، كتاب الهبة، باب قبول هدية الصيد، ح:٢٥٧٢۔صحيح مسلم، كتاب الصيدوالذبائح، باب اباحة الأرنب، ح:١٩٥٣

بِوَرِكِهَا وَفَخِذَيْهَا، فَقَبِلَهُ.
اس کا سُرین اور اس کی رانیں بھیجیں تو آپ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا۔

شرح المفردات: ......أَنْفَجْنَا: ہم نے پکڑنے کے لیے اس کا پیچھا کیا۔/ تثنیہ وجمع مذکر ومؤنث متکلم، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

أَرْنَبٌ: ...... یہ نر اور مادہ خرگوش دونوں پر بولا جاتا ہے لیکن مادہ پر بکثرت مستعمل ہے کیونکہ نر کے لیے خُزَزٌ کا لفظ خاص ہے۔

لَغَبُوا: ...... بہت زیادہ تھک گئے۔/ جمع مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

شرح الحديث: ......امام عون الدین بن ہبیرہ نے خرگوش کا گوشت کھانے کی اباحت پر اتفاق ذکر کیا ہے۔

(الافصاح لابن هبيرة: ٢/ ٣١٤)

(٣٧٨) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: نَحَرْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ.
سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں گھوڑا ذبح کیا، پھر ہم نے اسے کھایا۔

وَفِي رِوَايَةٍ: وَنَحْنُ بِالْمَدِينَةِ.
ایک روایت میں ہے: اور ہم مدینہ میں تھے۔

شرح المفردات: ......فَرَسٌ: یہ لفظ گھوڑا گھوڑی مذکر ومؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے۔

شرح الحديث: ...... یہ حدیث گھوڑے کے گوشت کی اباحت پر دلیل ہے اور اسماء رضی اللہ عنہا کے قول ونحن بالمدينة سے ان لوگوں کے مؤقف کی تردید ہوتی ہے جو اس کا گوشت کھانا ممنوع قرار دیتے ہیں اور علّت یہ بتلاتے ہیں کہ یہ آلاتِ جہاد میں سے ہے، لہٰذا جہاد فرض ہونے کے بعد اس کا کھانا جائز نہیں رہا تھا، جبکہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کا یہ بیان کہ اس وقت ہم مدینہ میں تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ جہاد فرض ہونے کے بعد کا ہے۔ اور اس کی ممانعت کے قائلین ایک دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ اس واقعہ کی خبر نبی کریم ﷺ کو نہیں ہوسکی تھی وگرنہ آپ ﷺ منع فرما دیتے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ خاندانِ صدیقی کے نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے اہلِ بیت سے قریبی مراسم کے پیشِ نظر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ کوئی کام کرتے اور اس کی اطلاع نبی ﷺ کو نہ ہو پاتی، اور یہ بھی محال ہے کہ وہ کوئی ایسا کام کرتے کہ جس کے بابت ان کے علم میں اس کے جواز یا عدمِ جواز کا حکم نہ ہوتا۔ (كشف اللّثام للسفاريني: ٦/ ٥٢٤)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابی کا یہ قول کہ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایسا کیا کرتے تھے، مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے۔ (فتح البارى لابن حجر: ٩/ ٦٤٩)

---

(٣٧٨) صحيح البخاری، كتاب الذبائح، باب النحر والذبح، ح: ٥٥١٠، ٥٥١١ - صحيح مسلم، كتاب الصيد والذبائح، باب في أكل لحوم الخيل، ح: ١٩٤٢

راوية الحدیث: ......سیّدہ اسماء رضی اللہ عنہا سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اخیافی بہن ہیں اور عمر میں ان سے بڑی تھیں۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے شادی ہوئی۔ انھوں نے مکہ ہی میں اسلام قبول کرلیا تھا۔ ایک قول کے مطابق اسلام قبول کرنے والوں میں آپ کا آٹھواں نمبر تھا۔ ہجرتِ مدینہ کی سعادت سے بھی بہرہ مند ہوئیں، انھوں نے نبی ﷺ ۵۶ احادیث روایت کی ہیں جن میں سے چودہ متفق علیہ ہیں۔ سو سال کی عمر پا کر مکہ مکرمہ میں ۷۳ ہجری میں فوت ہوئیں۔ مہاجر عورتوں میں سب سے آخر میں آپ ہی نے وفات پائی۔

(۳۷۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنهما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، وَأَذِنَ فِي لُحُومِ الْخَيْلِ .

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے گھریلو گدھے کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑے کے گوشت میں اجازت دی۔

شرح المفردات: ......**اَلْخَيْلُ**: گھوڑے، یہ لفظ جمع ہے، اس کا واحد نہیں آتا۔

شرح الحدیث: ......گھریلو گدھے کے گوشت کی تحریم پر صحابہ اور ان کے بعد کے ائمہ وعلماء کا اتفاق ہے۔

(کشف اللّثام للسفارینی: ۶/۵۲۸)

(۳۸۰) وَلِمُسْلِمٍ وَحْدَهُ: قَالَ: أَكَلْنَا زَمَنَ خَيْبَرَ الْخَيْلَ وَحُمُرَ الْوَحْشِ، وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْحِمَارِ الْأَهْلِيِّ .

اور صرف مسلم میں (یہ ذکر) ہے: کہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خیبر کے زمانے میں گھوڑے اور جنگلی گدھے کھائے اور نبی ﷺ نے گھریلو گدھے سے منع فرمایا۔

شرح المفردات: ......**حُمُرٌ**: یہ حِمَارٌ کی جمع ہے، گدھے۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں بھی گھریلو گدھے کے گوشت کی حرمت بیان کی گئی ہے۔

(۳۸۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى رضي الله عنه قَالَ: أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ لَيَالِيَ خَيْبَرَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ وَقَعْنَا فِي الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، فَانْتَحَرْنَاهَا، فَلَمَّا غَلَتْ بِهَا الْقُدُورُ نَادٰى مُنَادِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَكْفِئُوا الْقُدُورَ، وَرُبَّمَا قَالَ: وَلَا تَأْكُلُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ شَيْئاً .

سیّدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ خیبر کی راتوں میں ہمیں (ایک مرتبہ) بھوک لگ گئی تو جس دن خیبر (کی فتح) کا دن تھا، ہم نے گھریلو گدھے پکڑے اور انھیں ذبح کرڈالا، پھر جب ان سے (بھری) ہنڈیاں کھولنے لگیں تو رسول اللہ ﷺ کے ایک منادی نے آواز لگائی کہ ہنڈیاں اُلٹا دو اور تم گدھوں کے گوشت سے کچھ بھی مت کھاؤ۔

---

(۳۷۹) صحیح البخاری، کتاب الذبائح، باب لحوم الحمر الانسیة، ح:۵۵۲۰۔ صحیح مسلم، کتاب الصیدوالذبائح، باب فی أکل لحوم الخیل، ح: ۱۹۴۱

(۳۸۰) صحیح مسلم، کتاب الصیدوالذبائح، باب فی أکل لحوم الخیل، ح: ۱۹۴۱

(۳۸۱) صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب مایصیب من الطعام فی أرض الحرب، ح:۳۱۵۵۔صحیح مسلم، کتاب الصیدوالذبائح، باب تحریم أکل لحم الحمر الانسیة، ح:۱۹۳۷۔

شرح المفردات: ...... غَلَتْ : کھولنے لگیں، اُبلنے لگیں، جوش مارنے لگیں۔/ واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔

الْقُدُورُ : یہ قِدْرٌ کی جمع ہے، ہنڈیاں، دیگچیاں۔

أَكْفِئُوا :...... اُلٹا دو، انڈیل دو۔/ جمع مذکر حاضر، فعل امر معلوم، باب افعال۔

شرح الحدیث:...... یہ بھی گزشتہ دونوں حدیثوں کے معنی میں ہی ہے۔

راوی الحدیث: ......ان کا سلسلہ نسب یوں ہے: عبداللہ بن ابی اوفیٰ علقمہ بن خالد بن حارث بن ابی اسید بن رفاعہ بن ثعلبہ بن ہوازن۔ ان کے بھائی زید اور والد بھی اصحابِ رسول میں سے تھے۔ پچانوے احادیث کے راوی ہیں۔ ۸۵ ہجری میں وفات پائی۔ کوفہ میں فوت ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے آپ سب سے آخری تھے۔

(۳۸۲) عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ : حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ .

سیّدنا ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھریلو گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔

راوی الحدیث: ......ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد کے نام کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ بعض نے انھیں جرثوم بن لاشر لکھا ہے، بعض نے والد کا نام ناشر اور ناشم بتایا ہے۔ کچھ نے ماسح بن وبرہ ذکر کیا ہے۔ لاشر بن جرثومہ بھی منقول ہے اور ایک قول جرہم بن ناشم کا ہے۔ بہرحال باپ بیٹا دونوں اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ اپنی کنیت سے ہی مشہور تھے۔ غزوہ حنین وغیرہ میں شرکت فرمائی اور بیعتِ رضوان میں بھی شریک تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ یا عبدالملک کے دورِ خلافت میں جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔

(۳۸۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ : دَخَلْتُ أَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَيْتَ مَيْمُونَةَ فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوذٍ فَأَهْوٰى إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ ، فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ : أَخْبِرُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَأْكُلَ ، فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ فَقُلْتُ : أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟ قَالَ : ((لَا وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے تو بھُنی ہوئی گوہ لائی گئی، رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تو میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں موجود کچھ عورتوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس چیز کا بتلا دو جو آپ ﷺ کھانا چاہ رہے ہیں (جب بتلایا گیا کہ یہ گوہ ہے) تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، لیکن یہ ہمارے ملک میں

---

(۳۸۲) صحيح البخاری، كتاب الذبائح والصيد، باب لحوم الحمر الانسية، ح: ۵۵۲۷۔ صحيح مسلم، كتاب الصيدوالذبائح، باب تحريم أكل لحم الحمر الانسية، ح: ۱۹۳۶

(۳۸۳) صحيح البخاری، كتاب الأطعمة، باب ما كان النبی ﷺ لا يأكل حتى يسمى له......، ح: ۵۳۹۱۔ صحيح مسلم، كتاب الصيدوالذبائح، باب اباحة الضبّ ، ح: ۱۹۴۵

بِـأَرْضِ قَـوْمِـي فَـأَجِـدُنِي أَعَافُهُ))، قَالَ خَالِدٌ : فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَنْظُرُ .

نہیں پائی جاتی اس لیے طبیعت کو اس سے ناگواری ہوتی ہے۔ خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اسے (اپنی طرف) کھینچ لیا، پھر اسے کھانے لگا اور نبی ﷺ میری طرف دیکھ رہے تھے۔

شرح المفردات: ......**الضَّبُّ:** یہ سخت، کھردری دُم والا چھوٹا سا جانور ہوتا ہے۔

أَعَافُهُ:...... میری طبیعت اسے کھانا پسند نہیں کرتی۔/ واحد مذکر ومؤنث متکلم، فعل مضارع معلوم، باب ۔

شـرح الـحديث: ......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے گوہ کے متعلق فرمایا: ((لَا آكُلُهُ ، وَلَا أَنْهٰى عَنْهُ وَلَا أُحِلُّهُ ، وَلَا أُحَرِّمُهُ .)) ''میں یہ نہیں کھاتا، لیکن اس سے منع بھی نہیں کرتا اور نہ تو میں اسے حلال کہتا ہوں اور نہ ہی حرام قرار دیتا ہوں۔'' (مصنف ابن ابی شیبة : ٢٤٣٤٨) معلوم ہوا کہ کھانے والے کے لیے ممانعت نہیں ہے، البتہ نبی ﷺ اسے پسند نہیں فرماتے تھے، اور صحیح ترین مذہب کے مطابق گوہ کھانا بلا کراہت حلال ہے۔ (کشف اللّثام للسفارینی : ٦/ ٥٥١)

(٣٨٤) عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى رضي الله عنه قَـالَ : غَـزَوْنَـا مَعَ رَسُولِ اللّٰـهِ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ نَأْكُلُ الْجَرَادَ .

سیّدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات غزوے لڑے، ہم (اس موقعہ پہ) ٹڈیاں کھایا کرتے تھے۔

شرح المفردات: ...... **الْجَرَاد:** یہ اسم جمع ہے، ٹڈیاں۔ اس کی واحد جردۃ ہے۔

شـرح الـحديث: ......ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان مذکور ہے: ((كُـلُـوْهُ ، فَـإِنَّهُ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ .)) ''اسے کھالو، کیونکہ یہ سمندری شکار ہے۔'' (جامع الترمذی : ٨٥٠، سنن ابنِ ماجه : ٣٢٢٢)

(٣٨٥) عَـنْ زَهْـدَمِ بْـنِ مُضَرِّبٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ : كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ ، فَدَعَا بِـمَائِدَةٍ وَعَلَيْهَا لَحْمُ دَجَاجٍ ، فَدَخَلَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ شَبِيهٌ بِالْمَوَالِي فَقَالَ : هَـلُـمَّ ، فَتَـلَـكَّأَ ، فَقَالَ : هَلُمَّ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ مِنْهُ .

زہدم بن مضرب الجرمی بیان کرتے ہیں کہ ہم سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے کہ انھوں نے دستر خوان لگوایا اور اس پر مرغی کا گوشت تھا، تو بنو تیم اللہ کا ایک شخص آیا جس کا رنگ بہت سرخ تھا اور وہ غلاموں سے مشابہت رکھتا تھا، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: آؤ (کھانا کھاؤ) تو وہ پس و پیش ہونے لگا، آپ نے کہا: آ جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسے کھاتے دیکھا ہے۔

(٣٨٤) صحیح البخاری، کتاب الذبائح، باب أكل الجراد، ح:٥٤٩٥۔صحيح مسلم، كتاب الصيدوالذبائح، باب اباحة الجراد، ح:١٩٥٢

(٣٨٥) صحیح البخاری، كتاب التوحيد، باب قوله تعالىٰ:والله خلقكم وماتعملون ---، ح:٥١٨۔صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب ندب مب حلف يميناً فرأى غيرها خيراًمنها، ح:١٦٤٩

شرح المفردات: ......مَائِدَةٌ: دسترخوان، وہ چیز جس پر کھانا چنا جاتا ہے۔

دَجَاج: ...... اسم جمع، اس کی واحد دجاجة ہے۔

فَتَلَكَّأَ: ...... شش وپنج میں مبتلا ہوا، متردد ہوا، پس وپیش ہوا۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب تفعل۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں مرغی کے گوشت کی حلت کا بیان ہے۔

راوی الحدیث: ......زہدم رحمہ اللہ کی کنیت ابو مسلم ہے۔ آپ ثقہ تابعی تھے، کوفہ سے تعلق تھا۔ سیّدنا ابن عباس اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث روایت کیں۔

(٣٨٦) عَـن رضی اللہ عنہ ابْـنِ عَبَّـاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَـالَ : ((إِذَا أَكَـلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتّٰى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا)) .

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو وہ اپنے ہاتھوں کو تب تک صاف نہ کرے، جب تک کہ انھیں چاٹ نہ لے یا چٹوا نہ لے۔

شرح المفردات: ......فَلا يَمْسَحْ: یعنی صاف نہ کرے۔/ واحد مذکر غائب، فعل نہی معلوم، باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

شرح الحدیث: ......ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حکم کی علّت دوسری روایت میں وارد ہوئی ہے، جیسا کہ فرمایا: ((اِنَّهُ لا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ .)) (صحیح مسلم: ٢٠٣٣) ''یقیناً وہ نہیں جانتا کہ اس کے کس کھانے میں برکت ہے؟'' (شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد: ١٩٢/٤)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انسان کو جو کھانا پیش کیا جاتا ہے، اس میں برکت شامل ہوتی ہے، لیکن انسان کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ برکت کھانے کے کس حصے میں ہے؟ اس لیے ضروری ہے کہ اس برکت کے حصول کے لیے کھانے کے کسی بھی حصے کو ضائع نہ کیا جائے۔ (شرح صحيح مسلم للنووي: ٢٠٦/١٣)

بَابُ الصَّيْدِ ......شکار کے مسائل کا بیان

(٣٨٧) عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ : أَتَيْـتُ رَسُـولَ اللّٰهِ ﷺ فَـقُـلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰـهِ! إِنَّـا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ كِتَابٍ ، أَفَنَأْكُلُ فِـي آنِيَتِهِـمْ ؟ وَفِـي أَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَـوْسِـي وَبِـكَـلْبِـي الَّـذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِـكَـلْبِـي الْمُعَلَّمِ ، فَمَا يَصْلُحُ لِي ؟ قَالَ :

سیّدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم (کبھی کبھار) ایسی قوم کے علاقے میں ہوتے ہیں جو اہلِ کتاب ہیں، کیا ہم ان کے برتنوں میں کھا لیا کریں؟ اور کبھی شکار والی زمین میں ہوتے ہیں اور میں اپنی کمان اور اپنے کتے کے ذریعے جو کبھی سدھایا ہوا ہوتا ہے تو کبھی سدھایا ہوا نہیں ہوتا،

(٣٨٦) صحيح البخاري، كتاب الأطعمة، باب لعق الأصابع ومصها...، ح:٥٤٥٦ ـ صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب استحباب لعق الأصابع والقصعة، ح:٢٠٣١

(٣٨٧) صحيح البخاري، كتاب الذبائح، باب صيد القوس، ح:٥٤٧٨ ـ صحيح مسلم، كتاب الصيدوالذبائح، باب الصيدبالكلاب المعلّمة، ح: ١٩٣٠

((أَمَّا مَا ذَكَرْتَ يَعْنِي مِنْ آنِيَةِ أَهْلِ الْكِتَابِ ، فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا وَكُلُوا فِيهَا . وَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ ، وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ غَيْرِ الْمُعَلَّمِ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ)) .

شکار کر لیتا ہوں تو کیا یہ میرے لیے درست ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تیری وہ بات جو تو نے ذکر کی ہے، یعنی اہلِ کتاب کے برتنوں کے بارے میں، تو تمھیں اگر ان (کے برتنوں) کے علاوہ (کوئی اور برتن) مل جائے تو پھر ان میں نہ کھاؤ اور اگر تمھیں نہ ملے تو پھر انہیں دھولیا کرو اور ان میں کھا لیا کرو۔ جو تو اپنی کمان سے شکار کرتا ہے تو اس (سے تیر پھینکتے وقت اس) پر بسم اللہ پڑھ لیا کر اور پھر کھا لیا کر، پھر جو تو اپنے سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرے تو اس پر بھی بسم اللہ پڑھ (کے چھوڑ) اور کھا لے اور جو تُو غیر سدھائے کتے کے ذریعے شکار کرے تو (اگر) تو اسے خود ذبح کر لے (کتے کے کاٹنے یا پکڑنے سے مرا نہ ہو) تو کھا لے۔

شرح المفردات: ......**قَوْسٌ**: تیر پھینکنے کا قدیم اور معروف آلہ، جسے کمان کہتے ہیں۔

كَلْبِي الْمُعَلَّم: ...... تربیت یافتہ کتا، سکھایا ہوا، سدھایا ہوا/ **اَلْمُعَلَّمُ**: واحد مذکر، اسم مفعول، باب تفعیل۔

شرح الحديث: ......امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان برتنوں سے مراد اہل کتاب کے وہ برتن ہیں جن میں وہ خنزیر کا گوشت پکاتے ہیں یا شراب پیتے ہیں، جیسا کہ ایک روایت میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (سنن ابی داؤد: ۳۸۳۹) لیکن فقہاء کے نزدیک ان سے مطلقاً وہ برتن مراد ہیں جو نجاست میں استعمال نہیں ہوتے۔

(شرح صحيح مسلم للنووی: ۱۳/ ۸۰)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان برتنوں کو دھوئے بغیر استعمال کرنا مکروہ ہے، جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔

(فتح الباری لابن حجر: ۹/ ٦٠٦)

اس حدیث میں تربیت یافتہ کتے کے ذریعے سے شکار کرنے کی اباحت پر بھی دلیل ہے اور اس کا کیا ہوا شکار حلال ہے، بشرطیکہ کتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہو اور وہ شکار اس کتے نے اپنے مالک کے لیے ہی کیا ہو، یعنی اپنے کھانے کے لیے نہ کیا ہو، اور اس کے ساتھ کوئی اور کتا بھی شریک نہ ہوا ہو۔

(۳۸۸) عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ : قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي

ہمام بن حارث، سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول!

---

(۳۸۸) صحيح البخاری، كتاب الذبائح، باب ماأصاب المعراض بعرضه، ح: ۵۴۷۷، ۲۰۵۴، ۵۴۷٦ ـ صحيح مسلم، كتاب الصيدوالذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلّمة، ح:۱۹۲۹

أُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ فَيُمْسِكْنَ عَلَيَّ وَأَذْكُرُ اسْمَ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ : ((إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُعَلَّمَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ)) ، قُلْتُ : وَإِنْ قَتَلْنَ ؟ قَالَ : ((وَإِنْ قَتَلْنَ مَا لَمْ يَشْرَكْهَا كَلْبٌ لَيْسَ مِنْهَا)) ، قُلْتُ : فَإِنِّي أَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ الصَّيْدَ فَأُصِيبُ ؟ فَقَالَ : ((إِذَا رَمَيْتَ بِالْمِعْرَاضِ فَخَزَقَ فَكُلْهُ ، وَإِنْ أَصَابَهُ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْهُ)) .

میں سدھائے ہوئے کتے (شکار پر) چھوڑتا ہوں تو وہ میرے پاس (شکار) پکڑ کر لاتے ہیں اور میں نے (انہیں چھوڑنے سے پہلے) بسم اللہ بھی پڑھی ہوتی ہے (تو کیا میں ان کے کیے ہوئے شکار کو کھا سکتا ہوں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑے اور اس پر بسم اللہ بھی پڑھی ہو تو جو وہ تجھ پر روک لائے (یعنی پکڑ لائے) اسے کھا لے، میں نے کہا: اگر وہ (اس شکار کو جان ہی سے) مار ڈالے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ وہ مار ہی ڈالے، (پھر بھی حلال ہے) جب تک کہ اس کے علاوہ کوئی اور کتا اس میں شریک نہ ہو۔ میں نے کہا: میں نوکدار لکڑی سے بھی شکار کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اس کی دھار شکار کو زخم کر کے اسے چیر دے تو اسے کھا لے اور اگر لکڑی عرض کے بل لگے تو اسے مت کھا۔

وَحَدِيثُ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيٍّ نَحْوُهُ ، وَفِيهِ : ((إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ ، وَإِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ ، فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى غَيْرِهِ)) .

اور شعبی کی عدی رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث بھی اسی کے مثل ہے، اس میں ہے: سوائے اس کے کہ کتا کھالے، چنانچہ اگر وہ کھالے تو تُو مت کھا، کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ اس نے (وہ شکار) اپنے لیے کیا ہو اور اگر اس کے علاوہ بھی کوئی کتا اس کے ساتھ شامل ہو جائے تو مت کھا، کیونکہ تو نے صرف اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے اور اس کے علاوہ (کسی اور) پر نہیں پڑھی۔

وَفِيهِ : ((إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ الْمُكَلَّبَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ، فَإِنْ أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَأَدْرَكْتَهُ حَيًّا فَاذْبَحْهُ وَإِنْ أَدْرَكْتَهُ قَدْ قَتَلَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ ، فَإِنَّ أَخْذَ الْكَلْبِ ذَكَاتُهُ)) .

اور اسی میں ہے: جب تو اپنے تربیت یافتہ کتے کو چھوڑے تو اس پر اللہ کا نام لے لیا کر، پھر اگر وہ تجھ پر روک لے (یعنی تیرے لیے شکار پکڑ لے) اور تو اسے زندہ پا لے تو اسے ذبح کر اور اگر تو اس کو اس حالت میں پائے کہ کتے نے مار ڈالا ہو لیکن اسے کھایا نہ ہو تو اسے کھا لے کیونکہ کتے کا پکڑنا ہی اس کا ذبح ہونا ہے۔

وَفِيهِ أَيْضًا : ((إِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَاذْكُرِ

اور اس میں یہ بھی ہے: جب تو اپنا تیر پھینکے تو اس پر بسم اللہ پڑھ

اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ)) .

لیا کر۔

وَفِيـهِ : ((وَإِنْ غَـابَ عَـنْكَ يَـوْمـاً أَوْ يَوْمَيْنِ)) .

اور اسی میں ہے کہ اگرچہ وہ تجھ سے ایک یا دو دن تک غائب ہی رہے۔

وَفِـي رِوَايَةٍ : ((الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ فَلَمْ تَجِدْ فِيـهِ إِلَّا أَثَـرَ سَهْـمِكَ فَـكُلْ إِنْ شِئْتَ ، فَإِنْ وَجَـدْتَهُ غَرِيقاً فِي الْمَاءِ فَـلَا تَأْكُلْ ، فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي الْمَاءُ قَتَلَهُ أَوْ سَهْمُكَ ؟)) .

ایک روایت میں ہے : دو اور تین دن، پھر تو اس میں اپنے تیر کا نشان پائے تو اگر تُو چاہے تو کھالے، لیکن اگر تُو اسے پانی میں غرق ہوا پائے تو مت کھا، کیونکہ تجھے کیا معلوم کہ اسے پانی نے مارا ہے یا تیرے تیر نے۔

شرح المفردات: ...... **المِعْرَاض** : ...... نوک دار لاٹھی۔

خَزَقَ: ...... گھس جائے، آر پار ہو جائے، پیوست ہو جائے۔ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب **ضَرَبَ يَضْرِبُ**

بِعَرْضِهٖ: ...... تیر شکار کو چوڑائی کی جانب سے لگے یعنی آر پار نہ ہو سکے۔

غَرِيقاً: ...... غرق ہوا، پانی میں ڈوب کر مرا ہوا/ واحد مذکر، صفتِ مشبہ، باب **سَمِعَ يَسْمَعُ**.

شرح الحديث: ......اس حدیث میں شکار سے متعلقہ ہی کچھ امور بیان کیے گئے ہیں، جن کی وضاحت حدیث کے مفہوم ہی سے ہو رہی ہے۔

راوی الحدیث: ......اس حدیث کے دو راوی بیان ہوئے ہیں: ہمام اور عدی، ہمام معروف تابعی اور نہایت عبادت گزار تھے، ان کے والد کا نام حارث تھا اور کوفہ سے تعلق رکھتے تھے۔ کتب ستہ کے مؤلفین نے انھیں ثقہ قرار دیا ہے۔ دوسرے عدی ہیں، ان کی کنیت ابو طریف تھی۔ حاتم طائی کے بیٹے تھے۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی۔ چھیاسٹھ احادیث کے راوی ہیں۔ ایک سو بیس برس کی عمر پا کر دارِ بقاء کی طرف رختِ سفر باندھ گئے۔

(٣٨٩) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ رضي الله عنهما قَـالَ : سَـمِـعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَـقُولُ : ((مَنِ اقْتَنَى كَلْباً ، إِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ أَوْ مَـاشِيَةٍ ، فَـإِنَّـهُ يَـنْـقُـصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَان)) قَالَ سَالِمٌ : وَكَانَ أَبُوهُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُولُ : أَوْ كَلْبَ حَرْثٍ ، وَكَانَ صَاحِبَ حَرْثٍ

سیّدنا سالم بن عبد اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ، انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جس نے شکاری یا رکھوالے کتے کے علاوہ کوئی اور کتا رکھا تو یقیناً روزانہ اس کا دو قیراط اجر کم ہوتا (رہتا) ہے۔ سالم کہتے ہیں کہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: یا کھیتی کا کتا اور آپ زمیندار تھے۔

شرح المفردات: ...... **كَلْبَ حَرْثٍ** : یعنی کھیتی کی نگرانی کرنے والا کتا۔

---

(٣٨٩) صحيح البخاري، كتاب الذبائح، باب من اقتنىٰ كلباًليس بكلب صيد، ح: ٥٤٨١ ـ صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب وبيان نسخه ـ ـ ـ، ح: ١٥٧٤

شرح الحديث: ......اجر کم ہونے کی وجہ علماء نے یہ بتائی ہے کہ کتے کی موجودگی سے چونکہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہو پاتے، اس لیے کتا پالنے والے کے اجر وثواب سے روزانہ دو قیراط کم کر دیے جاتے ہیں۔

راوی الحدیث: ......سالم رحمہ اللہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔ ان کی کنیت ابوعمر اور ابوعبداللہ ذکر کی گئی ہے۔ جلیل القدر تابعی تھے اور مدینہ کے فقہاء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ان کے علم وفضل اور زہد وورع پر سب کا اتفاق ہے، ۱۰۶ ہجری میں رحلت فرمائی۔

(۳۹۰) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ رضي الله عنه قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوعٌ ، فَأَصَابُوا إِبِلاً وَغَنَماً ، وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أُخْرَيَاتِ الْقَوْمِ ، فَعَجِلُوا وَذَبَحُوا وَنَصَبُوا الْقُدُورَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْقُدُورِ فَأُكْفِئَتْ ، ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيرٍ ، فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيرٌ فَطَلَبُوهُ فَأَعْيَاهُمْ ، وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرَةٌ ، فَأَهْوَى رَجُلٌ مِنْهُمْ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ ، فَقَالَ : ((إِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ ، فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هٰكَذَا)) ، قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا لَاقُوا الْعَدُوِّ غَداً وَلَيْسَ مَعَنَا مُدىً ، أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ ؟ قَالَ : ((مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوهُ ، لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفْرَ ، وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذَالِكَ ، أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ ، وَأَمَّا الظُّفْرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ)) .

سیّدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ذوالحلیفہ میں تہامہ کے مقام پہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ لوگوں کو بھوک لگ گئی تو انھوں نے اونٹ اور بکریاں قابو میں کیں اور جلدی سے انھیں ذبح کیا اور دیگیں چڑھا دیں، رسول اللہ ﷺ اس وقت آخری لوگوں میں تھے (جب آپ ﷺ تشریف لائے) تو آپ ﷺ نے دیگوں (کو الٹا دینے) کا حکم فرمایا تو وہ اُلٹا دی گئیں، پھر آپ ﷺ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا، پھر ایک اونٹ بھاگ کھڑا ہوا، لوگ اسے پکڑنے لگے تو اس نے انھیں تھکا مارا اور لوگوں کے پاس گھوڑے بھی تھوڑے ہی تھے (کہ کوئی گھوڑا ہی اس کے پیچھے بھگا کر اسے پکڑ لیتے) چنانچہ ان میں سے ایک شخص نے (اسے) تیر مارا تو اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: وحشی جانوروں کی طرح ان میں بھی وحشی ہوتے ہیں، سو اگر ان میں سے کوئی تم پر غالب آ جائے تو تم بھی اس کے ساتھ اسی طرح کرو۔ میں نے کہا: ہمیں لگتا ہے کہ کل دشمن سے ہمارا مقابلہ ہو جائے گا لیکن ہمارے پاس تو چھریاں بھی نہیں ہیں، تو کیا ہم بانس کے سرکنڈے کے ساتھ ذبح کر لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو بھی چیز خون بہادے (اس سے ذبح کر لو) اور جس (ذبیحے) پر اللہ کا نام لیا گیا ہو، اسے کھالو، البتہ

(۳۹۰) صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب مایکره من ذبح الابل والغنم فی المغانم، ح: ۳۰۷۵، ۲۴۸۸۔ صحیح مسلم، کتاب الأضاحی، باب جواز الذبح بکل ما أنهر الدم الا السنّ والظفر، ح: ۱۹۶۸

دانت اور ناخن کے ساتھ (ذبح نہ کرو) میں (اس ممانعت کی توجیہ) بتلاتا ہوں: جو دانت ہے وہ ایک ہڈی ہے اور جو ناخن ہے وہ حبشہ (کے کافروں) کی چھری ہے۔

شرح المفردات: ......**نَدَّ:** بھاگ کھڑا ہوا، بے قابو ہوگیا/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔

أَعْيَاهُمْ: ...... انھیں اپنے پیچھے بھگا بھگا کر تھکا دیا/ أَعْيَا: واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

أَوَابِد: ...... یہ آبدۃ کی جمع ہے، وحشی جانور۔

أَنْهَرَ الدَّمَ: ...... جو جانور کا خون بہادے۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

مُدًی: ...... یہ مُدیَة کی جمع اور سِکِّین کا مترادف ہے، معنی ہے چھری۔

شرح الحدیث: ......ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ دانت یا ناخن کے ساتھ بہرصورت ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مؤقف ہے کہ اگر وہ دانت یا ناخن جس جانور کا ہے اس کے جسم سے علیحدہ ہو تو پھر اس سے ذبح کرنا جائز ہے۔ (الافصاح لابن هبيرة: ٣٠٨/٢)

بَابُ الْأَضَاحِيْ ......قربانیوں کے مسائل کا بیان

(٣٩١) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ، ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ، وَسَمّٰى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا.

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بڑے بڑے سینگوں والے سفید و سیاہ رنگ کے دو مینڈھوں کی قربانی کی، آپ ﷺ نے انھیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور اللہ کا نام لیا اور تکبیر پڑھی (بسم اللہ واللہ اکبر پڑھا) اور اپنے پاؤں کو ان کے کناروں پر رکھا۔

شرح المفردات: ......**الْأَمْلَح:** چتکبرہ، جس کا رنگ سفید و سیاہ ملا جلا ہو، مٹیالے رنگ والا۔

أَقْرَنَيْنِ: ...... اسم تفضیل کا صیغہ ہے، اس لیے معنی یہ ہوگا کہ دوسرے مینڈھوں کی نسبت یہ بڑے سینگوں والا تھا۔

صِفَاحِهِمَا: ...... الصفحة کا معنی ہے ہر چیز کا کنارہ، یہاں مراد ان کی گردنوں کے کنارے ہیں یعنی جہاں گردن ختم ہوتی ہے اس جگہ پر آپ ﷺ نے اپنا پاؤں رکھا۔

شرح الحدیث: اس حدیث میں ذبح کرتے ہوئے تسمیہ کے ساتھ تکبیر پڑھنے کے استحباب کا ذکر ہے، اور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جانور کی دائنی جانب پر ٹانگ رکھی جائے، کیونکہ اس سے ذبح کرنے والے کے لیے ذبح کرنے اور چھری پکڑنے میں آسانی ہوتی ہے، اور بائیں ہاتھ کے ساتھ جانور کا سر پکڑ لیا جائے۔ (فتح الباری لابن حجر: ١٨/١٠)

---

(٣٩١) صحيح البخاری، کتاب الأضاحی، باب التكبير عندالذبح، ح:٥٥٥٨۔ صحيح مسلم، کتاب الأضاحی، باب استحباب الضحية وذبحها......، ح: ١٩٦٦

كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ
مشروبات کے مسائل

مشروبات میں بھی سوائے ان چند کے جنھیں شریعت اسلامیہ نے ممنوع وحرام قرار دیا ہے، باقی تمام حلال ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے اصول اور آداب ضرور ملحوظ رکھنے چاہئیں۔

(٣٩٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ قَالَ عَلٰى مِنْبَرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ : أَمَّا بَعْدُ! أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ : مِنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ ، وَالْخَمْرُ : مَا خَامَرَ الْعَقْلَ ، ثَلَاثٌ ، وَدِدْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عَهِدَ إِلَيْنَا فِيهَا عَهْدًا نَنْتَهِي إِلَيْهِ الْجَدُّ وَالْكَلَالَةُ وَأَبْوَابٌ مِنَ الرِّبَا .

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے منبر رسول ﷺ پر فرمایا: امابعد! اے لوگو! بلاشبہ جوشراب کی حرمت نازل ہوئی ہے، وہ پانچ چیزوں سے ہے :انگور سے، کھجور سے، شہد سے، گندم اور جو سے۔ ہر وہ چیز خمر (یعنی شراب) ہے جو عقل پر پردہ ڈال دے۔ تین امور کے متعلق میں نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے بارے میں ہمیں اس طرح بتلائیں کہ ہم اس کی (مزید وضاحت حاصل کرنے سے) رک جائیں: دادا، کلالہ اور سودی معاملات۔

شرح المفردات: ......**الْكَلَالَةُ:** وہ شخص جس کا باپ فوت ہو چکا ہو اور اولاد بھی نہ ہو، فوت ہوگئی ہو یا پیدا ہی نہ ہوئی ہو۔

شرح الحديث: ......بعض اہلِ لغت نے خمر کے لفظ کو صرف اس شراب کے ساتھ خاص کیا ہے، جو انگوروں سے تیار کی جاتی ہے۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے، کیونکہ اعتبار شرعی حقیقت کا کیا جائے گا، اور بہت سی احادیث اس کی بابت وارد ہوئی ہیں جن میں خمر کا لفظ انگوروں کے علاوہ دیگر اشیاء سے بنی ہوئی شراب پر بولا گیا ہے، چنانچہ لغوی حقیقت پر شرعی حقیقت مقدم ہے۔ (كشف اللثام للسفاريني : ٧/٥٧)

(٣٩٣) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے شہد

---

(٣٩٢) صحيح البخاری، كتاب الأشربة، باب ما جاء فی أن الخمر ماخامر العقل من الشراب، ح: ٥٥٨٨۔ صحيح مسلم، كتاب التفسير، باب فی نزول تحريم الخمر، ح:٣٠٣٢

(٣٩٣) صحيح البخاری، كتاب الأشربة، باب الخمر من العسل، ح: ٥٨٥۔ صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب بيان أن كل مسكر خمر وان كل خمر حرام، ح: ٢٠٠١

سُئِلَ عَنِ الْبِتْعِ ؟ فَقَالَ : ((كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ)) .

کی شراب کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: پینے کی ہر وہ چیز جو نشہ آور ہو، حرام ہے۔

شرح المفردات:...... اَلْبِتْعُ: وہ شراب جو شہد سے تیار کی جاتی ہے۔

شرح الحدیث: ...... مذکورہ حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ایک اصول بیان فرمادیا کہ ہر نشہ آور مشروب حرام ہے، یعنی بجائے ہر ہر چیز کا الگ الگ حکم بیان کرنے کے یہ پیمانہ مقرر کر دیا کہ جس چیز میں بھی نشہ پایا جائے گا، وہ شراب ہی کے حکم میں ہوگی۔

(٣٩٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ بَلَغَ عُمَرَ : أَنَّ فُلاناً بَاعَ خَمْراً فَقَالَ : قَاتَلَ اللّٰهُ فُلَانًا أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُودَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُومُ فَجَمَلُوهَا فَبَاعُوهَا)) .

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ فلاں شخص شراب کی تجارت کرتا ہے، تو آپ نے کہا: اللہ تعالیٰ فلاں کو غارت کرے، کیا اسے نہیں معلوم کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو (اسی وجہ سے) ہلاک کیا کہ جب ان پر چربی حرام کی گئی تو وہ اسے پگھلا کر بیچ دیا کرتے تھے۔

شرح المفردات:...... اَلشُّحُومُ: یہ شَحْمٌ کی جمع ہے، اس سے مراد ہر قسم کے جانور کی چربی ہے۔

شرح الحدیث: ......سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کے فعل کو بطورِ مثال اس لیے پیش کیا کہ شاید اس شخص کا یہ زعم ہو کہ صرف اس کا پینا حرام ہے، بیچنا حرام نہیں۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے بجائے اسے یہ بتلانے کے کہ اس کا بیچنا بھی حرام ہے، یہودیوں کے فعل کی مثال دے کر وضاحت فرمادی کہ جس چیز کو کھانا پینا حرام قرار دے دیا جائے، تو اس کے استعمال اور استمتاع کے جملہ طرق حرام ہو جاتے ہیں۔

❀❀❀❀

(٣٩٤) صحيح البخاري، كتاب البيوع، باب لايذاب شحم الميتة ولايباع، ح: ٢١١٠۔صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ح:١٥٨٢

كِتَابُ اللِّبَاسِ
لباس کے مسائل

لباس کا حکم بھی ماکولات ومشروبات کے مثل ہے۔

(٣٩٥) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ، فَإِنَّهُ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الآخِرَةِ)).

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ریشم نہ پہنا کرو، کیونکہ جو دنیا میں اسے پہنتا ہے وہ آخرت میں اسے نہیں پہنے گا۔

شرح المفردات:...... **اَلْحَرِير**: اس سے ہر قسم کا ریشم مراد ہے، خواہ باریک ہو یا موٹا۔

شرح الحديث:...... ابن ابی حمزہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مردوں کے لیے اس نہی کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بخوبی علم تھا کہ عورتوں کی تزئین و آرائش کی خواہش کے بسبب ان کے لیے اس سے پرہیز اور صبر بہت مشکل ہوگا، اور عورتوں کی تزئین و آرائش بھی بہ امکانِ غالب اپنے خاوندوں کے لیے ہی ہوتی ہے، اس لیے ان کے لیے رخصت دے دی گئی۔

(فتح البارى لابن حجر: ٢٩٦/١٠)

(٣٩٦) عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضی اللہ عنہما قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيرَ وَلَا الدِّيبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوا فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَا تَأْكُلُوا فِي صِحَافِهِمَا، فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الآخِرَةِ))

سیّدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: نہ تم عام ریشم پہنو اور نہ ہی موٹا ریشم، نہ تم سونے چاندی کے برتنوں میں پیا کرو اور نہ تم ان کی پلیٹوں میں کھایا کرو، کیونکہ یہ ان (یعنی کفار) کے لیے دنیا میں ہیں اور تمھارے لیے آخرت میں ہوں گے۔

شرح المفردات:...... **اَلْحَرِير**: عام ریشمی کپڑا۔

اَلدِّيبَاج:...... موٹا ریشمی کپڑا، جس کا تانا بانا ریشم ہی کا ہوتا ہے۔

---

(٣٩٥) صحيح البخارى، كتاب اللّباس، باب لبس الحرير وافتراشه للرجال، ح: ٥٤٩٢ـ صحيح مسلم، كتاب اللّباس، باب تحريم استعمال اناء الذهب والفضة على الرجال والنساء، ح:٢٠٦٩

(٣٩٦) صحيح البخارى، كتاب الأطعمة، باب الأكل فى اناء مفضض، ح:٥١١٠ـ صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب تحريم، ح:٢٠٦٧

صِحَافِهِمَا: ...... یہ صحفة کی جمع ہے، اس سے مراد ہر چوڑا برتن ہے جیسے پلیٹ وغیرہ۔

شرح الحدیث: ......ان چیزوں کے حرام ہونے کی علت اسراف، فخر وغرور اور غرباء وفقراء کی تکسیر قلوب ہے۔ (المفهم للقرطبی: ٥/٣٤٥) ایک روایت میں اس کی یہ توجیہ بیان کی گئی ہے: ((لِبَاسُ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَشَرَابُ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَآنِيَةُ اَهْلِ الْجَنَّةِ.)) ''یہ جنتیوں کا لباس، جنتیوں کے مشروب اور جنتیوں کے برتن ہیں۔'' (مستدرك للحاكم: ٧٦١٢) یعنی یہ چیزیں جنتیوں کے لیے خاص ہیں اور وہیں ملیں گی، چنانچہ انھیں دنیا میں استعمال کرنا جنت میں ان سے محرومی کا باعث ہے۔

(٣٩٧) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضي الله عنه قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، لَهُ شَعَرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ بُعَيْدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَيْسَ بِالْقَصِيرِ وَلَا بِالطَّوِيلِ.

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سرخ جبے میں رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر حسین اور خوبصورت کسی صاحب زُلف کو نہیں دیکھا، آپ ﷺ نے بال مبارک (لمبے) رکھے ہوئے تھے جو کندھوں پر پڑتے تھے، آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان بھی فاصلہ تھا اور نہ آپ ﷺ چھوٹے قد والے تھے۔ نہ ہی بہت لمبے۔

شرح المفردات: ......ذِی لِمَّةٍ: زُلف کے وہ بال جو کانوں کی لَو سے تجاوز کر جائیں۔

حُلَّة: ...... یہ دو کپڑوں پر مشتمل لباس ہوتا ہے۔

شرح الحدیث: ......حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے مردوں کے لیے سرخ رنگ کے لباس کے جواز کا اثبات ہو رہا ہے، بخلاف احناف کے۔ کیونکہ ان کے ہاں مردوں کے لیے سرخ لباس مکروہ ہے اور وہ سنن ابوداؤد کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے سرخ رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے ایک شخص گزرا اور اس نے آپ کو سلام کہا تو آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اوّلاً تو یہ حدیث ہی ضعیف ہے اور ثانیاً نبی ﷺ نے ان کے سلام کا جواب کسی اور بنا پر نہیں دیا تھا، یہ وجہ نہیں تھی۔ (فتح الباری لابن حجر: ١/٤٨٥)

(٣٩٨) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضي الله عنه قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ

سیّدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات امور کا حکم فرمایا اور سات کاموں سے منع فرمایا: آپ ﷺ نے ہمیں مریض کی عیادت کرنے، جنازے میں

(٣٩٧) صحيح البخاری، كتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ، ح:٣٣٥٨۔ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب صفة النبی ﷺ وأنه كان أحسن الناس وجها، ح: ٢٣٣٧

(٣٩٨) صحيح البخاری، كتاب الأشربة، باب آنية الفضة، ح: ٥٦٣٥۔ صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم استعمال اناء الذهب والفضة۔۔۔، ح: ٢٠٦٦

الْـجِنَازَةِ ، وَتَشْـمِيـتِ الْعَاطِسِ ، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ ، (أَوْ الْـمُـقْسِمِ)وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ ، وَإِجَـابَةِ الدَّاعِي ، وَإِفْشَاءِ السَّلامِ . وَنَهَانَا عَـنْ خَـوَاتِيـمَ ـأَوْـ عَـنْ تَخَتُّمٍ بِالذَّهَبِ ، وَعَـنِ الشُّـرْبِ بِـالْـفِضَّةِ ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ ، وَعَـنِ الْـقَسِّـيِّ ، وَعَـنْ لُبْـسِ الْحَـرِيـرِ ، وَالإِسْتَبْرَقِ ، وَالدِّيبَاجِ .

شریک ہونے ،چھینکنے والے کا جواب دینے ،مظلوم کی مدد کرنے ، دعوت دینے والے (کی دعوت) کو قبول کرنے اور زیادہ سے زیادہ سلام کرنے کا حکم فرمایا، اور سونے کی انگوٹھیاں پہننے سے، چاندی کے برتنوں میں پینے سے، ریشم سے آراستہ سواری ،ٹسر کے کپڑوں سے، باریک ریشم، بہت قیمتی کپڑا اور موٹا ریشم پہننے سے منع فرمایا۔

شرح المفردات: ......**تَشْمِيتُ الْعَاطِسِ:** چھینکنے والے کو یَرْحَمُكَ اللّٰه کی دعا سے جواب دینا۔/ تشمیت: مصدر، باب تفعیل۔

الْمَيَاثِر: ...... یہ میثرۃ کی جمع ہے اوراس سے مراد وہ ریشمی زین ہے جو گھوڑے یا اونٹ کی پشت پر رکھ کر اس پر بیٹھا جاتا ہے۔

الْقَسِّی: ...... ٹسر، یہ بھی ریشم ہی کی ایک قسم ہے۔

شرح الحديث: ......ابن دقیق العید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امر و نہی کے اعتبار سے صحابی کا خبر دینا تین مراتب پر ہوتا ہے:

(۱)......صحابی اِفْعَلُوْا (یہ کام کرو) یا لَا تَفْعَلُوْا (یہ کام مت کرو) اور ان کے مترادف صیغہ کے ساتھ بیان کرے۔

(۲)...... یا وہ ان الفاظ میں بیان کرے کہ نبی ﷺ نے ہمیں یہ حکم فرمایا، یا آپ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا، تو یہ اولیٰ فی العمل ہے، خواہ وہ امر ہو یا نہی۔

(۳)...... یا صیغہ مجہول سے بیان کرے، یعنی أُمِرْنَا (ہمیں یہ حکم دیا گیا) یا نُهِيْنَا (ہمیں اس کام سے منع کیا گیا) کہے، تو یہ عمل میں دوسرا درجہ رکھتا ہے، کیونکہ اس میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ ممکن ہے آمرونا ہی نبی ﷺ کے علاوہ کوئی اور شخص ہو۔ (شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد: ١/ ١٨٦)

(٣٩٩) عَـنِ ابْـنِ عُـمَـرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُـولَ اللّٰهِ ﷺ اصْـطَـنَعَ خَاتَماً مِنْ ذَهَبٍ ، فَكَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ إِذَا لَبِسَهُ ، فَصَنَعَ الـنَّاسُ كَذَالِكَ ، ثُمَّ إِنَّهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَـنَـزَعَـهُ فَـقَـالَ : ((إِنِّي كُنْتُ أَلْبَسُ هٰذَا

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی تیار کروائی، جب آپ ﷺ اسے پہنتے تو اس کا نگینہ ہتھیلی کے اندر والی سائیڈ پر کیا کرتے تھے تو لوگ بھی اسی طرح کرنے لگے، پھر آپ ﷺ منبر پر بیٹھے تو اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا: میں یہ انگوٹھی پہنا کرتا تھا اور میں اس کے

(٣٩٩) صحيح البخاري، كتاب الايمان، باب من حلف على الشيء ......، ح: ٦٦٥١ـ صحيح مسلم، كتاب اللباس، باب تحريم خاتم الذهب على الرجال، ح:٢٠٩١

الْخَاتَمَ وَأَجْعَلُ فَصَّهُ مِنْ دَاخِلٍ)) فَرَمٰى بِهِ ثُمَّ قَالَ : ((وَاللّٰهِ! لَا أَلْبَسُهُ أَبَداً فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ))

وَفِي لَفْظٍ : جَعَلَهُ فِي يَدِهِ الْيُمْنٰى .

نگینے کو اندر کی جانب کرتا تھا، پھر آپ ﷺ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا: اللہ کی قسم! میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا، تو لوگوں نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: آپ ﷺ اسے دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

شرح المفردات: ...... اِصْطَنَعَ: تیار کروائی، بنوائی۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افتعال۔

فَصَّهُ: ...... اس کا نگینہ۔ نَبَذَ: ...... اتار کر پھینک دیا۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔

شرح الحدیث: ...... علمائے سِیَر کا کہنا ہے کہ عرب لوگ عادتاً انگوٹھی نہیں پہنا کرتے تھے، لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے دیگر بلاد وممالک کے بادشاہوں کو خط لکھنا چاہا تو آپ ﷺ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ لوگ صرف وہی خط پڑھتے ہیں جس پر بھیجنے والے کی مہر ثبت ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس پر ''محمد رسول اللہ'' کنداں کروایا، آپ ﷺ کو دیکھ کر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوا کر پہن لیں، پھر اگلے ہی روز جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور انھوں نے بتلایا کہ سونا پہننا آپ ﷺ کی امت کے مردوں پر حرام ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس انگوٹھی کو اتار پھینکا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار کر پھینک دیں۔ (السيرة الحلبية للبرهان الحلبى : ٣/ ٢٨١)

(٤٠٠) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لَبُوسِ الْحَرِيرِ إِلَّا هٰكَذَا ، وَرَفَعَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أُصْبُعَيْهِ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطٰى .

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا، سوائے اتنے کے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں یعنی شہادت کی اور درمیانی انگلی کو اٹھایا (اور اشارے سے بتلایا کہ اتنا)۔

وَلِمُسْلِمٍ : نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلَّا مَوْضِعَ أُصْبُعَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ أَوْ أَرْبَعٍ .

مسلم میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے روکا ہے، سوائے دو انگلیوں کی جگہ کے (بقدر) یا تین یا چار کے۔

شرح المفردات: ...... اَلسَّبَّابَةَ: اس کا لفظی مطلب گالیاں دینے والی انگلی ہے، چونکہ گالی دیتے ہوئے اس انگلی سے اشارہ کیا جاتا ہے اس لیے اسے سبّابہ کہا جاتا ہے۔ اس کا نام سَبَّاحَة (تسبیح کہنے والی انگلی) بھی ہے۔ شہادت کی اُنگلی اس لیے کہا جاتا ہے کہ نماز یا دیگر معاملات میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بھی اسی انگلی کو اُٹھایا جاتا ہے۔

شرح الحدیث: ...... یعنی صرف دو سے چار انگلیوں کے بقدر ریشم پہننے کی اجازت ہے، اور اگر ورعاً اس سے بھی احتراز کیا جائے تو افضل ہے۔

---

(٤٠٠) صحيح البخاری، كتاب اللّباس، باب لبس الحرير وافتراشه للرجال، ـ صحيح مسلم، كتاب اللّباس، باب تحريم استعمال اناء الذهب والفضة على الرجال والنساء، ح: ٢٠٦٩ .

كِتَابُ الْجِهَادِ
جہاد کے مسائل

جہاد، جہد سے مشتق ہے، لغوی طور پر اس کا مطلب ہے ہر وہ سرگرمی جو انسان کسی مقصد کے حصول کے لیے عملی یا جسمانی طور پر دکھاتا ہے۔ اصطلاحاً اس سے مراد اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لیے کافروں سے جنگ میں جانی، مالی اور لسانی طور پر شریک ہونا۔ جہاد کے فرض ہونے کی تین صورتیں ہیں: اوّل: جب امام جنگ کا اعلان کر دے، دوم: جب کافر کسی مسلمان ملک پر حملہ کر دیں، سوم جب کوئی میدانِ جنگ میں آ جائے تو پھر وہاں سے بھاگنا حرام ہے، تب جہاد فرضِ عین ہو جاتا ہے۔ جہاد اسلام کی کوہان ہے، دنیا سے طاغوتی نظام ختم کر کے اللہ کا قانون نافذ کرنے کا مؤثر ترین ذریعہ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کی جانے والی کوششوں کی اعلیٰ ترین صورت ہے۔ اس کی فضیلت کے متعلق بے شمار آیات اور احادیث وآثار موجود ہیں۔ ان تمام کے بیان کی یہاں گنجائش نہیں۔ یہ کس قدر فضیلت اور کیف وسرور کا حامل عمل ہے اس کا اندازہ اسی سے لگائیے۔ خود نبی کریم ﷺ نے یہ خواہش فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دشمنانِ اسلام سے لڑتا لڑتا شہید ہو جاؤں، مجھے دوبارہ زندگی عطا کی جائے تو میں پھر شہید ہو جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر شہادت پاؤں۔ (صحیح البخاری: ٣٦)

(٤٠١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَيَّامِهِ الَّتِي لَقِيَ فِيهَا الْعَدُوَّ، انْتَظَرَ حَتّٰى إِذَا مَالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِيهِمْ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَاسْأَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاصْبِرُوا وَاعْلَمُوا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوفِ)) ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، وَمُجْرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ

عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعض سفروں میں جن میں آپ ﷺ دشمن سے برسر پیکار ہوئے تو آپ ﷺ نے سورج کے ڈھل جانے تک انتظار کیا، پھر ان میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! دشمن کا سامنا کرنے کی خواہش نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے بچاؤ ہی کا سوال کرتے رہو، لیکن جب تمھارا ان سے سامنا ہو جائے تو پھر صبر کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے، پھر نبی ﷺ نے فرمایا: اے کتاب نازل کرنے والے، بادلوں کو چلانے والے اور لشکروں کو شکست دینے والے اللہ! انھیں

(٤٠١) صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب كان النبي ﷺ اذا لم يقاتل أول النهار ......، ح:٢٩٦٦۔ صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب كراهة تمني لقاء العدو......، ح: ١٧٤٢.

وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ)) . شکست سے دوچار کر اور ہماری ان کے خلاف نصرت فرما!

شرح المفردات: ......لِقَاءُ الْعَدُوِّ: یعنی دشمن سے مقابلہ یا اس کا سامنا کرنا۔

السُّيُوف: ...... یہ سَيْفٌ کی جمع ہے، تلواریں۔

الْأَحْزَاب: ...... حِزْبٌ کی جمع، لشکر۔

شرح الحديث: ......سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ عافیت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا مجھے آزمائش میں پڑ کر صبر کرنے سے زیادہ پسند ہے۔ (الشکر لابن ابی الدنیا: ص ۲۸)

امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں داخلہ جہاد کے بدولت ہوگا۔ (عمدة القاری للعینی: ۱۴/۱۱۵)

(۴۰۲) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَالرَّوْحَةُ يَرُوحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)) .

سیّدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں ایک دن کا پہرہ دینا دنیا اور اس پر موجود تمام اشیاء و مخلوقات سے بہتر ہے اور جنت میں تم میں سے کسی کے ایک کوڑے کے بقدر جگہ دنیا اور اس پر موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے اور ایک شام یا ایک صبح جس میں بندہ اللہ کے راستے میں نکلتا ہے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

شرح المفردات: ......الرِّبَاطُ: اللہ کی راہ میں مجاہدین کی حفاظت کے لیے پہرا دینا۔

سَوْطٌ: ...... کوڑا، جس سے مجرم کو سزا دی جاتی ہے۔

الرَّوْحَةُ: ...... شام کے وقت سے لے کر رات تک کے کسی بھی وقت میں اللہ کی راہ میں نکلنا۔

الْغَدْوَةُ: ...... دن کے اوّل وقت سے لے کر زوال آفتاب تک کسی وقت میں جہاد کے لیے نکلنا۔

شرح الحديث: ......علماء نے ((خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا)) کی شرح یہ کی ہے کہ ان امور میں سے ہر ایک کا ثواب اس قدر ہے کہ اگر انسان کو ساری کی ساری دنیا دے دی جائے اور وہ اسے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے خرچ کر دے، تو پھر بھی وہ اس ثواب کو نہیں پہنچ پائے گا۔ (شرح عمدة الأحكام لابن دقيق العيد: ۴/۲۲۵)

(۴۰۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((انْتَدَبَ اللّٰهُ لِمُسْلِمٍ: تَضَمَّنَ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لیے جو اس

---

(۴۰۲) صحيح البخاری، كتاب الجهاد، باب فضل رباط يوم فی سبيل الله، ح: ۲۸۹۲ ـ صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الغدوة والروحة فی سبيل الله، ح:۱۸۸۱

(۴۰۳) صحيح البخاری، كتاب الايمان، باب الجهادمن الايمان، ح:۳۶۔ وباب أفضل الناس مؤمن يجاهدبنفسه وماله فی سبيل الله، ح:۲۷۸۷ـ صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الجهادوالخروج فی سبيل الله، ح: ۱۸۷۶۔

اللّٰهُ۔ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادٌ فِي سَبِيلِي وَإِيمَانٌ بِي وَتَصْدِيقٌ بِرُسُلِي، فَهُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ أَرْجِعَهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ نَائِلاً مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ)).

کی راہ میں نکلے (یہ انعام) مقرر کیا ہوا ہے، اور مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی ہے، کہ جو صرف میری راہ میں جہاد کرنے کی غرض سے ہی نکلتا ہے اور وہ مجھ پر ایمان اور میرے رسولوں کی تصدیق بھی کرتا ہو، مجھ پر اس کی یہ ذمہ داری ہے کہ میں (یا تو اسے شہادت سے سرفراز کر کے) جنت میں داخل کردوں گا یا اسے اجروثواب اور مالِ غنیمت کے حصول سے نوازتے ہوئے اسی گھر میں لوٹادوں گا جس سے وہ نکل کر آیا ہے۔

وَلِمُسْلِمٍ : ((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ۔وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ۔ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِهِ إِنْ تَوَفَّاهُ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ سَالِماً مَعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ)).

اور مسلم میں ہے: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال...... اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس کی راہ میں (خلوصِ نیت سے) کون جہاد کرتا ہے...... قیام کرنے والے روزے دار کی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والے کا ذمہ اٹھایا ہے کہ اگر وہ اسے فوت کرے گا تو اسے جنت میں داخل کرے گا یا اسے اجروغنیمت کے ساتھ زندہ سلامت (اپنے گھر) لوٹائے گا۔

شرح المفردات:...... ضَامِنٌ: کسی کا وکیل، ضامن ہوا، ذمہ دار بننے والا/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب سَمِعَ يَسْمَعُ۔

شرح الحدیث: ...... کچھ شہید ایسے بھی ہوں گے جنھیں شہادت تو حاصل ہوئی ہوگی لیکن جنت سے وہ محروم قرار دیے جائیں گے اور بعض غازی ایسے ہوتے ہیں کہ جو مالِ غنیمت تو حاصل کر لیتے ہیں لیکن اجر وثواب سے خالی ہاتھ لوٹتے ہیں۔ اس لیے نبی ﷺ نے تین ایسے امور ذکر فرمائے ہیں کہ جس میں وہ پائے جائیں گے اسے شہادت کے ساتھ جنت بھی ملے گی، اور اگر اسے زندگی مل گئی تو مالِ غنیمت کے ساتھ اجر وثواب سے بھی نوازا جائے گا، وہ تین امور یہ ہیں: خلوصِ نیت، یعنی وہ فقط جہاد ہی کی نیت سے نکلا ہو، دوسرا اللہ تعالیٰ پر ایمان ویقین اور تیسرا تمام انبیاء ورسل کے برحق ہونے کی تصدیق۔

(٤٠٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَا مِنْ مَكْلُومٍ يُكْلَمُ

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: جو کوئی بھی زخمی شخص اللہ کی راہ میں زخمی کیا گیا تو وہ روزِ قیامت اس حال

(٤٠٤) صحيح البخاري، كتاب الصيد والذبائح، باب المسك، ح: ٥٥٣٣۔صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب فضل الجهادوالخروج فى سبيل الله، ح:١٨٧٦

فِی سَبِیلِ اللّٰهِ إِلاَّ جَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَکَلْمُهُ یَدْمٰی اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّیحُ رِیحُ الْمِسْكِ))

میں آئے گا کہ اس کا زخم خون بہار ہا ہوگا، جس کا رنگ تو خون کا رنگ ہی ہوگا لیکن اس کی خوشبو کستوری کی خوشبو ہوگی۔

شرح المفردات: ......مَکْلُومٌ: مجروح، زخمی کیا گیا شخص۔/ واحد مذکر، اسم مفعول، باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔

الْمِسْك :...... کستوری، ہرن کے ناف سے نکلنے والا خوشبودار مادہ۔

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ روزِ محشر شہید کو اسی حالت میں اُٹھایا جائے گا جس حالت میں اس کی شہادت ہوئی ہوگی، اور اس کی حکمت یہ ہے کہ وہ خون اس کے راہِ خدا میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے پر شاہد ہو۔

(٤٠٥) عَنْ أَبِی أَیُّوبَ الْأَنْصَارِیِّ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((غَدْوَةٌ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَیْرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ وَغَرَبَتْ)).

ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں صبح یا شام کو نکلنا ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع وغروب ہوتا ہے۔

شرح المفردات: ......طَلَعَتْ عَلَیْهِ الشَّمْسُ وَغَرَبَتْ: مراد دنیا میں موجود ہر چیز سے۔/ طَلَعَتْ: واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔/ غَرَبَتْ: واحد مؤنث غائب، فعل ماضی معلوم، باب نَصَرَ یَنْصُرُ.

شرح الحدیث: ......اس حدیث میں بھی جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

(٤٠٦) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((غَدْوَةٌ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَیْرٌ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیهَا)).

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبح یا شام کو راہِ خدا میں نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

شرح المفردات: ......الدُّنْیَا وَمَا فِیهَا: دُنیا اور جو کچھ بھی دنیا میں موجود ہے۔

شرح الحدیث: ...... یہ حدیث بھی اسی معنی میں ہے۔

(٤٠٧) عَنْ أَبِی قَتَادَةَ الْأَنْصَارِیِّ رضی الله عنه قَالَ : خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلٰی حُنَیْنٍ۔ وَذَکَرَ قِصَّةً۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ

ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین کی طرف روانہ ہوئے۔ اور پھر راوی نے مکمل واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مقتول

(٤٠٥) صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الغدوة والروحة فی سبیل اللّٰه، ح:١٨٨٣

(٤٠٦) صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب الغدوة والروحة فی سبیل اللّٰه، ح: ٢٧٩٢ ۔صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضل الغدوة والروحة فی سبیل اللّٰه، ح:١٨٨٠

(٤٠٧) صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب من لم یخمس الأسلاب، ح: ٣١٤٢ ۔صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب استحقاق القاتل سلب القتیل، ح:١٧٥١

قَتَـلَ قَتِيلاً لَـهُ عَـلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ)) قَالَهَا ثَـلاثًا .

کو قتل کیا ہو اور اس کے پاس اس قتل پر کوئی واضح دلیل ہو تو اس (مقتول) کا سامان اس (قاتل) کو ملے گا۔ آپ ﷺ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔

شرح المفردات: ......قَتِيلاً: یہ بمعنی مقتول ہے۔/ واحد مذکر، صفتِ مشبہ، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

سَلَبُهُ:...... مقتول کا لباس، اس کی سواری اور اس کے جنگی آلات وہتھیار وغیرہ۔

شرح الحديث: ......حدیث کا کچھ حصہ جو یہاں مذکور نہیں ہے وہ یہ ہے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا تو میں کھڑا ہوا اور کہا: میری گواہی کون دے گا (کہ میں نے بھی ایک کافر کو مارا ہے)؟ (کسی نے گواہی نہ دی) تو میں بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے پھر اس کے مثل فرمایا، میں پھر کھڑا ہوا اور گواہی طلب کی اور پھر بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے پھر وہی ارشاد فرمایا، میں نے کھڑے ہو کر پھر گواہی مانگی (لیکن سب خاموش رہے) تو میں بیٹھ گیا۔ بالآخر نبی ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ میں نے بتلایا، تو ایک آدمی بولا کہ جی حضور! یہ سچ کہہ رہا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس مقتول کا ساز وسامان اسے دے دو۔ (صحيح البخارى : ٣١٤٢، صحيح مسلم: ١٧٥١)

(٤٠٨) عَـنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ رضي الله عنه قَالَ : أَتَى النَّبِيَّ ﷺ عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَهُوَ فِي سَفَرِهِ ، فَجَلَسَ عِنْدَ أَصْحَابِهِ يَتَحَدَّثُ ، ثُمَّ انْفَتَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((أُطْلُبُوهُ وَاقْتُلُوهُ)) فَقَتَلْتُهُ فَنَفَّلَنِي سَلَبَهُ .

سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس ایک جاسوس آیا جب کہ آپ ﷺ حالت سفر میں تھے۔ وہ آپ ﷺ کے صحابہ کے پاس بیٹھا باتیں کرتا رہا، پھر چپکے سے فرار ہو گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: اسے ڈھونڈو اور قتل کر دو، چنانچہ میں نے اسے قتل کر دیا تو آپ ﷺ نے اس کا سامان مجھے دے دیا۔

فِـي رِوَايَةٍ : فَـقَـالَ : ((مَنْ قَتَلَ الرَّجُلَ ؟)) فَـقَـالُـوا : ابْـنُ الأَكْوَعِ ، فَقَالَ : ((لَهُ سَلَبُهُ أَجْمَعُ)) .

ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کو کس نے قتل کیا ہے؟ صحابہؓ نے کہا: ابن اکوع نے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا سارے کا سارا سامان اس کا ہے۔

شرح المفردات: ......انْـفَتَلَ : چپکے سے فرار ہو گیا، خاموشی سے کھسک گیا۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب انفعال۔

شرح الحديث: ......اس حدیث میں کافر جاسوس کے قتل کا حکم ذکر ہوا ہے، لیکن اگر جاسوس مسلمان ہو مگر جاسوسی کافروں کے لیے کرتا ہو، تو قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے کہ اسے بھی قتل کر دیا جائے۔

---

(٤٠٨) صحيح البخاری، كتاب الجهاد، باب الحربى اذادخل دارالاسلام بغير أمان ، ح:٣٠٥١۔صحيح مسلم، كتاب الجهادوالسير، باب استحقاق القاتل سلب القتيل، ح:١٧٥٤

(اکمال المعلم: ٦/ ٧١) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے بارے میں امام (حکمران یا سپہ سالار) اجتہاد کرے گا۔(کشف اللثام للسفارینی: ٧/ ١٩٢) احناف، حنابلہ اور شوافع کے نزدیک اسے تعزیراً سزا دی جائے گی۔ (شرح مسلم للنووی: ١٢/ ٦٧)

(٤٠٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً إِلَى نَجْدٍ فَخَرَجْتُ فِيهَا، فَأَصَبْنَا إِبِلاً وَغَنَماً، فَبَلَغَتْ سُهْمَانُنَا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيراً وَنَفَّلَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعِيراً بَعِيراً.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف لشکر بھیجا تو میں بھی (یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما) اس لشکر کے ساتھ گیا، (کہتے ہیں کہ) ہم نے بہت سے اونٹ اور بکریاں حاصل کیں اور ہمارے (ہر آدمی کے) حصے میں بارہ بارہ اونٹ آئے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک ایک اونٹ زائد دے دیا۔

شرح المفردات:...... نَفَّلَنَا: یعنی ہمیں مالِ غنیمت کے حصوں کے علاوہ زائد اور اضافی حصہ دیا۔/ نَفَّلَ: واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم، باب تفعیل۔

شرح الحدیث:...... گویا سالارِ لشکر یا امیر اپنی مرضی سے مقررہ حصے سے زیادہ دے سکتا ہے۔

(٤١٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا جَمَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ يُرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ فَيُقَالُ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ (روزِ قیامت) پہلے اور آخری سب لوگوں کو جمع فرمائے گا تو ہر عہد شکن کے لیے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا: یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی ہے۔

شرح المفردات:...... غَادِرٌ: وعدہ پورا نہ کرنے والا، عہد توڑنے والا/ واحد مذکر، اسم فاعل، باب ضَرَبَ يَضْرِبُ۔

لِوَاءٌ:...... جھنڈا، پرچم۔

شرح الحدیث:...... ایک روایت میں ((عِنْدَ اِسْتِهٖ)) کے الفاظ ہیں، یعنی وہ جھنڈا اس کی پیٹھ پر گاڑا ہوا ہو گا۔ (مسند احمد: ٣/ ٣٥)

(٤١١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّ

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے

---

(٤٠٩) صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب السرية التي قبل نجد، ح:٤٣٣٨ ـ صحيح مسلم، كتاب الجهادوالسير، باب الأنفال، ح:١٧٤٩

(٤١٠) صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب مايدعى الناس بآبائهم، ح: ٦١٧٧ ـ صحيح مسلم، كتاب الجهادوالسير، باب تحريم الغدر، ح:١٧٣٥

(٤١١) صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب قتل الصبيان في الحرب، ح:٣٠١٥ ـ صحيح مسلم، كتاب الجهادوالسير، باب تحريم قتل النساء والصبيان، ح:١٧٤٤

امْـرَأَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ ﷺ مَـقْتُـولَةً ، فَـأَنْـكَرَ النَّبِيُّ ﷺ قَتْـلَ الـنِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ .

کسی غزوے میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو نبی ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے روک دیا۔

شرح المفردات: ......مَغَازِي: یہ مَغْزًى کی جمع ہے، بمعنی غزوات۔

أَنْكَرَ: ...... یعنی ان کے قتل سے روکا اور منع فرمایا/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی معلوم، باب افعال۔

شرح الحديث: ......امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عورتوں و بچوں کے قتل کی تحریم پر تمام علماء کا اجماع ہے، جبکہ وہ جنگ میں شریک نہ ہوں، لیکن اگر وہ بھی جنگ میں شریک ہوں تو جمہور علماء کا یہی موقف ہے کہ انھیں بھی قتل کر دیا جائے گا۔ (شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۲/ ۷۸)

(۴۱۲) عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَـالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ عَبْـدَالـرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ شَكَوَا الْقَمْلَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ لَهُـمَـا فَـرَخَّـصَ لَهُـمَا فِي قَمِيصِ الْحَرِيرِ وَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا .

سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما نے کسی غزوے کے دوران رسول اللہ ﷺ سے جوؤں کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ان دونوں کو ریشمی قمیص پہننے کی رخصت مرحمت فرمائی اور میں نے ان دونوں کو ریشمی قمیص پہنے دیکھا۔

شرح المفردات: ......الْقَمْلَ: جوئیں، جو سر میں پڑ جاتی ہیں۔

شرح الحديث: ......ریشم کی قمیص پہننے کی یہ رخصت ایک اضطراری صورت میں دی گئی، تا کہ اسے اس تکلیف سے افاقہ ہو سکے، وگرنہ بالعموم تحریم کا حکم اپنی جگہ پر قائم ہے۔

(۴۱۳) عَـنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ : كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيرِ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُـولِهِ ﷺ مِـمَّـا لَـمْ يُوجِفِ الْمُسْلِمُونَ عَـلَيْـهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ ، وَكَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ خَـالِـصاً ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعْزِلُ نَفَقَةَ أَهْلِهِ سَنَةً ، ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي الْـكُـرَاعِ وَالسِّـلاحِ عُـدَّـةً فِـي سَبِيلِ اللّٰـهِ

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنونضیر کے مال وہ تھے جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بطور فے عطا کیا تھا اور یہ ان اموال میں سے تھا کہ مسلمانوں نے جس (کو حاصل کرنے کے لیے اس) پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے (یعنی بغیر لڑائی کے ہی حاصل ہو گیا)، مال رسول اللہ ﷺ کے لیے خاص تھا اور آپ ﷺ اس میں سے اپنے گھر والوں کو پورے سال کا خرچہ، اور راوی نے (یہ بھی) کہا: سال بھر کی

(۴۱۲) صحيح البخاری، كتاب الجهاد، باب الحرير فی الحرب، ح:۲۹۲۰۔ صحيح مسلم، كتاب اللّباس، باب اباحة لبس الحرير للرجل اذاكان به حكة أو نحوها، ح:۲۰۷٦

(۴۱۳) صحيح البخاری، كتاب الجهاد، باب المجن ومن يتترس بترس، ح:۲۹۰۴ ۔صحيح مسلم، كتاب الجهادوالسير، باب حكم الفیء، ح:۱۷۵۷

عَزَّ وَجَلَّ .

غذا ایک ہی مرتبہ دے دیا کرتے تھے اور جو باقی بچ جاتا اسے اللہ کی راہ میں تیاری کے لیے گھوڑوں اور اسلحہ پر خرچ فرما لیتے۔

شرح المفردات: ...... بَنُو النَّضِير : یہ یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا جو مدینہ کے قریب ہی آباد تھا۔

يُــوجِفُ : ...... ایجاف کا مطلب ہوتا ہے سواری کو تیز دوڑانا، اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر بھگانا۔/ واحد مذکر غائب، فعل مضارع معلوم، باب افعال۔

رکاب : ...... وہ اونٹ ہیں جن پہ سواری کی جاتی ہے۔

الْكُرَاعِ : ...... گھوڑوں اور سامان کے مجموعے کا نام۔

شرح الحديث: ...... جو مال بغیر جنگ و جدل کے حاصل ہو، اسے مال فے کہتے ہیں اور یہ اللہ و رسول اور جہادی تیاری کے لیے خاص ہوتا ہے۔

(٤١٤) عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ : أَجْرَى النَّبِيُّ ﷺ مَـا ضُـمِّرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْـحَـفْيَـاءِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ ، وَأَجْرٰى مَا لَمْ يُـضَـمَّـرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ . قَالَ ابْنُ عُمَرَ : وَكُنْتُ فِيمَنْ أَجْرٰى .

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے **حفیاء** سے **ثنیہ** تک تضمیر شدہ گھوڑوں کی دوڑ لگوائی اور **ثنیہ** سے مسجد بنی زریق تک غیر تضمیر شدہ گھوڑوں کی دوڑ لگوائی، ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں بھی انھی میں تھا جنھوں نے دوڑ لگائی۔

قَـالَ سُـفْيَـانُ : مِنَ الْحَفْيَاءِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ خَمْسَةُ أَمْيَالٍ أَوْ سِتَّةٌ ، وَمِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ مِيلٌ .

سفیان کہتے ہیں: **حفیاء** سے **ثنیة الوداع** تک پانچ یا چھ میل اور ثنیة الوداع سے مسجد بنی زریق تک ایک میل کا فاصلہ ہے۔

شرح المفردات: ...... ضُمِّرَ : تضمیر سے مراد یہ ہے کہ گھوڑے کو پہلے پہل خوب چارہ کھلایا جائے تاکہ وہ قوی اور طاقتور ہو جائے، پھر تدریجاً اس کی غذا کم کر دی جانے لگے اور دوڑ وغیرہ کی مشق زیادہ کرائی جائے، یوں وہ سخت جسم و جان والا اور چاک و چوبند ہو جاتا ہے۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مجہول، باب تفعیل۔

شرح الحديث: ......ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ((سَـابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ ، وَأَعْطَى السَّابِقَ .)) ''کہ آپ ﷺ نے گھوڑ دوڑ کا مقابلہ کروایا اور جیتنے والے کو انعام دیا۔'' (مسند احمد: ٢ / ٩١) اس سے ایسی کھیلوں اور ایسے امور میں مقابلہ بازی اور حوصلہ افزائی کا جواز ملتا ہے، جن سے جہادی تیاری، علمی و عملی رغبت یا خدمتِ دین کا کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہو۔

---

(٤١٤) صحيح البخارى ، كتاب الجهاد ، باب السبق بين الخيل ، ح:٢٨٦٨ـ صحيح مسلم ، كتاب الامارة ، باب المسابقة بين الخيل وتضميرها ، ح: ١٨٧٠ .

(٤١٥) عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: عُـرِضْـتُ عَـلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ أُحُدٍ وَأَنَـا ابْـنُ أَرْبَـعَ عَشْـرَةَ، فَـلَمْ يُجِزْنِي، وَعُـرِضْـتُ عَـلَيْـهِ يَـوْمَ الْـخَنْدَقِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ، فَأَجَازَنِي.

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے چودہ سال کی عمر میں غزوہ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کے سامنے (جہاد میں شرکت کے لیے) پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت نہیں دی، اور پندرہ برس کی عمر میں غزوہ خندق کے موقع پر آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔

شرح الحدیث: ......امام یا امیر ایسے بچے کو جہاد کے لیے نکلنے سے منع کر سکتا ہے جو قتال کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔ (الاقناع للحجاوی: ٢/٨٣)

(٤١٦) وَعَـنْـهُ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُـولَ الـلّٰـهِ ﷺ قَسَـمَ فِـي النَّفَلِ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّجُلِ سَهْماً.

انھی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مالِ غنیمت میں گھوڑے کے لیے دو حصے اور آدمی کے لیے ایک حصہ تقسیم فرمایا۔

شرح المفردات: ......النَّفَل: غنیمت کا مال۔

شرح الحدیث: ......عہدِ اوّلیں میں گھوڑا چونکہ آلاتِ حرب میں سب سے زیادہ معاون، مفید اور ضروری ہوا کرتا تھا، لہٰذا اس کی تیاری اور دیکھ بھال کے لیے الگ سے دو حصے مقرر کیے گئے، تاکہ وہ توانا جسم و جان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ کارگر ثابت ہو سکے۔

(٤١٧) وَعَنْهُ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُـنَـفِّـلُ بَـعْـضَ مَـنْ يَبْـعَـثُ فِي السَّرَايَا لِأَنْفُسِهِمْ خَاصَّةً سِوٰى قَسْمِ عَامَّةِ الْجَيْشِ.

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان میں سے کچھ لوگوں کو جنھیں آپ ﷺ فوجی دستوں میں بھیجتے تھے، لشکر کی عمومی تقسیم کے علاوہ بھی خاص انھی کے لیے کچھ مال زائد دے دیا کرتے تھے۔

شرح المفردات: ......السَّرَایَا: سریّة کی جمع ہے، چھوٹا لشکر، پانچ سے لے کر تین سو تک افراد پر مشتمل فوجی دستہ۔

شرح الحدیث: ......اس سے معلوم ہوا کہ جب کسی خاص کارروائی کے لیے مجاہدین کا الگ سے کوئی خاص دستہ

---

(٤١٥) صحيح البخاری، كتاب الشهادات، باب بلوغ الصبيان وشهاداتهم، ح: ٢٦٦٤ ـ صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب بيان بلوغ الصبيان، ح: ١٨٦٨

(٤١٦) صحيح البخاری، كتاب الجهاد، باب سهام الفرس، ح: ٢٨٦٣ ـ صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب كيفية قسمة الغنيمة بين الحاضرين، ح: ١٧٦٢

(٤١٧) صحيح البخاری، كتاب الجهاد، باب الدليل علىٰ أن الخمس لنوائب المسلمين ...... ، ح: ٣١٣٥ ـ صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب الأنفال، ح: ١٧٥٠

بھیجا جائے تو ان کی کامیابی پر انہیں خصوصی طور پہ کچھ انعام واکرام دینا جائز ہے، البتہ مالِ غنیمت میں سب برابر کے شریک ہوں گے۔

(٤١٨) عَنْ أَبِي مُوسٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلاحَ فَلَيْسَ مِنَّا)) .

سیّدنا ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہم پر اسلحہ اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں۔

شرح المفردات:...... **فَلَيْسَ مِنَّا**: وہ ہمارے طریقے پر نہیں، یعنی اس کا یہ عمل ہمارے حکم اور سنت کے مخالف ہے۔

شرح الحديث: ......سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے: ((لَا يُشِرْ اَحَدُكُمْ اِلٰى اَخِيْهِ بِالسَّلاحِ ، فَاِنَّهٗ لا يَدْرِيْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِيْ يَدِهٖ ، فَيَقَعُ فِيْ حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ .)) ”تم میں سے کوئی بھی اپنے (مسلمان) بھائی کی طرف اسلحے کے ساتھ اشارہ نہ کرے، کیونکہ وہ نہیں جانتا شاید شیطان اس کے ہاتھ میں ہی نہ چلا دے اور وہ (اپنے بھائی کے قتل کے بسبب) جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔

(صحيح البخاری: ٦٦٦١، صحيح مسلم، ٢٦١٧)

(٤١٩) عَنْ أَبِي مُوسٰى رضي الله عنه قَالَ : سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُقَاتِلُ شَجَاعَةً ، وَيُقَاتِلُ حَمِيَّةً ، وَيُقَاتِلُ رِيَاءً ، أَيُّ ذَالِكَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : ((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) .

سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا گیا جو بہادری دکھانے کے لیے لڑتا ہے اور جو غیرت دکھانے کے لیے لڑائی کرتا ہے، اور جو لوگوں کے دکھلاوے کے لیے قتال کرتا ہے، کہ ان میں سے اللہ کی راہ میں قتال کرنے والا کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس مقصد سے قتال کرتا ہے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو جائے تو (درحقیقت) وہی اللہ کی راہ میں قتال کرنے والا ہے۔

شرح المفردات:...... **شَجَاعَةً**: اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھانے کی غرض سے۔

حَمِيَّةً:...... قوم وقبیلہ اور علاقہ و وطن کی غیرت وحمیت کی خاطر۔

رِيَاءً:...... لوگوں سے تعریف وستائش کی خواہش اور اپنے چرچے کی نیت رکھنا۔

شرح الحديث: ...... نبی ﷺ سے مذکورہ بالا تین قسم کے لوگوں کی بابت پوچھا گیا، تو آپ ﷺ نے انتہائی فصیح و بلیغ اسلوب اپناتے ہوئے ان تین طرح کے لوگوں کے بارے میں جواب دینے کے بجائے آپ ﷺ نے

(٤١٨) صحيح البخاری، كتاب الفتن، باب قول النبی ﷺ من حمل علينا السلاح--- ، ح:٧٠٧١-صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب قول النبی ﷺ من حمل علينا السلاح---، ح:١٠٠

(٤١٩) صحيح البخاری، كتاب التوحيد، باب قوله تعالىٰ:ولقدسبقت كلمتنا---، ح:٧٤٥٨-صحيح مسلم، كتاب الامارة، باب من قاتل لتكون كلمة اللّٰه هی العليا---، ح:١٩٠٤

راہِ خدا میں قتال کرنے والے مجاہد کا وصف بیان فرما دیا کہ اس کے علاوہ جو بھی ہوگا، وہ راہِ خدا میں شمار نہیں ہوگا۔

بَابُ الْعِتْقِ...... آزادی کا بیان

(٤٢٠) عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰـهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ شِرْكاً لَهُ فِي عَبْدٍ فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ عَدْلٍ، فَأَعْطَى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ، وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ، وَإِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ)).

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی غلام کو اپنے حصے کے بقدر آزاد کرے تو وہ غلام کی قیمت کے اعتبار سے ہوگا، پھر اس (غلام) کی پوری پوری قیمت لگائی جائے گی تو ان کے شرکاء کو ان کا حق دیا جائے گا اور غلام آزاد ہو جائے گا، وگرنہ وہ اسی قدر ہی آزاد ہوگا جس قدر اس نے آزاد کیا ہوگا۔

شرح المفردات:...... شِرْكاً لَهُ: اپنا حصہ۔

قِيمَةَ عَدْلٍ: ...... پوری پوری قیمت یعنی نہ تو زیادہ اور نہ ہی کم۔

حِصَص: ...... حِصة کی جمع، حصے۔

شرح الحديث:...... ایک غلام کے بہت سے مالک ہیں، ان میں سے ایک شخص اسے آزاد کرنا چاہتا ہے تو اس کی صورت یہ ہوگی کہ اس غلام کی قیمت لگائی جائے گی، مثال کے طور پر اس کی ایک لاکھ قیمت لگا دی گئی اور اس کے چار مالک ہیں، ایک نے آزاد کر دیا یعنی اپنی قیمت معاف کر دی تو اس کی قیمت کا باقی پچھتّر ہزار رہ گیا، اب آزاد کرنے والا شخص ان باقی تین شرکاء کو پچیس پچیس ہزار ادا کرے گا تو وہ غلام مکمل آزاد ہو جائے گا وگرنہ وہ صرف اس کی طرف ہی سے آزاد ہوگا، باقیوں کا بدستور غلام رہے اور جب تک وہ اپنا اپنا حصہ آزاد نہیں کرتے تب تک وہ ان کی غلامی میں ہی رہے گا۔

(٤٢١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَعْتَقَ شِقْصاً مِنْ مَمْلُوكٍ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهُ كُلُّهُ فِي مَالِهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ قُوِّمَ الْمَمْلُوكُ قِيمَةَ عَدْلٍ، ثُمَّ اُسْتُسْعِيَ الْعَبْدُ غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ)).

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص غلام سے (اپنا) حصہ آزاد کر دے تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے مال میں (سے باقی شرکاء کو رقم ادا کر کے) اسے مکمل رہائی دلائے، لیکن اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو غلام کی پوری پوری قیمت لگائی جائے، پھر غلام کو اپنی آزادی کے بقدر کام کا مکلّف بنایا جائے اور اس پر مشقّت نہ

(٤٢٠) صحيح البخاری، كتاب العتق، باب اذا اعتق عبداً بين اثنين...، ح: ٢٥٢٢۔ صحيح مسلم، كتاب العتق، الباب الأول، ح: ١٥٠١

(٤٢١) صحيح البخاری، كتاب الشركة، باب تقويم الأشياء بين الشركاء...، ح: ٢٤٩١ ۔صحيح مسلم، كتاب العتق، باب ذكر سعاية العبد، ح: ١٥٠٣

شرح المفردات: ......شِقْصًا: کسی بھی چیز کا تھوڑا سا حصہ۔

اُسْتُسْعِيَ: ...... اپنی قیمت کے مطابق اس قدر خدمت کرنے کو اس پر فرض کر دیا جائے تا کہ وہ آزادی حاصل کر سکے۔/ واحد مذکر غائب، فعل ماضی مجہول، باب استفعال۔

غَيْرَ مَشْقُوقٍ عَلَيْهِ: ...... اس سے سخت خدمت اور مشقت والے کام نہ کروائے جائیں۔/ مشقوق: واحد مذکر، اسم مفعول، باب نَصَرَ يَنْصُرُ۔

شرح الحديث: ......یعنی اس کی قیمت مقرر کر کے اس قیمت کے برابر ایک مدت متعین کر دی جائے گی اور اسے کہا جائے کہ اتنی مدت تک تم ہماری غلامی میں رہو گے اور جب مطلوبہ مدت ہماری خدمت کرتے ہوئے پوری کر لو گے تو گویا تم نے اپنی قیمت ادا کر دی، اور پھر تم ہماری طرف سے آزاد ہو۔

بَابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ ...... مدبر کی بیع کا بیان

(٤٢٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: دَبَّرَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ غُلَاماً لَهُ.

وَفِي لَفْظٍ: بَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِهِ أَعْتَقَ غُلَاماً لَهُ عَنْ دُبُرٍ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَبَاعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ، ثُمَّ أَرْسَلَ ثَمَنَهُ إِلَيْهِ.

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک آدمی نے اپنے غلام کی آزادی کو (اپنی) موت سے معلق کیا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کو یہ بات پہنچی کہ آپ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی نے اپنے غلام کو (اپنی) موت کے بعد آزاد کرنے کا کہا ہے، اس کے پاس (یعنی مالک کے پاس) غلام کے علاوہ کوئی مال بھی نہیں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے آٹھ سو درہم کے عوض خرید لیا، پھر اس کی طرف اس کی قیمت بھیج دی۔

شرح المفردات: ......اَلْمُدَبَّر: دُبر سے مراد ہر چیز کا پچھلا ہے لیکن یہاں موت مراد ہے، اور مدبر سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنے غلام کی آزادی کو اپنی موت سے مشروط کر دے کہ جب میں فوت ہو جاؤں گا تب تم آزاد ہو۔/ واحد مذکر، اسم مفعول، باب تفعیل۔

شرح الحديث: ......اس حدیث سے تین امور کی وضاحت ہوتی ہے: ایک یہ کہ اپنے غلام کے بارے میں یہ وصیت کرنا جائز ہے کہ یہ میری موت کے بعد آزاد ہے، دوسرا امر جو ضمناً سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ اگر وصیت کرنے والے کے پاس وراثت میں چھوڑ جانے کے لیے اتنا سا بھی مال نہ ہو کہ جس سے اس کے اہلِ خانہ بآسانی گزر بسر کر سکیں تو اس صورت میں اسے آزاد نہ کرنا افضل سمجھا گیا ہے، اور تیسرا یہ کہ اگر اس نے آزاد کرنا اپنے آپ پر لازم کر لیا ہو اور

---

(٤٢٢) صحيح البخاري، كتاب الأحكام، باب بيع الامام على الناس أمواله، وضياعهم---، ح:٧١٨٦ ـ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب جواز بيع المدبر، ح:٩٩٧

اس کی موت کے بعد اس کے بیوی بچوں کا کوئی ذریعہ معاش بھی نہ ہوتو اس صورت میں اس مدبّر غلام کو آزاد کرنے کی بجائے بیچنا جائز ہے اور ایک تہائی قیمت اللہ کی راہ میں وقف کر دی جائے گی۔

تمّ بحمداللّٰہ ومنه، فله الحمدوالفضل والشكر

أوّله واٰخره، والحمدللّٰہ رب العالمين آمين

❀❀❀❀

یادداشت